UNIVERSAL LIBRARY

سلسلۂ آصفیہ

جلد چہارم

تاریخ دکن

حصہ دوم

جس مین تمام حالات شاہان بیجاپور واحمدنگر وگولکنڈہ وخاندیس وغیرہ کے بڑی شرح وبسط سے اوس زمانہ تک مندرج
ہین جب تک کہ دکن کا ملک ہندوؤن کے جھگڑون سے بالکل پاک وصاف رہا

اور جو

بعہد مبارک

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک
مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہٗ

بہ ہدایت ونگرانی

شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی - بی - اے - بی - ایل - ایف - جی - ایس
ایسوشیئٹ رائل اسکول آف مائنس لندن
وممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ ایرلینڈ
ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس
ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال وبمبئی
بی - ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ
معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات وصفائی وغیرہ ممالک محروسہ سرکار نظام

سررشتہ علوم وفنون مین مرتب ہوئی

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صاحب کے چھپی
سنہ ۱۹۰۰ء

سلسلہ آصفیہ

جلد چہارم

تاریخ دکن

حصہ دوم

جس مین تمام حالات شاہان بیجاپور واحمدنگر وگولکنڈہ وخاندیس وغیرہ کے بڑی شرح وبسط سے اوس زمانہ تک مندرج
ہین جب تک کہ دکن کا ملک ہندوؤن کے جھگڑون سے بالکل پاک وصاف رہا

اورجو

بعہد مبارک

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک
مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہ

وبہ ہدایت ونگرانی

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی - بی - اے - بی - ایل - ایف - جی - ایس
ایسوشیئیٹ رائل اسکول آف مائنس لندن
وممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آیرلینڈ
ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس
ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال وبمبئی
بی - ایس گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ
معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات وصفائی وغیرہ ممالک محروسہ سرکار نظام

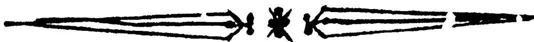
سررشتہ علوم وفنون مین مرتب ہوئی

از مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی
سنہ ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین تاریخ دکن

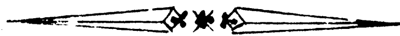
حصہ دوم

تمت بالخیر





ہمارا خیال تہا کہ اس **حصہ دوم** مین اورنگ زیب عالمگیر کا حال تمام ہو جائیگا۔ مگر اس کی انتہا تک اوس کی ابتدا بھی نہ ہوئی۔ اب امید ہے کہ تیسری جلد مین عالمگیر کا حال ختم ہو۔ اس لئے **سلاطین آصفیہ** کا حال چوتھی جلد سے شروع ہوگا۔ اور ایسے ہی سلاطین آصفیہ کا حال ہم سمجھے ہوئے تھے کہ دو جلدین آجائیگا۔ مگر جیسی یہ جلد ہے ایسی ایسی چار جلدون مین بہی اب اوس کا ختم ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس تاریخ کی سات آٹھ جلدون سے کم ضخامت نہو گی۔





بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔حسین شاہ کے مرنے پر احمدنگر مین مرتضیٰ نظام شاہ کی تخت نشینی اور خونزہ ہمایون کا اقتدار۔

حسین شاہ والی احمدنگر شراب خواری اور عیاشی مین اپنے باپ کا بھی باپ تھا۔ اس جوانی کے ہی عالم مین قواے جسمانی بڈھون سے بدتر ہو گئے تھے۔ جب بیجانگر سے لوٹ کر احمدنگر آیا۔ تو کثرت مباشرت اور افراط شراب خواری سے گیارہ دن۔ کے بعد روز چہارشنبہ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۹۷۲ ہجری کو مر گیا۔ اوس کی تاریخ وفات ہے ع آفتاب دکن بشد پنہان۔ اگر یہ بادشاہ زندہ رہتا تو علی عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کو بادشاہی کرنا مشکل تھی۔ بے ایمانی تو اوس کو وراثت مین ملی تھی۔ سید خان عین الملک صلابت خان اور جہانگیر خان کے قتل سے اوس کا پاجی پن بخوبی ظاہر ہے۔ مگر دل کا بڑا مضبوط اور واقعی بہادر تھا اس کے زمانہ مین احمدنگر کی سلطنت سے شولاپور اور کلیانی کے علاقے نکل گئے۔ مگر جو صورتین بڑی تھین اون سے

۹۷۲ھ

ترقی کی امید تہی لیکن بے وقت کی موت نے سب امیدین خاک مین ملا دین - اس کے بعد اس کے چار بیٹے اور چار بیٹیان باقی رہین - خونزہ ہمایون میا بجیو بن خواجگی پیرزادہ جہان شاہ قراقونیلو بادشاہ آذربایجان کی بیٹی اس کی بی بی تہی اوس سے دو بیٹے مرتضی اور برہان اور دو بیٹیان چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ و خدیجہ بی بی منکوحہ جمال الدین حسین انجو تہین باقی دو بیٹے شاہ قاسم اور شاہ منصور اور دو بیٹیان آقا بی بی زوجہ میر عبد الوہاب بن سید عبد العظیم و بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ کنیزون سے تہین - مرتضی شاہ جو اسوقت جوان ہو چلا تہا باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا - مگر نوجوانی کے باعث خونزہ ہمایون اوس کی مان متکفل امورات سلطنت رہی - ملا عنایت اللہ پیشوا اور قاسم بیگ حکیم دونو ہر روز اوس کے پاس جاتے اور وہ پردہ مین بیٹھکر اون سے امورات سلطنت مین مشورہ لیتی اور احکام جاری کرتی - خونزہ ہمایون کے دو بہائی عین الملک و تاج خان اور ایک خواجہ سرا اعتبار خان تہا - ان پر اوس کا بڑا اعتبار تہا اوس نے اونہین بڑا اختیار دے رکہا تہا - مرتضی شاہ ہمیشہ لہو و لعب اور امراے غریب کے ساتھہ دل لگیون مین مشغول رہا کرتا تہا بلکہ یون سمجہنا چاہیئے - کہ مان نے ہی اپنی حکمرانی اور فرمان روائی کے لیے اوسے کہیل کود مین لگا رکہا تہا - خونزہ ہمایون گو بڑی لایق عورت نہ تہی - مگر لیاقت سے خالی ہی نہ تہی -

۹۷۲ھ

۲ - علی عادل شاہ کی فتوحات کرناٹک مین اب کیا تہا - اب تو علی عادل شاہ کو بے مانگے دل کی مراد مل گئی جب حسین شاہ کا بالکل کہٹکا ہی مٹ گیا - فوج لیکر رایچور کا محاصرہ کیا - اور گرد و نواح کے علاقجات مین فوج بہیجی - زمیندار اور رئیس مطیع ہونا شروع ہوئے اس نے بہی اون کے ساتھہ رعایتین کین - خلعت دئے - جاگیرین دین - پہلے

علاقجات پر ایک امیر اور رئیس کے بحال رکھے۔ جب اہل قلعہ نے یہ حالت دیکھی۔
اور اون کو کہین سے مدد اور رسد نہ ملی۔ تو اونہون نے او نیز قلعہ داران مدگل اینگری دماکری
نے اطاعت اختیار کر لی۔ پہر علی عادل شاہ نے اپنے معتمد سرداروں کو اون قلعون مین
متعین کیا۔ اور اون کی مرمت کرا کے بیجاپور کو لوٹ آیا گو وہ کرناٹک سے لوٹ آیا۔ مگر اس
موقع مناسب کو اوس نے مفت ضایع کرنا مناسب نہ سمجہا اور کرناٹک کے فتوحات کا کامل
ارادہ کر لیا۔ بیجانگر ندی کے داہنے کنارہ تہا۔ اوس کے بائین کنارہ پر دس میل کو ایک قلعہ
اناگندی تہا۔ بیجانگر کی تباہی پر علی عادل شاہ نے اسے آباد کیا۔ یلتمراج رامراج کا چہوٹا بیٹا جو
لڑائی کی خرابی پر علی عادل شاہ کے پاس حاضر ہو گیا تہا۔ اور اناگندی کے قریب ایک غار
مین بسر اوقات کرتا تہا۔ علی عادل شاہ کا مطیع تہا۔ علی عادل شاہ نے یہ قلعہ اوسے دیدیا
اور تمام اثاثہ سلطنت دیکر اوسے وہان کا راجہ کر دیا۔ اور اوسے اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور نیکٹادری
کو جس نے اب نلکنڈہ مین دار الحکومت قرار دیا تہا لکہہ بہیجا۔ کہ یلتمراج کو ہم نے اناگندی کا
راجہ کیا ہے۔ اوس سے کچہہ مزاحمت نکرنا۔ نیکٹادری مین اس قدر طاقت کہان تہی کہ وہ اس کے
خلاف کرتا۔ یلتمراج وہان کا راجہ ہو گیا۔ جب علی عادل شاہ نے قلعہ جات رائچور وغیرہ لے
لیے تو اب اوس نے چاہا کہ نیکٹادری سے کرناٹک کا ملک یلتمراج کو دلا دے اور اناگندی
اور بیجانگر اپنے قبضہ مین کر لے۔

۳۔ علی عادل شاہ کا بیجاپور کی حفاظت کرنا اور اوسکو رونق دینا | گو حسین شاہ مر گیا تہا۔ مگر ابہی اوس کے کارکن سب موجود تہے۔ اونہین یاد تہا کہ علی عادل شاہ نے دو مرتبہ احمد نگر پر چڑہائی کر کے
اوسے تباہ کیا ہے۔ دوسرے اب اوس کو کرناٹک کی فتح کے خیالات ہو رہے تہے اس سے
حاسدون کے حسد کا اسے خیال تہا۔ کہ مبادا پاس پڑوس کے حاکم متفق ہو کر اوس پر چڑہائی کرین

۵۹۷۳

اِس لیے اس نے پہلے شہر بیجاپور کی حفاظت کی طرف توجہ کی اور کشور خان کو جو اِس وقت بیجاپور مین سب سے بڑا صاحب تدبیر خیال کیا جاتا تھا حکم دیا - کہ شہر کی فصیل پختہ بنائے چنانچہ یہ فصیل ۹۷۳ھ مین شروع کی گئی اور تین برس تک بنتی رہی - اِس فصیل کا دور چھہ فرسخ تھا - دیوار کی چوڑائی ۱۸ گز اور بلندی ۸ گز تھی - ۲۰ ابرج نہایت مستحکم اور دیوار پر چھہ ہزار کنگرہ اور ۷ کھڑکیان تھین - مگر کھڑکیان بعد مین بند کر دی گئین - کل شہر کے چھہ دروازے رکھے - مغربی دروازہ کا نام مکہ دروازہ تھا - باقی دروازون کے نام اون قصبات کے نام پر رکھے گئے تھے کہ جس کی طرف وہان سے راستے جاتے تھے - اس فصیل کے گرد ایک خندق بڑی چوڑی اور عمیق کھودی تھی جس کا پانی کبھی خشک نہین ہوتا تھا - جب یہ فصیل ختم ہو گئی تو امرا اور دیگر رعایا نے اوس مین مکانات بنائے جس سے شہر کو بڑی آرایش ہو گئی جو قلعہ کہ ابراہیم عادل شاہ نے بنوایا تھا اوس کے دو حصار اور دو خندق تھے - ان خندقون مین بھی پانی بھرا رہتا تھا - یہ دو نو حصار شہر مین تھے سوائے اس کے شہر کے حصار کے اندر علی عادل شاہ نے تین باغ بھی لگائے تھے - یہ بہت بڑے بڑے باغات تھے - اوّل باغ کا نام باغ دوازدہ امام تھا - یہان پہلے بارہ باغ تھے اونہین ملا کر ایک کر دیا تھا - اور یہ نام رکھدیا تھا - دوسرے باغ کا نام باغ علوی اور تیسرے کا نام باغ علی تھا - پھر اور امرا نے بھی اپنے اپنے مکانات کے احاطون مین بائین باغ لگائے تھے - یہان تک کہ اون سے شہر مین میوے نہایت افراط سے ملتے تھے - پھر کشور خان کو حکم دیا تو وہ سخت پتھر کے پہاڑ کو کاٹ کر دو فرسخ سے نہر لایا - اور قلعہ کے پاس ایک حوض بنایا اوس کا نام کارنج رکھا - اس نہر سے اس حوض مین ہمیشہ پانی بھرا رہتا تھا اور تمام شہر مین وہان سے پانی جاتا تھا - بیجاپور سے باہر ایک فرسخ پر ایک گانون شاہ پور تھا - وہان اطراف وجوانب سے تاجر اور مسافر اس

کثرت سے آتے تھے۔ کہ وہ ایک بندرگاہ معلوم ہوتا تہا اور اوس کی آبادی ایسی بڑہ گئی تھی۔ کہ شہر کے اور اوس کے درمیان صرف اسی فصیل اور خندق کا فاصلہ رہ گیا تہا۔ پہر اسی کشور خان۔ نے ایک جامع مسجد بھی بنوائی تہی اور وہ بہی تین سال مین اسی فصیل کے ساتھ تیار ہوئی تہی۔

۴۔ علی عادل شاہ کی فوج کشی کرناٹک کے باعث مرتضی شاہ اور ابراہیم قطب شاہ اور تفال خان کا حملہ بیجاپور پر۔

غرض کہ ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ نے ارادہ کیا کہ خود ملکنڈہ اور ترنال کو جاکر اوسے فتح کرے۔ مگر کشور خان نے کہا کہ۔ کرناٹک مین اس وقت کوئی بڑا راجہ تو ہے ہی نہین۔ ملک مین چارون طرف پارہ پارہ ملک لیکر امراج کے سردار اور قلعہ دار خود مختار بن بیٹھے ہین۔ ان پارہ گیرون سے (جو رفتہ رفتہ پالیگار ہوگیا) ملک، لینے کے لیے بادشاہ کو خود جانے کی ضرورت نہین ہے۔ اس سبب سے علی عادل شاہ نے کشور خان کو ہی بیس ہزار سوار دیکر ونیکٹادری پر ترنال کو بہیجا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ادہر تو ونیکٹادری نے خونریزہ ہمایون اور مرتضی شاہ کو لکھا کہ حسین شاہ نے یہ ملک مجکو عنایت کیا ہے۔ اب علی عادل شاہ اسے لینا چاہتا ہے۔ براہ مہربانی آپ میری حمایت کیجئے۔ اور اس بلا سے مجھے نجات دلائیے۔ اور ادہر ابراہیم قطب شاہ نے بہی احمد نگر کو ایک قاصد دوڑایا۔ اور کہلا بہیجا کہ آپ کو معلوم ہے۔ آجکل ممالک جنوبی مین کوئی حاکم ذی قدرت نہین ہے۔ اس لئے علی عادل شاہ نے کشور خان کو اوس کی تسخیر کے لیے بہیجا ہے وہ ضرور وہان کامیاب ہوگا۔ مگر اس کامیابی سے مجھے اور آپ دونو کو نقصان ہے۔ کیونکہ اس وقت علی عادل شاہ سے عہدہ برآئی مشکل ہورہی۔ ہے۔ اگر اوس کو اور ملک ہاتھ لگ گیا تو ضرور ہے کہ ہم کو سر اوٹہانا مشکل ہوجائیگا۔ اس کا بندوبست کیجئے۔ مین اور آپ دونو اوس کے ملک پر حملہ کرین اور اوس کا کچھ ملک چہین لین۔ تاکہ ہم اور وہ مساوی رہین

ورنہ وہ بہی اور ملک فتح نہ کرے - خونزہ ہمایون نے اس خبر کو سنتے ہی مرتضیٰ نظام شاہ کی طرف سے ابراہیم کو لکہا کہ ہم آتے ہین آپ بہی تیار ہو جیئے - اور اُدہر تفال خان سے مدد مانگی - اس زمانہ مین تفال خان نے دریا عماد شاہ کے بیٹون کو قید کر رکہا تہا اور خود برار کا مالک بن بیٹھا تھا - جب علی عادل شاہ نے سنا کہ مرتضیٰ شاہ کا ارادہ ہے کہ میرے ملک پر حملہ کرے تو وہ خودہی فوج لیکر اوس کے ملک کو چلا - جب خونزہ ہمایون نے سنا کہ تفال خان مدد دینے کو راضی ہے - اور علی عادل شاہ احمد نگر کو آتا ہے - تو اوس نے مرتضیٰ شاہ کو ساتھ لیا اور تفال خان سے شامل ہونے کے لیے برار کی طرف کو کوچ کیا - اور ابراہیم قطب شاہ کو لکہا کہ آپ کی امداد کے امید پر ہم نے خان اعظم تفال خان کے اتفاق سے براہ کولاس بیجاپور کا ارادہ کیا ہے - آپ بہی جلد آئیے یہ سنتے ہی ابراہیم بھی چل کھڑا ہوا - اودہر سے مرتضیٰ اور تفال خان کا بیٹا شیر الملک اپنی اپنی فوجون سے آئے - اور یہ تینون لشکر قندہار اور کولاس کے درمیان اکٹھے ہو گئے -

۵ - بیجاپور پر ناکامیابی علی عادل شاہ کو غالباً یہ خیال بہی نہ تھا کہ اسطرح اوس کے برخلاف تینون بادشاہ متفق ہو جائینگے - وہ صرف احمد نگر والون کو ہی اپنا دشمن سمجھتا تہا اوس نے اتنا ہی نہین کیا تھا کہ علی برید شاہ کو ہی اپنے ساتھ ملا لیتا اب اوس کو بڑی فکر ہوئی - اوس نے بیجاپور کو لوٹنا مناسب نہ سمجھا کہ مبادا کہین وہ وہان گھر جاے - اور شاہ درک مین ٹھہرا رہا - مگر بیجاپور کی حفاظت کو اچھی فوج بہیجدی - اور کشور خان کو لکہا کہ وہ کرناٹک سے بیجاپور کو لوٹ آئے یہ تینون متفقہ لشکر بیجاپور پہونچے اور شاہ پور کے حوض پر قیام کیا - جب انہون نے دیکھا کہ حصار شہر ابہی زیر تعمیر ہے تو یہ خوش ہوئے کہ اس وقت قلعہ کا ہاتھ آنا سہل ہے - علی عادل شاہ کی فوج وہاں ان کے آنے سے ایک روز پہلے پہونچ چکی تہی - امرا نے آتے ہی شہر کے

چھوں دروازوں کو آپس مین تقسیم کرلیا تھا - اور ہر ایک اپنی اپنی سمت کی حفاظت کا متکفل
ہوگیا تھا - چھ ہزار خاصہ خیل بھی آگئے تھے تیسرے روز دشمنون نے حصار کے گرد دورہ کیا -
تاکہ ایسا مقام تلاش کرین کہ جو ابھی بنا نہ ہوا اور ادھر سے ہم اندر گھس سکین - جہان سے
دورہ شروع ہوا وہین سے قلعہ پر سے ایک توپ کا فیر ہوا - کہ جس سے ایک ہاتی اور دو
گھوڑے مر گئے - اس سبب سے دشمن پیچھے ہٹ گئے - اور دور دور سے دورہ شروع کیا
جب سار دوار دروازہ کے سامنے آئے تو محافظین قلعہ نے حملہ کیا - اور سخت لڑ لڑا کر قلعہ مین
بھاگ گئے - منگلی دروازے والون نے بھی بڑہکر خوب لڑائی کی - ہنڈیا نام ایک ہندو سردار
دو ہزار سوارون کا افسر تھا - اوس کی فوج مین تمام گھوڑیان تھین - اور ایسی عمدہ تھین
کہ ہر ایک کی قیمت تین سو ہون خیال کی جاتی تھی - اوس نے اپنی سب فوج کو ایک کمین
مین چھپا دیا - اور تین سو سوارون سے سامنے آیا - دشمنون نے اوس پر حملہ کیا وہ پیچھے کو
ہٹا - اور ہٹتے ہٹتے کمین پر لایا - کہ یکایک اوس کی بقیہ فوج دشمن پر پھیل پڑی - اور بہت
نقصان پہونچایا - کچھ ہاتی گھوڑے چھین لیے اب دوپہر کا وقت تھا - گرمی شدت سے بڑہ رہی
تھی - پانی کی قلت تھی - دشمنون نے اسد پور کے حوض کا قصد کیا - دروازہ اسد پور پر کامل خان
ونصیر الملک و میر محمد مقرب خان وغیرہ حوالدار متعین تھے - اونہون نے بڑہکر راستہ گھیر لیا -
جب دشمنون مین بے آبی کے باعث تشویش پھیلی تو عادل شاہیون نے اونہین مارنا لوٹنا
شروع کیا اور بہت کچھ پریشان کیا - اسی مین دور سے گرد وغبار اوڑتا نظر آیا معلوم ہوا کہ کچھ
فوج آرہی ہے - طرفین متردد تھے کہ کون ہے - جب سوار قریب آئے تو معلوم ہوا کہ کشور خان
ہے جو ترنال سے آرہا ہے اس سے اہل قلعہ کو ہمت بڑہ گئی اور اونہون نے محاصرین کو
نکل نکل مارنا شروع کیا - کشور خان نے ڈیڑہ سو ہاتی اور چار پانچ ہزار گھوڑے چھین لیے -

نظام شاہیون کو بڑی شکست ہوئی مولانا عنایت اللہ مدار المہام نظام شاہی کو مشیر زادہ
نام ایک عادل شاہی سپاہی نے گرفتار کر لیا۔ مگر اپنے گھوڑے پر سوار کرا کر بہ تعظیم تمام اوسے
اوسی کے لشکر مین بہیجدیا اسی طرح مولانا جمال الدین نظام شاہ کا خزانہ دار بہی مع رفقا گرفتار ہوا
کامل خان جو اس وقت علی عادل شاہ کے یہان سر لشکر اور بیجاپور کا محافظ تہا پہلے نظام شاہ کا
نوکر تہا اوس کا غالباً یہ خیال ہوگا کہ اگر کبہی عادل شاہ سے ناموافقت ہوئی تو نظام شاہ کے
یہان پہر جا گہسونگا اس سبب سے اوس نے نہ صرف جمال الدین وغیرہ کو چہوڑ ہی دیا بلکہ کچھ میوہ جات
بہی نظام شاہ کو بہیجے۔ اور لکہا کہ اب تک تو یہان صرف مین ہی محافظ تہا۔ جہان تک مجھہ سے
ہو سکتا تہا مین آپ کی رعایت کرتا تھا۔ مگر اب کشور خان آگیا ہے۔ وہ آپ کی رعایت نکریگا
بہتر ہے کہ آپ یہان سے اپنے ملک کو لوٹ جائے۔

۶۔ افواج متفقہ کی واپسی بیجاپور سے۔ گو کہ شہر بیجاپور پر افواج متفقہ کو ناکامیابی ہوئی مگر علاقہ بیجاپور مین تمام
پرگنات و قریات اونہون نے ویران کر دے۔ اور علی عادل شاہ کو
علاقہ کو کنی مین جا بجا بہاگنا پڑا اور وہ نہایت پریشان ہوا۔ آخر اوس نے ابراہیم قطب شاہ کو
صلح کے واسطے لکھا۔ اس کا تو ہمیشہ کا قاعدہ تہا کہ دو رنگے کام کیا کرتا تہا۔ اوس کو یہ بہی منظور نہ
تہا کہ علی عادل شاہ دب جائے۔ اور مرتضی کی قوت بڑہ جائے۔ اوس نے مرتضی اور
تفال خان کو سمجہا بوجہا کر احمد نگر اور برار کو واپس کیا۔ اور آپ بہی چلدیا۔ اب کشور خان نے
تمام امراے عادل شاہی کو جمع کیا اور کہا کہ ایسا موقع پہر نہ ملیگا۔ نظام شاہ اکیلا ہے۔ اوسکی
فوج بیدل و منتشر ہے۔ چلو کوشش کرو اور اونہین گرفتار کر لو۔ شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر
جس کے خیالات بہی کامل خان کی طرح کے تہے کشور خان کی رائے سے متفق نہوا۔ بلکہ
کہا کہ اگر اس وقت تعاقب کیا جائیگا۔ تو سلطنت نظام شاہی برباد ہو جائیگی اور دکن مین پہر تمام

ملک کا ایک ہی مالک ہو جائیگا - مگر کشور خان نے ابو الحسن کی راے کے بر خلاف تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو مارا اور قید کر لیا - گھوڑے ہاتی چھین لئے - اور سرحد تک برابر لتاڑتا چلا گیا بعد ازان سب امیر شاہ درک کے مقام پر علی عادل شاہ کی خدمت مین حاضر ہو گئے اور بادشاہ کے ساتھہ بیجاپور کو واپس آئے -

۷ - علی عادل شاہ اور مرتضیٰ شاہ کا حملہ برار پر

جب نظام شاہ اور تفال خان اور ابراہیم قطب شاہ اپنے ملکون کو چلے گیے تو علی عادل شاہ نے انتقام کی فکر کی - پہلے تفال خان والی برار سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا - کیون کہ ان تینون مین یہی کمزور تہا - اور کچھہ دے دلا کر خونزہ ہمایون کو اپنا دوست بنا لیا - اور تفال خان پر اوس سے اتفاق کر کے دوسرے سال اس بنا پر یورش کی کہ وہ سب بادشاہون کے ساتھہ بیجاپور کے حملہ مین شریک ہوا تہا - یہ دونو بادشاہ نواحی اوسہ مین آئے اور ملکر یہ ٹہیرا لیا کہ پہلے برار اور پھر تلنگانہ کو فتح کر لین - ایلچپور تک خوب غارت کیا - اور کاشتکاری کو ایسا تباہ و برباد کیا کہ ملک مین خاک اڑنے لگی - تفال خان قلعہ کاویل مین تحصن ہو گیا مگر جب ایام بارش قریب آ گئے اور تفال خان نے علی عادل شاہ کو جوان دونو مین زبردست تہا - دو لاکھہ ہون اور پچاس ہاتی اور بہت سے تحفے تحائف بہیجدے اور اوسے راضی کر لیا - تو علی عادل شاہ نے برسات کے بہانہ سے مرتضیٰ شاہ کو برار سے واپس ہونے پر راضی کر لیا - اور تلنگانہ کی فتح کا ارادہ کیا چنانچہ اخلاص خان اور عزیز الملک دو نظام شاہی سردار آگے آگے تلنگانہ کے ارادہ سے کولاس کی طرف کو چلے - اور جب دونو لشکرون کا کاویل سے کوچ ہوا تو عادل شاہ کے پانچ ہزار بر کی فوج نے نظام شاہ کا اسباب کمین گاہ سے نکلکر لوٹ لیا - اور منصور خان نظام شاہی سردار جب مقابلہ پر آیا تو اوسے بہی قتل کر ڈالا اس سبب سے دونو بادشاہون مین رنجش ہو گئی اور خود ہی آپس مین

لڑنے کو کہڑے ہو گئے - مگر دو نو طرف کے خیر خواہون نے رفع فساد کرا دیا - اور یہ ٹہیرایا کہ عادل شاہ پہلے کوچ کر کے چلا جاے - چنانچہ ایسا ہی ہوا عادل شاہ اول اپنے وطن کو چلا آیا - بعد ازان نظام شاہ احمد نگر چلا گیا - اِس مفت کی رنجش سے ابراہیم قطب شاہ کا بڑا فائدہ ہو گیا - ورنہ اوس کی سلطنت کو سخت نقصان پہونچتا -

۸ - ابراہیم قطب شاہ ملیتراج اور مرتضیٰ شاہ کا علی عادل شاہ کے برخلاف اوٹھنا مگر باہم نا اتفاقی ہو جانا - جب ابراہیم قطب شاہ نے سنا کہ علی عادل شاہ اوسے تباہ کرنا چاہتا ہے تو اوس نے بھی نظام شاہ کو گانٹھا - اور رسل و رسائل بہیجکر اپنی وفاداری اور عادل شاہ کی بدعہدی جتا کر ملاقات کی خواہش کی - اور لکھا کہ آپ دریاے کشنا کے کنارے آئے اور ہمین اور ملیتراج بہی جو میرے ساتھ متفق ہے وہان آتے ہین نظام شاہ بہی علی عادل شاہ سے ناراض ہو رہا تھا اوس نے بھی ابراہیم قطب شاہ کے آدمیون کے پہونچنے سے پہلے ہی اسی قسم کی ابراہیم سے استدعا کی تھی - جب ایلچیون کے ذریعے سے دونو بادشاہ راضی ہو گئے - تو ابراہیم نے ملیتراج کو بہی راضی کر لیا - بعد ازان تینون شخص مع افواج دریاے کشنا کے کنارے آکر ملاقی ہوئے اور یہ تجویز ٹہیری کہ تینون ملکر بیجاپور پر حملہ کرین - مرتضیٰ شاہ کا تو عدم وجود اس وقت تک یکسان تہا خونزرہ ہمایون مالک ہو رہی تہی - اوس کے مشیرون نے ملیتراج کے پاس آدمی بہیجا کہ دو لاکہہ ہون نعل بہا کے دو ملیتراج یہ سنتے ہی گھبرایا - اوس کا خیال تہا کہ ان کے ساتھ شامل ہونے سے بیجانگر کا ملک جو عادل شاہ نے لیا ہے اسے پہر ملجائیگا - اوس نے ابراہیم سے کہا کہ یہ معاملہ تو دگرگون ہوتا معلوم ہوتا ہے - روپیہ کی طلبی کے مجھسے معنے چہ - ابراہیم قطب شاہ نے خونزرہ ہمایون اور مرتضیٰ شاہ کو کہلا بہیجا - کہ ایک زبردست آدمی سے یعنی عادل شاہ سے مقابلہ ہے یہ وقت ملیتراج سے بگاڑنے کا نہین ہے بہتر ہے کہ تلافی مافات کیجئے - ملیتراج کے پاس

دس ہزار سوار پیادہ ہین اور وہ میرے بہروسہ پر آیا ہے - مین نہین چاہتا کہ کسی طرح بدعہدی
کی جاے - مگر نظام شاہ نے کچھہ نہ سنا اور قریب تھا - کہ یلتمراج اور نظام شاہ سے لڑائی
ہو جاے کہ ابراہیم قطب شاہ نے یلتمراج سے صلاح کی اور دونو نے اپنے اپنے ملکون
کو کوچ کر دیا - جب یہ لوگ یہان اکٹھے ہوئے تہے تو علی عادل شاہ بھی فوج لیکر آگیا تہا
جب اوس نے دیکھا - کہ ابراہیم قطب شاہ اور یلتمراج چلے گئے تو اوس نے نظام شاہ کو
گھیرا - اس لیئے نظام شاہ نے اپنے ملک کا راستہ بند دیکھکر ابراہیم قطب شاہ کے ملک کا
ارادہ کیا - اور کویلکنڈہ اور کہنپورہ مین لوٹ مار مچادی - ابراہیم نے صلابت خان اور عالم خان
اور مقرب خان کو اون کے مقابلہ مین بہیجا - اور تمام علاقہ نظام شاہ کے برخلاف اوٹھہ
کھڑا ہوا جس سے اوسے نہایت پریشانی ہوئی - قطب شاہی سردارون مین سے مقرب خان
اور نظام شاہی لوگون مین معتمد خان سرنوبت مارے گیے اور کامل خان نظام شاہی زخمی ہوا
لاچار نظام شاہ اپنے ملک کو واپس ہوا - اور جون تون احمدنگر کو پہونچ گیا -

۹۷۲ھ

۹ - سرحد نظام شاہ پر کشورخان کے فتوحات -

۹۷۵ھ

کشورخان کی خیرخواہی اور جانفشانی کو دیکھکر علی عادل شاہ نے
اوس کا مرتبہ اس وقت بہت بڑہا دیا تھا اور اوسے اسدخان لاری کا
منصب اور علم دیا تھا کہ جس پر شیر شرزہ کی صورت منقش تہی - اور نہایت خاطر کرتا تھا -
یہان تک کہ علی عادل شاہ کے امرا اوس سے حسد کرنے لگے تھے اور چاہتے تہے
کہ اوسے بادشاہ کی نظروں سے کسی طرح گرادین اس سبب سے کشورخان نے یہ ارادہ کیا
کہ وہ بیجاپور مین نہ رہے - بلکہ باہر علاقہ مین کہین رہا کرے - اس زمانہ مین خونزہ ہمایون نے
احمدنگر کا نصف ملک اپنے بہائیون وغیرہ کو جاگیر مین دیدیا تھا اور وہ بڑی بے پروائی سے عیش
کیا کرتے تہے - اوس نے سب سے بہتر یہ تدبیر سوچی - کہ نظام شاہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لیئے

عادل شاہ کو بہکایا۔ اور اوس سے اجازت لیکر پہلے قصبہ کنداله کی تسخیر کی طرف جو قصبہ
چاکنہ سے بیس کوس پر ہے توجہ کی۔ اور نظام شاہی قلعداروں سے مل ملا کر ۹۷۵ھ مین ۹۷۵ھ
اوسے لے لیا۔ جب خونزہ ہمایون کو اس کی خبر پہونچی تو اوس نے کچھ دکنی سرداروں کو
کشور خان کے مقابلہ کے لیے بہیجا۔ مگر کشور خان نے اونہین قصبہ کیج کے قریب شکست
دی۔ اور دشمن بحال پریشان احمد نگر کو بہاگ گئے۔ اب کشور خان نے رعایا کو تسلی و دلاسا
دیکر خریف و ربیع کا محصول سرحد نظام شاہی سے قریب بیس لاکھ ہون کے وصول
کیا۔ اور جہان فتح پائی تہی وہان قلعہ بنانے کا ارادہ کیا۔ اور علی عادل شاہ سے کہا
کہ شاہ درک سے دس فرسخ پر ایک قلعہ ماہ درک تہا جو اب بالکل منہدم ہوگیا ہے۔ اگر اجازت
ہو تو وہان ایک قلعہ بنا لیا جاوے۔ جس سے نظام شاہی ملک پر بیناہ یکر خوب حملہ
ہو سکتا ہے۔ اس مین امراے عادل شاہی کی راے مین اختلاف ہوا۔ مولانا عنایت اللہ
شیرازی المخاطب بہ افضل خان نے قرآن سے استخارہ کیا۔ تو آیت قتال نکلی۔ لوگون نے
اسے بدشگونی سمجہا۔ مگر کشور خان نے کہا کہ اس آیت کا مطلب دونو فریق سے ہو سکتا ہے
آخر علی عادل شاہ نے فیصلہ کیا کہ کشور خان کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔ اوس نے
اجازت حاصل ہوتے ہی ایک سنگین مضبوط قلعہ بنایا۔ جو اب دہارور کے نام سے
مشہور ہے۔ انکس خان ایک سردار ہی اس قلعہ کی تعمیر مین شریک تھا اور کشور خان سے
عداوت رکہتا تہا اوس نے اپنی سمت مین ایک رخنہ اس بہانہ سے چہوڑ دیا کہ ادہر سے
مویشی آیا جایا کرینگے جب قلعہ تیار ہوگیا تو کشور خان نے اوسے توپ و تفنگ سے خوب
مضبوط کیا۔ اور چالیس ہزار کہنڈی غلہ نظام شاہی علاقہ سے لوٹ کر اوس مین جمع کیا۔
اور عادل شاہیون کو نظام شاہی سرحد پر خوب غلبہ ہوگیا۔

۹۸۶ھ

۱۰۔ مرتضیٰ شاہ کا خونزہ ہمایون کے دفع تسلط کے تدابیر کرنا۔

خونزہ ہمایون کے عہد مین امراے قدیمی بے اختیار ہو گئے تھے اور مرتضیٰ شاہ کے پاس رہا کرتے تھے۔ انہون نے کشورخان کے تسلط کو خونزہ ہمایون کے آدمیون کی غفلت سے منسوب کیا اور شاہ جمال الدین حسین انجو اور مرتضیٰ خان اوس کے برادرزادہ اور قاسم بیگ حکیم وشاہ احمد نے مرتضیٰ شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی۔ مرتضیٰ شاہ نے کہا کہ تمام امرا والدہ کے بنائے ہوئے ہین مین ادنہین کس طرح دفع کرکے خود مختار ہو سکتا ہون اس پر امرا نے کہا کہ اخلاص خان ومنشی خان وفرہاد خان امراے حبشی ملکر خونزہ ہمایون کا علاج کرسکتے ہین۔ مرتضیٰ شاہ نے اونہین اس کام کے سرانجام کی اجازت دیدی اونہون نے ان حبشیون کو گانٹھا اور مرتضیٰ کے پاس سلام کے بہانہ سے لاے۔ جب مرتضیٰ بخوبی راضی ہوگیا۔ تو جمال الدین حسین انجو وشاہ احمد ومرتضیٰ خان اوٹھے کہ کچھ عورتون اور خواجہ سراؤن کو حرم مین بہیجکر خونزہ ہمایون کو گرفتار کرائین۔ اتفاقاً خونزہ ہمایون نے اسی وقت مرتضیٰ کو کسی کام کے لیے حرم مین بولایا۔ مرتضیٰ کو گمان ہوا کہ میری مان کو اس منصوبہ کی خبر ہوگئی ہے اور اوس نے مجھے سلطنت سے معزول کرنیکے لیے بولایا ہے۔ اس لئے اندر جاتے ہی اپنی بریت کے واسطے مان سے یہ تمام داستان کہدی کہ فلان فلان شخص تجھے پکڑکر مقید کرنا چاہتے ہین۔ جب اوسے یہ خبر لگ گئی تو وہ فوراً شام کے وقت پردہ کے پیچھے آکر بیٹھی۔ اور جمال الدین حسین انجو کو گرفتار کرکے مقید کردیا فرہاد خان اخلاص خان حبشی خان اس خبر کو سنتے ہی فوراً قلعہ سے باہر چلے گیے۔ اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان بہی اپنے پیادون کے ساتھ ہوکر قلعہ سے اپنے گہر چلے گئے۔ اور سید مرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی وغیرہ غریب جو نظام شاہ کے خاصہ خیل تھے اور اون پر اس سازش رہین شریک

ہونے کا شبہ تہا سوار ہو کر قلعہ سے باہر نکل گیے۔ خونزہ ہمایون نے مرتضی خان کی گرفتاری
کے لیے آدمی بھیجے۔ مگر وہ سید مرتضی سبزواری اور خواجہ میرک وغیرہ کے اتفاق سے
بیجا پور کو بھاگ گیا۔ اور فرہاد خان وغیرہ تمام شب کالے چبوترہ پر اپنی فوجون سمیت ٹھیرے
رہے کہ اپنے بچون کو بولا کر گجرات کو بھاگ جائین خونزہ ہمایون نے قاسم بیگ کو ان کے
پاس بھیجا۔ کہ تم اس معاملہ مین شریک نہ تھے تم کو کیون خوف ہے چاہیے کہ اپنے اپنے
گھرون مین چلے آؤ۔ مگر اونھون نے قاسم بیگ سے کہا سب کو معلوم ہے کہ ہم تم اس سازش
مین شریک تھے۔ خونزہ ہمایون اس وقت کو ٹالتی ہے اس کے بعد سب کو قتل کردیگی
بہتر ہے کہ تو بھی ہمارے ہی ساتھ رہ اور یہان سے نکل چل قاسم بیگ کے بھی خیال
مین آگیا۔ اور وہ بھی پھر خونزہ ہمایون کے پاس لوٹ کر نہ گیا۔ بلکہ اپنے بیٹے کمال الدین حسین
کو بھی بولالیا۔ اور ایک جواہرات کا صندوق جو اوس کی تمام عمر کی کمائی تھی شاہ رفیع الدین
ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کر کے فرہاد وغیرہ کے ساتھ گجرات کو چلا۔ خونزہ ہمایون نے
یہ سنکر کچھ آدمی ان کے تعاقب مین بھیجے اخلاص خان اور حبشی خان احمد نگر کو واپس
چلے آئے۔ اور کمال الدین حسین جو سترہ سال کا لڑکا تھا گرفتار ہو گیا۔ اور خونزہ ہمایون نے
اوسے قید کر دیا۔ مگر قاسم بیگ اور فرہاد خان بھاگ کر گجرات چلے گئے۔ اس کے بعد
خونزہ ہمایون نے کمال الدین حسین کو چھوڑ کر اوسے پھر اوس کی جاگیرات دیدین اور فرہاد خان
گجرات سے اور شاہ احمد اور مرتضی خان بیجا پور سے قولنامہ بھیجنے پر لوٹ آئے۔ مگر قاسم بیگ
نہین آیا۔ اور اوس نے کسی کو بھیجکر شاہ رفیع الدین حسین سے اپنا صندوق منگایا۔ رفیع الدین
نے سربمہر وہ صندوق اوس آدمی کو دیدیا۔ مگر جب قاسم بیگ کے پاس پہونچا اور اوس نے
مہر کھولکر صندوق کو دیکھا تو اوس مین جواہرات نہ پاے اس پر اوسی وقت قاسم بیگ نے

ایک چیخ ماری اور بیمار پڑکر چندروز مین مرگیا۔ یہ واقعہ ۹۷۶ھ کا ہے۔

۱۱۔ خونزہ ہمایون کی معزولی اور مرتضی شاہ کی خودمختاری

۹۷۷ھ

چونکہ کشور خان نے اب بڑا شور مچار کھا تھا۔ خونزہ ہمایون بہت مشوش تہی۔ ملا عنایت اللہ اور کشور خان کی موافقت کے خیال سے خونزہ ہمایون نے ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوند مین قید کر دیا اور پہر اچھا سازو سامان کر کے ۹۷۷ھ مین مرتضی شاہ کو لیکر کشور خان کے دفع کے لئے چلی۔ جب لشکر دامن کالور مین پہونچا۔ تو ملا حسین تبریزی و شاہ احمد مرتضی خان مصاحبین مرتضی شاہ نے پہر دلیری کی اور مرتضی شاہ کو خونزہ ہمایون کی گرفتاری کی تحریص دلائی۔ اس وقت مرتضی شاہ بھی اپنی مان سے بہت کشیدہ ہو رہا تہا۔ ایکی مرتبہ اپنے ارادہ مین خوب ثابت قدم رہا اور اوس سے شکار کی اجازت لیکر صبح کو باہر جانیکا ارادہ کیا۔ اور فرہاد خان اخلاص خان و حبشی خان سے کہلا بہیجا کہ مین صبح کو والدہ کی اجازت سے شکار کو جاتا ہون چاہیئے کہ آپ اور نیز اکثر امرا میرے ساتہ ہون یہ لوگ سمجھ گئے۔ جب صبح کو مرتضی شاہ نکلا تو عین الملک اور تاج خان اور اعتبار خان کے سوا تمام امیر اوس کے ہمراہ ہوے خونزہ ہمایون بہی ایک عاقلہ عورت تہی وہ بہی تار گئی۔ اور شکار کے بہانہ سے اپنے رفقا اور معتبر آدمیون کو ساتہ لیکر باہر نکل گئی مگر ایک آنچ کی کسر رہگئی وقت معین سے پہلے لوٹ آئی۔ یہان اوس کی غیبت مین پہرہ چوکی والے اپنے اپنے فرودگاہون مین آرام کرنے کو چلے گئے تہے۔ خونزہ ہمایون مکان مین اکیلی تہے۔ مرتضی شاہ نے اس موقع کو غنیمت تصور کر کے حبشی خان کو جو ایک اچہا تناور شخص تھا خونزہ ہمایون کی گرفتاری کو آگے بہیجا۔ اور فرہاد خان اخلاص خان بہی پیچہے سے گئے۔ اور خود بہی اپنے خاصہ خیل اور امراے مجلس کو لیکر متعاقب روانہ ہوا۔ جب حبشی خان سراپردہ کے متصل پہونچا تو خونزہ ہمایون برقع پہن ترکش اور شمشیر و خنجر لیکر گہوڑے پر سوار ہو مقابل ہوئی

حبشی خان بہی جیسے سوار تہا اوسی طرح سوار ہی آگے آیا - اور اوس سے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ جیسے اور بیگمات حرم مین رہتی ہین اوسی طرح آپ بہی حرم مین رہا کرین اور مہمات سلطنت مین کچھہ دخل نہ دین - خونزہ ہمایون نے کہا - اے غلام تو یہ کیا بکتا ہے - اب حبشی خان نے چاہا کہ اوسے بازو پکڑ کر گھوڑے پر سے اوتار لے - اوس نے خنجر نکالا مگر حبشی خان زبردست جوان تہا اوس نے ہاتہہ پکڑ کر خنجر چہین لیا - عین الملک اور تاج الملک نے بہن کی خلاصی کے لیے کچھہ کوشش نہ کی بہاگ گئے - حبشی خان خونزہ ہمایون کو پالکی مین سوار کرا کر مرتضیٰ شاہ کے پاس لے آیا - بیٹے نے مان کو فوراً پہرہ والون کے سپرد کر دیا - اور پہرہ تا بہ زیست قید رہی - اور مرتضیٰ شاہ خود مختار ہو گیا - یہ عورت بادشاہی کے لایق تہی اور امورات سلطنت کو خوب سمجھتی تہی - مرتضیٰ شاہ کی اوس کو بڑی محبت تہی اس وجہہ سے اوس نے اوسے عزت دے رکہی تہی - اور امرا و ارا کین دو رنگے ہو رہے تہے جس سے سلطنت کے کام کسی قدر ڈہیلے پڑ گئے تہے - اگر یہ محبت نہوتی تو تمام امیر اوسی کے کہنے مین ہوتے - اور سب کام اچھے چلتے - چونکہ ملا حسین تبریزی نے اسوقت بڑی خیرخواہی کی تہی مرتضیٰ شاہ نے اوسے خطاب خانخانان دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا - اور کمال الدین حسین پسر قاسم بیگ حکیم کو جو گجرات سے واپس آگیا تہا باپ کا ہی خطاب دیا - اور شاہ احمد کو مرتضیٰ خان کا خطاب دیکر اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور منصب عنایت کیا اور عین الملک اور تاج خان کے تعاقب مین فوج بہیجی - عین الملک تو گجرات کی طرف سے پکڑا آیا - مگر تاج خان ابراہیم قطب شاہ کی عملداری مین بہاگ گیا - اور پہر مرتضیٰ شاہ نے احمدنگر کو لوٹ کر جو جو امراے غریب اوس کی خدمت مین حاضر ہوئے سب کو مناصب اور خطابات لایقہ دیکر مسرور و مشکور بنایا -

۹۷۰ھ

۱۲۔ مرتضیٰ شاہ کا جوش مین آکر کشورخان کو قتل کرنا اور قلعہ دہارور اور اپنی تمام علاقہ کا عادل شاہ سے واپس لینا

اب مرتضیٰ شاہ نے کشورخان کے استیصال کا ارادہ کیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کو اپنی مدد کے لیے بلوایا۔ اور اچھی فوج لیکر دہارور کو روانہ ہوا کشورخان بہی غافل نہ تھا۔ اوس نے عادل شاہ کو لکھا کہ اس وقت مرتضیٰ شاہ بڑے ساز و سامان سے آرہا ہے۔ آپ میری مدد کو کچھہ فوج بہیجیے۔ اور خود بہی تشریف لائے عادل شاہ نے مدد بہیجی۔ مگر کشورخان کو اس مدد سے بڑا نقصان پہونچا۔ کشورخان گو بہادر اور اچھا سپاہی تہا۔ مگر ملنسار نہ تہا۔ دربار مین اوس کے دشمن بہت ہو گئے تہے۔ شاہ ابوالحسن اور عین الملک و نورخان وغیرہ اس کے برخلاف تہے۔ شاہ ابوالحسن نے علی عادل شاہ کو کچھہ ایسی باتین سوجہائین کہ وہ خود کشورخان کی مدد کو نہ گیا بلکہ عین الملک نورخان وغیرہ کو روانہ کیا۔ شاہ ابوالحسن نے عین الملک اور نورخان سے کہا کہ اگر کشورخان کی تم نے یہان مدد کی تو تمہارا نام مطلق نہ ہوگا بلکہ فتح اوسی کے نام رہیگی۔ اور اُسی کا اعزاز بڑہیگا بہتر ہے کہ تم اوس سے جدا ہو کر کوئی کام کرو۔ مرتضیٰ شاہ اس وقت دہارور سے ایک منزل پر ایک ندی کے کنارہ پڑا ہوا تہا۔ اور اپنے مخصوصون کے ساتھہ اپنے ہاتھہ سے کمان پکار رہا تہا کہ اسی مین ایک جاسوس کشورخان کے پاس سے آیا۔ اور مرتضیٰ شاہ کو ایک کاغذ سربمہر دیا۔ اوس مین کشورخان کی طرف سے لکہا ہوا تہا۔ کہ دولت آباد کو ہم نے دیدہ و دانستہ تمہارے پاس چہوڑ دیا ہے بہتر ہے کہ لوٹ جاؤ ورنہ ع انچہ بینند ز خویش خواہند مرتضیٰ شاہ ان گستاخانہ باتون سے نہایت جوش مین آگیا۔ اور غیرت مین آکر اوسی وقت گہوڑے پر سوار ہو کر کہا کہ مین گہوڑے سے اوس وقت اترونگا جب کہ قلعہ دہارور فتح کر لونگا اور سیدہا دہارور کے قلعہ پر جا پہونچا۔ اوس کے امرا نے کہا کہ قلعہ کشائی کے یہ طریق نہین ہوا کرتے۔ ایسا مضبوط قلعہ کہین ایسی آسانی سے فتح ہو سکتا ہے۔ اوس نے کہا کہ

اگر میری اجل نہین آئی ہے تو مین اِسے فتح کرلونگا۔ ورنہ اسی طرح مرجاؤنگا۔ جب امرا نے
اوس کے استقلال کو دیکھا۔ تو اوس سے ہتیار پہننے کے واسطے درخواست کی ہتیار تو
اوس نے بمشکل کہنے سننے سے سنت رسول صلعم سمجھکر پہن لئے۔ مگر منہ نہ پہیرا۔ سید ہا
قلعہ پر بڑہا چلا گیا۔ عین الملک اور نور خان یکایک کشور خان کی مرضی کے خلاف قلعہ سے
باہر چلدئے اور کشور خان سے کہا کہ ہم مین مرتضیٰ کے مقابلہ کی تاب نہین ہے۔ ہم
احمد نگر کو جاتے ہین اور ادہر لوٹ مار مچاتے ہین۔ مرتضیٰ یہ دیکھکر دہاورکو چہوڑکر خود چلا
جائیگا اس وقت ان کے اس قول سے اس شعر کے معنے عیان تہے ؎

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

گو یہ لوگ تو اودہر گئے مگر کشور خان نے ہمت نہ ہاری اور جو کچہ تہوڑے بہت اپنے آدمی تہے
وہ لیکر قلعہ کی حفاظت کی۔ غرضکہ اہل قلعہ نے دیکہتے ہی گولیون اور تیرون کا مینہہ برسانا شروع
کیا۔ نظام شاہی آدمی متواتر ضایع ہونے لگے قلعہ سے پچاس گز کا فاصلہ رہگیا۔ مگر کسی کی
مجال نہ تہی کہ مرتضیٰ شاہ سے رُکنے کو کہے۔ یہان تک کہ خود اوس کے قریب بہی دو تین
گولیان آکر گرین مگر اوس نے خیال بہی نہ کیا۔ قلعہ مین گہسنے کے ارادہ سے آگے کو ہی بڑہا
چلا گیا۔ کشور خان نے جب یہ حالت دیکہی تو اوس نے بہی کمی نہ کی۔ خود ہتیار باندہ آپ
بہی کہڑا ہو گیا۔ اور قلعہ کی دیوار پر سامنے آکر لوگون کو لڑائی کی تحریص و ترغیب دینے لگا۔
قضارا کشور خان کے ناف کے نیچے ایک تیر آکر لگا۔ اور وہ اوسی وقت مر گیا۔ اور اوس کی فوج
بے دل ہوکر فوراً قلعہ سے بہاگی۔ جب ادہر سے لڑائی بند ہوئی تو مرتضیٰ شاہ کے آدمیون
کو اول تو تعجب ہوا اور پہر جب کہڑکی کی راہ سے قلعہ مین گہسکر دیکہا تو معلوم ہوا کہ کشور خان مارا گیا
سب اور قلعہ کی فوج بہاگ رہی ہے۔ مرتضیٰ شاہ قلعہ مین آیا۔ اور قلعہ فتح ہونے پر گہوڑے

سے اوترا مرتضیٰ شاہ نے جو اس وقت عزم بالجزم کیا تہا فی الواقع دنیا کے بڑے بڑے کام تو ایسے ہی پکے ارادون سے ہوا کرتے ہین **نظم**۔

سلاطین کہ کشور کشائی کنند +	بہ توفیق حق بادشاہی کنند
چو تائید یابند از لطف حق +	شود حال ایشان بدیگر نسق
نباشد چو دیگر کسان کار شان	بود بوالعجب جملہ کردار شان
چو سازند اعلام ہمت بلند	بہ بندند خلقے بہ خم کمند
اگر قصد تسخیر کشور کنند	بیک حملہ خلقے مسخر کنند

اس مین بادشاہ اور گدا کی تو کچھ تخصیص نہین جو کوئی شخص بڑا کام کرنا چاہے وہ بادشاہ ہے اگر وہ کام طاقت بشری سے باہر نہین ہے اور اوسکا ارادہ ایسا ہی مضبوط ہے تو ضرور وہ کام ہو جاتا ہے۔ یون تو ہر کوئی چاہتا ہے کہ مین بادشاہ ہو جاؤن مگر یہ دیکھنا چاہیئے کہ ایسے کتنے ہین جو اوس کے حصول کا ایسا پکا ارادہ کر کے اوس پر عمل بہی کرتے ہین ہمارے نزدیک تو جو شخص اس قسم کا پکا ارادہ کرے وہ ضرور اب بہی ایسے ہی فتوحات حاصل کر سکتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ مرتضیٰ شاہ کی سلامتی اسوقت بڑے خطرہ مین تہی اور ممکن تھا کہ کشور خان کے بجاے وہ ہی قتل ہو جاتا۔ مگر یہ ہمت جو مرتضیٰ شاہ نے کی اس کام کے لیے یہ بہی ضروری تھی، اور اسی سے خدا نے مرتضیٰ کی مدد کی اور اوسے فتح نصیب ہوئی۔ غرض کہ مرتضیٰ شاہ جب قلعہ مین آیا تو کشور خان کا سر کٹوایا۔ اور اوس کی کہال کہنچکر بہس بہروایا۔ لیکن اوس کے پس ماندون کو خلعت دیکر رہا کر دیا۔ انہین مین یاقوت حبشی کشور خان کا ایک غلام تہا کشور خان کی لاش اوسکو دیدی گئی۔ اس پر اوس نے مرتضیٰ شاہ سے کہا کہ سب کو خلعت ملے ہین کشور خان کو بہی خلعت عنایت ہو۔ مرتضیٰ شاہ نے مطلب

سمجھکر حکم دیا کہ اوسکی کھال بھی اوسے ہی دیدی جاے بعد ازان سر بھی لاش سے ملا دیا گیا۔ اور جنازہ بیجاپور مین لایا گیا۔ اور کشور خان کے باغ مین جو شہر کے اندر تہا دفن کیا گیا۔ کہتے ہین کہ جس وقت کشور خان ہتیار باندہ کر لڑائی کے لیے کھڑا ہوا ہے اوس وقت ایک شخص نے کلیات ابن یمین[۵] مین فال دیکھی تھی تو یہ شعر نکلا تھا ؎

کسے کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت	نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم

گو لوگون نے اس فال کو اور نیز اوس فال کو جو قلعہ بناتے وقت دیکھی گئی تہی کشور خان کے لیے برا بیان کیا ہے۔ مگر در حقیقت کسی فال سے آگے کا سچا حال نہین معلوم ہوتا۔ یہ خیالات سب غلط اور لغو ہین۔ البتہ ان فالون سے اگر وہ اچھی ہون تو معتقدین کی ہمتین بڑہ جاتی ہین اور اگر بری ہون تو اون کے دل ٹوٹ جاتے ہین اور بارہا ان خیالات سے نفع کے بجاے نقصان اور نقصان کے بجاے نفع پہونچ جایا کرتا ہے۔ مرتضیٰ شاہ کو معلوم تہا کہ کشور خان سے عادل شاہی امرا ناراض ہین اور اسی سبب سے اوس نے اون لوگون کی کچھ فکر نہ کی تہی جو کہ احمد نگر کو گئے ہوئے تھے۔ اب جب وہ دھارور کو فتح کر چکا تو اوس نے فوراً احمد نگر کی طرف خواجہ میرک دبیر کی سرداری مین فرہاد خان و اخلاص خان وغیرہ کو پانچ چھہ ہزار سوار سے بہیجا۔ خواجہ میرک جب قریب پہونچا تو خود تو ایک کمین مین چھپ گیا اور اورامرا کو مقابلہ کو آگے کیا۔ جب فریقین آمنے سامنے ہوئے تو عین معرکہ کے وقت چالیس بادشاہی ہاتی جن سے

[۵] اصل تاریخ مین دیوان حافظ لکھا ہوا ہے۔ مگر ہمارے شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی نے اس مقام کو دیکھکر فرمایا کہ یہ شعر کلیات ابن یمین کا ہے۔ چنانچہ اُس کتاب کو دیکھا گیا تو یہ شعر اوس مین نکلا اور راقم نے شکریہ کے ساتھ اس غلطی کو صحیح کر دیا۔

ساتھہ چار سو خاصہ خیل اور شاہی سبز علم تھے یکایک لیکر نکلا اور افواہ اوڑائی کہ مرتضی نظام شاہ خود آگیا - گو عین الملک اور نور خان کے پاس دس بارہ ہزار سوار تھے مگر اون پر ایسا رعب چہایا کہ وہ اِس افواہ کو سنتے ہی بھاگ نکلے خواجہ میرک نے تعاقب کیا - عین الملک تو مارا گیا اور نور خان زندہ گرفتار ہوا اور جسقدر ملک کہ کشور خان نے فتح کیا تھا سب جاتا رہا اور عادل شاہ کا نصف لشکر ان نالایقون کی نا اتفاقی سے برباد ہوگیا اور روپیہ اور محنت اور جانین جو اوس کی تسخیر مین خرچ ہوئی تھین سب مفت ضایع گئین اور نا اتفاقی کا نتیجہ جو ہمیشہ ہوا کرتا ہے وہ ہی ہوکر رہا -

۱۴ - ابراہیم قطب شاہ کا مرتضی شاہ کی مدد کو جانا اور ابو الحسن کا ابراہیم شاہ اور مرتضی شاہ مین دشمنی کرا دینا

اب علی عادل شاہ نے پچاس ہزار سوار لیے اور کشور خان کے انتقام کو چلا - ابراہیم قطب شاہ کے پاس جب مرتضی شاہ کا خط بطلب امداد آیا تھا تو وہ بھی یہان سے روانہ ہوگیا تھا اور راستہ مین مکتانہ کے مقام سے علی برید کو بھی ساتھہ لے لیا تھا - جب موضع واگدری مین پہونچے جہان ملاقات کا وعدہ تھا تو مرتضی شاہ استقبال کو آیا - اور ابراہیم قطب شاہ بھی لشکر سے نکلا کا لے چبوترہ پر دونو کی ملاقات ہوئی - دونو بادشاہون نے شکوہ شکایت کے بعد دوستی کا عہد و پیمان کیا اور حضرت علی کرم اللہ کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے قرآن پر دونو نے ہاتھہ رکھکر قسمین کھائیں اور بیجاپور کے فتح کرنے کی صلاح ٹھیرائی - جب یہ خبرین علی عادل شاہ کو پہونچین تو چونکہ ابو الحسن کی تحریک سے یہ ابراہیم قطب شاہ اور مرتضی شاہ کا اتفاق ہوا تھا عادل شاہ سخت پریشان ہوا اور اوسکو خوب معلوم ہوگیا کہ میرا پیشوا شاہ ابو الحسن دغا باز ہے اور مرتضی شاہ سے ملا ہوا ہے اوسے پکڑکر قید کر دیا - کچھہ دنون پیشتر سید مرتضی مرتضی شاہ سے کسی بات پر ناراض ہوکر عادل شاہ کے پاس آگیا تھا اور شاہ ابو الحسن کا

بڑا دوست تھا سنتے ہی وہ علی عادل شاہ کے پاس گیا۔ اور عرض کی کہ اگر آپ ابوالحسن کو
چھوڑ دین تو مین آپ کی مرتضی شاہ سے صلح کرائے دیتا ہون۔ چونکہ علی عادل شاہ
مخالفین کے اتفاق اور اپنے اچھے لشکر کی تباہی سے گھبرایا ہوا تھا۔ اور چاہتا تھا
کہ کسیطرح اس مہلکہ سے نجات ملے اوس نے فوراً درخواست کو منظور کرلیا۔ اب سید مرتضی
چپکے سے نظام شاہ کے لشکر مین ملا حسین تبریزی خانخانان کے پاس گیا۔ اور اوسے بہت
سے تحفے تحایف دیکر خاموش بیٹھ گیا۔ ہرچند اوس نے آنے کی وجہ دریافت کی مگر کچھ
جواب نہ دیا۔ صرف اتنا کہا کہ اگر مرتضی شاہ کے پاس لے چلین تو مین اس کی وجہ بتاؤنگا
چونکہ ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔ روپیہ سب کچھ کرا دیتا ہے ان تحفون سے ملّا
ممنون ہو رہا تھا وہ اوسی وقت اوسے مرتضی شاہ کے پاس لے گیا۔ جب سید مرتضی
بادشاہ کی خدمت مین پہونچا تو سر زمین پر رکھکر پڑگیا ہرچند اوس سے سر اوٹھانے کو کہا گیا۔
مگر اوس نے نہ مانا آخر لاچار مرتضی شاہ نے اوس سے وعدہ کیا کہ جو تیرا ادعا ہے مین اوسے
پورا کراونگا تو مجھسے بات کر تب اوس نے سر اوٹھا کر کہا۔ کہ شاہ طاہر کے احسانات
جو آپ کے آبا واجداد کے اوپر ہین وہ بخوبی معلوم ہین اس وقت اوسکا بیٹا شاہ ابوالحسن
صرف آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے محبوس کیا گیا ہے۔ اگر آپ عادل شاہ سے
صلح اسوقت نہ کرینگے تو وہ ضرور قتل کردیا جائیگا۔ مرتضی شاہ نے سوچا کہ لڑائی کے
دور رخ ہوا کرتے ہین اگر صلح ہوجاوے تو بہتر ہے اوس سے اقرار کرلیا کہ ابوالحسن
ہمارا پیرزادہ ہے اگر وہ یہان آجائیگا تو اوس وقت مین صلح کرونگا۔ سید مرتضی اس وعدہ
سے خوش ہوکر فوراً عادل شاہ کے پاس آیا۔ اور شاہ ابوالحسن کی صلاح سے بادشاہ
کے پاس گیا اور تمام کیفیت کہہ سنائی۔ اس لئے علی عادل شاہ نے ابوالحسن کو چھوڑ دیا

اور تحفے تحایف دیکر اوسے مرتضیٰ شاہ کے پاس بہیجا ۔ شاہ ابوالحسن نے مرتضیٰ شاہ سے
جاکر کہا ۔ کہ علی عادل شاہ سے جو کچھہ رنج تہا وہ اب مٹ گیا کیونکہ آپ کی فتح ہوگئی ۔ عادل شاہ
سے ابراہیم قطب شاہ کے بہروسہ پر اس سے زیادہ بگاڑنا اچھا نہین ہے ۔ ابراہیم دورنگا
آدمی ہے وہ ادہر تو آپ سے ملا ہوا ہے اور اودہر عادل شاہ سے بہی پیغام سلام کرتا
رہتا ہے چنانچہ اوس کا خط جو اوس نے علی عادل شاہ کو آپ کے برخلاف لکھا ہے وہ
یہ موجود ہے اور قطب شاہ کا خط نکالکر مرتضیٰ شاہ کو دکہایا ۔ جب ابوالحسن نے مرتضیٰ شاہ کو
عادل شاہ کی طرف سے ایسی ہی پٹی پڑہائی اور ملا حسین خانخانان نے اوسکی تائید کی تو وہ فقط عادل شاہ سے راضی ہی نہین
ہوگیا ۔ بلکہ ابراہیم قطب شاہ سے بگڑ بیٹھا ۔ اور ایسے سوکند عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھکر اپنے باپ دادا کی موروثی
بدعہدی پر قدم رکھا اور اپنے معاون ابراہیم قطب شاہ کے لشکر کے لوٹنے اور اوسے اور علی برید کے قید
کرنے کے لیے فوج متعین کردی ۔ ابراہیم قطب شاہ سنتے ہی ڈیرہ خیمہ چہوڑ صرف پانچ سو
آدمیون سے گولکنڈہ کو بہاگا ۔ مرتضیٰ شاہ کی فوج نے ابراہیم قطب شاہ کا ڈیرہ خیمہ
لوٹ لیا ۔ اور اوس کا تعاقب کیا ۔

۱۱۰ ۔ ابراہیم قطب شاہ کا اپنے بیٹے عبدالقادر کو قتل کرنا ۔

جب ابراہیم قطب شاہ بہاگا اور امرا سے مرتضیٰ شاہ نے اوس کا
تعاقب کر کے بہت تنگ کیا ۔ ڈیڑہ سو ہاتہی چہین لیے ۔ کتنے ہی
امرا اور بہت سے سپاہی مار ڈالے ۔ اور پہر بہی پیچہا نہین چہوڑتے تہے تو ابراہیم کے بیٹے
عبدالقادر نے جو بڑا بہادر اور ذی علم اور خوشنویس تہا یہ دیکھکر اپنے باپ سے درخواست
کی کہ نظام شاہی فوج برابر پیچہا کیے چلی آتی ہے اگر کمترین کو حکم ہو تو مین ان کے پیچہے جاکر
کمین سے انہین ایسی سزا دون کہ دوسرون کے کان کہڑے ہو جائین اور پہر کسی کو اس قسم کی
جرات نہ رہے ۔ ابراہیم کو وہ معاملہ یاد تہا جو اوس کے بڑے بہائی جمشید نے اپنے باپ کے

کیا تھا۔ اوس نے سوچا کہ عبد القادر کے ساتھ میرے امیر ضرور متفق ہو گئے ہین ایسا نہین کہین آیندہ مجھے اس سے نقصان پہونچے۔ اس وقت تو اوس نے بیٹے کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب گولکنڈہ مین آیا تو عبد القادر کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور پہر زہر دلا کر مروا ڈالا۔

۱۵۔ مرتضیٰ شاہ کا ملا حسین کے بجاے جمال الدین کو منصب وکالت دینا

اودہر تو مرتضیٰ شاہ نے ابراہیم قطب شاہ سے بدعہدی کی تھی اودہر خانخانان کے کہنے سننے سے ملا عنایت اللہ کو قید سے نکالکر قتل کرا دیا تھا۔ اس لیے اوس کے امرا خود اوس سے متنفر ہو گئے تھے۔ اور اکثر اوس کی شکایت کرنے لگے تھے اب جب قطب شاہ گولکنڈہ آگیا تو اوس نے اس وجہ سے کہ ملا حسین کے باعث سے یہ حادثہ ہوا ہے اپنے قلمرو مین یہ حکم دیدیا کہ جس کسی کے پاس کتاب ہو وہ اوس پر یہ عبارت لکہدے کہ اُستاد نوری جراح تبریز کے محلہ مکالتا مین رہتا ہے اور کس وناکس کے گھر دانت جب کسی کے ہلنے لگتے ہین دو دو پیسے مین اوکھاڑ پہرا کرتا ہے اور یہودی عورتون کی پاکی لیا کرتا ہے اوس کا بیٹا حسین جراح مرتضیٰ نظام شاہ سکندر اے ارسطو تدبیر کا وکیل السلطنت ہے اور اوس کے ساتھ لڑکپن مین محمد خربزہ فروش اور شوخی تعندر اور ملا رو نتمی نے بدکاری کی ہے اور پہر مرتضیٰ شاہ کو لکھا کہ آپ نے مفسدون کے بہکانے سے جو بے مروتی کی اور ہمارے ہاتی لے لئے۔ ہاتی تو ہمارے جنگل مین بہت ہوتے ہین۔ یہ تو ہم نے آپ کے پیش کش کئے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کے یہان بہت لوگ شریف موجود ہین استاد نوری جراح کے بیٹے کو آپ نے اپنا وکیل سلطنت بنایا ہے یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مرتضیٰ شاہ نے دیکھا کہ کہین ابراہیم قطب شاہ علی عادل شاہ سے ملکر اپنے ہاتیون کا دعوہ نہ کرے اور بے مروتی کا بدلا نہ لے اس لیے یہ سب بلا ملا حسین

۹۷۸ھ

پر ڈالی۔ اور اوس سے خدمت پیشوائی سے معزول کر کے بجاے اوس کے جمال الدین حسین کو خلعت و منصب وکالت عنایت کیا۔

۱۶- ابراہیم قطب شاہ کے سردار رفعت خان لاری ملک نائب کا مٹیاپور راج بوندی و راجمندری کو فتح کرنا۔

۹۷۹ھ

سنہ ۹۷۱ھ مین ابراہیم کی فوج شمال مشرق مین راجمندری سے دو کوس تک پہونچ گئی تہی اور قلعہ پتلی سر یا ویلی سر کو سر کر لیا تہا۔ مگر راماراج کے جہگڑے کے باعث ابراہیم نے اپنی فوج کو طلب کر لیا تہا۔ اب جب ابراہیم قطب شاہ بیجانگر کی لڑائی سے لوٹ کر آیا تو ایک سال کے بعد سنہ ۹۷۴ھ مین دس ہزار سوار سے رفعت خان لاری المخاطب ملک نائب کو راجمندری کی فتح کے لیے پہر بہیجا اور عین الملک و صلابت خان و ملک شیرن وغیرہ سرداروں کو بہی اوس کے ساتھ کیا۔ اس وقت راجمندری اور مٹیاپور پر ایک مدت سے شتاب خان قابض تھا جو ورنگل سے بہاگ کر وہان چلا گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص قوام الملک صغیر کے نائبون مین سے تہا مگر مفصل حال اس کا کہین نہین ملتا۔ اس زمانہ مین اس کے پاس دس ہزار آدمی کی جمعیت تہی اور مٹیاپور مین رہتا تھا۔ اور راجمندری کے قلعہ والون کو ضرورت کے وقت مدد پہونچاتا تھا اس لیے قطب شاہیون نے پہلے مٹیاپور پر ہی حملہ کا ارادہ کیا۔ شتاب خان اپنی فوج سے مقابلہ کو آیا۔ مگر شکست کہا کر پلٹے تو قلعہ نشین ہو گیا اور پہر نہ معلوم کس وجہ سے اپنے اہل و عیال کو لیکر قلعہ راج بوندی کو چلا گیا جو تہوڑے فاصلہ پر ایک قلعہ کوہ پر واقع ہے اس سبب سے قطب شاہیون نے مٹیاپور پر قابض ہو کر اوس کا وہان بہی تعاقب کیا۔ اس راستہ مین بڑا گہنا جنگل تہا شتاب خان نے اپنے آدمی جنگل مین چہپا دیے تہے جو گولہ اور تیرون سے دشمنون کو مارتے اور

پیڑون کی آڑ مین چھپ جاتے تھے اسوجہ سے قطب شاہیون کو جنگل کاٹ کر یا آگ
لگاکر چلنا پڑتا جس سے دن بھر مین صرف دو میل راستہ طے ہوتا تھا۔ جب اس طرح سے
یہ لوگ راج بوندی تک بہی پہونچ گئے اور شتاب خان نے دیکھا کہ وہان ٹھرنے کا
موقع نہین ہے تو وہ قلعے کے پچھلے دروازہ سے نکلکر راجمہندری کو چلا گیا۔ اور ودیادر
راجہ قاسم کوٹہ سے مدد مانگی۔ راجہ قاسم کوٹہ جانتا تھا۔ کہ اگر شتاب خان
مغلوب ہوگیا تو قطب شاہی فوج مجھے کب چین لینے دیگی اس سبب سے اوس نے
شتاب خان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور گردونواح کے اور چھوٹے چھوٹے راجاون
کو بہی ساتھ لے لیا۔ اور یہ سب اکٹھے ہوکر تین ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ سے قطب شاہیون
کے مقابل ہوئے۔ مگر ہندوون کو شکست ہوئی اور ودیادر اور شتاب خان راجمندری
کے قلعہ مین پناہ گیر ہوئے۔ اور تین چار مہینے کے محاصرہ کے بعد صلح کا پیغام کیا۔ اور
ملو پنڈت قطب شاہی کو قلعہ مین بولایا۔ پنڈت نے لوٹ کر ہندوون کی طرف سے ایسی
باتین کہین کہ جس سے ملک نائب اور ملا خیالی جو اوس کے ساتھ تہا دونون نے بوعدہ
امن اونہین مع اہل وعیال نکلجانے کی اجازت دیدی۔ اور چھہ برس کی لڑائی بھڑائی
کے بعد قلعہ راجمندری پر ۹۷۹ھ مین قطب شاہیون کا قبضہ ہوگیا۔ فتح کی تاریخ ہے ع
معبد کافران بدست آمد۔ بعد ازان ودیادر تو قاسم کوٹہ کو چلا گیا۔ اور شتاب خان
نے بیجانگر کی طرف کا راستہ لیا۔ پھر اسکے بعد شتاب خان کا حال نہین معلوم کہ کیا مآل ہوا۔

۱۷۔ ملک نائب کا علاقہ قاسم کوٹہ کو فتح کرنا۔ (سنہ ۹۷۰ تا ۹۸۱ھ)

اسی لڑائی کے زمانہ مین ابراہیم قطب شاہ نے اپنی فوج کو علاقہ
قاسم کوٹہ پر سے بڑہنے کا حکم دیا تھا۔ ونکٹ راج علاقہ کوبال دار کونم کا
راجہ تھا۔ بیس ہزار فوج سے پہلے مسلمانون کا وہی مقابل ہوا۔ مگر شکست کہا کر

بہاگ گیا اور یہ دونو مقام قطب شاہ کے قبضہ مین آگئے۔ انہین مقامون کے پاس دو بہائی سردار راج اور بہائی بلبدر چہوٹے راجہ تہے۔ مراجمہندری وغیرہ کے فتوحات کو سنکر اونہون نے مسلمانون کی اطاعت اختیار کرلی۔ بہائی بلبدر تو فوج مین سردار کیا گیا اور سردار راج ابراہیم قطب شاہ کے پاس گولکنڈہ چلا آیا ایک اور راجہ کو پال ویراسے تہا وہ خوف سے بنگالہ کی طرف بہاگ گیا۔ اور اوس کے علاقہ پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ اس سے آگے ولب راج ایک راجہ علاقہ ویدادی مین راج کرتا تہا۔ جب مسلمان اوسکی طرف کو بڑہے تو وہ ایک پہاڑی قلعہ دیوربورال مین جاچہپا۔ اوس کے گرد مین بڑا جنگل تہا اور قلعہ ایک بلند پہاڑ پر مین سمندر کے کنارہ واقع تہا۔ اور راجہ کے پاس بیس ہزار فوج تہی۔ اوس نے بہی شکست کہائی اور چار مہینے محصور رہنے کے بعد اطاعت اختیار کرلی۔ اس سے آگے علاقہ جسر مار مین دو بہائی نرسنگ وسورنگ حاکم تہے اس قلعہ مین ایک راستہ صرف دو پہاڑون کی گہاٹی مین ہوکر جاتا تہا اوس گہاٹی مین انہون نے ایک سنگین دیوار بنائی اور وہان ایک گہری کہائی کہودی اور اوس پر توپین چڑہائین اور مسلمانون سے لڑنے کے لئے مستعد ہوئے مگر بڑی سخت لڑائی کے بعد دونو بہائی گرفتار ہوگیے۔ اور ملک پر مسلمانون کا دخل ہوگیا۔ جب دو برس کے عرصہ مین یہ ملک اونہون نے لے لیا تو اب ایک زبردست راجہ دسناد یو پر چڑہائی کی۔ پہاڑون اور جنگلون کے سبب سے اس کے ملک مین جانا ایک بڑا مشکل کام تہا۔ مگر مسلمانون نے پہلے قلعہ پوتنور کو جو دسنادیو کے بہائی کے قبضہ مین تہا مسخر کرلیا۔ اور وہان کے حاکم کو مع زن وفرزند گرفتار کرکے قلعہ کندہ دیو پلی پر آگے بڑہے۔ یہہ قلعہ اوس وقت اچہا قلعہ تہا اور دسنادیو اسے بڑا اہتمام سمجہتا تہا۔ جب یہ بہی فتح ہوگیا تو اب مسلمانون نے دسنادیو کی دارالحکومت کا رخ کیا۔ دسنادیو پچاس ہزار تفنگچی کماندار پیادہ اور پانچ ہزار سوار اور

پانچ سو ہاتی سے مقابل ہوا۔ مگر شکست کھا کر قلعہ مین متحصن ہوا۔ بعد ازان تیس ہزار ہون اور
چالیس ہاتی سالانہ دینے کے وعدہ پر اطاعت اختیار کرلی اور ملک نائب نے جسے جنگ صلح
کا قطب شاہ کی طرف سے کامل اختیار دیدیا گیا تھا اوس کا ملک اوسی کے پاس رہنے دیا۔
اور یہان علاقہ قاسم کوٹہ کی فتح ۹۸۲ھ مین ختم ہوگئی۔

۱۸ - پرتگالیون کا عروج اور اونکے جور و ستم -

۸-۵۷۵ھ

پرتگالیون نے اسمعیل عادل شاہ کے وقت مین گوا پر قبضہ کرلیا تھا
اور پہر بندر دیو کو بھی گجراتیون سے لے لیا تھا۔ اور اگرچہ ہندوستان
مین بجز دو چار ساحلی بستیون کے اور کہین اون کا قبضہ نہ تھا۔ مگر وہ اس تہوڑے مقبوضات
بحری کے باعث اپنے آپ کو مشرقی ملکون کا ایک بڑا بادشاہ تصور کرتے تہے۔ گوا کو اونہون
نے دارالریاست بنایا اوس کو سب طرح سے سجایا۔ عمارات عالیشان مکانات خوشنما فصیل
وحصار مستحکم واستوار وہ بنائے کہ ہندوستانیون کی عقل حیران تہی کہ یہ کیا طلسمات کا عالم ہے
ہندوستانیون سے اونہون نے وہ ناتے رشتے جوڑے کہ کبھی ٹوٹین ہی نہین —
امیرون اور غریبون کی جو عورتین اون کی قید مین آتین اونہین عیسائی بنا کر شادی کر لیتے فقط
عورت کا عیسائی ہوجانا ہی پرتگالی کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کافی تھا۔ سو یہان کے
وحشی باشندون مین مذہب کا بدلنا کچھ عیب نہ تھا۔ یہان کے ہندو اور اقطاع ہند کی طرح
متعصب نہین ہوتے۔ اونہین عیسائی ہوجانا کوئی بڑی بات نہ تہی۔ ایک ہنسی کی نقل چلی آتی ہے۔ کہ پرتگالی
مردون اور ہندوستانی عورتون مین پادری نے ایک دن اتنے جوڑے لگائے کہ اتفاق سے جب رشنی بجھ گئی تو نہ دولہا
دولہن کو پہچانتا تھا نہ دولہن دولہا کو اب پادری صاحب کی ہی عقل چکر مین تہی کہ کیونکر اس کا فیصلہ کرین اور کس مادہ کو
کس نر کے حوالہ کرین۔ آخر کو یہ سوجہی کہ جو جس کے ہاتھ لگجائے وہ اوسی کی ہے۔ پرتگالیون کی ساری
تاریخ ایسی لڑائی جھگڑون سے بہری ہے جس مین ساحل بحر کی آبادیان اکثر جلین بہکین۔ وہان کے

باشندے خستہ وخراب ہوئے۔ رعایا پر جور وستم کرنیکا شیوہ اونپر ختم تھا۔ مسلمانون کی
ذلیل وتکلیف مین کوئی کسر باقی نہین رکھتے تھے۔ اون کو گرفتار کرکے بھنگی سقہ دھوبی
سب ہی رزیل کام ذلیل کرنے کے لئے لیتے تھے۔ اون کے منھہ پر تھوک دیتے۔ اون
کو سفر نہین کرنے دیتے تھے۔ حج والون کو تباہ کرتے اور حج نہ کرنے دینے کی تو اونہون
نے قسم ہی کھائی تھی۔ اون کا مال چھین لیتے اون کے مکانون کو جلا دیتے مسجدون کو
پھونک کر اون کے محراب اور مصلے او کھیڑ کر پامال کرتے کبھی اون کو غلاظت گاہ
بناتے یا اپنے کلیسے اون کی جگھہ قایم کرتے تھے اونکی کتابون کو ایندہن کی جگھہ جلاتے
اور مسلمانون کے ہاتھہ پاؤن رسون مین کسکر دریا مین ڈبو دیتے اور کبھی پتھرون اور مٹی مین
دبا دیتے تھے۔ کبھی کوڑے مار کر مار ڈالتے۔ کبھی تنگ وتاریک قیدخانون مین زندہ درگور
کرتے تھے۔ قیدی اس قید مین زندگی سے ایسے بیزار ہوتے کہ دستار کا پھندا گلے مین ڈال
قید ہستی سے آزاد ہوتے تھے ان سب پر طرہ یہ تھا کہ اون کو طرح طرح سے ترک اسلام اور
عیسائی ہونے پر مجبور کرتے مولویون کی مٹی خراب کرتے کبھی دھمکاتے کبھی روپیہ کی طمع
دیتے۔ اور کبھی اپنی عورتون کو خوب لباس اور زیور سے آراستہ کرکے اون پر فریفتہ کراتے
کبھی مسلمان عورتون کو وہ دھمکیان دیتے کہ بیچاریون کے ہوش وحواس باختہ ہوجاتے
غرض پادری صاحبون کی زبان تو وعظ وپند مین بند تھی مگر توپون نے اپنا منھہ کھول کر دنادن
سے بےکسون کے کپ کپاتے بدن سے صلیب کے آگے گھٹنا ٹکوایا اور ہزارون کو اسلام
چھوڑا کر عیسائی بنایا۔ یہ حالت اون کی صرف مسلمانون ہی کے ساتھ نہ تھی بلکہ ہندو مسلمان
دونو یکسان تھے۔ سپاہی بچون کو سنگینون پر لگا دیتے۔ اور جب وہ غل مچاتے تو گورنر صاحب
فرماتے کہ مرغ خوب گگڑون کون بولتے ہین۔ ان ظلمون کے باعث سے اون کی ساری رعایا

اپنی جان سے نالان اور اون کے زوال سلطنت کی دل وجان سے خواہان تھی۔

۱۹۔ مرتضی شاہ کی قلعہ ریکندہ پر پرتگالیون کے مقابلہ مین ناکامیابی

جب یہ سب باتین مرتضی شاہ کو معلوم ہوئین اور خبر لگی کہ قلعہ ریکندہ پر جو بندر چول کے پاس ہے پرتگالی قابض ہین تو اون کے دفعیہ کے لیے ۹۷۵ھ مین شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد مرتضی خان کے استصواب سے جو اس وقت اوس کے مدار المہام تھے کوچ کیا پرتگالی توپ وتفنگ اور باروت کے حقون سے مارنے مین خوب ماہر تھے اور مسلمان نہ صرف ان ہتیارون کے استعمال مین کم تجربہ کار تھے بلکہ دیدہ دانستہ حماقت کرتے تھے خاکریز نقب اور ساباط سے جو اون کے معمولی آلات قلعہ کشائی تھے ہرگز کام نہ لیتے تھے بلکہ جب محاصرہ کیا تو چوبین نردبانین بناکر قلعہ پر چڑہنا اور پرتگالیون کو مسخر کرنا چاہتے تھے مگر یہ کیونکر ہوسکتا تھا پرتگالیون کی گلندازی سے ہزارون مسلمان آناً فاناً مین قتل ہوجاتے کہ تجہیز وتکفین کی بہی مہلت نہ ملتی۔ جب مسلمان بہت مرے اور مجبور ہوگئے تو اونہون نے قلعہ کا ایسا محاصرہ کیا کہ دخول وخروج کے تمام ابواب بند کردے۔ اب قلعہ والے گہبرائے۔ اور چاہا کہ نکلکر کہین اور بندرگاہون کو بہاگ جائین۔ مگر پہر باہم صلاح کی اور فرہاد خان اخلاص خان حبشی سرداروں کو تاجرون کا مال لوٹ کردیا اور انکو گانٹھ لیا۔ یہ لوگ دن کو فوج بہیجکر لڑاتے اور اون کے گلے کٹواتے اور پرتگالیون سے رشوت لے لے کر رات کو اونہین شراب اور سامان رسد قلعہ مین پہونچاتے شاہ جمال الدین حسین نوجوانی کے عالم مین ہروقت شراب وکباب سے مست رہتا اور امورات سلطنت خواجہ میرک پر چہوڑ بیٹھا تھا۔ مرتضی شاہ طول محاصرہ سے بہت گہبرایا۔ اور شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی کی شکایت کرنے لگا۔ اسی زمانہ مین کہین مسلمانون کا ایک جہاز بندر جزون سے بندر چیول کو آتا تھا۔ پرتگالیون نے اوسے لوٹ لیا۔ اور اوس کے آدمیونکو

قید کرلیا - ان مین رستم خان و شمشیر خان دو پٹھان جوان تھے جو فن سپاہگری سے واقف
تھے - پرتگالیون نے اونھین اپنے سپاہیون مین زبردستی شامل کرلیا - اور
لشکر اسلام پر اون سے گولیان چلوائین وہ ایک روز کہین انہین پرتگالیون کی ایک
مجلس مین بیٹھے تھے - میر مجلس نے بیان کیا کہ نظام شاہ کے تمام سردار ہم سے ملے
ہوئے ہین صرف ایک خواجہ میرک باقی رہگیا ہے وہ قابو مین نہین آتا ہے - اوس زمانہ مین
مسلمانون سے قومیت ایسی زائل نہین ہوئی تھی جیسے اب آجکل آپ دیکھتے ہین - ان
دونون نے ایک پرچہ پر لکھا کہ ہم فلان وقت فلان مقام سے تمہارے لشکر مین آتے
ہین اور خواجہ میرک کے سمت کی طرف ایک تیر مین باندھ کر پھینک دیا - اور رات کے
وقت اپنی زنجیرون کو توڑ قلعہ پر چڑھ خواجہ میرک کی طرف دیوار پر سے کود پڑے - جب
مرتضی شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً اونھین خلوت مین بلا کر اہل قلعہ کی قوت و ضعف کا
حال پوچھا اونھون نے کہا کہ قلعہ والے تو بڑے عیش و عشرت سے بسر کرتے ہین دکھنی
اور حبشی امیرون سے رشوتین لے کر روغن مرغ اور بٹیر بکری اور تمام آسایش کی
چیزین اونھین پہونچاتے ہین - خواجہ میرک کے سوا اون سے سب ملے ہوئے ہین یہ سنتے
ہی مرتضی شاہ کو شاہ جمال الدین حسین سے کمال رنج ہوا - وہ اس حال کو سنتے ہی نازمت
سے استعفا دیکر بلا اجازت احمدنگر کو چلا گیا - مرتضی شاہ نے بھی پرتگالیون سے انتقام لیے بغیر
اون وجوہات سے جن کا آئندہ ذکر آتا ہے دو برس کی لڑائی بھرائی اور ہزارہا فوج کا گلا
کٹوانے کے بعد احمدنگر کو کوچ کردیا - یہان آکر فرہاد خان اخلاص خان کو قید کیا - اور شاہ
جمال الدین حسین کو اوس کی جورو سمیت برہانپور کو نکالدیا - اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی کو چنگیز خان
کا خطاب دیکر اپنا پیشوا اور خداوند خان کو جسکی مان حبشن اور باپ ایک شخص مشہد کا باشندہ تھا

اور جو بڑا جسیم اور طویل القد تھا اور نیز جمشید خان شیرازی کو اپنا بڑا امیر بنایا۔

۲۰۔ علی عادل شاہ کی ناکامیابی گوا پر اور ادہونی کو فتح کرنا

جس زمانہ مین مرتضیٰ شاہ پرتگالیون پر گیا تھا تو اوسی زمانہ مین علی عادل شاہ اور کلی کوٹ کے راجہ نے بہی چاہا تھا کہ اونہین اپنے اپنے علاقون سے خارج کردین علی عادل شاہ دس مہینے تک گوا کا محاصرہ کیے پڑا رہا اور بارہ ہزار آدمی اپنے مروا دیئے مگر جب اوس نے سوچا کہ چند گز زمین کے لیے مہینون اور برسون پڑے رہنا اور ہزارون فوج کے گلے کٹوانا اور اون کرناٹک کے ملکون کو چھوڑنا جو ایک ادنی سی کوشش سے فتح ہو سکتے ہین کیسی کھلم کھلا غلطی اور حماقت ہے تو اوس نے اس خیال سے اور نیز دوسرے ملکی وجوہات سے جن کا آئندہ ذکر آتا ہے وہان سے لوٹنا ضروری سمجھا اور بے نیل مرام محاصرہ اوٹھا کر چلا آیا۔ پرتگالیون کے مقابلہ مین مسلمانون کی ناکامیابی کا بڑا سبب تو یہی تہا۔ کہ مسلمانون کو توپ اور بندوق کی قدر نہین معلوم تہی اور جہاز رانی سے ناواقف تہے۔ جب مسلمان حملہ کرتے تو پرتگالی اونہین دور ہی دور سے بندوقون کی ایسی مار مارتے کہ پاس پہٹکنے نہ دیتے اور سامان رسد جہازون کے ذریعے سے دوسرے ملکون سے لے آتے۔ دوسرا ایک سبب یہ بھی تہا۔ کہ پرتگالی بندرگاہ کے سوا اور آگے خشکی مین کبھی نہ جاتے تہے۔ اسلیئے مسلمان اونہین اپنی فرمان روائی کا مخالف بہی زیادہ نہ سمجھتے تہے۔ اور جو نقصان کہ اون کا ہوجاتا مجبوراً اوس پر صبر کرلیتے تہے۔ علی عادل شاہ نے وہان سے آتے ہی ۹۸۰ھ مین شاہ ابوالحسن کی تحریک سے آنکس خان ایک سردار کو آٹھ ہزار فوج دیکر قلعہ ادہونی کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بنا تہا۔ اور نہایت وسیع اور مضبوط تھا اوس کے اندر بڑے بڑے حوض تہے جو پانی سے ہمیشہ بہرے رہتے تہے۔ بیجانگر کے راجاؤن نے سلاطین بہمنیہ کی روک کیواسطے

اسے بنایا تھا - جو راجہ کہ گدی پر بیٹھتا گیا وہ اس کا استحکام کرتا گیا تھا - یہان تک کہ اوس
کے گیارہ حصار تھے سا باط اور نقب اور توپ سے اوسکا توڑنا بعید از عقل معلوم ہوتا تھا
سلاطین بہمنیہ نے ہر چند کوششین کین مگر اونھین اس پر کبھی قبضہ نصیب نہوا - اسوقت
رامراج کا ایک بڑا امیر اوس پر قابض تھا اور رامراج کے وارثون کی اطاعت کو ترک کر خود
مختارانہ حاکم تھا آنکس خان سے مقابل ہوا - مگر شکست کھا کر قلعہ نشین ہونا پڑا - لیکن
جب مدت تک محاصرہ رہنے کے باعث غلہ اور آذوقہ قلعہ مین نرہا تو اطاعت اختیار کر لی -

۲۱ - مرتضیٰ نظام شاہ اور علی عادل شاہ کا برار بیدر اور کرناٹک کے فتوحات کے لیے عہد و پیمان -

ابراہیم قطب شاہ گو اس زمانہ مین اپنے شمال مشرقی ملکون کے فتوحات مین مصروف تھا - مگر وہ مرتضیٰ شاہ کی دغابازی اور بدعہدی سے ایسا خار کھائے بیٹھا تھا
کہ اوس کی تباہی کا موقع تک رہا تھا - اس زمانہ مین یہ مشہور تھا کہ مرتضیٰ شاہ کا ارادہ برار بیدر
کے فتح کرنے کا ہے مگر اس وقت مرتضیٰ شاہ اور علی عادل شاہ دونون پرتگالیون کے مقابلہ
مین اپنی مغربی سرحدون پر گئے ہوئے ہین بہتر ہے کہ اس موقع سے فایدہ اوٹھائے - تفال خان
کو اوس نے تحفے تحایف بھیجے اور علی برید شاہ اور تفال خان کو اپنے ساتھ ملا لیا - تفال خان
نے اپنے بیٹے شمشیر الملک کو دو تین ہزار سوار سے استحکام دوستی کی غرض سے ابراہیم قطب شاہ
کی ملاقات کے لیے بھیجا - ابراہیم بھی شکار کا بہانہ کر کے اوس کے استقبال کے لیے گیا -
کولاس اور بیدر کے مابین دونو کی ملاقات ہوئی - علی برید بھی ان سے آکر ملا - اور تینون نے
ملکر مرتضیٰ شاہ سے عہد شکنی کا انتقام لینے کا ارادہ کیا - اور علی عادل شاہ کو جو اس وقت گوا
سے لوٹ آیا تھا اور خواجہ میرک دبیر المخاطب بہ چنگیز خان کی لیاقتون سے متوحش ہو رہا تھا
اپنی ملاقات کے لیے بولایا - عادل شاہ بھی اپنی فوج لیکر چلا - ان سازشون کو سنتے ہی مرتضیٰ نظام

پرتگالیون کو چھوڑ فوراً ریکندہ سے چلا - اور اس غرض سے کہ علی عادل شاہ مخالفون مین شریک نہو جاوے بسبیل استعجال بیجاپور کو کوچ کیا - اور تحفے تحائف دیکر علی عادل شاہ کے پاس چنگیز خان کو بھیجا - یہ سفیر نلدرک کے مقام پر علی عادل شاہ کے پاس پہونچا - اور میٹھی میٹھی باتون سے علی عادل شاہ کے دل سے زنگ کدورت کو دھو ڈالا - اور صلح کی جانب مائل کر لیا - پھر دونو بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی - اور یہ ٹھیرایا کہ قطب شاہ اور برید شاہ کو اس سازش کی سزا دیجاوے - جب ابراہیم قطب شاہ نے یہ سنا تو اوس نے شمشیر الملک کو تو خلعت وغیرہ دیکر برار کو رخصت کیا - اور علی برید شاہ اپنے ملک کو چلا گیا - اور بیدر کی محافظت مین مشغول ہوا - اور ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ چلا آیا - اور حملہ روکنے کے سامان کئے - اب مرتضیٰ شاہ اور علی عادل شاہ تلنگانہ اور بیدر پر چلے - مرتضیٰ شاہ تو بیدر پر آیا - اور علی عادل شاہ مکھانہ کے حوض پر ٹھیرا - اور دونو ملکون مین غارت گری کا بازار گرم کر دیا - ابراہیم نے صلابت خان اور حبشی خان دونامی سرداروں کو دس ہزار پیادہ اور چار ہزار سوار سے علی عادل شاہ کے مقابلہ کو بھیجا - تاکہ وہ جنگ قزاقی سے مخالف کو تنگ کرین - سواے اس کے اپنے تلنگون کو بھی حکم دیا - کہ اپنے طریق پر دشمن کے لشکر مین راتون کو جائین اور اون کی ناک کان کاٹ لائین - فی بینی ایک ہون اور فی گوشش ایک پرتاب انعام مقرر کر دیا - اسطرح پر دن مین صلابت خان اور حبشی خان قزاقانہ دشمن کی رسد لوٹتے اور رات کو تلنگے مخالفون کے ناک کان کاٹ لاتے - اس وجہ سے دشمن کو بہت تکلیف ہوئی - اب مرتضیٰ شاہ اور علی عادل شاہ سے صلاح کی اور باہم یہ عہد و پیمان کیا - کہ مرتضیٰ شاہ برار اور بیدر پر متصرف ہو جاوے - اور علی عادل شاہ کرناٹک کے ملک مین اسی قدر ملک فتح کرے جو برار اور بیدر کے برابر ہو - تاکہ یک کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہ ہو جاوے اور ابراہیم قطب شاہ جیسا ہے ویسا ہی رہے

جب یہ عہد و پیمان ہو گیے۔ تو دونو بادشاہ سنے مکلون کی تیاری کے واسطے اپنے اپنے ملکون کو
واپس چلے گیے اور اس غرض سے کہ بریدشاہ اور قطب شاہ اون کے ارادون مین فتور نہ ڈالین
مرتضیٰ شاہ مرزا یادگار بیگ اور حیدر سلطان کی سپہ سالاری مین اور علی عادل شاہ کامل خان
اور یار قلی بیگ کی سرداری مین پندرہ پندرہ ہزار آدمی کولاس کے پاس سرحد پر چھوڑ گیے
تاکہ یہ فوج ان دونو کو روکے رکھے۔

۲۲۔ افواج نظام شاہی اور عادل شاہی کی ناکامیابی تلنگانہ مین۔ ۔ ۔

جب نظام شاہی اور عادل شاہی سرداروں نے کولاس پر تنگ کرنا شروع کیا تو ابراہیم قطب شاہ نے امیر شاہ محمد کو آٹھ ہزار سوار چیدہ دیگر اور مرزا حسین بیگ ترکمان کو چارسو غریب جوانون سے اون کے دفعیہ کو روانہ کیا۔ جب یہ لوگ کولاس اور دیگلور کے باہین پہونچے۔ تو سید حیدر نظام شاہی دو تین ہزار سوار اور تین چار ہزار پیادے لیکر قلعہ دیگلور سے ان کے مقابلہ کو آیا۔ مگر مرزا حسین بیگ نے اوسے شکست دی اور قلعہ دیگلور بھی لے لیا۔ پھر نظام شاہی دیگلور اور قندہار کے درمیان چلے گیے۔ قطب شاہی سپاہ بھی اون کے پیچھے وہان پہونچی۔ مخالفون کی طرف سے یسونت راؤ بسو رراو کولی راو چھ ہزار گھوڑیون کے سوارون سے آگے آئے۔ ادھر سے مرزا حسین بیگ و علی قلی خان و شاہ قلی بیگ و عزیز بیگ وغیرہ غریب اور ترکمان چار سو آدمی سے سامنے ہوئے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ دوسرے روز نظام شاہی اور عادل شاہی آٹھ ہزار فوج لڑائی کو آئی۔ ادھر سے پھر یہ چار سو جوان آگے نکلے۔ اور صلابت خان افشار دو ہزار جوان سے اون کی مدد کو پیچھے سے گیا۔ اور امیر شاہ محمد خود بھی فوج لیکر مستعد ہوا۔ خوب لڑائی ہوئی اور دونو فوجین دست بدست ہو گئین۔ مگر حملہ آور مغلوب ہو کر ایک منزل پیچھے ہٹ گئے اور قطب شاہی بھی اون کے تعاقب مین وہین جا پہونچے۔ تیسرے دن پھر

سخت لڑائی ہوئی۔ امام قلی بیگ یاقوت خان حبشی و یوسف آقائی ترکمان نظام شاہی سرداروں مین سے اور شاہ قلی بیگ افشار اور امام قلی بیگ ترکمان قطب شاہی عہدہ دارون مین سے مارے گیے۔ مگر قطب شاہیون کو ہی غلبہ رہا۔ اسی طرح علی التواتر ایک مہینا لڑائیان ہوتی رہین۔ اور اکثر قطب شاہیون کو ہی غلبہ ہوتا رہا۔ یہ تو ہمیشہ کا قاعدہ تہا کہ سرداران دکھنی مفت کی جاگیرین اور تنخواہین کہاتے کہاتے آرام طلب ہوجاتے تہے۔ اسوقت بہی غریب اور ترکمان خوب لڑے اور دکھنی سپاہ نے سستی کی اس لیے ابراہیم قطب شاہ نے امیر شاہ محمد کو حکم بہیجا کہ دکھنی سپاہ کو تنبیہہ کردے ورنہ اون کے حق مین اچھا نہ ہوگا دکھنیوان نے کہا کہ ہم کو اور غریبون کو جدا جدا کام سپرد کیے جائین تو ہماری کارگذاری معلوم ہو۔ اسطرح پر جو کچھ ہم کرتے ہین اوس سے اونہین کا نام ہوتا ہے اور ہم سست اور آرام طلب گنے جاتے ہین۔ اس پر امیر شاہ محمد نے غریب اور ترکمانون کو عادل شاہ کی سرحد پر تاخت و تاراج کے لیے بہیجا۔ اب صرف دکھنی اور دشمنون کے مقابل ہوئے۔ دشمنون نے اونہین گہیر لیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ قریب تہا کہ قطب شاہی سپاہ مغلوب ہوجاے مگر جو غریب اور ترکمان عادل شاہی سرحد پر بہیجے گئے تہے اونہین جب اپنے بہیجے جانے کا سبب معلوم ہوا اور خیال ہوا کہ دکنی امیر دشمنون پر کہین فتح پاکر ہم سے کہین بازی نہ جیت جائین تو وہ بلا حکم وہان سے لوٹے اور عین معرکہ کے وقت دکھنیون کی مدد کو آگئے اور ایک جنگی فیل کو آگے کرکے مخالفون کی صفین چیر کر اندر گہس گئے۔ اور اون کا علم کاٹ کر پہینک دیا دشمن کے بہت آدمی قتل اور اسیر ہوئے۔ تین ہزار لہوڑے اور کئی ہاتی لوٹ مین آئے بعد ازان نظام شاہی اور عادل شاہی فوجین اپنے اپنے ملکون کو واپس چلی گئین۔

۲۳۔ سرداران برگی کی تاخت تلنگانہ مین	مرتضیٰ نظام شاہ اور علی عادل شاہ کے معاہدہ سے

۹۸۱ھ

پیشتر علی عادل شاہ نے جوت راو و دیو نائک و ہوجن نائک کو فرمان بھیجکر اپنی امداد کے لیے بولالیا تھا۔ نائک اس ملک مین ایک فوجی سردار کو کہتے تھے جو اس وقت کی انگریزی فوج کے کپتان کی طرح ہوتا تھا۔ یہ لوگ دس ہزار سوار سے علی عادل شاہ کے لشکر مین شامل ہو گئے تھے۔ جب مرتضی شاہ اور علی عادل شاہ برار اور کرناٹک کو چلے گئے تو ان سرداران برگی نے بھی قطب شاہی ملکون مین تاخت و تاراج شروع کی۔ علی عادل شاہ کی ایک بی بی بھی جو غالباً چاند بی بی ہو گی ان کے ساتھ تھی اور بادشاہ نے انھین نشان ماہی مراتب بھی دیا تھا۔ ابراہیم قطب شاہ نے ان کے دفعیہ کے لیے عملابت خان و حمید خان و حبشی خان کو پانچ ہزار سوار سے بھیجا۔ برگی فوج ان کے سامنے کیا ٹھہر سکتی تھی علی عادل شاہ کی بی بی کو تو وہ بمشکل لے گیے مگر نشان ماہی مراتب اور اپنے دوہاتی فتح لشکر و فتح جنگ چھوڑ گئے۔

۲۴۔ علی عادل شاہ کا تورکل کو فتح کرنا۔ معاہدہ کے بعد علی عادل شاہ لوٹ کر بیجاپور آیا اور پہلے قلعہ تورکل کی فتح کو چلا جو رامراج کے عہد مین علی عادل شاہ کے قبضہ سے نکل گیا تھا قلعہ کا پانچ مہینے محاصرہ رہا بعد اس کے بڑی توپ ٹوٹ گئی جس سے اہل قلعہ نہایت خوش ہوے اور سمجھے کہ اب قلعہ بچ جائیگا۔ چونکہ اس مین شاہ ابوالحسن کی خطا تھی اور اوس نے دیدہ و دانستہ توپ کی طرف سے غفلت کی تھی کہ جس سے توپ ٹوٹ گئی تھی اس لئے علی عادل شاہ نے اوسے خدمت سے موقوف کر دیا۔ اور بجاے اوس کے مصطفےٰ خان اردستانی کو جو قطب شاہ کے یہان سے نکلکر عادل شاہ کے پاس چلا آیا تھا وکیل اور امیر جملہ مقرر کیا۔ مصطفےٰ خان نے ایسی کوشش کی کہ دو مہینے مین ہی اہل قلعہ مجبور ہو گئے۔ اور صلح کا پیغام بھیجا۔ مصطفےٰ خان نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہ امان کا دلسائی و نعلتی اور اوس کے رشتہ دار گرفتار کر کے بادشاہ کو دیدے جائین۔ چنانچہ اہل قلعہ نے

ونیکٹی کو رشتہ داروں سمیت پکڑ کر مصطفےٰ خان کے حوالہ کر دیا۔ اور باقی لوگ مع اپنے اہل وعیال اور اسباب واموال کے باہر چلے گئے جب قلعہ پر قبضہ ہو گیا تو علی عادل شاہ نے ونیکٹی کو مع متعلقان قتل کرا دیا۔

۴۵۔ علی عادل شاہ کا قلعہ بیکاپور کو فتح کرنا

کرناٹک مین داور کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا رامراج کے بعد اوس پر ایک امیر قابض ہو گیا تھا۔ اور نیکٹادری تمراج کے بیٹے کو صرف کچھ باقی بھیج دیتا تھا۔ باقی بالکل خود مختار تھا۔ توکل کے قبضہ کے بعد علی عادل شاہ نے اس پر توجہ کی اور چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد اسے بھی بوعدہ امن لے لیا۔ پھر سات مہینے یہان ٹھہرا رہا۔ اور جب گرد نواح کے انتظام سے فارغ ہو گیا تو اب بیکاپور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ بنب وزیر نام ایک شخص رامراج کا تنبول دار تھا۔ رامراج کے بعد وہ اسپر قابض ہو گیا تھا۔ جب علی عادل شاہ اوس طرف کو بڑھا تو اوس نے اپنے بیٹے کو ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ دیکر جنگل اور کوہستان مین بھیجدیا۔ کہ وہ مسلمانون کی رسد بند کر دے۔ اور خود قلعہ مین متحصن ہو کر ونیکٹادری کو لکھا۔ کہ مین نے اب تک جو آپکی اطاعت نہ کی اوس سے مین اب بہت پشیمان ہوا میرا قصور معاف کیجئے مین فلان مقدار زر پیشکش ہر سال خدمت مین بھیجا کرونگا۔ آپ میری مدد کیجئے۔ یا کسی سردار کو بھیجئے ورنہ مین تباہ ہو جاؤنگا۔ ونیکٹادری نے جواب لکھا۔ کہ مجھے خود پیلکنڈری اور چندر گری کی ہی حفاظت نہین ہوتی جو میرے پاس اس وقت چھوٹا سا علاقہ باقی رہگیا ہے۔ اگر تجھسے کچھ ہو سکے تو روپیہ خرچ کرکے صلح کرلے۔ ورنہ اپنے گرد نواح کے امرا کو راضی کرکے اپنے بیٹے کے ساتھ متفق کر دے۔ کہ وہ مسلمانون کی رسد بند کر دین اور راتون کو ان کے لشکر مین جاکر چوری کرین اور سپاہیون کو غافل پاکر مار آیا کرین۔ مین نے بھی اون امرا کو فرمان تیری اعانت کے لئے لکھدئے ہین کہ جو تیرے پاس پڑوس مین ہین

جب یہ جواب آیا - تو ببب وزیر نے رایان قلعہ جیرہ وچندر کوٹی کرور کو لکھا کہ آپ لوگ مجھسے
اتفاق کیجیے ورنہ ہم تم سب ایک ہی ناو مین سوار ہین اگر ہین ڈوبا تو آپ لوگ بھی کبھی نہین
بچ سکینگے - اب یہ لوگ سب متفق ہوئے - اور چوری اور راہزنی سے نقصان پہونچانا
شروع کیا - کرناٹکی پیادہ بدن پر انڈی کا تیل مل لیتے کہ اونکو پکڑتے وقت لوگ
جلدی نہ کر سکین - اور اتنے مین وہ بھاگ جائین - اور راتون کو بھیس کر لشکر مین آتے اور
سوتے ہوئے سپاہیون کو قتل کر جاتے - اور اس طرح پر ایک ایک دو دو کر کے لشکر مین
گھستے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی اور اس کثرت سے آتے کہ سیکڑون سپاہیون کو ہر شب مین
ٹھکانے لگا جاتے - اس بےخبری اور خواب کی حالت مین جب بہت سی لوگ قتل ہوئے
تو یہ مشہور ہوا کہ یہ لوگ اپنے مرگھٹون کی خاک جو جادو سے [illegible] ہوتی ہے اوٹھا لاتے ہین
اور جس خیمہ یا گھر پر ڈال دیتے ہین وہان کے آدمی خواب سے بیدار نہین ہوتے اور اگر
جاگ بھی جائین تو جب تک کہ چور سر پر رہین اوس وقت تک اون مین قوت تکلم اور حرکت
نہین ہوتی ہے - ان افواہون سے لشکر اسلام ایسا گھبرایا کہ علی عادل شاہ نے مراجعت
کے سامان کر دیے - مگر مصطفی خان - نے کہا کہ یہ کچھ بات نہین ہے - اوس نے سرداران
برگی کو جن کی فوج کی تعداد چھ ہزار تھی اور مدت سے مفت کی تنخواہین کھایا کرتے تھے - اور
جو چوری اور مار آنے مین انہین کرناٹکیون کی طرح تھے کرناٹکیون کے مقابلہ پر مقرر کیا - اور آٹھ ہزار
پیادہ لشکر کے گرد پہرہ کے لیے ایک ایک گز کے فاصلہ پر بٹھا دیے اور حکم دیا - کہ کسی کو لشکر
مین نہ آنے دین - اور اگر کسی طرح سے کوئی آجاے اور شور و غوغا ہو تو ہوشیار ہو جائین
اور جسے لشکر سے باہر جاتا دیکھین اوسے قتل کر دین - اس لیے رات کو کوئی لشکر کا آدمی
لشکر سے باہر نہین جاتا تھا - اور اگر چور کسیطرح اندر گھس آتے تو تہ تیغ کیے جاتے تھے اس سبب سے

کرناٹکیون نے لشکر مین آنا اور قتل کرنا موقوف کر دیا - اور مسلمانون کے لشکر کو امن مل گئی - اور رسد بھی لشکر مین آنے لگی اور رفتہ رفتہ اسقدر ارزانی ہوگئی کہ جس کی انتہا نہین - اس طرح ہر ایک سال کامل امراے برکی اور کرناٹکیون مین لڑائیان ہوتی رہین اور مسلمان قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے - اتفاقاً بلب وزیر کا بیٹا اپنی موت سے مرگیا - اور رایان گرد نواح بھی گھبرا گئے اور اپنے اپنے علاقجات کو لوٹ گئے - کہ جس سے بلب وزیر کو رسد پہونچنا موقوف ہوگئی - اور اوس نے پندرہ مہینے کے محاصرہ کے بعد صفر بوعدہ امن قلعہ خالی کرنے کی درخواست کی - مصطفے خان اپنا لشکر لیکر قلعہ کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا - اور بلب وزیر مع اپنے عیال و اطفال اور تمام اہل قلعہ کے نکلکر کرناٹک کے ملک مین چلا گیا - اور قلعہ مسلمانون کے قبضہ مین آگیا -

٩٨٢ھ

۲۶ - علی عادل شاہ کا جیرہ و چندر کوٹی کو فتح کرنا اور مصطفے خان کے اختیارات -

اس قلعہ کے فتح پر مصطفے خان کو علی عادل شاہ نے ایسا خلعت دیا کہ عادل شاہی بادشاہون نے بجز اسد خان اور کشور خان کے کسی کو نہین دیا تھا - درحقیقت یہ فتح اسی مصطفے خان کی بدولت ہوئی تھی - علی عادل شاہ ایک بڑا عیاش بادشاہ تھا - خود تو معشوقون اور سادہ رخسارون مین پڑا رہتا اور کچھ کام نہ کرتا تھا - تمام کاروبار سلطنت پہلے کشور خان پر چھوڑ رکھا تھا - اور اب مصطفے خان کو دیدیا تھا - یہان تک کہ خاص مہر شاہی بھی جو بادشاہ کی انگوٹھی مین رہا کرتی تھی مصطفے خان کو حوالہ کرکے حکم دیدیا تھا - کہ اپنی راے سے احکام جاری کیا کرے میری اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہین ہے جب چار مہینے ادہر گذر گئے اور یہان کا انتظام مصطفے خان نے کرلیا تو علی عادل شاہ کی اجازت سے تیس ہزار سوار اور توپخانہ وغیرہ لیکر جیرہ اور چندر کوٹی کی فتح کو چلا جیرہ کے حاکم ارسپہ نائک نے تو سنتے ہی اطاعت اختیار کرلی اور چونکہ اوس نے قبل از فتح

بنکاپور مصطفےٰ خان کو راضی کر لیا تھا اس لیے مصطفےٰ خان نے اوسے بوعدہ باج وخراج اپنے حال پر بحال رکھا۔ مگر چندر کوٹی کا عالم گنجان جنگل اور استواری قلعہ کے سبب سے مطیع نہوا۔ مصطفےٰ خان نے محاصرہ کیا۔ اور بر کی فوج سے گرد ونواح کی امداد کو روکا اور چودہ مہینے کے محاصرہ مین اوسے بہی سنہ ۹۸۳ھ مین لے لیا۔ اور فتح کے بعد علی عادل شاہ وہان گیا اور چند روز وہان عیاشی کر کے چوتہے سال مین بیجاپور کو لوٹ آیا۔ اور اپنی مہر مصطفےٰ خان کے پاس یہ کہکر چہوڑ آیا کہ جو احکام مین بیجاپور سے جاری کرونگا ادن کے کاغذات تمہارے پاس نہیجے جایا کرینگے اگر وہ معقول ہون تو اونہین مہر لگا کر جاری کیا کیجئے ورنہ منسوخ کر دیا کیجئے

۷۷- ابراہیم قطب شاہ کا علی عادل شاہ کے برخلاف سرنگراج کی اعانت کو جانا — جب ابراہیم قطب شاہ کو نظام شاہی وعادل شاہی فوجون سے فراغنت ملی۔ اور اوس نے دیکھا کہ مرتضیٰ نظام شاہ برار کو اور علی عادل شاہ کرناٹک کو فتح کر کے اپنا اپنا ملک بڑہا رہے ہین تو اوس نے بہی اپنا ملک بڑہانا شروع کیا۔ ایک شخص خاندان بیجانگر کا مسمی سرنگراج قطب شاہی سرحد پر بیجانگر کے ایک حصہ کا راجہ بن بیٹھا تہا جب اوس نے دیکھا کہ علی عادل شاہ کرناٹک مین آیا ہے اور مین اوس کا مقابلہ نہین کرسکتا تو اپنے بچاؤ کی غرض سے اوس نے ابراہیم قطب شاہ سے مدد مانگی اور پیش کش دینے کا وعدہ کیا۔ اس لیے ابراہیم خود بذات خاص اوس کی امداد کو چلا اور امیر شاہ محمد کو جو ابہی سرحد پر کولاس وقندہار کے قریب پڑا ہوا تہا لکہا کہ عادل شاہی علاقہ مین سے چلا آئے اور مجھسے بیجانگر کے علاقہ مین آکر ملے۔ چنانچہ وہ فرمان کے پہونچتے ہی چلا آیا اور ابراہیم قطب شاہ سے آکر مل گیا۔ اب سرنگراج بہی ابراہیم کے پاس آیا اور پیش کش نذر کیا۔ مگر چونکہ علی عادل شاہ اس وقت بیجاپور کو لوٹ گیا تہا اس لیے ابراہیم بہی لوٹ آیا۔ اور کوئی لڑائی نہین ہوئی یہ واقعہ سنہ ۹۸۴ھ کا ہے۔

۹۸۴ھ

۹۸۵ھ

۲۸ - ابراہیم قطب شاہ کا کوندبیر کو فتح کرنا ۔

وینکٹادری وکپوری تمراج ونرسنگہ راو جو دولاکھہ ہون سالانہ کا خراج سلطان قلی کے زمانہ سے کوندبیر کی نسبت مقرر تہا برابر دیا کرتے تہے اور ابراہیم قطب شاہ کے شروع عہد تک بہی دیتے رہے تہے ۔ مگر اب جب ابراہیم قطب شاہ سے اور نظام شاہ اور عادل شاہ سے فتنہ وفساد ہوگئے تہے تو اونہون نے خراج دینا موقوف کردیا تہا ۔ بلکہ کشنا پار اوترکر کندہ پلی کے علاقہ مین لوٹ مار بہی کرجایا کرتے تہے ۔ جب اس وقت ملک مین امن چین اور فوج آسودہ اور چین سے بیٹھے بیٹھے تنگ ہورہی تھی تو ابراہیم قطب شاہ نے میر عماد الدین شیرازی المخاطب بہ حیدر الملک کے سپہ سالاری مین کوندبیر کی فتح کو فوج روانہ کی ۔ انہون نے اول تو قلعہ وینکنڈہ کو جاکر اپنے قبضہ مین کرلیا اور بعد ازان حصار کجر کوٹہ کو جاکر گہیرا یہان کے حاکمون کا نام کستوری رنگپا دمدہ مالی چنپا تھا اور ان کے پاس بیس ہزار فوج تھی مگر یہ بہی فتح ہوگیا ۔ اس کے بعد قلعہ کہم جو اوس سے کچھ آگے ہے قبضہ مین آگیا ۔ اب قطب شاہی فوج خاص کوندبیر کو چلی ۔ یہان کوندی تیمنا دمدہ مالی چنپا

۹۸۶ھ

وکستوری رنگپا بہاگے ہوئے ہندو تیس ہزار سپاہ سے پڑے ہوئے تہے ۔ اور اون کا ارادہ تھا کہ حیدر الملک کی بیخبری مین اوس پر شبخون مارین ۔ جاسوسون نے اوس کی خبر ابراہیم قطب شاہ کو پہونچائی اور اوس نے حیدر الملک کو فوراً اطلاع دی کہ کیا غفلت مین پڑا سورہا ہے ۔ ہندو تیرے اوپر چہاپہ مارنے کو ہین ۔ اس حکم کے پہونچتے ہی حیدر الملک نے جب دریافت کیا تو دشمن صرف آٹھ کوس پر بڑے سازوسامان سے پڑے ہوئے تہے ۔ کوندبیر کو چہوڑ حیدر الملک ان دشمنون کی طرف کو گیا ۔ اور لڑائی کے بعد اونہین پراگندہ کردیا ۔ پہر قلعہ کٹھوم پر قبضہ کرکے یلم کنڈہ کا محاصرہ کیا اور اوسے بہی بجبر وقہر لے لیا ۔ اب اونہون نے خاص کوندبیر پر محاصرہ ڈالا ۔ مگر یہان محاصرہ کو بڑا طول ہوا ۔ اس لئے ابراہیم قطب شاہ نے میر شاہ نقی المعروف بہ میر شاہ میر کو بھیجا ۔

مگر پہر بھی کچھ نہ ہوا۔ جب میر شاہ میر غصہ مین آیا اور توپچیون کو دہمکی دی تو اونہون نے
چند روز مین قلعہ کی دیوار توڑ دی۔ اور میر شاہ میر علی قلیخان و عزیز خان و نور بیگ وغیرہ
سرداروں کو لیکر حصار کے شرقی دروازہ سے گہسا۔ مگر ایک ہزار آدمی قلعہ مین
سے نکلے اور مقابل ہوئے۔ لیکن جب مسلمان بہرہ نام ہاتی کو آگے کر کے قلعہ کے
دروازہ تک پہونچ گئے اور ہاتی نے دروازہ کا ایک رخ توڑ ڈالا تو دروازہ پر مسلمانون کا
قبضہ ہو گیا۔ اور پہر مزاج وہان کا حاکم جو راماراج کا داماد تہا گرفتار ہو گیا۔ اور قلعہ مسلمانون نے
لے لیا۔ بعد ازان جب حوالی و حواشی کے بندوبست سے فراغت ہو گئی تو میر شاہ میر
تمراج کو لیکر دار السلطنت مین حاضر ہوا اور وہ تمام علاقہ ابراہیم کے قبضہ مین آگیا یہ واقعہ
صفر ۹۸۷ھ کا ہے۔

۹۸۷ھ

۲۹۔ شنکر نائک و بہرہ دیوی وغیرہ کا علی عادل شاہ کا مطیع ہونا۔

۹۸۴ھ کے اخیر یا ۹۸۵ھ کے شروع مین مصطفےٰ خان نے
لکھا کہ چندر کوٹی کا قلعہ پہلے کسی زمانہ مین پہاڑ کے اوپر تہا۔ مگر کسی نے
اوس کو چہوڑ کر دامن کوہ مین بموقع قلعہ بنایا ہے اگر آپ آکر مقام کو
معائنہ کر لین اور پسند آئے تو میری رائے مین اوسی پہاڑ کے قلعہ کی جگہہ پر قلعہ از سر نو بنا دینا
مناسب ہے۔ اس پر علی عادل شاہ چندر کوٹی کو گیا اور قلعہ پہاڑ پر بنانے کا حکم دیکر اور قلعہ
بنکاپور کی سیر کر کے براہ بلگوان لوٹ آیا مصطفےٰ خان نے ایک ہی سال مین قلعہ از سر نو
بنا لیا۔ جب تیار ہو گیا تو علی عادل شاہ پہر گیا اور اوسے جا کر دیکہا۔ چندر کوٹی کے پاس
کردو مین شنکر نائک حاکم تہا۔ مصطفےٰ خان نے اوسے بہی عادل شاہ کی خدمت مین حاضر
کیا۔ اور علی عادل شاہ اوس کی اجازت سے کرور کے قلعہ دیکہنے کو چلا۔ مگر کثرت اشجار
وغیرہ سے بعض جگہہ ایسے تنگ راستے تہے کہ بجز ایک سوار کے دوسرے کا گذر نہ تہا۔ اس لئے

راستہ سے لوٹ پڑا۔ بعدازان مصطفے خان کی تحریک سے نہ صرف شنکر نائک ہی
نے باج وخراج دینے کا اقرار کیا۔ بلکہ شنکر نائک کی وجہ سے از سب نائک حاکم جرہ و
بھرہ دیوی وجلوی و درانیان قلعہ جات ساحل سمندر کی اور راے بندر با سلور و باکلور و
باگو کلا سب مطیع ہو گئے اوران سب نے ساڑھے تین لاکھ ہون سالانہ دینے کا اقرار کیا۔
اور تا حیات علی عادل شاہ برابر خراج دیتے رہے سوا اس کے تیس ہزار ہون سالانہ
مصطفے خان کو بھی دیا کرتے تھے۔ بعدازان علی عادل شاہ نے منصب وکالت وامیر جملگی
افضل خان شیرازی کو دیا۔ اور مصطفے خان کو وہ علاقہ جاگیر مین دیکر اور بندری پنڈت کو
جو بڑا معتبر شخص تھا وہان کا دیوان کر کے بیجاپور کو سنہ ۹۸۵ھ کے اخیر مین چلا آیا۔ کہتے ہین
کہ جس وقت علی عادل شاہ کی روانگی کے وقت ان نو مطیع راجاؤن کو خلعت دئے گئے
تو بھرہ دیوی وجلوی رانیون کے لیے زنانہ لباس پیش کئے گئے۔ مگر اونہون نے اس خلعت
کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم عورتین ہین مگر ہم اس ملک پر جوان مردون کی طرح
بزور شمشیر قابض ہین ہمین مردانہ لباس عنایت فرمایا جاوے۔ اس پر بادشاہ نے اونہین مردانہ
خلعت عنایت کیا۔ اس ملک مین مدتہاے دراز سے یہی قاعدہ چلا آتا تھا کہ وہان عورتین
فرمانروا ہوا کرتی تھین اور اون کے شوہر اُمرا اور خدام کی طرح درباری ملازم سمجھے جاتے
تھے۔ اور امورات سلطنت مین اونہین کچھ اختیار مداخلت نہین ہوتا تھا اور اون کے
شوہرون اور باقی ملازمون مین کوئی امتیاز نہین پایا جاتا تھا۔

۳۰۔ امراے برکی کا محاصرہ بینکنڈہ مین بغاوت کرنا او اون کا قتل۔	مصطفے خان کو تو ہمیشہ کشورکشائی کی ہی فکر لگی رہا کرتی تھی۔ اوس نے چند روز کے بعد ایک اپنے معتمد علی خان کو علی عادل شاہ کے پاس بھیجا۔ اور بنکنڈہ دار الملک کرناٹک کی تسخیر کی تحریص دلائی۔ علی عادل شاہ

کا تو یہ عین مدعا ہی تہا۔ وہ فوراً کرناٹک کو فوج ایکر چلدیا۔ اور جب ادہونی ہوکر پنکنڈہ کی طرف کو آگے بڑہا تو مصطفےٰ خان بہی امراے برگی اور لشکر کرناٹک کو لیکر حوالی بنکاپور مین اوس سے آملا۔ وینکٹادری نے دیکھا کہ علی عادل شاہ کا مقابلہ دشوار ہے اس لئے پنکنڈہ کو چھوڑ کر چندرگری کو چلا گیا۔ علی عادل شاہ نے پنکنڈہ کا جاکر محاصرہ کیا۔ تین مہینے کے محاصرہ کے بعد اہل قلعہ ایسے تنگ ہو گئے تہے کہ اب قلعہ دیا ہی چاہتے تہے کہ وینکٹادری نے اون مرہٹہ سردارون کو جو علی عادل شاہ کے ساتہہ تہے آٹھ لاکہہ ہون دیکر بہکالیا۔ ہنڈیا ناتک چار ہزار آدمیون سے علی عادل شاہ کے مورچون سے نکلکر لشکر کو لوٹتا ہوا باہر چلا گیا۔ دوسرے روز اور چار مرہٹہ سردار پانچ ہزار فوج سے دشمن سے جا ملے اور لشکر اسلام کا غلہ اور گہانس دانہ لوٹنے لگے۔ اِس وجہ سے مصطفیٰ خان مجبوراً محاصرہ اوٹہا کر ۹۸۶ھ کے آخر مین چلا آیا۔ اور علی عادل شاہ نے بیجاپور کو مراجعت کی اب یہ امراے برگی لوٹے اور اپنی اپنی جاگیرون پر قابض ہو گئے۔ علی عادل شاہ کی ساری طاقت سردارون کے ہاتھہ مین تہی اوس مین خود اس قدر کہان سکت تھی جو ان باغیون کا بندوبست کرتا۔ اور خود فوج لیکر اونہین خاک مین ملادیتا۔ مرتضیٰ خان انجو ایک نظام شاہی سردار علی عادل شاہ کے پاس مدت سے آگیا تہا۔ علی عادل شاہ نے اوسے اون جاگیرات مین سے ایک قطعہ جاگیر مین دیدیا جہان ان باغی امراے برگی کی جاگیر تہی وہ تین ہزار سوار تیرانداز اور کچھہ دکہنی حبشی امیر لیکر چلا۔ اور ایک سال متواتر ان مرہٹہ سردارون سے لڑتا رہا۔ مگر ان کو مغلوب نہ کرسکا۔ اس لیے مصطفیٰ خان نے زبانی کہلا بہیجا کہ اس طرح مفت مین اچھی فوج قتل ہوئی چلی جاتی ہے اور کام نہین نکلتا۔ بہتر ہے کہ بلطائف الحیل سے ان باغیون کو بیجاپور مین بولالیجئے اور پہر جو چاہیے کیجئے۔ علی عادل شاہ نے اس راے کو پسند کیا۔ اور ایک برہمن

راسو پنڈت کے ذریعہ سے تسلی دلاسا دیکر بیجاپور کو بلا لایا - جب یہ لوگ جانے کو ہوئے تو ہندیا نائک نے ایک مجلس منعقد کی اور اون سے کہا کہ ہم نے علی عادل شاہ کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی ہے جب کہ کرناٹک تمام اوس کا مطیع ہونے والا تھا اوس وقت ہم نے بغاوت کی اوس کے آدمیون کو مارا - اور اب اتنی مدت سے بغاوت کر رہے ہین - ظاہری چکنی چپڑی باتون پر بیجاپور چلا جانا خلاف عقل ہے - گو ہندیا نائک نے یہ بات نہایت عقلمندی کی اون کو بتائی - مگر جیسے انہون نے نالایقی سے حماقتاً اپنے ولی نعمت سے بغاوت کی تھی ویسی ہی یہ ظاہر افریب اون کی سمجھ مین نہ آیا اور اوس کی نیک نصیحت کو نہ مانا - اور بیجاپور چلنے کو تیار ہوئے جب ہنڈیا نے دیکھا کہ میری نصیحت کارگر نہین ہوتی تو اوس نے ان کی رفاقت ترک کی - اور نیکٹا دری کے پاس پنکندہ کو چلا گیا - جوت رائے بیجاپور مین آیا - علی عادل شاہ نے اوسے خلعت اور امارت کا اعزاز عنایت کیا - بعد ازان بھوجمل نائک و دیو نائک و تمنا نائک وغیرہ بھی چلے آئے - جب یہ سب بیجاپور مین ہوپنچ گئے اس سبب سے کہ ؎

نے ز دانش بود سکون و درنگ	سنگ در دست و مار بر سر سنگ

اب اور توقف اون کے قتل مین حماقت سے خالی نہ تھا - جوت رائے کو ایک رات کو پکڑ اوس کی آنکھین نکلوا ڈالین - اور باقیون کو بہت بری طرح سے قتل کرا دیا - گو علی عادل شاہ کی اس دغابازی کو انگریزی موزخون نے نفرت انگیز لکھا ہے مگر ذرا انصاف کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہ اون دغابازون کے کردار کی سزا بہت درست تھی - اگر کسی یوروپین گورنمنٹ کے ساتھ کوئی ایسا کرے تو ہمین ہرگز یقین نہین ہے کہ اوس کی سزا دینے کے لیے ایسی سپاہیانہ پیچ کو نفرت انگیز شمار کیا جاوے -

۲۱ - مرتضی نظام شاہ کا حملہ بیدر پر | اب مرتضی نظام شاہ کی داستان سنئے - جب وہ علی عادل شاہ سے

معاہدہ کرکے لوٹا۔ تو اوس نے اول تو اوس نقصان کی اصلاح کی جو اوسسے ریکندہ مین ہوا تھا
بعدازان اوس نے قیام صحبت کے لیے ملا حیدر کاشی کو تفال خان کے پاس سفیر کرکے بہیجا۔
اور لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تہا جب وہ مرگیا تو اوس کا بڑا بیٹا برہان عماد الملک
مملکت کا وارث ہے۔ جب تک کہ برہان خردسال اور ناقابل سلطنت تہا اوس وقت تک
تم امورات سلطنت کا انجام دیتے رہے۔ یہ تمہارا فرض منصبی تہا کچھ مضایقہ نہین۔ لیکن
اب جب کہ سن رشد کو پہونچکر حکمرانی کے قابل ہوگیا ہے۔ اوس کو گہر مین محبوس رکھنا اور خود
فرمانروائی کرنا کیا معنے۔ چاہیے کہ برہان کو حکومت کا اختیار دیکر آپ فوراً الگ ہوجایئے
ورنہ جو نتیجہ ہوگا وہ آپ دیکھ لینگے۔ تفال خان اس سخت مضمون کو سنکر نہایت مضطر ہوا۔
اور اپنے بیٹے شمشیر الملک سے مشورہ کیا۔ اوس نے باپ سے کہا کہ ہم نظام شاہ سے
لشکر وخزانہ مین کچھہ کم نہین ہین۔ اگر اوس کا ارادہ ہمارے ملک پر حملہ کرنے کا ہے تو ہم
اوس کا تلوار سے جواب دینگے۔ اور اسی بناپر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی۔ چنانچہ
اوس نے تفال خان کی مدد کو فوج بہیجی۔ جب مرتضیٰ کا ایلچی پاتری کے اطراف مین اوس سے
لوٹکر ملا۔ اور یہ حال سنایا تو مرتضیٰ شاہ ایلچپور کو چلا۔ اودہر سے شمشیر الملک مقدمۃ الجیش
کی طرح آگے آیا۔ اور نظام شاہ کے طلیعہ کو شکست دیکر بہگا دیا۔ اب چنگیز خان نے اور
سروار فوج دیکر آگے بہیجے۔ شمشیر الملک نے باپ سے مدد طلب کی تفال خان بھی
بیٹے سے آکر مل گیا۔ چنگیز خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے خداوند خان وجمشید خان
وبجری خان ورستم خان وچند ہا خان امراے حبش کو اوس کے مقابلہ کے لئے بہیجا۔ اور
بادشاہ سے اجازت لیکر خود اپنے خاصہ خیل اور تین ہزار غریب ترکش بند لیکر فوراً معرکہ مین پہونچا
نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ چنگیز خان عین گرمی جنگ کے وقت اپنے پانچ سو سپاہیون سے

جنہین اوس نے مدتون سے اپنا مصاحب اور دوست بنا رکہا تہا اور جو اس سے یکدل ہو رہے تہے تفال خان کے قلب لشکر پر جا پڑا - اور ایسا جی توڑ کر لڑا کہ تفال خان اور شمشیر الملک کو مجبوراً بہاگنا پڑا اور وہ ایلچپور سے ادہر کہین قیام نہ کر سکے - دشمن کا تمام اثاثہ جنگ اور دو سو ستر جنگی ہاتی چنگیز خان کے ہاتھہ لگے - اب مرتضی شاہ نے تمام رعایا اور زمینداران برار کے نام فرمان جاری کیے - اور اوس مین اونہین بہت تسلی و دلاسا دیا - چنانچہ اس فتح کے سبب سے زمیندار اور مقدم اور قانون گو اوس کے پاس آئے اور خلعت لیکر رخصت ہوئے

۹۸۱ھ

۳۲ - مرتضی شاہ کے تعاقب سے تفال خان کا برہانپور کو بہاگ جانا۔

معلوم ہوتا ہے کہ برار کی رعایا اور فوج تفال خان کو غاصب سمجھکر اوس سے خوش نہ تہی اس لیے ایلچپور مین بھی اوس کے پیر نہ جمے اور اوس نے وہان متحصن ہونے سے یہہ ہی بہتر سمجہا کہ گونڈوانہ کے جنگلون مین پناہ لیجائے - اگر اس مین مرتضی شاہ پیچہا چہوڑ دے تو پہر اپنے ملک پر آکر قبضہ کر لیا جائے ورنہ کوئی اور صورت نکالیجائے مگر چنگیز خان کب پیچہا چہوڑتا تھا مرتضی کو لیکر تفال خان کے تعاقب مین گیا - اب آگے آگے تفال خان اور شمشیر الملک اور پیچہے پیچہے مرتضی شاہ اور چنگیز خان فوج لیے ہوئے تہے اس طرح چہہ مہینے گذر گئے - ایک روز تفال خان اور شمشیر الملک ایک ایسے جنگل مین آ پہنسے کہ بجز گرفتار ہو جانے کے اور کوئی چارہ نہ تہا - اتفاقاً یہان مرتضی نظام شاہ کے آگے ایک سید مجذوب میر موسی مازندرانی آگیا - اور دوازدہ امام کی قسم دیکر اوس سے کہا کہ جب تک بارہ ہزار ہون دوازدہ امام کے نام پر مجھے یہان ندیدے تب تک آگے نہ جا - دوازدہ امام کا نام سنکر مرتضی شاہ نے اوس فقیر سے اوس کا حسب و نسب پوچہا - اور جب معلوم ہوا کہ وہ محبان اہل بیت سے یعنے شیعہ ہے تو چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو جو اوس کی فوج کے مقدمۃ الجیش تہے

بولا کر حکم دیا کہ اوسے بارہ ہزار ہون دیدین - چنگیز خان نے عرض کیا کہ خزانہ پیچھے آتا ہے
خزانہ آتے ہی روپیہ درویش کو دیدیا جائیگا - تفال خان اور شمشیر الملک ایسے موقع پر
آپہنسے ہین اس وقت آپ آگے بڑہیے ورنہ وہ نکلجا ئینگے مرتضی شاہ نے کہا کہ اس سید نے
مجھے دوازدہ امام کی قسم دی ہے تفال خان ایک نہین اگر بارہ ہزار برابر بھی مجھے دے تو
مین اوس کی کچھہ پروا نہین کرتا - یہ بارہ ہزار ہون بغیر دئے مین آگے ہرگز نہ جاؤنگا - گویہ
مرتضی شاہ کے دیوانہ پن کی بات تھی - اگر تفال خان کسی سید کو بھیجکر مرتضی شاہ کو دوازدہ
امام کی قسم برار سے لوٹ جانیکی دلا دیتا تو ہمین یقین نہین کہ مرتضی شاہ اوس قسم کو
مان لیتا - اب چنگیز خان نے سید سے کہا کہ تفال خان اس وقت گرفتار ہوا چاہتا ہے
اگر تو بادشاہ سے یہ کہدے کہ روپیہ مجکو ملگیا تو مین جس وقت آئے گا اوسیوقت تجھے دیدونگا - سید نے
کہا کہ اگرچہ مین دیوانہ ہون مگر اتنا بخوبی جانتا ہون کہ نقد را بہ نسیہ نباید فروخت مدتون مین
تو آج مجھے موقع ملا ہے روپیہ دید یجئے اور چلے جائے - مجبوراً چنگیز خان نے کچھہ شاہی
اور کچھہ ارکان دولت کے ہاتی جو اوس وقت وہان موجود تھے سید کے سامنے لاکر کہا کہ ان
کو بطور رہن کے آپ اپنے پاس رہنے دیجئے جب مین روپیہ دیدونگا اوسوقت لے لونگا
اب جانے کی اجازت دید یجئے - اوس نے کہا کہ یہ جھگڑے تو مین جانتا نہین روپیہ نقد
دیدو اور چلے جاو - آخر لاچار چنگیز خان نے ایسے آدمیون کو تلاش کیا کہ جن سے روپیہ
ملسکے اور ہاتی اون کے ہاتھ فروخت کر کے سید کو روپیہ دیا - اور پھر آگے بڑہا - مگر اس عرصہ
مین تفال خان اور شمشیر الملک نکل گئے - اور چونکہ برار مین امن کی کوئی صورت نظر نہ آئی
اس لیے برہانپور کی طرف بھاگ گئے -

۲۳ - گجرات کے جھگڑے -	سنہ ۹۶۱ھ مین سلطان محمود شاہ والی گجرات کرا اوس کے ایک خادم

اور چنگیز خان گجراتی کا حملہ خاندیس پر۔

برہان نام نے جب وہ سو رہا تھا تو اوس کے لنبے لنبے سر کے بال پلنگ سے باندھ دئے اور اوسی کی تلوار سے اوس کا گلا کاٹنے لگا۔ جب وہ خواب سے چونکا تو اوس کے سر کے بال اوس کی جان کا وبال ہوئے اور پلنگ سے نہ اوٹھ سکا اور مارا گیا۔ سورت مین اسی بادشاہ نے غضنفر آقا ترک غلام المخاطب بہ خداوند خان کی معرفت پرتگالیون کی روک کے واسطے ایک نہایت مضبوط قلعہ ۹۴۹ھ مین بنایا تھا۔ اور اوس کا طرز عمارت پرتگالیون کی طرح کا تھا۔ پھر عماد الملک نے برہان کو مار ڈالا بعد ازان اعتماد خان ایک نومسلم نے ایک خرد سال بچے کو سلطان احمد شاہ کے لقب سے تخت پر بٹھایا۔ جب یہ بھی آٹھ سال کے فرضی حکمرانی کے بعد اسی اعتماد خان کے ہاتھ سے مارا گیا تو پھر اعتماد خان نے ایک مجہول النسب لڑکے کو سلطان محمود شاہ کا بیٹا بنا کر سلطان مظفر کے نام سے تخت پر بٹھایا۔ جس کا کسی کو اعتبار نہ آیا۔ امرا بجا خود مختار ہوگیے۔ اور آپس مین لڑنے جھگڑنے لگے۔ اعتماد خان سلطان مظفر پر قابض تھا چنگیز خان نے اوسے کئی شکستین دین اور جاگیر مین اضافہ چاہا اعتماد خان نے کہا کہ نذربار سلطان محمود شاہ نے میران مبارک شاہ والی خاندیس کو دیا تھا۔ اب نہ محمود شاہ ہے اور نہ مبارک شاہ دونوم نگئے چاہیئے کہ خاندیس کے قبضہ سے نکالکر تو لے لے۔ اسپر چنگیز خان گجراتی ۹۷۴ھ مین علاقہ نذربار کی تسخیر کو چلا۔ میران مبارک شاہ والی خاندیس، جس نے اپنی بیٹی ۹۷۱ھ مین اکبر بادشاہ کو دیکر اوس سے رشتہ پیدا کر لیا تھا اسی سال بروز چہارشنبہ ۶۔ جمادی الآخر کو مرچکا تھا۔ اور اوس کا بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہوا تھا۔ یہ بھی اچھا عاقل بادشاہ تھا۔ اوس نے تفال خان سے مدد طلب کی۔ تفال خان نے ہمسایگی کے لحاظ سے اوس کا ساتھ دیا۔ چنگیز خان اس وقت نذربار پر قابض ہوگیا تھا اور آگے تھالیر تک بڑھ آیا تھا

۹۷۴ھ

اور ایک پہاڑ کی نوک پر جو بڑی ناہموار تھی قیام ہرا اور ہموار جانب پر توپون کا زنجیرہ نکالکر دشمن کے خوف سے قیام کیا۔ جب اوس نے اس براری اور خاندیسی فوج کا ہجوم دیکھا تو اوس پر کچھ ایسا رعب چھایا۔ کہ دن بھر تو توپین آگے لگائے پڑا رہا۔ اور رات کو تمام احمال و اثقال چھوڑ بھروج کو بھاگ گیا۔ اور خاندیسیون نے تعاقب کر کے اوسے خوب لوٹا کھسوٹا توپین اور ہاتی چھین لیے۔

۴۴۔ مالوہ اور گجرات پر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان کا قبضہ

بازبہادر کو ایک سال بھی تخت مالوہ پر آرام کرنا نصیب نہ ہوا تھا کہ اکبر بادشاہ ہندوستان نے عبداللہ خان اوزبک اپنے ایک سردار کو اوس کے استیصال کیواسطے ۹۷۰ھ مین بھیجا۔ بازبہادر تو عیش کا بندہ تھا لڑائی کے صدمات اوس سے کب جھیلے جاتے۔ فوج مخالف کی آمد سنتے ہی بے تحریک سیف وسنان ملک سے نکل بھاگا اور مالوہ خاندیس اور دکن کی سرحدی کوہستانون مین دن کاٹتا پھرا۔ جب کوئی تدبیر راست نہ آئی تو ۹۷۷ھ مین اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر اوس کے امرا مین داخل ہوگیا۔ دو ہزاری کا مرتبہ ملا۔ اور اوس نے وہین اپنی عمر ختم کی۔ اور مالوہ کی حکومت ہمیشہ کے لیے اس خاندان سے جاتی رہی۔ اسی زمانہ مین اکبر کے خاندان کے کئی آدمی سنبل مین جاگیردار تھے اونھون نے بغاوت کی۔ اور بھاگ کر گجرات مین آ گئے چنگیز خان نے اونھین اپنے پاس بہادر سمجھکر رکھ لیا اور جاگیرین دیدین۔ عبداللہ خان اوزبک نے بھی اکبر سے مالوہ مین بغاوت کی اور وہ بھی چنگیز خان کے پاس آگیا۔ اب چنگیز خان نے اعتماد خان سے کہا کہ تیرے مدد نہ کرنے کے باعث مجھے خاندیس مین شکست ہوئی ہے اور اعتماد خان سے لڑنے کو چلا۔ یہ سب مرزا بھی اوس کے ساتھ تھے۔ اعتماد خان بغیر لڑے بھاگ نکلا۔ اور احمد آباد پر چنگیز خان کا قبضہ ہوگیا۔ چنگیز خان پر ایک شخص شیر زمان چرہ دوڑا

۹۷۰ھ

۹۷۷

جس سے چنگیز خان نے کچھہ ملک دیکر صلح کرلی - میران محمد شاہ والی خاندیس نے جب گجرات کے یہ جھگڑے دیکھے اور ملک بے بادشاہ پایا تو اوس نے اپنے آپ کو گجرات کا وارث بنایا - اور پہلی فتح کے زور مین گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا - اور تیس ہزار فوج سے احمد آباد تک چلا گیا اور کچھہ گجراتی سردار بھی اوس سے مل گیے - چنگیز خان بھی احمد اباد سے مرزاون کو ساتھ لیکر آٹھہ سات ہزار آدمی سے نکلا - میران محمد شاہ کو شکست ہوئی - اور بھاگ کر اپنے ملک کو چلا آیا - چونکہ یہ فتح مرزاون کی دلاوری سے چنگیز خان کو ہوئی تھی اوس نے ان کی خاطر و عزت بڑہا دی - مگر جو جاگیرین اون کو دین وہ ان کے شاہ خرچی کو کافی نہ ہوئین اس لیے مرزاون نے اور دون کی جاگیرات پر دست درازیان کین - چنگیز خان نے تین چار ہزار آدمی مرزاون کی تنبیہہ کے لیے مقرر کیے اونہین شکست ہوئی - پھر مرزا چنگیز خان کے خوف سے برہانپور کو بھاگے اور جبتک میران محمد شاہ فوج کو فراہم کرکے مقابل ہو ملک کو لوٹ لاٹ کر مالوہ کو چلتے ہوئے اکبر نے ان کے دفعیہ کو فوج مالوہ مین بہیجی تہی کہ جھجار خان حبشی نے چنگیز خان کو مار ڈالا شیر خان فولادی نے احمد آباد کا محاصرہ کیا - اور اعتماد خان کو اوسمین ان مرزاون کو بھی اپنے پاس بولالیا - یہان سے میان تنو سلطان مظفر بادشاہ گجرات بہی اوس کے بہکانے سے احمد آباد سے پٹن کو چلا گیا - اب اعتماد خان ایسا تنگ ہوا کہ اوس نے اکبر بادشاہ کو گجرات کی تسخیر کے لیے بولایا - اتفاقاً اکبر اسوقت مالوہ مین آیا ہوا تھا - وہ فوج لیکر خود پٹن گجرات مین آیا - شیر خان احمد آباد کا محاصرہ چھوڑ فوراً کسی طرف کو رفوچکر ہوا - مرزا بھروچ کی طرف کو بھاگ گئے - اعتماد خان اور شاہ مظفر اکبر کی خدمت مین حاضر ہو گئے - اور ۱۴ - رجب ۹۸۰ھ کو گجرات کی حکومت خاندان مغلیہ مین منتقل ہوگئی - اور اسی کے بعد قلعہ سورت پر بھی اکبر کا قبضہ ہوگیا -

۹۸۰ھ

۴۵- مرتضیٰ شاہ کا تفال خان کو قلعہ برنالہ مین گھیرنا۔

جب تفال خان اور شمشیر الملک برہانپور کی طرف چلے گئے تو مرتضیٰ نظام شاہ خاندیس کی سرحد پر پہونچا۔ اور وہان قیام کر کے میران محمد شاہ کو لکھا کہ تفال خان ہم سے بہاگ کر وہان آیا ہے۔ آپ اوس کو پناہ نہ دیجئے ورنہ ہماری آپ کی بگڑ جائیگی۔ ایسے وقت مین جب کہ اکبر مالوہ اور گجرات کو فتح کر چکا تھا اور ابھی اوس کا لشکر گجرات سے ہٹا بھی نہ تہا بہلا محمد شاہ کب ایسا نادان تہا کہ اپنے ملک مین فساد کھڑے کرتا اور اکبر کو رفع فساد کے بہانہ سے خاندیس بہی حوالہ کر دیتا۔ اوس نے مرتضیٰ شاہ کی تحریر بجنسہ تفال خان کے پاس بہیجدی۔ وہ مضمون سمجھکر پہر برار کو لوٹ آیا۔ اور یہان آکر اکبر کو ایک عرضی لکھی کہ حکام دکن سب شیعہ مذہب ہین اور اونہون نے اتفاق کر لیا ہے چاہتے ہین کہ اہل سنت و جماعت کو دکن سے خارج کر دین۔ مین آپ کا تابع ہون اور برار آپ کا ملک ہے یہان تشریف لاکر اس پر قبضہ کر لیجے اور مجھے ان دشمنون سے نجات دلا دیجئے۔ بعد اس کے تفال خان خود تو قلعہ برنالہ مین اور شمشیر الملک کاویل مین متحصن ہوئے مرتضیٰ نظام شاہ نے برنالہ کا محاصرہ کیا۔ تفال خان کی عرضی اکبر کے پاس گجرات مین پہونچی اوس نے ایک آدمی کو مرتضیٰ شاہ کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ تفال خان ہمارا مطیع ہے اور برار اوس نے ہمین دیدیا ہے چاہیئے کہ برنالہ کا محاصرہ آپ اوٹھا لیجئے۔ اور تفال خان سے کچھ تعرض نہ کیجئے۔ مگر مرتضیٰ شاہ نے چنگیز خان کے کہنے سے ایلچی کی طرف کچھ توجہ بہی نہ کی۔ جب ایلچی نے جاکر آگرہ مین اکبر سے نظام شاہ کی کیفیت بیان کی تو اوس وقت بنگالہ مین فساد ہو رہا تھا اکبر تفال خان کی مدد اور مرتضیٰ شاہ کی تنبیہ کے لیے کچھ بندوبست نہ کر سکا۔ مگر تفال خان نے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اپنا بچاؤ اچھی طرح کئے گیا۔ جب مرتضیٰ شاہ نے دیکھا۔ کہ اکبر کی طرف سے دشمن کو مدد کی کوئی امید نہین معلوم ہوتی تو چنگیز خان نے محاصرہ کو خوب سخت کیا۔ برنالہ کا قلعہ

ایک پہاڑ پر تہا توپ منجنیق اور خاکریز سے اوس کا توڑنا آسان نہ تہا - اسد خان بادشاہ گجرات کا چرکسی غلام اور سکندر رومی خان ابن حبشی رومی خان نظام شاہ کی نہایت عمدہ گلنداز تہے - مگر قلعہ کی دیوار نہ توڑ سکے - اور محاصرہ کو بڑا طول ہوگیا - **شعر**

صحبت طالح ترا طالح کند		صحبت صالح ترا صالح کند	۳۶ - مرتضی شاہ کا برار پر قبضہ دخاندان عماد شاہیہ اور تفال خانیہ کا نیست و نابود ہونا -

مرتضی نظام شاہ اس زمانہ مین ایک لونڈے صاحب خان نام پر عاشق ہوگیا تہا - اور صاحب خان چاہتا تھا کہ احمد نگر کو جاے اور چند روز سے بڑی ضد کر رہا تھا مرتضی شاہ کو اوس کی کمال درجہ خاطر منظور تہی اس لیے اوس نے چاہا کہ محاصرہ اوٹہا کر احمد نگر کو چلا جاے اسی مین شاہزادہ حسین کے تولد کی خبر احمد نگر سے آئی اب تو مرتضی شاہ کو اور بہی بہانہ مل گیا - بیٹے کے دیکھنے کے ارادہ سے احمد نگر کو جانا چاہا - اور قریب تہا کہ دو تین برس کی محنت برباد جاے کہ اسی مین ایک تاجر ہندوستان سے آیا اور چنگیز خان سے کہنے لگا کہ مین یہہ گھوڑے تفال خان کے لئے لاہور سے لایا ہون اگر آپ قلعہ مین لیجا کر مجہے بیچ لینے دین تو بڑی مہربانی ہوگی - چنگیز خان نے کہا کہ آپ کے چہرہ سے دانائی کے آثار معلوم ہوتے ہین ایسا آدمی ہم کو چاہیئے ہے اگر آپ اقرار کرین کہ وہان سے لوٹ کر مرتضی شاہ کی نوکری کرلین تو بیشک مین آپ کو اندر جانے دیتا ہون وہ بیچارہ سیدہا سادہ پٹہان ان فریبون کو کیا سمجہتا تہا لالچ مین آکر نہایت خوش ہوا - اور فوراً اس کا اقرار کرلیا اور مرتضی شاہ کے واسطے ہر ایک کام کے لئے موجود ہوگیا - چنگیز خان نے اب ایک اپنا معتبر آدمی تاجرون کے بہیس مین اوس کے ساتھ کیا - اور اوسے اہل قلعہ کے لیے رشوتین دینے کو بہت روپیہ دیا - اور سوداگر کے مال و اسباب مین چہپا دیا - غرض یہہ دونو اندر گئے - اور اس بناوٹی تاجر نے اہل قلعہ کے معززین کو خوب روپیہ بانٹا اور مرتضی شاہ کی طرف سے بڑے

ٹپے وعدے کئے اور بہتون کو تفال خان سے توڑ کر رات کو قلعہ سے باہر نکل آیا۔ جب چنگیز خان
کی یہ تدبیر ٹھیک عمل مین آگئی اور قلعہ والے اوس سے مل گئے۔ اور چونکہ اکثر امرا اور فوج مدت
کے محاصرہ اور روز کی بھاگا بھاگ سے تنگ ہو گئے تھے بعض لوگ کود کر قلعہ سے نکلے
اور برجون سے کمندین ڈال ڈال کر قلعہ کے نیچے اوتر آئے۔ جب انہین انعام اور جاگیرین
چنگیز خان نے دین تو اور رہے سہے بھی چنگیز خان کے پاس آگئے اور اب کل بارہ گلندا
اندر رہ گئے تو چنگیز خان نے اسد خان اور سکندر رومی خان کو بھیجکر قلعہ کے ایک برج کو
توڑوا دیا۔ اور چونکہ وہان کوئی قلعہ کا محافظ تو تھا ہی نہین اس لیے چنگیز خان کے اٹھائیس
آدمی اور ایک نفیرچی قلعہ کے نیچے گئے اور زینہ لگا کر اوپر چڑھ گئے۔ اور چنگیز خان کے
ایک خاص قسم کی سرنفیری بجائی تفال خان سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ مین آگیا۔ اس لیے چند مخصوصون کے ساتھ پچھلے
دروازہ سے بھاگا۔ اور قلعہ پر چنگیز خان کا قبضہ ہو گیا۔ اور تفال خان کے تعاقب مین سید حسن استرابادی روانہ ہوا اور تیر سکر
فتحپور کے مقام سے اوسے گرفتار کر کے لے آیا۔ اور چند روز کے بعد قلعہ کا دیل بھی بوعدہ
امن ہاتھ آگیا۔ شمشیر الملک گرفتار ہوا اور برنالہ سے برہان الملک بھی اپنے خاندان سمیت
قید ہو گیا۔ مرتضی نظام شاہ نے ان سب قیدیون کو اپنی حکومت کے کسی قلعہ مین مقید
رہنے کے لئے بھیجدیا۔ اور یہ ایک ہی رات مین سب کے سب مر گئے۔ بعضے کہتے ہین کہ مرتضی
کے نوکرون نے انہین دفعتہً واحدۃً مرتضی کے حکم سے مار ڈالا بعض کا قول ہے کہ پاسبان
انہین رات کو اس لیے بڑے تنگ مکان مین بند کرتے تھے کہ وہ اون کو کچھ روپیہ دین۔ مگر
چونکہ وہ خود مفلس و محتاج ہو رہے تھے وہ دے نہ سکتے تھے اس سبب سے محافظین اونہین
اور بھی زیادہ تنگ کرتے تھے۔ جس سے ایک رات کو یہ سب آدمی جنکی تعداد چالیس تھی
ایک تنگ مکان مین رہنے سے گھوٹ کر مر گئے۔ جب صبح کو دروازہ کھول کر دیکھا تو سب مرے

پائے مگر قول اول قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ بعد اس کے عماد شاہیہ اور تفال خانیہ خاندان کا کوئی شخص باقی نہ رہا۔ اور وہ سلطنت کہ جسے فتح اللہ عماد الملک نے ۸۷۶ھ سے قایم کیا تہا سنہ ۹۸۲ھ مین ۱۰۶ برس کے بعد سلطنت احمد نگر مین شامل ہوگئی۔

۷۴۔ سلطنت برار کے خاندان عماد شاہیہ کا خاتمہ

سلطنت عماد شاہیہ کا سب سے پہلا شخص فتح اللہ عماد الملک تھا اور وہ سنہ ۸۶۷ھ مین محمد شاہ کے عہد مین یہان کا حاکم ہوا تھا۔ اور اوس نے سنہ ۸۹۵ھ مین خود مختار ہوکر اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا تھا۔ ابتدا مین تو نصف برار اس خاندان کے قبضہ مین تہا۔ مگر پہر نصف ماہور کا حصہ بہی اسی مین شامل ہوگیا تہا۔ اس ملک کی اصلی حدین تو بتانا بہت مشکل ہے۔ وہ شمال مغرب مین انجادری پہاڑون سے جنوب مین گوداوری تک پہیلے ہوئے تہے اور مغرب مین پاتری کا علاقہ اسی مین داخل تہا۔ اور جالنہ کے قریب زمین کے چہتر دین درجہ سے جنوبی حد شروع ہوتی تہی۔ مگر جالنہ نظام شاہی سلطنت مین شامل تہا مشرقی حد اوس کی تہی ہی نہین۔ یہان ایسا گہنا جنگل تہا کہ جہانتک وہ چاہتے اوس کو اپنا سمجھ سکتے تہے۔ ناگپور جہان بستا ہے وہ مقام اسی ملک کا علاقہ تھا۔ مگر ممکن ہے کہ ہم وائن گنگا کو اس کی مشرقی حد مانلین جس وقت مہابہارت کی لڑائی ہوئی ہے اوس وقت اس ملک کا نام بدہرباتہا[۵۱] جو بگڑ بگڑا کر برار ہوگیا ہے۔ اس سلطنت کا کل رقبہ تقریباً ایک لاکہہ میل مربع ہوگا باہر کے آدمی اس ملک مین بہت کم آتے تہے اور تجارت بہی یہان) اوس زمانہ مین بجز خام سیداوار

[۵۱] دوب سنسکرت مین اوس گہانس کو کہتے ہین جو ہندی مین دوب کہلاتی ہے اور بدہرب کے معنے بے گہانس کی زمین کے ہین اس لیے اس کی وجہ تسمیہ یہ لکہی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک رشی کے لڑکے کی آنکہہ دوب گہانس کے لگ جانے سے جاتی رہی تہی اوس نے بد دعا کی کہ کبہی اس ملک مین یہ گہانس نہ اوگے اور ایسا ہی ہوا اس وجہ سے اس ملک کا ودربا نام ہوگیا۔ از فیوضات عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے دام اقبالہ

کے اور چیزون کی بہت ہی کم ہوتی تہی یہ لوگ ابتدا سے آخر تک سنت جماعت ہی رہے
اس لیے ایرانی باشندے یہان نہین آیا کرتے تہے۔ علم کا چرچا اس سلطنت مین بالکل
نہ تہا۔ اور یہی بڑی وجہ ہے کہ کسی نے اس خاندان کی تاریخ تک بہی نہ لکہی۔ اور نہ کسی نے
ایسے مظلوم بے کسون کے یک قلم نیست و نابود ہونیکا مرثیہ بنایا۔ ان کے حالات ایسے
مفقود ہین کہ اگر پاس پڑوس کی سلطنتون کی تاریخون مین ان کا ذکر نہوتا تو دنیا مین کوئی اون کا
نام بہی نہ جانتا۔ ان کے زمانہ کی نہ تو کوئی عمارت باقی ہے اور نہ کوئی رفاہ عام کے کام اونہون
نے ایسے کیے ہین کہ جن سے اون کی یادگار دنیا مین باقی ہو۔ مگر اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہین
کہ ان کی رعایا اوس زمانہ کے لحاظ سے خوش حال اور ان کی حکومت سے راضی تھی۔
مگر تفال خاں کی حکومت سے امرا ناراض ہو گیے تہے۔ اور اسی نفاق کے باعث مرتضی شاہ
اوس پر غالب آگیا۔ میران محمد شاہ اوس کا دوست تہا مگر اکبر کی قوت کو دیکہکر وہ اپنا ملک اس وقت
نہ چہوڑ سکا ورنہ مرتضی شاہ کو بڑی دقت پڑ جاتی۔ فہرست سلاطین عمادشاہیہ اس طرح ہے۔

نمبر	نام	جلوس	وفات
۱	فتح اللہ عماد الملک - - - -	سنہ ۸۷۶ھ	سنہ ۹۱۶ھ
۲	علاء الدین عماد شاہ ابن فتح اللہ	سنہ ۹۱۶ھ	سنہ ۹۳۷ھ
۳	دریا عماد شاہ ابن علاء الدین - -	سنہ ۹۳۷ھ	سنہ ۹۶۹ھ
۴	برہان عماد شاہ - - - - -	سنہ ۹۶۹ھ	سنہ ۹۸۲ھ
۵	تفال خان - - - - -	”	

۹۸۳ - برہان عماد الملک جبلی کا بلوہ برار مین اور مرتضی شاہ کا برار اور خاندیس کو جانا | اب مرتضی نظام شاہ نے برار کا خوب بندوبست کیا اور اپنے امرا مین اوسے تقسیم کر کے چاہا کہ احمد نگر کو لوٹ جاے۔ مگر

چنگیز خان اوس کے وزیر نے کہا کہ عادل شاہ سے اور ہم سے یہ قرار پایا ہے کہ برار اور بیدر ہم لے لین اور کرناٹک دہ لے لے چونکہ وہ کرناٹک مین بنکاپور کا محاصرہ اسوقت کیے ہوئے ہے ہم کو چاہیے کہ اس فرصت کو جانے ندین بلکہ بیدر پر بہی قبضہ کر لین۔ مرتضی شاہ بھی راضی ہوگیا۔ اور بیدر کو روانہ ہوا۔ ایک شخص برہان عماد شاہ کا دایہ زادہ تہا وہ کہین بہاگ کر بچ رہا تہا۔ اس وقت وہ خاندیس مین تہا۔ میران محمد شاہ کے پاس اوس نے جاکر کہا کہ مین برہان عماد شاہ ہون مجھے مدد دیکر برار کا ملک دلادیجئے تفال خان گجراتیون سے مقابلہ مین محمد شاہ کو مدد دے چکا تہا اوسے وہ احسان یاد تہا۔ اور اب اکبر بہی بنگالہ کے جھگڑے مین تہا۔ محمد شاہ کو فرصت ملی۔ اوس نے پانچ چھ ہزار آدمی اوس کے ساتھ کیے کہ اوسے جاکر برار کا مالک کرادین۔ جب یہ لوگ برار کی سرحد پر آئے تو اس خاندان کے قدیمی نوکر جو ادہر اودہر گوشہ کنارہ مین چھپے چھپائے تہے نکل کھڑے ہوئے اور سات آٹھ ہزار آدمی اور اون مین مل گیے۔ پہر اس جمعیت عظیم نے مرتضی شاہ کے تہانون کو اکثر جگہ سے اوٹھا دیا اور ملک مین بڑا خلل پڑگیا اور خداوند خان دخورشید خان نظام شاہی محافظ بڑے گہبرائے اور مرتضی شاہ کو لکھا کہ یہان ایسا بلوہ عظیم ہے کہ بجز آپ کے آنے کے فرو نہین ہوسکتا ہے

	کس این گرد را برندارد ز راہ		بجز صرصر بادپایان شاہ	

مرتضی شاہ نے اُس وقت ایسی پُھرتی کی کہ فوراً سید مرتضی سبزواری کو جسے اوسی زمانہ مین مرتضی شاہ نے فرمان بہیجکر بیجاپور سے طلب کر لیا تہا سر لشکر کیا اور آٹھ ہزار سوار دیکر برار پر آگے بہیجا۔ اور خود بھی اپنے مخصوصون کے ساتھ روانہ ہوکر چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد آوے جس وقت یہہ سب فوج مرتضی شاہ۔ سے ملی ہے تو دشمن دس کوس پر تہے بادشاہ نے فوج کے آتے ہی اوسیوقت کوچ کا حکم دیا۔ ہرچند سردارون نے کہا کہ فوج دس کوس چلکر آرہی ہے۔ اور آدمی گھوڑے تہکے

ہوئے ہین مگر مرتضی شاہ نے کچھہ عذر نہ مانا اور اوسی روز دس کوس اور آگے جاکر دشمن کے قیام
گاہ پر پہونچ گیا۔ مگر سید مرتضی برہان عماد الملک حبلی کی فوج کو پہلے ہی منتشر کرچکا تہا۔ اب مرتضی شاہ
محمد شاہ کی تنبیہہ کو چلا جب روہنگر کے گہاٹ پر پہونچا تو محمد شاہ جو اسوقت اپنی سرحد پر پڑا ہوا تہا
اسیر کے قلعہ مین بہاگ گیا۔ اور مرتضی شاہ برابر برہانپور تک چلا گیا۔ اور ملک کو خوب خراب
کیا۔ پہر بارہ ہزار سوار سے چنگیز خان اسیر پر گیا۔ محمد شاہ نے بہی آٹھہ ہزار آدمی اوس کے
دفعیہ کو بہیجے مگر اونہین شکست ہوئی اور بہت آدمی گرفتار ہو گیے۔ پہر مرتضی شاہ بہی اسیر کو
آگیا اور اوس کا محاصرہ کیا۔ اور تمام ملک خاندیس مین فوج بہیجکر کوئی معمورہ باقی نہ چہوڑا کہ جسے
غارت نکیا ہو۔ آخر مجبوراً محمد شاہ نے بہت سے ردوبدل کے بعد چہہ لاکھہ مظفری مرتضی شاہ کو
اور چار لاکھہ چنگیز خان کو برسم نعل بہا دیکر اپنا پیچہا چہوڑایا۔ یہ مظفری گجراتی سکہ تہا اور دو مظفری
ایک نقرہ سنگہ یا روپیہ کے برابر ہوتی تہین یہ واقعہ آخر سنہ ۹۸۲ھ کا ہے۔

۳۹۔ شاہ مرزا اصفہانی کا صاحب خان کی وساطت سے مرتضی شاہ کو بہکا کر چنگیز خان کو قتل کرادینا۔

جس وقت مرتضی شاہ نے برار فتح کرکے بیدر کا رخ کیا تہا۔ تو اوس وقت ابراہیم قطب شاہ کو بڑا کہٹکا ہوا تہا۔ کہ اگر مرتضی نے بیدر کو فتح کرلیا تو تلنگانہ کا اوس سے بچانا دشوار ہوجائیگا۔ اس سبب سے
شاہ مرزا اصفہانی کو اپنا حاجب کرکے اب مرتضی شاہ کی خدمت مین بظاہر فتح کی مبارکباد
کے لیے برار کو بہیجا۔ اور درپردہ اوس سے کہدیا کہ جس طرح ہوسکے اوسے بیدر کی تسخیر سے روکے
چنگیز خان اسوقت مرتضی شاہ کے فتوحات کا اصلی باعث تہا۔ شاہ مرزا نے اوس سے کہدیا
کہ دو لاکھہ روپیہ آپ کے نذر ہین۔ آپ براہ مہربانی بیدر کی تسخیر سے باز آئے اور مرتضی شاہ کو
اوس کی ترغیب نہ دلائے۔ مگر چنگیز خان نے کہا۔ کہ یہ ایک ہی سنی اس ملک مین باقی
رہگیا ہے۔ اگر یہ نکل گیا تو محبان اہل بیت کے حدود باہم ملجائینگے۔ اور جو غیر مذہب کے باعث

سے بادشاہ دہلی کا دغدغہ رہا کرتا ہے وہ بالکل مٹ جائیگا - اسے دورہی کرنا چاہیئے جب
شاہ مرزا اصفہانی چنگیز خان سے مایوس ہوا تو اوس نے مرتضی شاہ کے لونڈے صاحب خان
کو گانٹھا اور اوسے بہت سے تحفے تحایف دے دلاکر اپنا دوست بنایا - اور اوس سے کہا کہ
چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ برار کا خود مالک بن بیٹھے اور اسی واسطے وہ جنگل جنگل مرتضی شاہ
کو لیے پھرتا ہے کہ موقع پاکر اوسے مارڈالے - چونکہ آدہی فوج سے زیادہ اوسی کی بنائی
ہوئی امرا کے تحت مین ہے اوسے یہ کام کرنا بڑا آسان ہے مگر مرتضی شاہ اس سے بالکل
غافل ہے - صاحب خان کے دل مین اس بات کا اثر ہوگیا - اتفاقاً اسی زمانہ مین مرتضی شاہ نے
صاحب خان کی بےادبیون کو دیکھکر چنگیز خان سے کہدیا تھا کہ اوسے چشم نمائی کرتا رہے
یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ناصح کیسا ہی شفیق کیون نہو ایسی عمر مین بُرا ہی معلوم ہوتا ہے -
اس لونڈے کو چنگیز خان دشمن معلوم ہونے لگا - اس لیے صاحب خان نے اوس کی
مرتضی شاہ سے شکایت کی - اور جو کچھہ شاہ میرزا نے اوس سے کہا تہا وہ اپنی طرف سے
مرتضی شاہ سے سب کہدیا - مگر مرتضی شاہ نے اوسے معلل بالغرض سمجہا - اور اوسپر کچھہ توجہ نہ کی
اور کہا کہ تجھے وہ تنبیہہ و تادیب کیا کرتا ہے اس سبب سے تو اوس کی شکایتین کرتا ہے
مگر جب باربار صاحب خان نے ناز و نیاز کے وقت مین چنگیز خان کی شکایت کی اور رو کر
کہا کہ آپ مجھے اگر جہوٹا جانتے ہین تو شاہ مرزا اصفہانی کو جو اوسی کے شہر کا رہنے والا ہے
بولاکر اس کی تصدیق کر لیجئے - اس پر مرتضی شاہ کو کچھہ شک گذرا اور رات کے وقت
خفیہ شاہ مرزا کو بولاکر اس باب مین استفسار کیا - یہہ تو اسکا موجد ہی تھا خوب نمک مرچ لگاکر
مرتضی شاہ کے کان بہرے - مگر اسپر بہی اوسکو یقین نہ آیا - اور سمجہا کہ عداوت سے کہتا ہی
[illegible] مرتضی شاہ نے چنگیز خان کا امتحان لیا - بولاکر اوس سے کہا کہ مین اس لمبے سفر سے

پریشان ہوگیا ہون جاہتا ہون کہ احمد نگر کو چلا جاؤن - چنگیز خان کو ان معاملات کی تو کچھہ خبر تھی ہی نہین اوس نے مرتضی شاہ سے کہا - کہ ابھی یہہ ملک نیا فتح ہوا ہے چاہیئے کہ پانچ چھہ مہینے ابھی آپ یہان اور ہین اوس کے لعبد برار مین مجھے چھوڑکر آپ تشریف لے جاے مین یہان کا انتظام کرتا رہونگا - اس بات کو سنتے ہی مرتضی شاہ کو یقین ہوگیا کہ چنگیز خان کا ارادہ کچھہ اور ہے - اوسی وقت رنج کے آثار اوس کے چہرہ سے نمایان ہوگئے - اور چنگیز خان بیماری کا بہانہ بناکر اوس کے خوف سے پھر سامنے نہ گیا - اس سے مرتضی شاہ کے یقین کو اور بھی استحکام ہوا - اور اوس نے اپنے اصلی خیر خواہ کو بڑی سنگ دلی اور جبن کے ساتھہ اسطرح مروادیا - کہ زہر کا شربت بنواکر حکیم محمد مصری کے ہاتھہ اوس کے پاس دوا کے بہانہ سے بھیجا - اور جب اوس کا پیتے ہی رنگ بدلا - تو اوس نے مختصر سا ایک دستور العمل قواعد سلطنت کے لئے بنایا اور ایک عرضی بادشاہ کو لکھکر اوس کے ساتھہ بھیجدیا - عرضی مین لکھا تہا کہ میرک دبیر نے جو اپنی عمر کے ساٹھہ مرحلے طے کرچکا ہے اوسنے آب حیات کو بخوشی خاطر پی لیا جسے حضور نے بھیجا تہا اور جان آپ پر سے تصدق کردی - اب مین ایک دستور العمل بھیجتا ہون آپ اوس پر عمل کیجئے یہ نہایت مفید ہوگا - اور سید مرتضی شاہ قلی صلابت خان مرزا محمد تقی نظیری و امین الملک نیشاپوری و قاضی بیگ طہرانی کام کے آدمی ہین ان سے غافل نہ ہوجیئے اور جو غریب کہ میرے پاس ہین اونہین اپنے سلحدارون مین نوکر رکھہ لیجئے - بعد ازان چنگیز خان پلنگ پر لیٹ گیا - اور اوسکا رنگ زرد ہونا شروع ہوا - جس وقت اوس کے ہاتھہ پاؤن سے جان نکل رہی تھی تو در و دیوار سے تظلم کی صدا آرہی تھی اور خواجہ عماد الدین محمود گاوان کے قتل کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی - آخر دوسرے روز صبح صادق کے وقت سنہ ۹۸۲ھ مین جان بحق تسلیم کی - مگر آفرین ہے اس خیر خواہ پر کہ اپنے دشمن اور قاتل کو مرتے

وقت بہی اپنے نصیحت کے فوائد سے محروم نچہوڑا - اور اگر سچ پوچھو تو یہی نصیحت تہی کہ مرتضیٰ شاہ اوس آفت سے بچ گیا جو محمد شاہ بنی بر محمود گاوان کے قتل سے نازل ہوئی تہی -

۴ - مرتضیٰ شاہ کی عزلت گزینی

کچھہ تو اس چنگیز خان کی عرضی اور دستور العمل کے پہونچنے پر مرتضیٰ شاہ کے دل پر اوس کی خیر خواہی کا اثر ہوا اور کچھہ اون شاہ مرزا کے خطوط سے اوس کی بے جرمی ثابت ہوئی جو چنگیز خان کے اسباب مین سے برآمد ہوئے اور پہر مرتضیٰ شاہ کو اپنی اس نامعقول حرکت پر ایسا افسوس ہوا - کہ جس کی انتہا نہین مگر اب کیا ہو سکتا تھا سعدی نے کیا خوب کہا ہے - ؎

شکستہ نشاید دگر بارہ بست	کہ سہل است لعل بدخشان شکست

اسی غصہ مین آکر صاحب خان اپنے معشوق کو تو کچھہ نہ کہا مگر شاہ مرزا کو لشکر سے نکلوا دیا - اور آپ احمد نگر مین چلا آیا - اور حکیم محمد مصری کو پیشوا مقرر کیا - لیکن چھہ مہینے کے بعد اوسے معزول کر کے قاضی بیگ یزدی کو شروع ۹۸۳ھ مین پیشوا اور مرزا محمد نظیری و عین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا - اور سید مرتضیٰ سبزواری کو برار کا سر لشکر کر کے خداوند خان مولد و جمشید خان و بحری خان قزلباش و رستم خان دکنی و چغتائی خان ترکمان و تیر انداز خان استر آبادی و شیر خان ترشیزی و حسین خان توتی و چند ہا خان دکنی و دستور خان خواجہ سرا وغیرہ امرا کو اوس کے ساتھ کیا اور قاضی بیگ و مرزا محمد تقی و شاہ احمد خان مرتضیٰ خان و اسد خان و امین الملک نیشاپوری و قاسم بیگ حکیم مصری وغیرہ عمائد احمد نگر کو بلا کر کہا کہ "آپ سب صاحب سن لین مجھے بادشاہی کی لیاقت نہین ہے مین ظلم و انصاف مین تمیز نہین کر سکتا اس لئے مین اپنی بادشاہی سے بیزار ہو گیا ہون تم قیامت کے دن میرے گراہ رہنا مین نے قاضی بیگ آل رسول کو وکیل مطلق بنایا ہے اوسے چاہیے کہ کسی کی حق تلفی نہ کرے اگر قیامت کے روز

مجھسے کچھہ بازپرس ہوئی تو مین کہدونگا کہ مین نے ہر طرح کے سیاہ وسفید کا اختیار قاضی بیگ کو دیدیا تھا اس سے پوچھئے اگر اوس سے امورات سلطنت کا انتظام نہ ہوسکے تو چاہیئے کہ وہ امین الملک اور مرزا محمد تقی وقاسم بیگ کو اپنے ساتھ شریک کرے اور مہمات سلطنت کا انتظام کرتا رہے ۔ چنگیز خان کے ساتھ جو ظلم کہ مین نے کیا ہے مین اوس سے بہت پشیمان ہون ۔ اور اب تمام عمر عزلت گزین رہونگا ۔ اور خدا کی عبادت کیا کرونگا" یہہ کہا اور قلعہ کے ایک مکان بغداد نام مین گوشہ نشین ہوگیا صاحب خان کے سوا سب کو اپنے پاس آنے جانے سے منع کر دیا ۔ اور دو تین مہینے کے بعد بہ سلطان میران حسین کی والدہ اور سب عورتون کو دوسرے مکان مین بہیجدیا ۔ اور قلعہ کے دروازہ پر شاہ قلی کو جسے شاہ طہماسپ نے برہان شاہ کے پاس بہیجا تھا اور جس کا اب صلابت خان خطاب تہا نگرانی پر مقرر کیا ۔ اور اسے امراے کبار کا درجہ دیکر حکم دیدیا کہ صاحب خان کے سوا قلعہ کے اندر کسی کو نہ آنے دے ۔

۱۴ ۔ مرتضی شاہ کا اکبر بادشاہ دہلی کے مالوہ مین آنیکی خبر سنکر اوس کے مقابلہ کو نکلنا ۔

سنہ ۹۸۴ھ مین اکبر بادشاہ شکار کہیلتا ہوا کہین مالوہ کی طرف سرحد تک آگیا تہا ۔ جب یہہ خبر قاضی بیگ کو ہوئی تو اوس نے مرتضی شاہ کو ایک عرضی لکہی کہ اکبر بادشاہ دکن کو آتا ہے ۔ اور صاحب خان کے ہاتھہ نظام شاہ کو بہیجی ۔ چونکہ رات کا وقت تہا عرضی دیکر قاضی بیگ اپنے گہر کو چلا گیا مرتضی شاہ سو رہا تھا جب خواب سے چونکا تو صاحب خان نے عرضی اوس کو دی ۔ وہ عرضی کو دیکھتے ہی اوسی وقت پالکی کہ منگا اور چند بہرہ دار جو موجود تہے اور جن کی تعداد سو سے زیادہ نہ تہی اور جن مین صاحب خان اور صلابت خان بہی تہے ساتھہ لے اکبر بادشاہ دہلی کے دفعیہ کو دولت آباد کی طرف روانہ ہوا ۔ جب کچھہ اور لوگون نے سنا کہ مرتضی شاہ اس طرح جا رہا ہے تو اوس کے پاس چند امرا دوڑ کر آئے اور کہا کہ بادشاہون کے دشمن بہت ہوا کرتے ہین

اکیلے نکلنا اور ایسے قوی دشمن کے مقابلہ کو اس طرح جانا حزم و احتیاط سے نہایت بعید ہے
چاہیے کہ جب تک لشکر احمد نگر و برار نہ آوے یہین چندروز قیام کیجے۔ اس لیے مرتضی شاہ
چندروز یہین رود گنگ پر ٹہیر گیا۔ جب پانچ چہہ ہزار سوار خاصہ خیل آگئے تو برار کی سپاہ کو
آنیکا حکم دیکر آگے چلدیا۔ قاضی بیگ اور مرزا محمد تقی نظیری وغیرہ عماید و اراکین گردن مین
چادرین ڈالکر آگے آئے اور زمین پر سر رکھکر عرض کیا۔ کہ ایسے عظیم الشان بادشاہ دہلی سے
ہم اس ادنی فوج سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین بہتر ہے کہ توپخانہ اور لشکر آجانے دیجئے۔
مرتضی نے کہا کہ مین تامل نہین کرونگا اور اپنے خاصہ خیل سے خاص اکبر بادشاہ کی فوج
پر جا پڑونگا۔ پہر فتح و شکست آسمانی ہے۔ خدا جسے چاہے اوسے دیگا۔ اراکین مرتضی کی
ان مجنونانہ مزخرفات کو جس سے ہنسی آتی ہے سن سنکر حیران تہے کہ کیا کرین کہ اسی مین
خبر آئی کہ اکبر بادشاہ مالوہ سے شکار کہیل کر لوٹ گیا۔ اس خبر سے مرتضی شاہ نہایت مسرور ہوا
اور دولت آباد مین لوٹ کر حوض قتلو پر قیام کیا۔ اور سید مرتضی سرشکر برار کو جو حسب الحکم حاضر
ہوا تہا اور نیز اوس کے ساتھ کے امرا کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور پہر احمد نگر مین آکر وہی گوشہ
نشینی اختیار کرلی۔

۹۸۴ھ

۴۲۔ مرتضی شاہ کا تاج و تخت ترک کرنے کا ارادہ۔

مرتضی شاہ کو صاحب خان سے ایسا عشق تہا کہ جو کہتا تہا وہ مرتضی شاہ کو سب منظور ہوتا تہا۔ بارش کا زمانہ تہا چارون طرف سبزی ہو رہی تھی
درختون پر جوبن تہا پہولون کی بہار تہی صاحب خان کو منتزہات دولت آباد لم یخلق مثلہا
فی البلاد کے تفرج کا شوق اوٹہا۔ مرتضی شاہ کو اوس کے حکم کی تعمیل ضرور ہوئی
وہان جاکر چار مہینے تک رہا۔ قبور مشایخ کی زیارتین کین فقرا مساکین کو خیرات و صدقات دیے
اسی مین کچہ جنون جو اور زیادہ ہوا تو فقیرون کا لباس پہن لے

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند	بلاکشان محبت بکوے یار روند

کی طرح بے کسی کے کہے سنے یہان تک کہ صاحب خان کو بھی خبر نہ کی عقب سراپردہ
سے نکل امام رضا کی زیارت کو چلدیا - دو تین کوس پر ایک شاہی پیادہ کہین جا رہا تھا
اوس نے صورت دیکھکر مرتضی شاہ کو پہچان لیا - اور دوڑ کر اراکین دولت کو خبر کردی پہلے تو
لوگون کو یقین نہوا - لیکن جب سراپردہ مین جا کر دیکھا تو مرتضی شاہ کا وہان پتا نہ تھا اس لیے
پیادہ کے بیان کے بموجب لوگ دوڑے اور بادشاہ کو ایک میدان مین پایا اور نہایت منت وزاری
سے اوسے لوٹا لاے مگر اوس نے لباس فقیرانہ کو نہ اوتارا اور چاہا کہ تخت و تاج کو خیرباد کہے
مگر جو لوگ کہ سلطنت پر حاوی ہو رہے تھے اور اوس کے جنون سے مالک بنے بیٹھے
تھے اوس کے سلطنت چھوڑنے پر اونہین کب ان اختیارات اور حکومت بے مزاحمت کی
امید ہوسکتی تھی اونہون نے اپنی شان و شوکت اور حکومت کے بنے رہنے کے واسطے
اوس کا بنا رہنا ضروری سمجھا اور اوس کی منت و سماجت کی اوسے ترک دنیا کے نقص اور
فقر و مسکنت کے قبح جتاے اور اوسے بادشاہی کرنے کے لیے مجبور کیا - قاضی بیگ
اور مرزا محمد تقی نے زمین پر سر رکھکر تغیر اور تکریہ کا سبب پوچھا تو مرتضی شاہ نے کہا کہ نفرت کا
سبب تو ظاہر ہے الفت و محبت دنیا کا سبب پوچھنا چاہیئے - اسکے سوا اور کچھ بات نہ کہی اور
چپ ہو رہا - جب دیکھا کہ لوگ بے مجھے نہین چھوڑتے تو لاچار احمد نگر کو چلا آیا اور باغ ہشت بہشت
مین جو احمد نگر کے شمال مین تھا پھر منزوی ہوگیا اور تمام خیل و حشم قاضی بیگ اور صلابت خان
کی سرداری مین اوس کے گرداگرد خیمہ و خرگاہ لگا کر پڑ گئے -

۴۳ - مرتضی شاہ کے معشوق صاحب خان کی بدچلنی	اب صاحب خان کا دور دورہ تھا اوسی کے اقارب و اعزا بڑے بڑے خدمات پر مقرر ہوتے جاتے تھے - صاحب خان کو جب اپنے سرین

کہو لنے سے شرم نہ آتی تہی تو اوسے اورون کی کیا پرواتہی۔ جس کسی کی دختر و پسر کو حسین دیکہتا اوسے پکڑوا منگاتا اور افعال شنیعہ کا مرتکب ہوتا۔ میر مہدی ایران کا ایک سید اور سلحداروں مین نوکر تہا۔ اوس کی دختر بڑی خوبصورت تہی۔ صاحب خان نے اوسے طلب کیا۔ اور جب میر مہدی نے دینے سے انکار کیا تو کچھ اپنے آدمی بہیجدئے کہ زبردستی چہین لائین۔ میر مہدی دروازہ بند کر کے لڑنے کو کہڑا ہو گیا۔ صاحب خان کے آدمیون کو تیر مار کر بہگا دیا۔ اور قاضی بیگ وغیرہ سے فریاد کی۔ مگر صاحب خان تو مرتضی شاہ کا معشوق تہا کس کے سر مین سہوڑا نکلا تہا جو اوس سے مقابل ہوتا کسی نے اوس کی داد فریاد نہ سنی۔ اب صاحب خان نے اپنے چہوٹے بہائی حبیب خان کے ہمراہ ایک فوج بہیجدی۔ میر مہدی اپنے مکان مین متحصن ہوا اور کئی دکہنیون کو تیرون سے مار ڈالا۔ میر مہدی کے ناخلف بیٹے صاحب خان کے نوکر تہے اونہون نے صاحب خان کے آدمیون کی اعانت کی اور ہاتیون کو مکان کے عقب سے لیجا کر دیوارین توڑوادین بیچ سے گہر کا بہیدی لنکا ڈہاے۔ آخر سید مظلوم مارا گیا۔ اور اوس کی دختر صاحب خان کی خدمت مین حاضر کی گئی۔

۴۴۔ صاحب خان کا حسین ترشیزی وغیرہ امرا سے غریب سے فساد۔

سنہ ۹۸۵ھ مین سید مرتضی سبزواری حسب دستور قدیم عرض لشکر کے لیے آیا۔ اور اکثر سردارون کو بہی اپنے ساتھ لایا۔ ان مین حسین خان سخت کمان ترشیزی بہی اوس کے ہمراہ تہا۔ صاحب خان کا اصلی نام حسینی تہا۔ اور مرتضی شاہ اور اور امرا اوسے کبہی کبہی حسین خان بہی کہا کرتے تہے۔ صاحب خان نے اس لیے حسین خان سے کہلا بہیجا کہ تو اپنا نام بدل دے۔ جب اوس نے منظور نہ کیا تو نزاع شروع ہوئی صاحب خان اپنی فوج کو ہمراہ لے حسین خان کے دائرہ پر پہونچا۔ حسین خان بہی لڑنے کو تیار ہوا۔ مگر اوسی وہلہ مین اوس کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ لیکن حسین خان کا ایک تیر صاحب خان

کے ہاتی کی پیشانی مین لگا۔ جس سے اوس کا ہاتی بہاگا اب صاحب خان نے اندر قلعہ مین جاکر
اور باہر نکلکر کہدیا۔ کہ بادشاہ کا حکم ہے غریبون کو قتل کرو۔ دکھنی و حبشی تو ایسے حکم کی دعائین ہی
مانگا کرتے تہے سنتے ہی احمدنگر سے اون کی فوجین نکلنا شروع ہوئین اور باغ ہشت بہشت پر
فراہم ہوکر غریبون کے قتل پر آمادہ ہوگئین۔ غریب امرا اور سلحدار بہی قاضی بیگ و سید مرتضی و
مرزا محمد تقی نظیری و امین الملک نیشاپوری کے سوا قریب ڈہائی ہزار آدمی کے اوس کے مقابل ہوئے
اور مارکر دکھنیون کو بہگا دیا اس وقت مرتضی شاہ حمام مین جو باغ کے کنارہ پر تہا چلہ مین بیٹھا ہوا عبادت
مین مشغول تھا۔ شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے باہر نکل آیا۔ اسی مین صاحب خان
بہی گرد آلودہ اوس کے سامنے آگیا اور عرض کی کہ غریبون نے بڑا سر اوٹہایا ہے اکٹے ہوکر چاہتے
ہین کہ آپ کو قتل کرکے شاہزادہ حسین کو تخت پر بٹہائین۔ مرتضی شاہ یہ سنتے ہی مستعد ہوا اور باہر نکلا
دیکہتا کیا ہے کہ غریب بکثرت چارون طرف مسلح ہو رہے ہین چونکہ اوسے پہلے واقعات کی تو کچھ خبر نہ تہی
اوس نے سمجہا کہ صاحب خان سچا ہے۔ بے تامل ہاتی پر سوار ہوا اور چتر شاہی سر پر رکہا۔ اور امرا
اور خاصہ خیل اور دکھنی اور حبشیون کو جنہین صاحب خان نے کہکر جمع کر رکہا تھا حکم دیا۔ کہ غریبون
کو قتل کرین۔ سید قاسم اور مرتضی خان و قاضی بیگ نے غریبون کے پاس آدمی بہیجے کہ
معاملہ کا رنگ اور ہوگیا بادشاہ خود سوار ہے دکھنیون پر ہتیار نہ اوٹہانا۔ ورنہ حرام خواری ہوگی
اس سبب سے امراے غریب چغتائی خان و بابے خان اوزبک و حسین خان ترشیزی
و تیر انداز خان استرابادی گھوڑون سے اوترے اور دور سے بادشاہ کو سلام کرکے عادل شاہ
اور قطب شاہ کے ملکون کو بہاگ گئے۔ اور مرتضی شاہ اپنے باغ مین لوٹ گیا۔

۴۵۔ امراے غریب کا صاحب خان کی شکایت	اب صاحب خان نے اپنے بہائیون اور معاونون کو بہیجا۔ کہ غریب جو جہ گوشہ اور کونون مین چہپے ہوئے ہین اونہین پکڑ کر قتل کرین

مرتضیٰ شاہ سے کرنا اور صلابت خان کا اقتدار

اوس وقت کے مصائب کا کچھ حال نہ پوچھو۔ کہ ان بیچارون پر کیا کیا گذر گیے صدہا خاندان سادات تباہ و برباد ہو گیے۔ اون کے زن و فرزند کی عزتین خاک مین مل گئین اور مضمون یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه کی تصویر آنکھون کے سامنے کھنچ گئی

نظم

سر فتنہ از خواب بیدار گشت | بساط فراغت قضا در نوشت

ز سیل بلا شد عیان رستخیز | نہ روے اقامت نہ پاے گریز

نہ در خانہ بودے کسی را قرار | نہ در کوچہ دیدے طریق فرار

کس از خانہ گر پا نہادے بدر | نہ دستار بر جاے ماندے نہ سر

اب سید مرتضیٰ اور قاضی بیگ نے صلابت خان سے جو بادشاہ کا محافظ تھا کہا کہ اب کام بگڑا جاتا ہے غریبون کی عرض و ناموس خراب ہو رہی ہے۔ ہماری عرضی جیسے ہوسکے بادشاہ تک پہونچا دے۔ صلابت خان نے عرضی اپنے ہاتھ مین لی اور دربار کو چلا۔ صاحب خان اوسوقت موجود نہ تھا اس سبب سے صلابت خان کھانا پہونچانے کے بہانہ سے باغ کے اندر چلا گیا۔ اور شاہی مخزن مین پہونچ گیا اور وہان سے چلا کر دستور کے بموجب بادشاہ کی دعا اور ثنا کہی۔ چونکہ یہ عادت کے خلاف تھا کہ صلابت خان وہان تک آئے۔ مرتضیٰ شاہ نے صلابت خان کی آواز سنکر جانا کہ کوئی حادثہ پیش آیا ہے اس لیے حمام کے پیچھے سے کھڑے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے۔ صلابت خان نے امراے نایب کی عرضی دی اور زبانی بھی جو واقعہ کی اصلی حقیقت تھی اوس سے مفصلاً بیان کی۔ مرتضیٰ شاہ اب تو حیرت مین آگیا۔ اور صلابت خان سے کہا کہ صاحب خان کو جیسے ہو شہر سے جدا کر کے آئے اور کہدے کہ غریبون کو ہرگز کسی طرح کا آزار نہ پہونچاے۔ صلابت خان فوراً شہر کو گیا۔ اور صاحب خان کو جھڑک جھڑکا کر احمد نگر سے

لے آیا۔ اب صاحب خان صلابت خان کے قتل کی فکر مین ہوا۔ صلابت خان مجبوراً شہر سے بہاگ گیا۔ اور مانک دون کے جنگل مین ادہرادہر پہرتا پہرا۔ جب نظام شاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے اس غرض سے کہ اگر صلابت خان نرہا تو اوس کی حفاظت کون کرے گا صلابت خان کو بولالیا۔ اور اوس کو اور بہی بڑا مرتبہ دیا۔ اور سرنوبت مقرر کیا۔ اور خاصہ خیل صاحب خان کے اختیار سے نکالکر اوس کے تابع کر دیے اسی زمانہ مین قاضی بیگ پر خیانت کا ایک الزام لگایا گیا اور ثبوت پر مرتضی شاہ نے اوسے قید کر کے اسدخان ترک کو اوس کی جگہہ مقرر کر دیا۔ پہر دو تین مہینے بعد قاضی بیگ سے بجاے اس کے کہ دو لاکہہ ہون نقد اور ایک لاکہہ ہون کے جواہر جو اوس نے سرکاری غبن کیا تہا وصول کر لے اوسے مع عیال واطفال کشتی مین بٹہا کر اپنے ملک سے نکالدیا۔ گو اسدخان براے نام پیشوا ہوا مگر بادشاہ کے قرب کیوجہ سے تمام اختیار صلابت خان کے ہاتھ مین رہا۔ اور اوسکا پایہ بڑا زبردست ہوگیا۔

۴۶۔ مرتضی شاہ کا صاحب خان کے پیچہے بیدر کو جانا اور اوسکے بہائی شاہزادہ برہان کا خروج

جب صاحب خان کی اس طرح بے عزتی ہوی تو اوس نے اپنے اعوان اور انصار اور دو تین ہزار سوار اور بہت سے ہاتیون کو ساتہہ لے بادشاہ سے ناراض ہوکر احمدنگر کو چہوڑا۔ اور بیدر کی طرف چلدیا۔ مرتضی شاہ نے اس خیال سے کہ اگر لشکر اوس کے بولانے کے لیے بہیجا گیا۔ اور کہین باہم لڑائی ہوئی تو صاحب خان مارا جایگا خود پالکی منگائی اور سوار ہوکر سایہ کی طرح اوس کے دنبالہ مین روانہ ہوا۔ اور اُس کے حال سے یہ مضمون ترشح ہوتا تہا ؎

گرد ہد دستم کشم در دیدہ ہمچون توتیا	خاک راہے کان مشرف گردد از اقدام دوست

جب صاحب خان بیدر مین پہونچا اور قلعہ کے نیچے تک چلا گیا تو اہل قلعہ نے بیگانہ لشکر کو دیکہکر قلعہ کے

دروازے بند کر لیے اور توپ گولے مارنا شروع کیے جس سے کچھ آدمی ضائع بھی ہو گئے
اسی مین مرتضی شاہ بھی وہان جا پہونچا - جب صاحب خان مجبور ہوا تو اوس نے مرتضی شاہ
سے کہلا بھیجا کہ میرا وصال دو شرط سے ممکن ہے ایک تو صلابت خان کو نکال دیجئے
اور دوسرے قلعہ و شہر بیدر فتح کر کے مجھے عنایت فرمائے - چونکہ مرتضی شاہ اوس پر دل و
جان سے شیدا ہو رہا تھا صلابت خان کو اوس نے بیڑ کو بھیج دیا جو اوس کی جاگیر تھی - اور بیدر کو
محاصرہ کر کے اوسکی تسخیر کی فکر مین ہوا - اور چونکہ ابراہیم قطب شاہ کی طرف سے اوسے
اندیشہ تھا اس لئے میر ابو القاسم کو اوس کے پاس بھیجکر پچھلے رنج و کدورت سے معذرت
چاہی اور مدد مانگی ابراہیم قطب شاہ کو بھی علی عادل شاہ کا اندیشہ ہو رہا تھا اس لیے مرتضی شاہ
کی دوستی کو غنیمت سمجھا اور امیر شاہ میر کو دس ہزار سوار دیکر مرتضی شاہ کی مدد کو بھیجا - اودھر
علی برید شاہ نے تنگ ہو کر علی عادل شاہ سے مدد مانگی یہان یہہ ہو ہی رہا تھا احمد نگر سے
خبر آئی کہ مرتضی شاہ کا بھائی شاہزادہ برہان جو قلعہ لہاگر مین مقید رہتا محبس سے نکلکر احمد نگر کو آتا ہی
مرتضی شاہ نے مرزا یادگار کندی اور امیر شاہ میر سر لشکر قطب شاہ کے ساتھ آٹھ سات ہزار
آدمی دیکر بیدر کے محاصرہ پر چھوڑا - اور صاحب خان کو لیکر احمد نگر کو روانہ ہوا اور صلابت خان
وغیرہ کو فرمان استمالت بھیجکر بولایا - سعدی نے سچ کہا ہے ؎

خرابت کند شاہد خانہ کن +		بر و خانہ آباد گردان بزن +	

۹۸۷ھ

۷۸ - مرتضی شاہ کا خوش اخلاقی سے بد دل امرا کو راضی کر کے برہان کو شکست دینا	برہان الملک قلعہ لہاگر مین محبوس تھا۔ مگر مرتضی شاہ نے اپنے بھائی کے لیے اچھی جاگیر دے رکھی تھی - اور اوس سے کچھ تکلیف نہ تھی - چونکہ امرا صاحب خان کے ناشایستہ حرکات سے سخت بیدل ہو گیے

تھے اونھون نے برہان الملک کو عرضیان لکھکر بھیجین کہ آپ کا بھائی دیوانہ ہو گیا ہے سلطنت کے لایق نہین

ہے اگر آپ قلعہ سے نکل آئین تو ہم سب آپ کے تابع ہو جائینگے - جب برہان الملک کو یہہ نوبت
پہنچی اور مرتضی شاہ کو دارالسلطنت سے باہر دیکھا تو برہان قلعدار کو گانٹھکر قید سے نکل آیا اور
جو لوگ کہ صاحب خان کی وجہ سے مرتضی شاہ سے ناراض ہو رہے تھے اوس سے مل گئے
اور پانچ چھہ ہزار سوار جنمین اوس کے پاس فراہم ہو گئے - اور شاہی چتر اوس کے سر پر لگا دیا - او
احمد نگر کو بے چلے مگر برہان ابھی احمد نگر پہونچا بھی نہ تھا کہ مرتضی شاہ تین ہزار آدمی سے وہان آگیا
اور چونکہ مخلوق مین شہرت اوڑ رہی تھی کہ مرتضی شاہ مر گیا ہے اس لیے اوسی روز عصر کے وقت
پردہ سے نکلکر عوام الناس کے دفعہ مظنہ کے لیے ہاتی پر سوار ہوا - اور شہر مین آیا - جب
نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کے بازار مین پہونچا - تو خواجہ زین الدین سمنانی ادویہ فروش کی
دکان پر ہاتی ٹہرا کر کے اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے اوس نے کہا کہ میرے پاس
معاجین واشربہ اور قسم قسم کی دوائین جو چاہین سب موجود ہین مرتضی نظام شاہ نے کہا
کہ تیرے پاس کوئی دیوانگی کی دوا ہے - اوس نے کہا کہ ہان جلاب وغیرہ ہر قسم کے موجود ہین
اس پر مرتضی شاہ نے کہا کہ معلوم نہین مین دیوانہ ہو گیا ہون جو مشایخ کی طرح گوشہ نشین ہو کر بادشاہی
کر رہا ہون یا میرا بھائی برہان دیوانہ ہے جس نے بلا وجہ دنیا کے مکروہات مین پہنسنے کے لیے
مجھپر لشکر کشی کی ہے - خواجہ زین الدین نے کہا نہین آپ دیوانہ نہین ہین آپکے وقت مین
سلطنت کا کام خوب چلتا ہے - برہان دیوانہ ہو گیا ہے کہ باوجود کمال فراغت کے ایسے
شفیق بھائی پر خروج کیا ہے - اور اس فراغت کی قدر نہین جانتا ہے - مرتضی شاہ اس کلام سے
خوش ہوا اور ہنسکر ایک ہزار ہون کی تھیلی اون کے حوالہ کی - اور آگے چلدیا - گو کہ مرتضی شاہ
آٹھ برس کے بعد شہر مین باہر آیا تھا - مگر اپنے قدیمی ملازمون اور خدام کو بھولا نہ تہا جو لوگ سامنے
آئے اون سے باتین کین اور پچھلے حال اونہین یاد دلائے اور پھر شہر کے اکثر حصہ کی سیر کر کے

قلعہ مین چلا گیا - ان باتون سے اوس نے اون امرا اور رعایا کو جو اوس سے اس وقت بد دل
ہو رہے تہے اپنا کر لیا اور سب نے اوس کی پچہلی برائیون اور دیوانہ پن کی باتون کو دل سے
فراموش کر دیا - دوسرے روز صبح کو برہان الملک بھی باغ ہشت بہشت مین آ پہونچا - مگر مرتضی شاہ
کی اس خوش اخلاقی اور اوس کے باہر پہرنے کی خبر چارون طرف مشہور ہو گئی تہی جو امرا کہ
برہان الملک کے ساتہ ہو گیے تہے اون مین سے اکثر اوس کی رفاقت کو ترک کر کے مرتضی شاہ کے پاس
چلے آئے - اور جب سہ پہر کو مرتضی شاہ سوار ہوا تو اوس کے علم کے نیچے دس ہزار سوار تہے -
وہ کالے چبوترہ کے پاس گیا اور صلابت خان کو سر لشکر کر کے اور اسد خان کو اچہے اچہے ہاتی
اور توپخانہ دیکر برہان کے دفعیہ کو بہیجا - برہان الملک کو شکست ہوئی اور وہ بیجاپور کی طرف
کو بہاگ گیا -

۴۸ - سید مرتضی سر لشکر کا صاحب خان کو قتل کرا دینا	چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید		مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را

صاحب خان کو عروج پاجی پن کے سبب سے ہوا تہا اوسے اپنے عروج
اور اس خوش قسمتی کی کچہہ قدر نہ معلوم ہوئی وہ اوس سے فائدہ اوٹہانے کے لایق نہ تہا
ورنہ اوسے ایسا موقع حاصل تہا کہ سلطنت کا مالک ہو جانا کچہہ مشکل نہ تہا جب اوس نے
دیکہا کہ مرتضی شاہ نے صلابت خان کو فرمان استمالت بہیجکر بولایا ہے تو وہ مرتضی شاہ سے
پہر بگڑ گیا - اور احمد نگر ہنوز نہ آیا تہا کہ اوٹہ کر اپنے اعوان و انصار کو لے پٹن کو روانہ ہو گیا - یہ
وقت بڑا نازک تہا - مرتضی شاہ نے اوس پر کچہہ توجہ نہ کی - اور احمد نگر کو چلا گیا - جب شاہزادہ
برہان بہاگ گیا اور مرتضی شاہ پہر گوشہ عافیت مین منزوی ہوا - تو صاحب خان کی پہر یاد آئی
اس لیے سید مرتضی سر لشکر برار کو حکم بہیجا کہ وہ صاحب خان کو دلاسا و تسلی دے کر اوس کے
پاس بہیجدے اور چونکہ اوس کی وجہ سے اوسے بڑا نقصان پہونچتے پہونچتے رہگیا تہا اس لیے

اس کے ساتھہ سید مرتضی کو یہ بہی لکھا کہ اگر صاحب خان نہ آوے تو اوسے قتل کردے اور گھوڑے ہاتی لے کر ہمارے پاس روانہ کردے صاحب خان اس وقت حوالی قصبہ عنبر علاقہ برارین بھتا۔ بحری خان ایک شخص امراے برار سے رانجے مین رہا کرتا تھا صاحب خان نے اوسے پیغام بہیجا کہ اپنی بہن سے میری شادی کردے۔ بحری خان نے بڑا سخت جواب دیا صاحب خان اوس پر چڑہ گیا اور بحری خان بہاگ کر جالنہ مین پناہ گیر ہوا۔ اور جمشید خان حاکم جالنہ کے اتفاق سے سید مرتضی کو یہ سب کیفیت لکہہ بہیجی۔ سید مرتضی تو پہلے ہی ناراض تھا اور یہ سن کر اور بہی ناراض ہوا۔ اور حسب الحکم شاہی خداوند خان کو بظاہر یہ حکم دے کر صاحب خان۔ کے پاس بہیجا کہ اوسے احمد نگر کو راہی کر کے بہیجدے اور خفیہ اوس سے کہدیا کہ تمام امرا صاحب خان سے ناراض ہو رہے ہین جیسے بن پڑے صاحب خان کو ٹہکانے لگا دے۔ خداوند خان جالنہ کو آیا اور جمشید خان اور بحری خان کو بہی ساتھہ لیا۔ اور صاحب خان کے لشکر کو چلا جب یہ لوگ خیمے کے پاس پہونچے تو بطریق تمسخر کہا بہیجا کہ ہمین بادشاہ نے آپ کی خدمت مین بہیجا ہے اگر اجازت ہو تو سلام کو اندر آئین۔ صاحب خان شراب پی رہا تھا اندر بولا لیا۔ مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ مسلح ہین تو ہراسان ہوکر تعظیم کیلئے اوٹھا۔ اور ہر ایک سے ملا۔ جب خداوند خان کی نوبت آئی تو خداوند خان نے بغلگیر ہوکر ایسے زور سے دبایا کہ ہڈیان توڑ ڈالین اور زمین پر اوٹھا کر پٹک دیا۔ اور ایک خنجر سے کام تمام کر دیا۔ اوس کا لشکر پراگندہ ہو گیا۔ جب خداوند خان نے سید مرتضی کو جاکر اس واقعہ کی اطلاع دی تو اوس نے مرتضی شاہ کو لکھا کہ مین نے صاحب خان کے پاس آدمی بہیجے تہے مگر وہ اون سے لڑا اور مارا گیا۔ چونکہ یہان اوس سے سب لوگ ناراض تھے

مرتضیٰ شاہ سے اِس حقیقت کو اسطرح بیان کیا کہ تمام الزام صاحب خان پر ہی رہا۔ کچھ تو اس سبب سے اور کچھ اس وجہ سے کہ صاحب خان اب جوان ہو گیا تھا اوس کا وہ لڑکپن کا نرم نرم بدن اور جسم کا گدگداپن بہی جاتا رہا تھا۔ مرتضیٰ شاہ اس خبر کو سنکر چپ ہو رہا اور صاحب خان کا پہر کبھی نام نہ لیا۔

۴۹۔ علی عادل شاہ کا قتل جب مرتضیٰ شاہ نے علی برید شاہ کو آ گردبایا اور اوس نے علی عادل شاہ سے مدد مانگی تو علی عادل شاہ نے مدد دینا باین شرط منظور کیا کہ جو دو لڑکے اوسکے یہان ہین اونہین اوس کے حوالہ کر دیا جائے۔ مجبوری سب کچھ کراتی ہے اوس نے شرط منظور کر لی۔ علی عادل شاہ نے دو ہزار سوار اوس کی مدد کو بہیجدئے۔ قطب شاہ کی فوج تو مانگی کی پکار تھی اپنی علحدگی کا بہانہ ہی ڈہونڈتی تہتی وہ علی عادل شاہ کے آدمیون کو دیکہتے ہی چلدی مرزا یادگار کا بہی دل تہوڑا ہو گیا وہ بہی محاصرہ کو اوٹہا احمد نگر چلتا ہوا۔ علی برید شاہ کا پیچہا چہٹ گیا۔

مصرعہ۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

مگر اب ضرور ہوا کہ علی برید شاہ اپنے وعدہ کو پورا کرے تقاضے پر بیچارے نے اون دونو معشوقون کو بیجاپور کو روانہ کیا۔ ایسی خبر کب چہپتی ہے اِن لڑکون کو بہی معلوم ہو گیا کہ وہ کسی غرض سے علی عادل شاہ کے پاس بہیجے جاتے ہین جب یہ لڑکے یہان آئے تو علی عادل شاہ کے بعض حرکات سے وہ ناراض ہو گئے اور بڑے لڑکے نے کسی طرح بندوبست کر کے ایک خنجر اپنے پاس پاجامہ مین چہپا لیا۔ اب جب رات ہوئی اور علی عادل شاہ اوس کے پاس آیا۔ اور تنہا حجرہ مین اوسے لیگیا تو اوس نے اوس چہری سے جو اوس کے پاس چہپی تہی ایک ہی وار مین بادشاہ کا کام تمام کر دیا ۵

اے گنہگارو گنہ بخشنے کو چپا ہو کر لو		پہر خداوند کے آگے تمہین جانا ہوگا	

جبکہ پوچھیگا ہر اک بات کا وہ تمسے جواب	بولو اوس جا بھی کوئی تم کو بہانا ہوگا

یہ حادثہ بروز پنجشنبہ ۲۳ صفر ۹۸۸ھ کو واقع ہوا۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ ایسے مقتول کو
بھی لوگون نے شہید لکھا ہے۔ رفیع الدین شیرازی نے جو منصب حوالداری محلات اور خوان
سالاری اور خزانہ داری پر متعین تھا اس واقعہ کے سبب کو دوسری طرح بیان کیا ہے وہ
کہتا ہے کہ جب مسماۃ تانی بی بی ہمشیرہ علی عادل شاہ او زوجہ علی برید شاہ مر گئی اور اوس کی
اولاد کوئی باقی نہ رہی تو علی عادل شاہ نے اپنی بہن کے جہیز کو طلب کیا۔ علی برید نے جواہرات
کے سوا سب سامان بھیجدیا۔ اِس لیے جواہر کا دعوے عادل شاہ کا اوس پر ایک عرصہ سے
چلا آتا تھا۔ کامل خان نے علی عادل شاہ کی اجازت سے علی آقا کو بھیجکر وہ جواہرات بھی منگائے
تو برید شاہ نے کچھ جواہر اور دو غلام جو علی عادل شاہ کی بہن کی خدمت مین رہا کرتے تھے بھیجدئے
علی عادل شاہ نے اون مین سے بڑے کو خلوت مین اس لیے طلب کیا کہ جواہرات کا حال
اوس سے پوچھے۔ کہ یکایک خواجہ سراے ایک خنجر علی شاہ کے سینہ مین ایسا مارا کہ پار ہوگیا
علی عادل شاہ زخم کھا کر صحن مین نکل آیا اور گر پڑا۔ رفیع الدین اور افضل خان جو اوس وقت اوٹھکر
باہر آسکے تھے شور و غوغا سنکر لوٹے جا کر دیکھا تو علی عادل شاہ کا کام تمام ہوچکا تھا یہ بھی
مشہور ہوا تھا کہ کامل خان نے عادل شاہ کو اِس سبب سے مروا دیا ہے کہ علی عادل شاہ
نے ایک سید کی شکایت کے باعث کامل خان کے برسر دربار لات ماری تھی۔ مگر یہ دونو
روایتین قرین قیاس نہین ہین۔ تاریخ فرشتہ کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ غیر ممکن ہو کہ ابراہیم
عادل شاہ ثانی کے زمانہ مین فرشتہ ایسا جھوٹا بیان دل سے بنا کر لکھدے۔

۵۔ علی عادل شاہ کے بعد کے کارکنان سلطنت	گو علی عادل شاہ کثیر المباشرت اور پسران صبیح المنظر اور ملیح العذار کے عشق مین ڈوبا رہتا تھا۔ اور خود سلطنت کے کامون کو انجام نہین دیتا

تہا مگر اسی کے ساتھ اوس مین یہ بڑا کمال بہی تہا کہ کام کرنے والے آدمیون کو پیدا کرلیتا تہا
پہلے کشور خان اور مصطفےٰ خان کو اوس نے تمام اختیار دیے تہے اون کا حال
تم پڑہ چکے ہو کہ اونہون نے کیسے کیسے کارہاے نمایان کیے ہین۔ اب اوس نے
افضل خان شیرازی کو پیشوا مقرر کر دیا تہا۔ یہ افضل خان بہی بہت اچہا کارکن تھا۔ اسے
گو اچہے معزز خاندان سے بتاتے ہین۔ مگر افضل خان کا باپ اوس کی آٹھ برس کی عمر مین
مر گیا تھا۔ اس نے یتیمی کے عالم مین ملا فتح اللہ شیرازی ایک بڑے نامی گرامی عالم سے علم تحصیل کیا۔ اور جب
فارغ التحصیل ہو گیا تو تلاش معاش مین ہندوستان کو چلا آیا۔ اور علی عادل شاہ کی زمانہ مین چند طلبہ ولایت سے لیکر بیجاپور مین
وارد ہوا۔ اور درس و تدریس جاری کر دیا۔ رفتہ رفتہ اوس کے شاگرد بڑہے اور بادشاہ تک اوسکی علمی لیاقت کی خبر
پہونچی۔ علی عادل شاہ نے اوسے بولایا اور اپنے مصاحبون مین منسلک کر لیا۔ رفتہ رفتہ
اوس نے عادل شاہ کے دل مین وہ جگہ پیدا کر لی کہ تمام مہمات ملکی و مالی مین اوس کا مشیر
تدبیر ہو گیا۔ یہان تک کہ مصطفےٰ خان کے کرناٹک مین رہنے کے باعث وہ ہی پیشوا اور وکیل
سلطنت مقرر ہوا جب اوس کو یہ اختیارات مل گیے تو اوس نے اپنے اون علما کو جو اوس
کے رفیق یا شاگرد تہے اطراف و اکناف سے بولایا اور اونہین سرکاری عہدے دیے
مرار خان کو اوس نے علاقہ کوکن کا حوالدار اور معتبر خان کو سرنوبت کیا تھا اور شیخ سالم کو جو ایک
بڑا عالم تہا منصب سرخیلی دیا تھا۔ لطیف خان نسائی متخلص بہ صیلی کو جو بڑا فصیح تہا عمل استیفا
مہمات کارنگی حیدر خان لاری کو اوس نے سپرد کر رکہی تہین۔ اور قلعون کے سرحجابی پر شیخ
نور الدین محمد لاری مقرر تہا جو قلعدارون کی عرضیان آتین اون کو بادشاہ کے پاس وہ پیش کرتا
اور حکم احکام جاری کیا کرتا تھا۔ خوان سالاری جسے دکنیون چاشنی گیر کہتے تہے اور خزانہ داری
اور حوالداری کا کام میر رفیع الدین شیرازی بنی عم افضل خان کو تہا اوس نے ۹۷۱ھ مین شاہان

بیجاپور کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا نام تذکرۃ الملوک ہے - سوائے ان عہدہ دارون کے شاہ کمال الدین فتح اللہ شیرازی جیسے عقل حاوی عشر کہا کرتے تھے اور سید طرابلس اور عزیز الدین فضل اللہ یزدی و میران سرفدا سے وملاے اصفہانی و میر مرشد قلی وغیرہ علما بہی اوس نے جمع کر رکہے تھے - جن سے اکثر اوقات مین علمیہ بحثین رہا کرتی تہین یہ سب افضل خان کے علم دوست ہونیکا نتیجہ تہا اور اون کے جمع کرنے مین اوس نے لاکہون روپیہ اوٹہا دیا تھا - پہر اس افضل خان نے دیوانی اور فوجداری کی عدالتون کا خوب بندوبست کیا تہا - تین سو برہمن ہرکارے اور سات سو جاسوس نوکر رکہے تہے تمام قلمرو اور سلاطین اطراف کی آنا فانا مین وہ خبرین لاکر دیا کرتے تہے - غرض کہ اس وقت بیجاپور مرجع ارباب کمال ہو رہا تھا -

۵۱ - علی عادل شاہ کے عادات واطوار وغیرہ - علی عادل شاہ بڑا سخی تھا - روپیہ پیسے کی اوس کے سامنے کچھ قدر نہ تہی - جو کچھ سامنے آجاتا اوس کے دیدینے مین کسی کے لیے اوسے کچھ عذر نہ ہوتا تہا - علما و شعرا صلحا فارس عراق اور آذر بائیجان اور عربستان وغیرہ دور دور ملکون سے آتے اور ہزارون لاکہون روپیہ لیجاتے تہے دس ہزار آدمی فقط شیراز سے اوس کے پاس آگئے اور مالا مال ہوکر گئے تہے ایک شاہ کمال الدین کے بولانے مین چالیس ہزار ہون خرچ ہوئے تہے - ایک درویش قلندر نام نے ایک مرتبہ ایک مصحف شریف نذر گذرانا اوسے اپنے ساتھ خزانہ مین لے گیا - وہان صندوقون مین روپیہ ظروف مسی کے اندر رکہا ہوا تھا صندوق کہلوا کر اوس قلندر سے کہا کہ جس قدر روپیہ تجہسے اوٹھ سکے لے لے اوس نے پانچ ہزار ہون کا برتن لے لیا - پہر ایک شاگرد پیشہ لوگون مین نیلچی نام ایک خادم نے کہا کہ میری دختر کی شادی ہے کچھ روپیہ عنایت ہو - اوسوقت اسّی ہزار ہون اضلاع سے آئے ہوئے تہے اوسے حکم دیدیا کہ جسقدر چاہیے ایک مرتبہ مین لیجاے - اوس نے سولہ توڑے ہزار ہزار ہون

کے لیے - اور سر اور کندہون پر اور گودمین اوٹھا کرلے چلا - اسقدر وزن ایک آدمی کی
طاقت سے اوٹھانا نہایت مشکل تھا وہ چند قدم پر گر گیے - بعض تھیلیان پھٹ گیئن
اور لوگ دوڑے اور اون کے بیننے مین شامل ہوگئے - اور تین چار ہزار اون مین سے
وہ بھی لے بھگے ایسے واقعات بارہا ہوا کرتے تھے - اراکین دولت جب کبھی آتے تو اپنے
متوسلین اور متعلقین کو ہمیشہ انعام واکرام کے لیے پیش کیا کرتے کسی کو نقدی کسی کو جواہر
اور لباس عطا ہوتے اور بہتون کو جاگیرین بھی ملا کرتی تہین جسوقت کہ علی عادل شاہ تخت
نشین ہوا تو باپ کے وقت کا ڈیڑہ کرور ہون خزانہ مین جمع تھا - اور خود اس کے عہد مین بیانتہا
مال و دولت اپنے ملک اور لوٹ گھسوٹ سے حاصل ہوا مگر جس وقت کہ مرا ہے اوس سے
چند روز پیشتر اکبر بادشاہ کا ایلچی آیا تھا اوس کی داد و دہش کے باعث اوس کے رخصت
کرنے کے واسطے خزانہ مین روپیہ نہ تھا - یہان تک کہ علی عادل شاہ کا اخیر واقعہ پیش آیا
اور ایلچی بے حصول جواب واپس چلا گیا - خلفاے راشدین کے زمانہ مین خلیفہ کو اس طرح
کی بخششون کا مطلق اختیار نہ تھا بیت المال کا روپیہ صرف اونہین لوگون کا مال تھا جو اپنی
محنت سے اوس کے مستحق ہوتے تھے - خلیفہ ایک پیسہ بھی کسیکو نہ دے سکتا تھا واقعی اس
قسم کی بخششین بالکل ناجائز ہین مگر اس زمانہ مین یہ حق پرستی تو رہی ہی نہ تھی اس لیے
اس قسم کی بخششون سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ بعض محنتی لوگون کو بھی کمال حاصل کرنے کے
لیے خرچ کی مدد ملجاتی تھی اور وہ لوگ قسم قسم کے کمال حاصل کرلیتے تھے - پھر وہ ایسا سادہ
مزاج تھا کہ غرور کا نام و نشان اوس کی طرف ہوکر نہین گذرا تھا - وہ اپنے ادنے سے ادنے
خادم سے بے تکلف بات چیت کرتا اور ایسی خوش خلقی سے بولتا کہ اوس کا کناس یعنی پاخانے
کا مہتر بھی یہی سمجھتا تھا کہ بادشاہ مجھپر بڑا مہربان ہے - اس کی اس خوش خلقی سے اوس کے

مصاحب ایسے بیباک ہو گئے تہے کہ بادشاہ جب کوئی بات چیت کرتا ہوتا توعین گفتگو مین اوسکا
قطع کلام کر دیا کرتے تہے اور بادشاہ فقط اونکو یہی کہدیتا تھا کہ میری بات سن لو اگر تمہارا اعتراض
اوس کے اخیر پر رفع نہو تو پھر مجھپر اعتراض کرنا۔ وہ کہانے کے تکلفات کا بہی پابند نہ تھا جو کچھ
سامنے آجاتا کہا لیتا خدمتگار کہاتے ہوتے اونہین کے ساتھ کہانے مین شامل ہو جاتا۔ اور
اون کے ساتھہ بیٹھکر پیٹ بہر لیتا۔ اگر کہانا بے مزہ ہوتا اور نمک مرچ مناسب نہوتا تو باورچیون
سے کچھہ نہ کہتا۔ اور اگر کچھہ اس کا ذکر ہوتا تو کہتا کہ جو کچھہ خدا نے دیا اوسپر اوس کا شکر کرنا چاہیئے
رفیع الدین نے ایک روز کڑوی ککڑی اوسے دیدی اور اوس نے کہالی اوسپر کچھہ بہی اوسے
نہ کہا بلکہ اوس کی اطلاع اوسے ایسی کی کہ ایک قاش بچی ہوئی اوسے دیدی جو اوس سے
ہرگز نہ کہائی گئی۔ دس بارہ انڈے کی زردی اکثر کہایا کرتا تھا۔ رفیع الدین ایک مرتبہ بیس
انڈے لے گیا بادشاہ نے جب اونہین توڑا تو صرف دو انڈے اچھے نکلے اونہین کو
کہا لیا۔ پھر بیس لایا اون مین بہی ایسا ہی اتفاق ہوا جب اوس نے پھر اور انڈے
لانے کا قصد کیا تو کہا کہ اسوقت خدا کی مرضی اسیقدر کہانے کی ہے اور تکلیف نہ کیجئے
رقیق القلب بہی بڑا تھا۔ مطبخ مین اپنے واسطے جانور ذبح نہ کراتا تھا۔ گوشت اور تمام لوگون
کی طرح بازار سے خریدا جاتا تہا۔ اور اوس کا خاص کہانا مٹی کے برتنون مین کہانے کے
لیے دیا جاتا تھا۔ اوس کا لباس بہی بالکل سیدہا سادہ ہوتا تہا۔ قماش سفید باریک کے
کپڑے پہنتا پانچ چھہ ہون مین سارا لباس تیار ہو جاتا تہا۔ سر پر ایک قلندرانہ مخملی
ٹوپی اور کندہون پر درویشون کی طرح ایک چوتہی چادر اوڑہتا۔ جس کے گوشے آگے
کو سینہ پر پڑے رہتے تہے۔ پیرون مین چرمی جوتا اور ہاتھ مین ایک چہڑی ہوا کرتی تہی
اور گہر مین زمین اور فرش پر ہر جگہہ بیٹھہ جاتا۔ اور اگرچہ مکانات بڑے بڑے عالیشان بنوائے

تھے اور اون مین جب کوئی ایلچی آتا تو بڑے بڑے پرتکلف فرش و مسند قالین و مخمل زربفت ریشمین کے بچھائے جاتے اور دربار مین ایسی زیب و زینت دیجاتی کہ ناظرین کی آنکھین خیرہ ہوجاتی تھین - مگر اپنے رہنے کے مکانات مین ایک پورانا قالین سالہا - ال کا پڑا رہتا تھا - جب کسی سے ملاقات کرتا اوس کا بڑا ادب کرتا اور تواضع سے پیش آتا تھا - اور ہمیشہ شگفتہ و خندان رہتا - کتب بینی کا بھی بڑا شوق تھا - جہان کہین جاتا اوسکا کتب خانہ ساتھ چلا کرتا تھا - ایک مرتبہ شام کے وقت منزل پر پہونچے بارش ہو رہی تھی - اپنے مطالعہ کی کتابون کے صندوق طلب کیے معلوم ہوا کہ خزانہ کے ساتھ کتب خانہ کسی دوسرے محفوظ مقام پر ٹھیرا دیا گیا ہے اوسی وقت آدمی کو بھیجا کتابین منگوائین اور جب تک کتابین نہ آئین تب تک چین نہوا - اُس کے کتب خانہ مین ساٹھ خوشنویس نقاش وغیرہ مقرر رہتے تھے وہ ہمیشہ کتابین لکھا کرتے تھے اپنے مرنے سے کچھ روز پیشتر سے اوسے غالباً قوائے جسمانی کے ضعف کی وجہ سے اپنے مرنے کا خیال ہو گیا تھا - اور سمجھتا تھا کہ میری زندگانی اخیر ہو گئی ہے - ایک روز خوش ہو کر بولا کہ میری مراد مل گئی ہے - رفیع الدین نے پوچھا کہ کیا بولا کہ شہادت - بیگمات حرم نے کپڑے طلب کیے تو اونہین سپید کپڑے دینے کا حکم دیا کہ یہ عورتون کا لباس ہے - پرکوٹہ کے باغ مین جو دو نو خندق کے درمیان تھا ایک مسجد موسوم بغالب بنائی تھی جس مین ۳۰۰ چراغ دان تھے - یہان ایک روز کھڑا ہوا تھا - اپنے دادا اسمعیل عادل شاہ کی تلوار منگائی اور اوس مسجد مین رکھوادی اور کہا کہ اب آئندہ ہمین تلوار باندھنا نصیب ہوگی افضل خان کو حکم دیا کہ مولانا مصطفےٰ خان کو چار ہزار ہون دیدو کہ شیراز مین جا کر امیر سید احمد بن امام موسیٰ کاظم کے روضہ کی تعمیر وغیرہ مین صرف کرے رفیع الدین خزانہ دار نے تصور کیا کہ شاید بادشاہ نے سمجھا کہ خزانہ مین روپیہ نہین ہے

جو افضل خان سے روپیہ بھیجنے کو کہا۔ بادشاہ تاڑ گیا اور رفیع الدین سے کہا کہ ہماری موت تک خزانہ مین روپیہ رہیگا آپ کچھہ غم نہ کیجئے اس کے وقت مین سوا ے اور عمارات کے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے حسب ذیل عمارتین اور بنائی گئی تہین۔

شاہ برج وماہ برج ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۶۷ھ
ہریا محل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۶۸ھ
گگن محل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۶۹ھ
باغ دوازدہ امام ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۷۴ھ
باغ فدک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۷۶ھ
قلعہ بنکاپور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۸۱ھ
جامع مسجد بیجاپور ۔ ۔ ۔ ۔	سنہ ۹۸۵ھ

سوارون کی فوج اس کے اخیر عہد مین اسّی ہزار اور پیدل ڈیڑہ لاکھ سے زیادہ اور ۵۳۷ ہاتی تھے اوراس نے ۲۲ برس سلطنت کی۔

۵۲۔ بیجانگر کے ہیرے کا تذکرہ۔ یہ تو آپ پہلے پڑہ آئے ہین کہ بھوج ترل راج نے ایک ہیرا ابراہیم عادل شاہ کو دیا تھا اور علی عادل شاہ نے اوسے پرتوٹا کر را مراج کو دیا۔ اور اوس سے مدد مانگی تھی۔ یہ ہیرا دنیا کے ایک نامی ہیرون مین سے ہے اس لیے اس کا حال جہانتک معلوم ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ اسکا وزن پندرہ مثقال اور آٹھ درم شرعی تہا۔ صورت اس کی مربع کف دست کے برابر اور اوس کے درمیان مین ایک سیاہ دہبہ یا خال تھا۔ کشن راے کے زمانہ سے بیجانگر کے راجاون کے پاس چلا آتا تہا۔ رامراج کے بعد جب سلطنت بیجانگر بگڑ گئی تو کوئی شخص اسے اوڑا لے گیا۔ پھر علی عادل شاہ کو خبر لگی کہ وہ ہیرا گوا مین ہے۔

اور وہان اوس کی قیمت ساٹھ ہزار ہون تشخیص ہوئی ہے۔ علی عادل شاہ نے ایک عورت کی معرفت اس پتھر کے مالک کو بیجاپور کو بولایا۔ اور اوسے خرید لیا۔ اور اس سبب سے کہ وہ منحوس مشہور تھا اوسے شاہ طہماسپ والی ایران کے پاس اس غرض سے بھیجدیا کہ امام ثامن علی موسی رضا کے روضہ مین اوسے نصب کردے۔ چند روز مین شاہ طہماسپ اور اوسکا جانشین اور بیٹا اسمعیل دونو مر گیے۔ تب اوس کے دوسرے بیٹے سلطان محمد نے امام موصوف کے ایک قبہ مین نصب کردیا۔ پھر عبداللہ خان اوزبک نے سمرقند سے خراسان پر یورش کی اور وہ الماس بھی لے گیا۔ اور عبداللہ خان کے بعد جب اوس کا بیٹا عبدالمومن خان بھی راہی عدم ہوا تو اوس ہیرے کو ایک شخص سلطان محمد بادشاہ روم کے پاس لے گیا۔ پھر چند مدت کے بعد امرا نے وہ الماس شاہ عباس بن سلطان محمد بن شاہ طہماسپ کو واپس کردیا اور غالباً اس وقت یہ ہیرا ایران مین ہی ہے۔

۹۸۸ھ

۵۳۔ ابراہیم عادل شاہ کی تخت نشینی اور علی عادل شاہ کی تجہیز و تکفین اور قصاص

علی عادل شاہ جس وقت مارا گیا تو افضل خان نے قلعہ کا دروازہ اندر سے بند کرلیا تاکہ جانشینی کی نسبت کوئی جھگڑا نہ اوٹھ کھڑا ہوا مگر آناً فاناً مین یہ خبر تمام شہر مین پھیل گئی۔ اور اعیان و ارکان اور اکثر شہر کے امرا وغیرہ قلعہ کے دروازہ پر آگئے۔ لیکن افضل خان نے کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔ صبح کی نماز کے بعد افضل خان وکیل السلطنت سے ایک شخص نے آکر کہا کہ امرا اور ارکین سلطنت اسلام کے بعد پوچھتے ہین کہ آپ نے جانشینی کے باب مین کیا فکر کی ہے۔ افضل خان نے کہا کہ مین سب صاحبون کی رضا کا تابع ہون۔ ۱۲۱ پر سب امرا نے صلاح کی اور میر مرتضی خان انجو کو قلعہ کے دروازہ پر پھر بھیجا اوس نے جا کر کہا۔ کہ شاہ کمال الدین فتح اللہ کی رائے سے یہ قرار پایا ہے کہ شاہزادہ ابراہیم ابن شاہزادہ طہماسپ علی عادل شاہ کے برادرزادہ کو بادشاہ

کیا جائے۔ اور آپ وکیل السلطنت رہین اور باقی مناصب جس طرح آپ چاہین تقسیم کرین۔ افضل خان نزاملا تھا اوس نے دیکھا کہ بادشاہ خردسال ہے طرح طرح کے جھگڑے اوٹھینگے اون کو سنبھالنا میرا کام نہین ہے۔ اُس نے وکیل السلطنت کے عہدہ کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور شاہ کمال الدین فتح اسد و کمال خان و مرتضی خان و سنجن خان پسر کو چک کشور خان کو جو کامل خان کا داماد تھا اندر بولالیا۔ اور شاہزادہ ابراہیم کو جس کی عمر ابھی دس برس کی بھی پوری نہین ہوئی تھی حرم سے نکالکر تخت پر بٹھایا اور چتر سبز زرنگار اوس کے سر پر بلند کیا۔ پھر ارکین نے زمین بوس ہو کر سلام کیا۔ اور تمام مخلوق کو معلوم ہوگیا کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت نشین کیا گیا۔ علی عادل شاہ کی اولاد نہ تھی اس لئے اوس نے شاہزادہ طہماسپ اپنے اندھے بھائی کے دونو بیٹون ابراہیم اور اسمعیل کو شاہزادون کی طرح پالا تھا۔ ان مین ابراہیم بڑا تھا۔ علی عادل شاہ نے اس شاہزادہ کو شوال ۹۸۷ھ مین اپنا ولی عہد قرار دیا تھا۔ اور اوسے زمانہ مین اوس کی ختنہ کی رسم بھی کی تھی۔ کہتے ہین کہ اس کے ختنہ کی خوشی مین تمام شہر مین روشنی کی گئی تھی۔ اور سڑکون پر آتش بازی چھوڑی گئی تھی اتفاقاً آتشبازی کے ٹوکرون مین آگ لگ گئی اور سات سو آدمی اوس سے اوڑ گئے۔ مگر اس شاہزادہ پر جو وہین قریب مین موجود تھا کچھ آنچ نہین آئی۔ اب علی عادل شاہ کا جنازہ غسل اور تکفین کے بعد اوس کے مان کے روضہ مین لائے اور بروز شنبہ اوس کو دفن کیا اوس کی قبر پر جو چوکنڈی بنی ہے یہ ۱۰۵۸ھ مین سلطان محمد عادل شاہ نے بنوادی ہے۔ دفن کے بعد قاتل کو حجرہ مین سے جو اوس نے بند کر رکھا تھا نکالا گیا اور قتل کر دیا گیا اور اوسکے ساتھ دوسرے خواجہ سرا کو بھی اوس کے ہم صلاح ہونے کے باعث مار ڈالا گیا۔

۵۴۔ کامل خان کا متولی سلطنت ہونا	اس وقت مصطفٰے خان کے بعد بیجاپور کے امرا مین کامل خان کا

۹۸۸ھ

اوراوسکی ناعاقبت اندیشی

درجہ سب سے بڑہا ہوا تہا یہ وہ شخص ہے کہ جس نے علی عادل شاہ
کو تخت نشین کیا تہا - بادشاہ کی خردسالی کے باعث یہ متولی سلطنت قرار پایا - اور ابراہیم کو
چاندبی بی زوجہ عادل شاہ کے سپرد کیا کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے اور یہ قاعدہ مقرر کیا
کہ چہارشنبہ اور جمعہ کے سوا ہر روز چاشت کے وقت ابراہیم عادل شاہ ثانی کو حرم سے باہر
بولاتا اور تخت شاہی پر بٹہاتا - وہان تمام اراکین حاضر ہوتے اور بادشاہ کو سلام کرتے اور کامل خان
بادشاہ کے روبرو ہر ایک کے واسطے مناصب وغیرہ تجویز کرتا سواے اس کے تمام اعیان
مملکت کو فراین استمالت بہیجکر اونہین ابراہیم کی سلطنت سے راضی کرلیا - اور ابراہیم کی خدمت
مین تمام اپنے آوردے بہردئے اور قلعہ کا قلعہ دار بہی ایک اپنا ہی آدمی مقرر کیا - یہ عام قاعدہ
ہے کہ جو کوئی کچھ ترقی حاصل کرتا ہے اوس کے دوست بہی اوس سے حسد کرنے لگتے ہین بہت
جلد دلون مین لوگ اس کے برخلاف ہوگیے - اور اس کے نکالنے کا بندوبست کرنے لگے -
مگر اس نے حماقت کی کہ اون کے صاف کرنے سے پیشتر ہی بے اعتدالیان کرنا شروع
کردین - اور اپنی حکومت جتانے لگا - خزانہ مین گیا اور اوس کے صندوق منگواے اور
اوس مین سے اچہے اچہے جواہر نکالے - اور ایک صندوق کا اسباب دوسرے
صندوق مین رکہوایا - رفیع الدین خزانہ دار نے جب اس کی فرد تیار کی تو اوسے منع کیا -
جس سے شبہ ہوا کہ وہ خود اون جواہرات کو ہضم کرنا چاہتا ہے - حرم کی کنیزون کو تنخواہین
ماہوار ملا کرتی تہین - کامل خان نے خزانہ دار سے کہا کہ ہر ایک کی تنخواہ کا روپیہ الگ الگ
تہیلیون مین بہرکر اور اوس پر نام لکہکر میرے پاس بہیجدے - مین خود اوسے جاکر تقسیم کرونگا -
چنانچہ وہ تنخواہ خود لیکر گیا - اور محل شاہی سے بیس کنیزون کو منتخب کرکے ایک جدا محل مین رہنے
کو حکم دیا - بعض شاہی خاندان والون کی تنخواہین روک لین کہ بعد تصفیہ حسب حیثیت

دیجائینگی۔ جب چاندبی بی نے ان باتون پر اعتراض کیا تو اوسے بہی دہمکادیا اور گستاخانہ الفاظ کہے۔ اس وجہ سے شاہی حرم سرا مین ایک واویلا مچ گیا۔ اور اونہون نے کامل خان کے نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور امراے سلطنت سے فریاد کی اِس وقت حاجی کشور خان ابن کمال کشور خان شاہی امیرون مین بڑے پایہ کا آدمی تہا چاندبی بی نے روئی اور چرخہ دیکر اوس کے پاس پیغام بہیجا۔ کہ کامل خان وکالت کے لایق نہین ہے۔ اگر تجہے باپ کی میراث لینا ہے تو مین تجہے یہ منصب دیتی ہون ورنہ چرخہ پونی موجود ہے یہ لو اور زنانہ لباس پہنکر گہر مین بیٹہو۔ کشور خان کو جب یہ غیرت انگیز اور نوید آمیز پیغام پہونچا۔ تو اوس نے تمام اعیان اور ارکین کو اپنے ساتہ متفق کرلیا۔ اور کامل خان کے دفعیہ کے لیے مستعد ہوا۔

۵۵۔ حاجی کشور خان کا کامل خان کو قتل کرنا

کامل خان سے بہی یہ خبر کب چہپ سکتی تہی۔ اوس نے حال سُنا مگر حماقت سے کچہہ پروا نہ کی۔ افضل خان نے اوس سے کہا کہ تیرے برخلاف لوگ ایسی ایسی صلاحین کر رہے ہین مگر اوس نے اوسے بازیچۂ طفلان سمجہا۔ اور اوس کی نصیحت پر کان نہ دہرا۔ جب کشور خان نے سب تیاری کرلی تو اپنے چار سو سوار لیکر جب کہ کامل خان سبز محل مین بیٹہا ہوا دیوانداری کے کام مین مشغول تہا۔ کشور خان قلعہ کے دروازہ پر آموجود ہوا اور اندر گہسکر تہانہ دار کو قید کرلیا۔ اور سیدہا سبز محل کو آگے بڑہا۔ ابہی تک کامل خان کو یہ بہی خبر نہ تہی کہ یہ کس کی تحریک سے ہوا ہے وہ سنتے ہی نہایت مضطر ہوا اور گہبراکر چاندبی بی کے پاس پناہ لینے کو حرم مین گہسا۔ ایک خواجہ سرا اوس کا دوست تہا اوس نے کہا مت کٹ گئی ہے چاندبی بی۔ نے تو کشور خان کو اشتعالک ہی دی ہے کیا موت آئی ہے جو اوس کے پاس جاتا ہے۔ یہ سنکر کامل خان لوٹ پڑا اور قلعہ سے باہر نکلنے کی تجویز کی۔ اور قلعہ کی دیوار پر چڑہکر خندق کے پانی مین کود پڑا اور پیر کر کنارہ پر نکل آیا۔

اور اپنے مکان کو جو شہر کے باہر تہا شہر مین ہوکر چلا۔ اوس وقت اوسے کسی نے نہ پہچانا
یہانتک کہ شہر کے حصار کے پاس آگیا۔ دروازہ شہر پناہ یارون نے پہلے ہی بند کر لیا تھا۔ اس
لیے شہر پناہ پر چڑہا جس کا بارہ گز ارتفاع ہے اور اپنی پگڑی اور پٹکے اور اوڑہنے کی
شال کو باندہا اور دیوار کے ایک کنگرہ مین باندہ کر نیچے لٹک گیا اور اپنے گھر پہونچ گیا۔ خدا کی
قدرت ہزارون آدمی راستہ مین ملے مگر کسی نے اوسے اس درمیان مین نہ پہچانا۔ اب
اوس نے نقد اور جواہر جو کچھہ ممکن تہے وہ لیے اور فوراً لباس بدلکر آٹھہ سات آدمی کے ساتھ
مکان سے احمد نگر کو کوچ کر دیا۔ حاجی کشور خان وغیرہ دشمنون کو کامل خان کے اس فرار کا
خیال بھی نہ تھا۔ وہ اوسے سبز محل ہی مین ڈہونڈتے رہے۔ اور ایک گھنٹہ کے قریب
ادہر اودہر قلعہ مین تلاش کیا کیے جب معلوم ہوا کہ کامل خان نہ صرف قلعہ سے نکل گیا بلکہ حصار
شہر سے باہر جاکر اپنے گھر پہونچ گیا تو اوس نے کامل خان کی گرفتاری کے لیے سپاہی روانہ کیے
ابہی کامل خان دو کوس ہی نہ گیا تہا کہ حاجی کشور خان کے آدمیون نے اوسے جا پکڑا۔ اور
اس خیال سے کہ کہین اوس کے رفیق نہ آجائین اور اوسے چھڑا نہ لین اوسی وقت اوسے
قتل کر دیا۔ اور تمام مال و اسباب اوس کا لوٹ لیا۔ کہتے ہین کہ کامل خان یہان اپنے چند
آدمیون کو لیکر خوب لڑا۔ اور جب زخمی ہوکر گر پڑا اور ایک شخص شیر بچہ اوس کا سر کاٹنے کو گیا۔
تو اوس پر ایک تلوار کا ہاتھ ایسا مارا کہ ذرہ کٹکر سینہ تک پہونچ گیا۔ باقی اور طاقت نہ پڑی اور شیر بچہ
نے اوس کا سر کاٹ لیا۔ کامل خان کی حکومت صرف دو مہینے دس روز رہی۔ اس کی حکومت
کی ایسی تہوڑی مدت ہوئی ہے کہ کسی طرح کی راے قایم کرنا نہایت مشکل ہے گو اس پر مورخین
نے تغلب سلطنت کا الزام لگایا ہے لیکن اسکے کامون سے صرف اتنا ہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ خزانہ کا روپیہ
جو مفت خورون کو دیا جاتا تہا اوسکو روکنا چاہتا تھا اور اوس کا یہ مقصود نہ تہا کہ ابراہیم کو کوئی نقصان پہونچے۔

۵۶-حاجی کشور خان کا وکیل سلطنت مقرر ہونا-

اب منصب وکالت کا یہ جھگڑا اوٹھا کشور خان و مرتضی خان انجو اور اوس کا بھائی شاہ قاسم اور غالب خان سر نوبت اور معتبر خان چار پانچ آدمی اوس کے دعویدار تھے - رات بہر تمام عمائد واکابر بادشاہی دولت خانہ مین گفتگوئین اور بحثین کرتے رہے نین چار روز تک کچھہ طے نہین ہوا - اور یہانتک نوبت پہونچ گئی کہ کشت وخون ہونا شروع ہوجاے افضل خان سب سے الگ اپنے گہر مین چپ چاپ بیٹھا ہوا مگر سب کی خبرین لگائے ہوئے تہا - پانچوین دن رات کے وقت کشور خان چپکے سے افضل خان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ میرے اُستاد ہین اور مین آپکا شاگرد ہون آپ کچھہ میری مدد کیجئے ورنہ میرا کام بنا بنایا بگڑا جاتا ہے - افضل خان نے اس باب مین دست اندازی سے انکار کیا کشور خان نے کہا کہ اگر آپ مدد نہین کرتے تو اب خونریزی ہوگی اور صدہا ہزارہا آدمی مارے جائینگے تب کچھہ تصفیہ ہوگا - اگر خدا کی خلق پر آپ مہربانی کرین اور سلطنت کی خیرخواہی منظور ہو کہ جبکا آپ نے نمک کہایا ہے تو مجھے مدد دیکر اس جھگڑے کا تصفیہ کرا دیجئے لاچار افضل خان نے اوس کے ساتھ اتفاق کرلیا - جب پھر محفل منعقد ہوئی تو عین بحث کے وقت کشور خان نے غالب خان سے باواز بلند کہا کہ جو معاملہ طے ہوچکا ہے اوس پر عمل کیاجاے غالب خان اوٹھا اور مرتضی خان اور اوس کے بھائی شاہ قاسم کو مجلس سے ایک طرف کچھہ راز کی باتین کرنے کو لے گیا اور وہان پکڑ کر روک لیا - اور دو تین روز کے بعد قلعہ مین قید کردیا اور معتبر خان کو اوس کے بیٹون سمیت نکالدیا - اور وہ اکبر بادشاہ ہندوستان کے پاس چلا گیا - اب مجلس سے ایک گوشہ مین کشور خان افضل خان کو لے گیا اور کہا کہ یہہ سب لوگ جو قید کئے گئے اور نکالے گئے ان کا یہ ارادہ تھا - کہ ابراہیم اور اوسکی مان کو مکہ معظمہ کو بہیجدین اور شاہ فتح اللہ کو قلعہ مین قید کردین

اور تمہین قتل کر ڈالین یا اندہا کر دین - اور رفیع الدین سے حساب کتاب کا مواخذہ کرین - اور پسر میان علی کو جو اسمعیل عادل خان کا برادرزادہ ہے اور بندر گوا مین پیدا ہوا ہے اور جو اسوقت بیجاپور مین موجود ہے بادشاہ بنادین اور مرتضی خان انجو اوس کا پیشوا ہو اور مین اور شاہ قاسم وزیر مقرر کیے جائین - یہ مجھکو منظور نہ تہا کہ مین ایسی نمکحرامی کرون اور خیر خواہان سلطنت کو تباہ و برباد ہونے دون - اور پہر مجھے بہی یہ لوگ کامل خان کے پاس پہونچا دین - آپ میری مدد کیجئے اور سلطنت کے کاروبار کو سنبہالیے - افضل خان نے پہلے تو انکار کیا - مگر پہر سوچ کر کہ ایسا نہین کشور خان سے رنج ہو جائے جس سے کوئی اور آفت آئے راضی ہو گیا - حاجی کشور خان وکیل سلطنت ہوا - اور اور امرا اور ارا کین مناسب مناصب پر مقرر ہوئے

۵۷ - صلابت خان اور نظام شاہی سلطنت کا امن چین اور صلابت خان کا اسلامی سکہ کو جاری کرنا -

جب صاحب خان مارا گیا تو صلابت خان احمد نگر مین بے کہٹکے مالک ہو گیا - اور اب کوئی اوس کا معاند و معارض نرہا - اور سلطنت کی تمام مہمات اوسی کی راے سے انجام پانے لگین - اس کے زمانہ مین دو تین مرتبہ اکبر بادشاہ کے ایلچی آئے - اور اون کی اچھی تعظیم و تواضع کی گئی اور وہ یہان سے خوش ہو کر واپس گئے - یہ شخص بڑا منتظم تہا - ملک کا ایسا اچہا بندوبست کیا تہا کہ سلطان محمد شاہ اول بہمنی کے بعد ملک مرہٹ مین کبہی ایسا امن چین نہین ہوا تھا جیسا کہ اس کے وقت مین ہو گیا تہا - چور اور قطاع الطریق عنقا کی طرح معدوم تہے - خواجہ نعمت اللہ طہرانی و خواجہ عنایت اللہ وغیرہ کو سپاہ دہکر صف اسی کام پر متعین کیا تہا - کہ تمام ممالک محروسہ مین پہرتے رہین اور گشت کیا کرین اور جہان کہین کوئی چور ملے اور ایک حبہ کی چوری بہی اوس پر ثابت ہو جائے تو فوراً اوسے قتل کر دین - گو بظاہر یہ حکم بڑا سخت ہے مگر اوس زمانہ کی طرز حکومت کے لحاظ سے جب کہ جیلخانون کا کامل بندوبست نہ تہا اور چوری کرنے کے لیے کسی کا

قتل کوئی بڑی بات نہ سمجھی جاتی تھی چورون کو قتل کرنا ایسا برا نہین تھا کہ جیسا اس وقت برا معلوم ہوتا ہے۔ اور بغیر اس کے چورون کا انتظام بہی قریب قریب غیر ممکن تھا۔ اس انتظام کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک مین زراعت اور تجارت کو بڑی رونق ہوگئی باغات کی وہ کثرت تہی کہ کوسون تک جب نظر پڑتی تو باغات پر ہی پڑتی تھی۔ کہتے ہین کہ صلابت خان کے زمانہ مین پانچ لاکھہ صرف درخت آم اور املی کے سلطنت نظام شاہی مین زیادہ ہوگیے تھے۔ اسی پر اور درختون کا بہی قیاس کرنا چاہیئے۔ ایک باغ موسوم بہ فرح بخش چنگیز خان نے نعمت خان سمنانی کی معرفت سنہ ۹۸۲ھ مین بنوایا تھا مگر مرتضی شاہ کو وہ عمارت پسند نہ آئی اس لیے صلابت خان کو حکم دیا کہ اوسے توڑ کر اور نقشہ کے بموجب عمارت بنا دے۔ اگرچہ پہلے بہت روپیہ صرف ہوا تھا مگر اسکا خیال کچھہ نہوا۔ جب یہ باغ سنہ ۹۹۱ھ مین بنکر تیار ہوا تو اوس وقت صلابت خان نے اوس مین بڑا جشن کیا۔ اس کے وقت مین یہان ارباب کمال بہی بکثرت جمع ہو گئے تھے ملا ملک قمی اور ملا محمد ظہوری اسی صلابت خان کے تربیت یافتہ تھے۔ جو فارسی زبان کی شاعری مین نہایت مشہور و معروف ہین۔

محمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین صرافون نے اسلامی سکہ مذہبی تعصب کی وجہ سے گلا ڈالا تھا۔ اس زمانہ مین یہ قصہ صلابت خان کے بہی گوش گذار کہین ہوگیا۔ اس پر صلابت خان نے چاہا کہ سلطنت نظام شاہی مین اسلامی سکہ کو رواج دے۔ اور ہندون کے سکہ کو دور کر دے اس واسطے اوس نے جابجا ٹکسالین مقرر کین۔ اور ائمہ اثنا عشر کے نام کا سکہ مضروب کرایا۔ ایک طرف اوس پر مرتضی شاہ کا نام اور دوسری طرف ائمہ اثنا عشر کے نام تہے۔ مگر چونکہ سید مرتضی سر لشکر برار سے اوس کی عداوت تہی۔ اوس نے علاقہ برار مین ضرب خانون کا کام نہ چلنے دیا۔ اور جب احمد نگر کے ہندو صرافون نے سنا تو اونہین اپنے مذہبی تعصب مین دو مسلمانون

کی دشمنی سے اور مدد مل گئی اور اونہون نے وہ ہی کام شروع کر دیا - جو محمد شاہ بہمنی کے وقت مین کیا تہا - اور اپنے اپنے گہرون مین اسلامی سکہ کو گلانے لگے - صلابت خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے مجرمون کو بعد تحقیقات سزائین دین - مگر کچہ معتدبہ فائدہ مترتب نہ ہوا - اسی مین صلابت خان کی وکالت جاتی رہی - جس کا ذکر آئندہ آئے گا اور اوس کے بعد کسی نے اوس اسلامی سکہ کی پروانہ کی ہندوون نے اوسے بالکل گلا ڈالا اور نام ونشان تک باقی نہ رکہا -

۵۸ - ابراہیم قطب شاہ کا امیر زنبیل کو بہیجکر پرگنات کاکن وغیرہ کا فتح کرنا

جب بیجاپور کے ان فسادون کی خبرین گرد ونواح مین پہیلین تو چارون طرف کے بادشاہ اوٹہہ کہڑے ہوے اور اونہون نے علاقہ بیجاپور کی فتح کا ارادہ کیا - سلطان قلی نے پرگنات کاکن وناکاوی وقلعہ کلکور وغیرہ چند محالات پر اپنے زمانہ مین قبضہ کر لیا تہا - مگر سبحان قلی کے وقت مین یہ علاقہ عادل شاہی قبضہ مین چلا گیا تہا - اب ابراہیم قلی نے اس کی تسخیر کا ارادہ کیا اور امیر زنبیل کو سپہ سالار کر کے وہان بہیجا عالم خان کشور خان اور حیدر خان سرنوبت کو اوس کے ساتہ کیا - اس وقت مین عادل شاہ کی طرف سے اس علاقہ پر ضیا دولت خان اور میان بدہو حاکم تہے - اونہون نے قطب شاہی فوج سے خوب مقابلہ کیا مگر شکست کہا کر بہاگ گئے اور یہ تمام علاقہ امیر زنبیل کے قبضہ مین آگیا - اسی زمانہ مین امیر زنبیل کو خبر ملی کہ ڈیڑہ سو ہاتی ساغر کے قلعہ سے بیجاپور کو جا رہے ہین - امیر زنبیل اون ہاتہیون کے چہیننے کے لیے فوج لیکر دوڑا - کہین مخالفون کو بہی خبر مل گئی - وہ ہاتی تو لوٹا کر قلعہ مین لے گئے اور سید اشرف دوبر کی سرداری مین اور تین چار ہزار سوار سے محاربہ کو قلعہ سے باہر آیا - بر کی فوج بہت ماری گئی اور سید اشرف گرفتار ہو گیا - چونکہ قلعہ نہایت مستحکم تہا اس لیے بعد ازان امیر زنبیل نے

شہر ساغر کو جلا کر خاک کر دیا - اور قلعہ کو چہوڑ کر ملکہیر اور اتگیر کو جا گہیرا اور اون پر قبضہ کر لیا -

۵۹ - افضل خان کا امیر شاہ میر اور بہزاد الملک کو شکست دینا

۹۸۸ھ

ادہر صلابت خان نے مرتضی شاہ کو یہ سب حال سنایا اور یاد دلایا کہ علی عادل شاہ نے ہمارے مقابلہ مین علی برید شاہ کو مدد دی تہی اوس کا عوض اب لینا چاہئے - اور اوس سے اجازت لیکر بہزاد الملک ایک چرکسی غلام کو سپہ سالار کیا - اور امیر الامرا سید مرتضی کو مع لشکر برار اور عادل خان بنکی و تہانی خان وغیرہ سرداروں کو اوس کے ساتھ دیا اور پندرہ ہزار سوار کی بہیڑ بہاڑ کی ساتھ یہ لشکر احمد نگر سے چلا اودہر سے ابراہیم قطب شاہ نے بہی امیر شاہ میر کی سرداری مین نظام شاہیون کی امداد کو فوج بہیجی - یہ سب لشکر بہی حوالی شاہ درک مین پہونچ گیے حاجی کشور خان نے ابراہیم عادل شاہ سے اجازت حاصل کر کے افضل خان کو سپہ سالار بنایا - اور عین الملک کنعانی و خوندمیر و انکس خان وغیرہ امرائے حبشی کو جس مین اخلاص خان و دلاور خان و حمید خان بہی شامل تہے مدافعہ کے لیے بہیجا - جب افضل خان شاہ درک مین دشمن سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچا تو چند روز تک بے جنگ و جدال پڑا رہا - اور اپنی طاقت اور دشمن کی حالت کو دیکہتا رہا - جب یہ لوگ جو اوس کے ساتھ نامزد ہوئے تہے اپنی اپنی فوجین لیے مکر آگیے - اور یہ بہی معلوم ہو گیا کہ سید مرتضی سر لشکر برار بہزاد الملک کی سپہ سالاری سے ناراض ہے اور وقت پر اوس کی امداد کرنے سے الگ ہو جائیگا - تو اول تو افضل خان نے ابراہیم قطب شاہ کی فوج پر حملہ کیا - اور اونہین شکست دیکر اون کے بہت سے ہاتی گہوڑے وغیرہ چہین لیے اسی عرصہ مین، وہ عادل شاہی فوج بہی اِن سے آملی جو علی برید شاہ کی مدد کے لیے بیدر کو پہلے بہیجی گئی تہی - اودہر سید مرتضی سر لشکر برار نے بہزاد الملک کی فوج سے الگ رہکر جان مین دیدہ و دانستہ تاخیر کی - اور بہزاد الملک اپنی نوجوانی کے باعث غفلت مین شراب و کباب مین

مصروف رہا - اب موضع داراسں مین جو شولاپور اور نلدرگ کے مابین ہے افضل خان اور بہزاد الملک سے مقابلہ ہوا - افضل خان نے اوسپر ایک ایسے وقت مین حملہ کیا کہ بہزاد الملک آرام کر رہا تھا فوج غافل پڑی ہوئی تہی بہزاد الملک کپڑے بہی نہ پہننے پایا کہ اوسے بہاگ کر سید مرتضی کے لشکر مین پناہ گیر ہونا پڑا ہاتی گھوڑے اور بہت سا سامان جنگ دشمنون نے چہین لیا - چونکہ علی برید شاہ کی نسبت صلابت خان کا خیال تہا کہ وہ عادل شاہ کو مدد دیگا - اس لیے اوس نے کچھہ فوج بیدر کو بہیجدی تہی - اب افضل خان نے بیدر کا رخ کیا کہ علی برید شاہ کو محاصرہ سے نکالے - جب نظام شاہی فوج نے جو بیدر کے محاصرہ پر تہی بہزاد الملک کے شکست کی خبر سنی اور سنا کہ عادل شاہی فوج بیدر کو آرہی ہے تو وہ محاصرہ کو اوٹھا کر بہزاد الملک کے پاس کو چلدی - اوراس سب نظام شاہی فوج نے قلعہ دہارور مین جا کر پناہ لی - اب افضل خان کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دہارور پر بہی حملہ کیا جاے تاکہ مخالفون کی پست ہمتی اور شکستہ حالی سے جو اس وقت ہو رہی ہے فائدہ حاصل ہو اور اونہین کامل شکست ہو جاے - مگر یہان ایک اور جہگڑا پیدا ہو گیا - **قطعہ**

۶۰ - امراکی کشور خان سے بدظنی اور اوس کا مصطفی خان کو قتل کرانا -	بدریا در مشو کہ امروز آشوب		جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد
	بیابان طے مکن کش ہر بن خار		کم از صد غول سرگردان ندارد

ابھی یہان یہ جہگڑا طے ہی نہین ہوا تہا - کہ وہان ایک اور فساد اوٹھ کھڑا ہوا جب اس فتح کا فتحنامہ بیجاپور مین پہونچا - تو کشور خان نے اس کی بڑی دہوم دہام کی اور شیرینی گاڑیون مین بہر وا کر کوچہ و بازار مین تقسیم کرائی اور امراے فوج کو بادشاہ کے نام سے خلعت و انعامات بہیجے - مگر کسی کے ساتھ لشکر مین یہ خبرین بہی پہونچین کہ کشور خان قدیمی آدمیون کو نکال رہا ہے اور ہر مقام پر اپنے آدمیون کو بہرتا جاتا ہے اس سے امرا مین ایک ہلچل مچ گئی

اور اونہون نے دشمن کے مقابلہ سے اِس وقت تامل کیا - شاہ درک مین جاکر پڑ گئے کہ دیکھین
پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے - اسی مین کشور خان نے چاند بی بی سے بغیر پوچھے لشکر
مین حکم بہیجا کہ اس وقت جو ہاتی لوٹ مین آئے ہین اونہین ہمارے پاس بہیجدو - ان ہاتہیون
کی تعداد قریب سو کے تہی - اس کے سنتے ہی امرا کو پورا الیقین ہوگیا - کہ کشور خان کا ارادہ کچھہ
اور ہی ہے وہ ہمین خراب کرے گا - محفل مشورت خفیہ منعقد کی - بعض نے کہا چاند بی بی کو
جس کی ہر کہ ومہ کے دل مین عظمت بیٹھی ہوئی تہی یہ لکھا جائے کہ مصطفی خان کو بنکاپور سے
بولا کر وکیل السلطنت مقرر کرے - بعض نے کہا کہ اِس وقت دشمن سامنے پڑا ہوا ہے ضرور ہے
کہ پہلے اس کا تصفیہ ہولے - بعد ازان بیجاپور جاکر چاند بی بی کے اتفاق سے ہم خود اس کا
بندوبست کرلینگے - لیکن یہ راز فاش ہوگیا - اور کشور خان کو یہ منصوبے معلوم ہوگئے -
اوس نے دور اندیشی کی راہ سے مصطفے خان کا پہلے ہی بندوبست کیا - ایک شخص
نور الدین محمد سید اور مشہد کا رہنے والا تھا اور مصطفی خان نے سفارش کر کے اوسے امارت
کے درجہ کو پہونچایا تہا اور حوالی بنکاپور مین اوسے جاگیر دلوائی تہی مگر یہ سید احسان فراموش
تہا - اور کشور خان سے ملا ہوا تہا - کشور خان کے پاس شاہی مہر رہا کرتی تہی اوس نے چاند بی بی
سے چہپا کر ایک فرمان نور الدین محمد کے نام لکھا اور شاہی مہر لگا کر اوسے ایک شخص محمد امین
غریب زادہ کو دیا - کہ وہ نور الدین محمد کے پاس لیجائے - اس فرمان مین لکھا تہا کہ اگر تو مصطفے خان
کو قتل کرڈالے تو تجہے اوس کی جاگیر دیدیجائیگی - نور الدین محمد اس حکم کے دیکہتے ہی بہت خوش ہوا
اور محمد امین کو قلعہ بنکاپور مین بہیجدیا - اور وہان کے نائک واڑیون کو جو اکثر ہندو تہے لکھہ بہیجا کہ
مصطفے خان کا ارادہ ہے کہ تمہین قتل کرڈالے اور قلعہ کرناٹک کو دیدے چاہیئے کہ تم اوس کا
پہلے ہی کام تمام کردو کہ اسے تمہارے قتل کی فرصت نہ ملے - اِس حسن خدمت پر تمہارے

مناصب اور جاگیرات زیادہ کیے جائینگے۔ ہندو تو ایسے دغا و فساد کے معاملات کو جی جان سے پسند کرتے ہین وہ سب محمد امین کے حامی ہو گیے۔ شام کے وقت محمد امین قلعہ مین پہونچا اور کہا کہ مین مصطفےٰ خان کے نام بیجاپور سے شاہی فرمان لایا ہون۔ مصطفےٰ خان نے اوسے قلعہ مین بولا لیا۔ اور اچھی طرح ٹہیرایا۔ مگر محمد امین نے کہا کہ اب تو رات ہو گئی ہے صبح فرمان دکھاؤنگا۔ صبح کو مصطفےٰ خان اوٹھا اور وضو کرکے حسب دستور نماز پڑہکر وظائف و اوراد مین مشغول ہو گیا۔ محمد امین چپکے سے اوس کے پاس گیا۔ کسی کو کیا خیال تھا کہ یہ ملک الموت اوس کی جان لینے کو جاتا ہے پہرہ والون نے کچھ منع نہ کیا۔ یہ پیچھے سے گیا اور کمان کی زہ کو مصطفےٰ خان کی گردن مین ڈالکر ایسا کھینچا کہ تڑپ تڑپ کر عین عبادت کے وقت اوس بے گناہ کا دم نکل گیا۔ ایک روایت مین اس واقعہ کو دوسری طرح لکھا ہے کہتے ہین کہ کشور خان نے پانچ چھہ امیرون کو فوج دیکر مصطفےٰ خان کے قتل کو بھیجا مصطفےٰ خان اور ان امرا کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین۔ آخر مصطفےٰ خان شکست کھا کر کسی ہندو کے پاس پناہ لینے کو گیا۔ ہندوون نے اس خیال سے کہ کہین کشور خان کے امیر قلعہ مین نہ گھس آئین دروازہ تو نہ کھولا مگر مصطفےٰ خان کو رسی ڈالکر قلعہ کی دیوار سے اوپر کو کھینچا۔ کہ اسی مین کشور خان کے آدمی پہونچ گیے۔ اور اونہون نے مصطفےٰ خان کی ٹانگ پکڑ کر نیچے کو کھینچ لیا۔ اور قلعہ بنکاپور مین لاکر پہلے تو قید کیا پہر مار ڈالا۔ لیکن پہلی روایت زیادہ ترقرین قیاس ہے۔

۱۱۔ مصطفےٰ خان اردستانی کے حالات۔

مخلوق کو اس وقت مصطفےٰ خان کے قتل کا بھی ایسا ہی افسوس ہوا جیسا کہ محمود گاوان بہمنی اور چنگیز خان نظام شاہی کا ہوا تھا اس کا اصلی نام سید کمال الدین حسین اردستانی تھا۔ جیسے اور ایرانی ہندوستان کو اس زمانہ مین

آیا کرتے تھے - اوسی طرح سے یہ بہی تلاش معاش مین یہان آیا - اور گھومتا گھامتا قطب شاہی عملداری مین چلا آیا ابراہیم قطب شاہ کا زمانہ تہا اوس نے ذی علم سمجھکر اسے نوکر رکھہ لیا - اور اس کے حسن کارگذاری سے ایسا خوش ہوا کہ رفتہ رفتہ اوسے اپنا مدار المہام کردیا - اور مصطفے خان خطاب دیدیا - ابتدا مین تو ابراہیم نے اس کو اپنا معتمد بنایا اور تمام کام اسی کے ہاتھ سے لینے لگا کہ جس سے اس نے بہت کچھہ زر و مال پیدا کرلیا - مگر بعد مین اوس نے اپنے اختیارات کو اس کے ہاتھ مین بالکل دینا مناسب نہ سمجھا اور خود ہی کاروبار سلطنت کو اپنی راے سے انجام دینے لگا اور چاہا کہ اوسے معزول کرکے اوس کا مال و اسباب جو اوس نے بے انتہا جمع کرلیا تھا ضبط کرے کہ جس سے مصطفے خان کو اندیشہ پیدا ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ کسی حیلہ سے بخیر و سلامت یہان سے نکل جاے کہ اسی مین رامراج کا جھگڑا پیش ہوگیا - مصطفے خان نے ابراہیم کو جہاد کے لیے مستعد کیا - اور جب مصطفے خان کی تحریک سے ابراہیم نے اوسے کامل اختیارات دیکر عادل شاہ کے پاس سفارت پر بہیجا - تو اوس نے ابراہیم قطب شاہ سے درخواست کی کہ جب آپ کو اس منصوبہ مین کامیابی ہوجاے تو مجھے مکہ معظمہ جانے کی اجازت دیدیجاے اسے ابراہیم قطب شاہ نے منظور کرلیا - جب مسلمانون کو رامراج کے مقابلہ مین فتح ہوگئی اور مصطفے خان نے قلعہ کی کنجیان عادل شاہ کو بلا اجازت قطب شاہ دیدین اور حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ اوس سے سخت ناراض ہوگیے تو مصطفے خان نے اپنے نکلنے کیلئے کشورخان پیشواے علی عادل شاہ اور مولانا عنایت اللہ پیشواے حسین نظام شاہ سے مدد مانگی - اور اگرچہ حسین نظام شاہ کے دباوٗ سے ابراہیم قطب شاہ کا ارادہ تہا کہ مصطفے خان کو گولکنڈہ لیجاکر اوسکی سزا دے مگر ان دونو پیشواؤن کے دباوٗ سے قطب شاہ کو کچھ نہ بن پڑی اور مصطفے خان

کو اسی جگہہ مکہ معظمہ جانے کی اجازت دینا پڑی۔ اور اوس کے عیال واطفال کو چھوڑنا پڑا
اس کی اوس دولت کا قیاس جو اوس نے گولکنڈہ مین جمع کی تہی اس سے خیال مین آتا ہے
کہ اوس کا اسباب آٹھ ہزار بیلون اور بارہ ہزار آدمیون پر لدکر گولکنڈہ سے گلبرگہ کو گیا تھا۔
بعدازان اس ضد مین آکر ابراہیم قطب شاہ نے اوس کا مکان مسمار کرادیا۔ اور علی عادل شاہ
نے اوسے بولا کر اپنے یہان رکھہ لیا۔ اور ۲۲ ہزار سوار اوس کے ماتحتی مین دیدے۔
اس کے پاس خزانہ اور اسباب اسقدر تہا کہ بڑے بڑے بادشاہون کے پاس کمتر ہوگا۔
اوس کے پاس صرف ۱۸۰ جہاز تہے جو بحر ہند مین عرب سے بنگالہ تک جاتے تھے۔
سلطان سلیمان والی روم اور شاہ طہماسپ والی ایران اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان
سے اور اوس سے خط وکتابت رہا کرتی تہی۔ یہ اونہین تحفہ تحائف بہیجا کرتا اور وہان سے
خلعت اسے آیا کرتے تہے کرناٹک کا ملک جو علی عادل شاہ کے زمانہ مین فتح ہوا وہ سب اسی
کے باعث سے ہوا تہا۔ اس نے کرناٹک کا نہایت عمدہ انتظام کیا تہا۔ اور دکن کے اور
دوسری سلطنتون کے برابر اوس ملک سے یہ روپیہ وصول کرتا تہا۔ مگر بڑا متکبر تہا اور
ادنیٰ قصور پر سخت سزا دیتا تہا۔ کہتے ہین کہ اوس کا کوئی حکیم کسیقدر مومیائی باہر رکہکر بہول
گیا اور فراشون اور اہل مطبخ نے اوسے پالیا اور باہم تقسیم کرلیا۔ جب اوس کی تحقیقات
ہوئی تو ۲۲ آدمیون پر اوس کی چوری ثابت ہوئی۔ مصطفے خان نے اون سب کو اتنا پٹوایا کہ یہ
لوگ مرگیے۔ دکن مین ساٹھ برس رہا اور اس کے مطبخ مین ایک چینی کا برتن نہ ہوٹا۔ جب
کبھی کوئی برتن ٹوٹ جاتا تو توڑنے والا اپنے جیب خاص سے مول لیکر حاضر کرتا تہا۔
باقی جو حال اوس کا ہے وہ تم سب علی عادل شاہ کے عہد حکومت مین پڑہ آئے ہو۔
اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

۶۲۔ کشورخان کا چاندبی بی کو قید کرنا۔

چاندبی بی محبان اہل بیت سے تھی اس لیے بظاہر اوس نے سید مصطفے خان کے قتل سے بہت برا مانا۔ مگر درحقیقت چاندبی بی چاہتی تھی کہ اپنی مان خونزہ ہمایون کی طرح ابراہیم کو اپنے پاس رکھکر خود حکومت کرے اس واسطے جب مصطفیٰ خان کے قتل کی خبر آئی تو چاندبی بی نے کشورخان کو علانیہ برا بھلا کہا۔ اور امرا کو کشورخان کے دفعیہ کی ترغیب و تحریض دی۔ جب کشورخان نے یہ سنا تو اوس نے چند روز توقف کرکے چاندبی بی پر یہ تہمت لگائی کہ وہ بیجاپور کی خبرین اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ کو بھیجتی ہے اس بہانہ سے اوس نے چاندبی بی کو قلعہ ستارہ مین بھیجنے کے لیے بولایا اور جب وہ نہ آئی تو خدام حرم سے کہا کہ اوسے زبردستی نکال لائین۔ مگر اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اس لیے اوس نے اپنے آدمی بھجوا کر بذلت تمام حرم سے اوسے نکلوایا اور علی الاعلان اوسے ستارہ کو قید رہنے کے لیے بھیجدیا۔ اوس کے ساتھ کی کنیزون کو بیلون پر سوار کرا کر جب شہر سے نکالا تو وہ سر و پا برہنہ تھین اور سربازار کشورخان کو کوستی اور روتی پیٹتی جاتی تھین عورتون کی گریہ وزاری سے شہر مین ایک تہلکہ مچ گیا۔ اور ہرکسی کے دل مین کشورخان سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ممکن تھا کہ کشورخان یہ کام رات کے وقت کرسکتا تھا مگر اوس سے یہ بڑی غلطی ہوئی کہ اوس نے ایسا دن کو کیا۔ علاوہ برین اس نے اون کنیزون کو حرم سے نکالدیا جو صرف عیاشی کے لیے علی عادل شاہ کے زمانہ مین جمع کی گئی تھین اور اون کو حکم دیدیا کہ جس سے چاہین نکاح کرلین۔ اس کو بھی مخلوق نے خلاف ادب سمجھا کہ بادشاہی عورتون کو ایسی اجازت دیدی گئی۔ پھر ایک روز سلطان ابراہیم کو خزانہ مین لیکر گیا اور چند جواہر اوس کی مان کے پاس بھیجدے اوس کی مان بڑی بیگم صاحبہ کہلاتی تھی اوس نے بھی برا مانا کہ مجھے تحفہ میرے درجہ کے لایق نہ بھیجا۔ ابراہیم نے اپنی مان سے اس وقت

اپنے ننی سے دس سال کی عمر مین کیا اچھی بات کہی کہ جس سے اوس کی سراسر دانشمندی ٹپکتی ہے۔ اوس نے کہا کہ آپ کا غصہ بیجا ہے اگر یہ سلطنت ہماری ہے تو تھوڑی سی بہت کا کیا خیال ہے۔ سب ہمارا ہی تو ہے اور اگر سلطنت ہماری نہین ہے تو یہ بھی ہمارے پاس کون چھوڑیگا۔ صبر کرو اور ایسی باتین نہ کرو۔

۹۸۸ھ

۶۳۔ امرائے حبوش کی طرف سے کشور خان کا فرار اور قتل

جب مصطفے خان اور چاند بی بی سے کشور خان کو فراغت حاصل ہوگئی تو اب اوس نے لشکر پر قابو کرنے کا بندوبست کیا۔ میان بدھو دکھنی ایک شخص بادشاہی امراسے تھا اور کشور خان کا رفیق تھا اوسے کشور خان نے امرائے سرحد کا سرلشکر بنایا۔ اور اثنائے سپہ سالاری دیکر شاہ درگ کو روانہ کیا۔ جب امرائے دکھنی اور حبشی نے خبر سنی تو یہ لوگ میان بدھو کے استقبال کو آئے۔ اور بڑی تعظیم و تواضع کی میان بدھو نے عین الملک کنعانی اور آنکس خان کو گانٹھ لیا۔ اور کشور خان کی طرف سے اونھین راضی کرلیا۔ مگر حبشی راضی نہین ہوئے۔ اس لیے کشور خان نے اوسے ایک حکم شاہی بھیجا۔ کہ امرائے حبوش چونکہ بادشاہ کی اطاعت اور لشکر مخالف کے دفع مین کوشش نہین کرتے۔ چاہیے کہ اونھین پکڑکر شاہ درگ کے قلعہ مین قید کردو۔ اور اون کے ہاتی وغیرہ بیجاپور کو روانہ کرو۔ میان بدھو نے چاہا کہ کسیطرح اخلاص خان اور حمید خان وغیرہ کو کسی دھوکہ سے گرفتار کرلے اور اپنی سپہ سالاری کے قیام کیواسطے اس مین بہت کچھہ کوشش کی۔ مگر اس مین اتنی لیاقت نہ تھی کہ اپنے بھید کو چھپا سکتا حبشیون کو خبر ہوگئی کہ میان بدھو کا یہ منصوبہ ہے۔ اس لیے اونھون نے ایک مجلس منعقد کی۔ اور میان بدھو کو ہی گرفتار کرلیا۔ اخلاص خان نے مشہور کیا کہ بیجاپور سے اوس کے بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی ہے اور ایک جشن کی تجویز کی اور میان بدھو کو بوجہ عزت سپہ سالاری کچھ ہاتی گھوڑے وغیرہ نذر

کرنے کے واسطے ضیافت کے بہانہ سے بولایا - جب وہ چند مخصوصون کے ساتھ
اخلاص خان کے گھر گیا تو وس نے اوس کے پاؤن مین آہنی زنجیرین ڈالدین اور اوس کا
تمام اثاثہ سپہ سالاری چھین لیا - اور کشور خان کے بیٹے کمال خان سرنوبت اور کشور خان
کے بھائی مغل خان سرخیل کو بھی گرفتار کرلیا اور ان سب کو قلعہ شاہ درگ مین قید کردیا - اور
اوسی روز شاہ درگ سے بیجاپور کو چل کھڑا ہوا - سب لشکر مین ایک تہلکہ پڑگیا - عین الملک اور
انکس خان وغیرہ امرا اپنی اپنی جاگیرون کو چلدئے - ادہر کشور خان اس حال کو سنتے ہی
گھبرایا - مگر بظاہر مقابلہ کا تہیہ کیا اور خفیہ اپنے دوستون کو بولا کر صلاح لی - بعض کی راے
ہوئی کہ افضل خان کی تحریک سے امراے حبوش روٹھے ہین چاہیئے کہ اوس کے بھائی
رفیع الدین کو آپ پکڑ کر تنگ کیجئے - بعض نے کہا کہ تنگ کرنے کے بجاے اوسے منت
سماجت سے راضی کیا جاے - اور اوس کی معرفت افضل خان کو رضامند کرکے فتنہ فرو
کیا جاے کشور خان نے اسی شق کو پسند کیا - اور رفیع الدین کی بہت خوشامد کی اور کچھ
شرطون پر رضامندی بھی حاصل کرلی مگر اخیر نتیجہ کچھ نہ نکلا - اب کشور خان نے بادشاہ کو
ضیافت کے بہانہ اپنے مکان پر لیجا کر بڑا جشن کیا تاکہ مخلوق کی نگاہون مین کچھ وقر ہوجاے
مگر مفید نہوا - جب بیجاپور کے کوچہ و بازار مین نکلتا تو عورات اور ادنی ادنی درجہ کے آدمی اوس پر
لعنت و ملامت کرتے اور کہتے کہ یہ وہی یزید ہے کہ جس نے سید مصطفے خان آل رسول
کو قتل کیا اور چاندبی بی زوجہ علی عادل شاہ کو اس رسوائی کے ساتھ قید مین ڈالا - کشور خان
ان باتون کو اپنے کانون سے سنتا اور بجز خاموشی کے اور کچھ نکرسکتا تھا - وہ جان گیا تھا کہ مخلوق
کو مجھ سے نفرت ہوگئی ہے - جب امراے حبش بیجاپور سے ایک منزل رہ گیے تو کشور خان
نے جواہرات کے دو تین صندوق لیے اور روپیہ جسقدر ہوسکا اور کامل خان کی مروارید کی

تسبیح بہی لی جس کی قیمت دو لاکہہ ہون خیال کیجاتی تہی اور بادشاہ کو شکار کے بہانہ سے شہر کے باہر لے گیا۔ اور کلانغ باغ کے قریب ایک ساعت تک توقف کر کے گرمی کے بہانہ سے بادشاہ کو تو لوٹا دیا اور آپ شاہپور کی سیر کے حیلہ سے ٹہیر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ بادشاہ کو اپنے قبضہ مین رکہنے کا تہا۔ مگر پہر کچہہ اوس نے اپنے ضعف پر خیال کر کے اوسے بے سود سمجہا جب بادشاہ لوٹ آیا۔ تو کشور خان اپنے چارسو خاص سوارون سے زن و فرزند کو چہوڑ شکار کرتا ہوا احمد نگر کو چلا گیا۔ احمد نگر کے امرا اور رعایا بہی اوس سے ناراض ہو رہے تہے کیونکہ چاند بی بی اون کے بادشاہ کی بہن تہی اور اوسے کشور خان نے قید کیا تہا اس واسطے کشور خان نے وہان قیام مناسب نہ سمجہا اور گولکنڈہ کا ارادہ کیا۔ جب وہ گولکنڈہ مین آیا تو یہان ایک اردستانی مصطفے خان کے کسی متعلق نے اوسے قتل کر دیا بیجاپور مین کشور خان کی حکومت کا زمانہ صفر چار مہینے دس روز رہے اِس کے کام تو لیاقت سے خالی نہ تہے اگر یہ عوام کا منہ بند کر دیتا اور اون کو مار مور کر واویلا نہ مچانے دیتا تو غالباً اس کے رعب مین فرق نہ آتا۔ عورتون کی ہول پکار سے تمام مخلوق کو اوس سے نفرت ہو گئی اور اوس نے اون پر بیجا رحم کیا جس سے اوس کی بات بنی بنائی بگڑ گئی۔

۶۴۔ اخلاص خان کا وکیل السلطنت ہو کر نیک و بد کا انتظام کرنا۔

جب امراے ثلثہ حبوشی اخلاص خان و دلاور خان و حمید خان کو کشور خان کے فرار کی خبر پہونچی تو بے دغدغہ بیجاپور مین چلے آئے۔ اور اخلاص خان نے وکیل السلطنت کا عہدہ لے لیا۔ اور چاند بی بی کو ستارہ سے بلا کر بادشاہ کی تعلیم و تربیت حسب دستور سابق اوس کے سپرد کر دی اور چاند بی بی کی راے کے بموجب افضل خان کو علی عادل شاہ کے عہد کے موافق پیشوا مقرر کیا۔ اور راسو پنڈت برہمن کو جو افضل خان کا دوست تہا مستوفی الممالک کی خدمت دی۔ چونکہ شاہی مہر کشور خان

کے ساتھ چلی گئی تھی اس لیے فرامین پر مہر ثبت کرنے کے لیے بحث پیش ہوئی۔ علی عادل شاہ
کے پاس ایک عقیق یمنی کی انگوٹھی تھی اوسپر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کندہ کیا
ہوا تھا۔ رفیع الدین نے وہ علی عادل شاہ کے خون مین ڈوبی ہوئی لاکر دی اوسی سے چند روز کام
لیا گیا بعد مین جب کشور خان کا غلام گولکنڈہ سے لوٹ آیا تو شاہی مہر بھی لیتا آیا اور پھر اوس سے
حسب دستور کام لیا گیا۔ اخلاص خان نے چاندبی بی اور افضل خان کو اپنے اپنے کام پر اس لیے
بحال کیا تھا کہ کشور خان کے حق مین جو مخلوق نے طعن و تشنیع مین زبان کھولی ہے اوس سے
اوسے نجات ملجاے۔ مگر ان لوگون کے عروج سے اوسے کامل خان اور کشور خان سے
بھی زیادہ اندیشہ تھا۔ کامل خان اور کشور خان تو امراے غریب تھے جو سلطنت کے تمام عہدہ ہاے
جلیلہ کے مالک تھے مگر اخلاص خان حبشی تھا اوس کے دوست صرف دکنی حبشی تھے۔ دکنی
گو بکثرت تھے مگر ذلیل تھے حبشی بھی تھوڑے تھے اور اون مین بھی اتفاق نہ تھا چاندبی بی نے
اختیار پاتے ہی امراے غریب پر توجہ کرنا شروع کی۔ اخلاص خان کو کھٹکا ہوا۔ اور اوس نے
اپنے دشمنون کو قتل کرنا شروع کیا مگر حماقت سے اول اوس نے کشور خان کے پس ماندون
پر غصہ نکالا۔ کشور خان کے یاقوت نام حبشی غلام کو جو ابراہیم کی خدمت مین رہتا تھا مار ڈالا
اور اوس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہر کے ہر دروازہ پر ایک ایک ٹکڑا بھیجدیا۔ اور ٹنگوا دیا۔
اور اور اوس کے بہت سے ہوا خواہون کو ٹھکانے لگا دیا۔ پھر حکم دیا کہ کشور خان کی عورتون
کو بھنگی چمارون کو دیدیا جاے کیونکہ کشور خان نے شاہی حرم کی عورتون کو اور آدمیون کو
دیدیا تھا۔ شہر والون کو یہ بہت برا معلوم ہوا۔ رفیع الدین نے غصہ مین آکر اوس سے کہا کہ کشور خان
نے جو کام کیا تھا وہ شرع اور تہذیب کے خلاف نہ تھا۔ جو حرم کی کنیزین جمع ہو گئی تھین اون کا اوس نے
حرم مین بلا ضرورت رہنا مناسب نہ سمجھکر اصیل اور شریف آدمیون سے نکاح کرا دیا تھا اور اوس پر بھی

وہ بدنام ہوا تھا یہ تو بالکل انسانیت کے خلاف ہے کہ اوس کی بے گناہ عورتون کو ایسا ذلیل اور رسوا کیا جائے - اس پر بڑی بحث ہوئی آخر کو ان عورتون کو رفیع الدین نے کچھ تو اپنے گھرون کو بہجوا دیا اور کچھ کنیزین وغیرہ شاہی حرم کے خادمون مین شامل کردی گیئن - اخلاص خان نے سردار منجن خان کشور خان بزرگ کے چھوٹے بیٹے کی آنکھین نکالنے کا بھی حکم دیا تھا مگر رفیع الدین نے اس کی تعمیل بھی نہ ہونے دی - رفیع الدین کی خبر اخلاص خان نے ابہی اس سبب سے نہین لی کہ اوس کا بہائی افضل خان ایک بڑی فوج کا مالک تھا - جب تک اوسکا پہلے بندوبست نہو تا تب تک رفیع الدین کا بندوبست کرنا مناسب نہ تہا - سوائے اسکے رفیع الدین کوئی فوجی آدمی نہ تہا - اس وجہ سے بھی اوس سے پرخاش زیادہ ضروری نہ تہی

۶۵ - محمد امین کا خط اور شاہ ابوالحسن و مرتضی انجو وغیرہ کی خلاصی ۹۸۸ھ

اس زمانہ مین عبدالمومن مغل زادہ کا جسے کشور خان نے محمد امین خان کا خطاب دیکر مصطفے خان کے قتل کے لیے بہیجا تھا کرناٹک سے کشور خان کے نام ایک خط آیا کہ جس مین لکھا تھا مین بنکاپور کے کام سے تو فارغ ہو گیا - اب بلگانون کو جاتا ہون پہر وہان سے پنالہ جاؤنگا - اور جب وہان کا کام بھی ہو جاے گا تو حاضر ہو ونگا - اخلاص خان نے پوچہا کہ اس کا کیا مطلب ہے کشور خان نے امین خان کو کس کام کے لیئے بہیجا ہے - رفیع الدین کو بھی یہ حال معلوم نہ تہا - مگر اوس نے کہا کہ قیاساً اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ محمد امین اون لوگون کے قتل کے لیے مامور ہوا ہے جو یہان موجود ہین - مصطفے خان کو بنکاپور مین اوس نے قتل کر دیا اور بلگانون مین ابوالحسن اور اوس کا بہائی رفیع الدین حسین ہین وہ اونہین قتل کرنے کو جاتا ہے اور بعد ازان پرنالہ مین مرتضی خان انجو اور اوسکا بہائی شاہ قاسم ہے وہ پہر اونہین قتل کرنے کو جاے گا - حضار مجلس نے اسکی راے کی تصدیق کی اس لیے سب کو ان باقی ماندون کے بچانے کی فکر ہوئی مگر

بہت جلد یہ خبر آئی کہ محمد امین خان جب مصطفےٰ خان کو قتل کرکے نورالدین محمد کے پاس آیا تو وہان ایک حبشی خداوند خان نام نے اوسے قتل کر دیا۔ بعدازان اخلاص خان نے حکم بھیجکر ابوالحسن ور رفیع الدین پسران شاہ طاہر اور سید مرتضیٰ انجو اور اوس کے بھائی شاہ قاسم کو بلگانون اور برنالہ سے بولا لیا۔

۶۶-افضل خان کا قتل اسی زمانہ مین افضل خان بھی اپنے لشکر کی قلت کے باعث نظام شاہی ۹۸۸ھ اور قطب شاہی فوجون کے سامنے سے ہٹ کر بیجاپور کو چلا آیا۔ اس کا عروج تو مولویت کے سبب سے تھا۔ توڑ جوڑ لگانے کی لیاقت نہ تھی مگر چونکہ صاحب فوج تھا اور چاند بی بی کی اس پر بڑی توجہ تھی۔ اخلاص خان کو اس سے اندیشہ پیدا ہوا۔ اور بادشاہ کے نام سے امام الملک ایک محلدار کو بھیجکر اوسے بولایا۔ اور جبھی کہ وہ اپنے مکان سے چلا تو چند قدم آگے نکلکر اخلاص خان کے آدمیون نے اوسے روک لیا اور قید کر دیا۔ اصل مین شیعون کا مذہب اچھی طرح اوسے وقت ہوا کرتا ہے جب وقت کہ ان سنیون سے کسی موقع پر ضد و نفسانیت ہو جاتی ہے جب یہ نفسانیت جاتی رہتی ہے تو پھر ان کا شور و غل جو اصل مذہب ہے ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ کبھی کبھی یہ خود اور اکثر ان کی اولاد سنی ہو جاتی ہے۔ اس دکن کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ علی عادل شاہ کی شروع عملداری مین ان کا مذہب خوب زور شور پر تھا مگر اس سے چند روز کے بعد کچھ تو ضد و نفسانیت کے رفع ہونے سے اور کچھ تقیہ اور کچھ سنیون کے میل جول کے باعث ڈھیلا پڑ گیا تھا اور بہت سے دکھنی حبشی جو سنی تھے دربار رس ہو گئے تھے اور گو سنی درباری اور بیجاپور کے کارکنون مین سے سب ادنیٰ و اعلیٰ ایک ہزار سے زیادہ نہ تھے مگر جماعت کی قلت کے باعث مذہبی زور پر ان حبشی اور دکنیون مین خوب اتفاق تھا۔ اب اخلاص خان نے صلاح کی۔ کہ افضل خان ایک ایسا شخص ہے کہ کامل خان اور کشور خان

جیسے شخص دونواوسے مانتے تھے - اوراب تمام غریب اوس کو اپنا حامی اور بزرگ سمجھتے ہین جب تک اسے اوراس کے بھائی رفیع الدین کو قتل نہ کردین تب تک اندیشہ رفع نہین ہوسکتا ہے - اِس پر سب نے متفق ہوکر رفیع الدین کی گرفتاری کی بھی بادشاہ سے اجازت لی - اور مطبخ مین آدمی بھیجکر اوسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ نے طلب کیا ہے - جب یہ گیا تو اس کے ہاتھ باندہ کر بادشاہ کے روبرو کیا - ابراہیم تو اوس سے اکثر باتین کیا کرتا تھا - اوس نے جب اوسکی یہ کیفیت دیکھی تو اوسے بُرا بُرا معلوم ہوا اور کرسی پر سے اوٹھ کھڑا ہوا اور چہرہ پر اوداسی چھا گئی - اخلاص خان نے اس وجہ سے اوسے اوسیوقت جیلخانہ کو بھجوا دیا جب وہ جیلخانہ گیا تو اپنے بھائی افضل خان کو دیکھا کہ گلے مین طوق ہے ہاتھون مین ہتکڑیان اور پیرون مین بھاری بھاری بیڑیان پہنے ہوئے جکڑا بیٹھا ہے کہان وہ فروشکوہ سلطانی اور کہان یہ ذلت وتباہی دل لرز گیا - اسی مین لوہار سامنے آیا اور وہی زیور رفیع الدین کو پہنا دیا - ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک شخص آیا اور افضل خان سے کہا کہ چلو اُس نے کہا رضینا بقضاء اللہ اور اوٹھ کر حکم کی تعمیل کی جبھی باہر آیا کہ اوسے کاٹ کر پارہ پارہ کردیا - لاش دو روز تک بازار مین پڑی رہی - بعد ازان شاہ فتح اللہ شیرازی کے نوکرون نے اوٹھا کر دفن کردیا - اگرچہ رفیع الدین کے قتل کی بھی تجویز ہوئی تھی مگر بعض آدمی بیچ مین آپڑے اور اوسکی جان بچ گئی - البتہ راسو پنڈت بھی افضل خان کی دوستی کے باعث مارا گیا -

۶۷ - عین الملک کا اخلاص خان دلاور خان حمید خان کو گرفتار کرنا اور مقصود خان کے ذریعہ سے ان کا چھوٹ جانا -

اب منصب پیشوائی کا یہ جھگڑا پڑا - شاہ ابو الحسن اور مرتضی خان انجو تو یہان موجود تھے اور چاہتے تھے کہ پیشوا ہو جائین - مگر حبشیون اور دکھنیون کو یہ منظور نہ تھا - اونہون نے اس سبب سے مرتضی خان انجو اور اوس کے بھائی شاہ ابو القاسم اور نیز شاہ فتح اللہ شیرازی کو خارج البلد

کر دیا۔ اور عین الملک کو اوس کی جاگیر سے منصب وکالت کے طمع سے بولایا۔ عین الملک اس وقت فوجی لحاظ سے سب بقیہ سرداروں مین بڑا سمجھا جاتا تھا۔ جب وہ بیجاپور کے قریب آیا تو امراے ثلثہ اخلاص خان دلاور خان اور حمید خان اوس کے استقبال کو گئے۔ مگر اوس نالایق نے ان دوستون کی دوستی کا اعتبار نہ کیا اور ان کی جماعت قلیل کو دیکھکر انہین گرفتار کر لیا۔ اور پیرون مین زنجیرین پہنادین۔ اور تین روز کے بعد جیسے قیدیون کو ہاتیون پر سوار لیجایا کرتے تھے اونہین بھی ہاتیون پر سوار کرا کر اپنے ساتھ لیا اور شہر مین بادشاہ کے سلام کو آیا۔ جب اللہ پور دروازہ کے اندر پہونچا تو سنا کہ دستور خان قلعدار کو شاہی غلامون نے پکڑ کر اس سبب سے قید کر لیا ہے کہ وہ عین الملک سے ملا ہوا ہے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کر کے لڑائی کے لیے مستعد ہین۔ عین الملک یہ سنتے ہی ایسا بدحواس ہوا کہ العود احمد کے مضمون پر عمل کر کے بغیر اس کے کہ اپنے قیدیون کی کچھ فکر کرے شہر سے باہر کو چلدیا اسی اثنا مین ایک بادشاہی غلام مقصود خان نام جو غالباً اسی تاک جہانک مین نکلا تھا اس وقت وہان آگیا اور یہ دیکھکر کہ گو عین الملک دروازہ سے پار ہو گیا ہے مگر قیدیون کے ہاتی ابھی اندر ہی ہین آگے کو جھپٹا۔ اور بیچ مین آکر اونہین روک کر فوراً چھوڑا دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین لے آیا۔ اب حبشیون کو بہ قوت ہو گئی۔ اس لیے عین الملک نے بیجاپور مین توقف مناسب نہ دیکھکر اپنی جاگیر کا راستہ لیا اور اس دو تین روز مین جو امرا کہ اس نے مقرر کیے تھے اونہون نے حبشیون سے بغاوت کی۔ جس سے ایک عجیب و غریب فتنہ و فساد پیدا ہو گئے۔

۹۸۹ھ

۶۸۔ قطب شاہی اور نظام شاہی فوجون کا بیجاپور آکر لوٹ جانا۔	جب امیر زنبیل نے قطب شاہی علاقہ عادل شاہیون کے قبضہ سے مسترد کر لیا۔ تو اوس نے ابراہیم قطب شاہ کو اوس کی

اطلاع کی۔ اس وقت حاجی کشور خان بیجاپور سے بھاگا تھا۔ اور امراے حبش بیجاپور مین داخل ہو گیے تھے۔ اس لیے ابراہیم قطب شاہ نے اور نظام شاہ نے اپنی فوجون کو حکم دیا کہ وہ بیجاپور پر حملہ کرین۔ اور ابراہیم قطب شاہ نے امیر زنبیل کو حکم بھیجا کہ وہ ممالک مفتوحہ سے ایک لاکھ ہون اور دو ہزار کھنڈی غلہ لیکر اوس فوج سے ملجاے کہ جسے بیجاپور جانے کا حکم ہوا ہے اس پر عادل شاہی کارکنون نے جو گلبرگہ ساغر اور نلگندہ مین رہتے تھے موضع الملہ مین امیر زنبیل کو روکا۔ امیر زنبیل کے لشکر سے علی خان کشور خان طاہر محمد خان و رحیم داد پٹھان وحید رخان سر نوبت نے ان لوگون کے دو ہزار آدمی قتل کر کے اونھین دفع کر دیا اوس کے بعد یہ لوگ پھر آئے مگر پھر اونھین شکست ہوئی۔ اب امراے حبش نے پانچ ہزار سپاہی مرزا نور الدین محمد کو دیکر امیر زنبیل کی روک کو بھیجا کہ وہ امیر شاہ میر کے لشکر سے اوسے ملنے نہ دے۔ مگر اسے بھی قطب شاہی فوج نے شکست دی اور بیجاپوری بیجاپور کو لوٹ گیے۔ اور امیر زنبیل اپنی فوج سے مل گیا۔ اب حاجی کشور خان اور عین الملک بھی امیر شاہ میر اور سید مرتضی سے قول نامہ لیکر اون کے لشکر مین داخل ہو گیے کہ جس سے امراے حبش کی شوکت مین فتور عظیم برپا ہو گیا امراے حبش کو یہ معلوم تھا کہ سید مرتضی سر لشکر نظام شاہ اور شاہ ابوالحسن ابن شاہ طاہر سے نہایت دوستی ہے۔ اس لیے اونھون نے سید مرتضی کو لکھا کہ اگر آپ میر شاہ میر سر لشکر قطب شاہ کو گرفتار کر کے اوس کے لشکر کو تباہ کر دین تو ہم شاہ ابوالحسن کو قید سے چھوڑ کر پیشواے سلطنت بیجاپور کیے دیتے ہین۔ سید مرتضی اس پر راضی ہو گیا۔ لیکن امیر شاہ میر کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ اور اوس نے اپنی احتیاط کی اور سید مرتضی کو لعنت اور ملامت کر کے پھر راضی کر لیا مگر بیجاپور کے قریب برگی لشکر نے نظام شاہی اور قطب شاہی سپاہ کو رسد کی طرف سے نہایت تنگ کیا۔ کہ جس سے اونھون نے بھی بہتر سمجھا کہ بیجاپور کے محاصرہ سے علاقہ بیجاپور کو خراب کرنا بہتر ہے

اور پرگنات گلبرگہ مرج راسے باغ وبھونگری وپنالہ وستارہ وغیرہ خوب غارت کئے۔ اور نلدرک کی فتح کے لئے مصمم ارادہ کرکے اوس طرف پہونچے۔ اب سید مرتضیٰ وغیرہ امراے نظام شاہی۔ نے امیر شاہ میر سے کہا کہ اگر ابراہیم قطب شاہ کو تم یہان بلالو تو بادشاہ کی موجودگی سے لشکر کا انتظام اچھا ہوجائیگا اور تمام کام درست ہوجائینگے

۹۸۹ھ

۷۰۔ ابراہیم قطب شاہ کا رای راؤ کو وکیل السلطنت کرنا اور ابراہیم قطب شاہ کی موت۔

جب ابراہیم قطب شاہ نے امیر شاہ میر کو نظام شاہی فوج کی امداد کو بھیجا تھا۔ تو ایک رائے راو برہمن زادہ کو جو بڑا خوبصورت اور ذی فہم تھا اپنا وکیل السلطنت کردیا تھا۔ اور عزیز الملک و شریف الملک وبرلاس خان وافضل خان وغیرہ بڑے بڑے سردارون کو دس ہزار سپاہ سے اوس کی ماتحتی مین دیدیا تھا۔ اوس کی خدمت مین ہزار شعلیچی سرکار سے مقرر تھے اور نوبت نقارہ امارت کا سامان بھی اوسے سب مل گیا تھا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کے یہان سے ہر روز پاؤ سیر مشک وعنبر وعود اور دو من صندل، اور انواع واقسام کی اور خوشبوئین اور کئی ہزار پان اوسے ملا کرتے تھے۔ اور بادشاہ کے ایسے مقربون مین سے ہوگیا تھا کہ گویا وہ ہی سلطنت کرتا تھا۔ یہ ہندو بھی باوجود اس کے کہ بتون کو پوجتا تھا۔ مگر اس زمانہ مین باظہار خیر خواہی فوج لیکر سرحد مرتضیٰ نگر پر گیا۔ اور وہان ہندوؤن کو قتل کیا۔ اور ایک لاکھ ہون اور سو۔ نے چاندی کے بتون کو بتخانہ مین سے نکال لایا اور تین لاکھ ہون اور ملک سے خراج وصول کیا۔ اور بڑے تحفے تحائف لیکر خدمت شاہی مین حاضر ہوا۔ جس روز رائے راو اس فتح سے واپس آیا اوسی روز ابراہیم قطب شاہ کی طبیعت بگڑی بخار آگیا۔ ہرچند علاج کیا مگر افاقہ نہوا۔ چند روز بعد بروز پنجشنبہ یکم ربیع الثانی ۹۸۹ھ کو نماز ظہر کے وقت انتقال کیا۔ جنازہ حسب دستور باغ لنگر مین دفن کیا گیا۔ اسکی مزار پر ۹۸۸ھ لکھے ہین مگر واقعات کے لحاظ سے اس کی موت ۹۸۹ھ مین ثابت ہوتی ہے اور یہی تاریخ فرشتہ

مین ہے - علی عادل شاہ کا قتل ۲۴ صفر ۹۸۸ھ کو ہوا اور اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے
اب جو حالات کہ علی عادل شاہ کے قتل سے اب تک گذرے ہین یہ ممکن نہین ہے کہ ایک
مہینا ۷ روز مین وہ گذرے ہون اون کے لئے ایک سال چاہیئے ہے - ہماری راے مین
مزار پر کا کتبہ کچھ مدت بعد لگایا گیا ہے اس سے بجاے ۹۸۹ھ کے اوس مین ۹۸۸ھ غلطی سے
درج ہو گئے ہین - تاریخ قطب شاہی مین ۹۸۸ھ درج ہین - اگرچہ تاریخ فرشتہ کی بہ نسبت ایسے
واقعات مین تاریخ قطب شاہی زیادہ اعتبار کے قابل ہے مگر اس مقام پر مجبوراً ہمین تاریخ فرشتہ
کی تقلید کرنی پڑی ہے - اس بادشاہ کی کل عمر اکیاون برس کی ہوئی اور تاریخ قطب شاہی کے
بموجب اوسکی مدت سلطنت تیس برس نو مہینے اور تاریخ فرشتہ کی رو سے بتیس سال سے
زاید ہوتی ہے -

(۱۷) ابراہیم قلی قطب شاہ کے عادات اور اوس کی اولاد وغیرہ

یہ بادشاہ بھی اپنے باپ کی طرح شیعہ مذہب تھا مگر جمشید کی طرح غالی نہ تھا - دل کا سخی اور علما کی قدر کرتا تھا - اس کے وقت مین
اہل فضل و ہنر بھی یہان جمع ہو گئے تھے جو مسافر اور تاجر آتے اور نذر دیتے اونہین خلعت اور انعام
دیتا - تاجرون کے جانور اگر کسی طرح راستہ مین مرجاتے تو اون کی قیمت سرکار سے دلوا دیتا -
اوس کا باورچی خانہ ہر وقت گرم رہتا - اور کثرت سے مخلوق کو وہان سے کھانا پکا پکایا ملتا تھا - جس
وقت وہ بادشاہ ہوا ہے تو اوس کی عمر اونیس بیس سال سے زاید نہ تھی - مگر عقلمندی سے بگڑی
ہوئی سلطنت کو سنبھال لیا - اور جو امرا اوس پر قابض ہو گئے تھے اونہین نکال دیا - اور ہمیشہ
گرد نواح کے بادشاہون کی لڑائی جھگڑون مین شامل ہوتا رہا - اس کو ملک کی خبرون کے معلوم
کرنے کا بڑا شوق تھا کوئی خبر اوس سے نہین چھپ سکتی تھی جا بجا جاسوس مقرر کر رکھے تھے - ملک
کا خوب انتظام کیا تھا کہ تلنگانہ کے لوگ فن وزردی مین بڑے مشہور و معروف تھے لیکن اس کے

وقت مین چور لوچکے کا نام تک نہین رہا تھا۔ سونا اوچھالتے چلے جائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تیرے مُنہ مین کے دانت ہین۔ مگر اپنے ماتحتون پر حد سے زیادہ سختی کرتا اور ادنی سے جرم پر بڑی بڑی سزائین دیتا۔ اور اتنے کوڑے لگواتا کہ پیرون پر کوڑون کے لگنے سے آدمیون کے ناخن اوکھڑ جاتے۔ ان ناخنون کو برتنوںمین رکھوا کر اپنے روبرو منگاتا اور یہ تصدیق کرتا کہ سزا اوس کے حکم کے مطابق دیدی گئی اسس کے وقت کی عمارتین حسب ذیل ہین۔

قلعہ گولکنڈہ مع مساجد و مدارس .. .. .. لنگر دروازہ امام

ریاض مثل .. .. باغ ابراہیم شاہی

باغ گلشن .. .. حوض حسین ساگر

کٹورہ کنکور .. .. کٹورہ بُدویل

اوس کے تیس بچے پیدا ہوئے اون مین سے چھ لڑکے اور ۱۳ لڑکیان سن بلوغ کو پہونچین۔ عبدالقادر مشہور بہ شاہ صاحب سید محمد گیسو دراز کے خاندان کی ایک لڑکی کے پیٹ سے تہا۔ ابراہیم نے اوسے دیو رکنده مین قید کر دیا تھا اور تاریخ قطب شاہی مین لکھا ہے کہ وہ وہین بیس برس کی عمر مین اپنی موت سے مرگیا تھا۔ مگر تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اوسے ابراہیم قطب شاہ نے زہر دیکر مروا دیا تھا لیکن آیندہ معلوم ہوگا کہ ان دونو کتابون کی تحریر مین بڑا اشک ہے اور غالب ہے کہ وہ اس وقت نہین مرا تہا۔ باپ کے بعد ایک مدت تک جیتا رہا۔ دوسرا مرزا حسین قلی جو اس وقت بیس برس کا تھا باپ کے بعد چھ برس اور زندہ رہا۔ مگر محرم سنہ ۹۹۴ھ مین نام پلی کے حوض مین پیرنے کے لئے گھوسا اور ڈوبکر مر گیا۔ اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔ اس کی وجہ کچھ نہین معلوم ہوتی کہ اس شاہزادہ کے ہوتے محمد قلی چھوٹے کو تخت نشین کیون کیا گیا۔ تیسرا محمد قلی تھا جو بروز جمعہ ۱۴ رمضان سنہ ۹۷۳ھ کو پیدا ہوا تہا۔ جس کی تاریخ ولادت کسی شاعر نے اسطرح نظم کی ہے ۵

سال مولودش را یافت فلک	باعث روزئے اہل عالم ۹۷۳ھ

چوتہا عبد الفتاح ۹۷۵ھ مین پیدا ہوا تہا اور علم تجوید مین اپنا نظیر نہ رکہتا تہا - علت صرع سے ۱۰۰۳ھ مین مرگیا - پانچوان مرزا محمد خدا بندہ جو محمد قلی کا حقیقی بہائی تہا - ۹۷۶ھ مین پیدا ہوا - اس نے اپنے بہائی سے بغاوت کی اور ۱۰۰۸ھ مین گولکنڈہ مین قید کیا گیا اور ۱۰۲۰ھ مین مرگیا - چہوٹا محمد امین اس وقت نو برس کا تہا - باپ اس کو بہت پیار کرتا تھا اوس کے ختنہ کی شادی مین دو لاکھ ہون کے قریب خرچ کئے تہے محمد قلی کو بھی اس سے بڑی محبت تہی اور اوس کے گہر ہی جایا کرتا تھا - یہ لڑکا ۱۰۰۴ھ مین اپنی موت سے مرگیا -

۹۸۹ھ

(۷۲) محمد قلی قطب شاہ کا تخت نشین ہوکر نظام شاہی فوج کی مدد کو جانا - اور عادل شاہ سے صلح -

باپ کے بعد ابو الفتح محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا - اور اون امرا کو جو افواج نظام شاہی کی امداد کو گئے تہے تسلی آمیز خط لکھا اور باپ کے مرنے اور اپنے تخت نشینی کی اطلاع دی جس وقت خط پہونچا ہے تو قطب شاہی لشکر موضع تند گاؤن مین تہا - امیر شاہ میر نے یہ حال سب سے چہپایا اور سید مرتضی و جمشید خان و خداوند خان و بجری خان و بہزاد الملک امراے نظام شاہی کو بولا کر اون سے کہا - کہ اگر آپ قول و قسم کرلین کہ کسی طرح دغا بازی اور بدعہدی نہ کیجائیگی تو مین گولکنڈہ جاکر قطب شاہ کو بودے لاتا ہون - اس پر سب نے قسمین کہائین - تب امیر شاہ میر نے ابراہیم کے مرنے اور محمد قلی کی تخت نشین ہونے کا سارا حال اون سے بیان کیا جس پر اونہون نے از سر نو عہد کیا - اور سید مرتضی نے میرک معین سبزواری کو بغرض اداے مراسم تعزیت و تہنیت گولکنڈہ کو بہیجا - اور امیر شاہ امیر بھی لشکر کو حوالی نلدرک مین چہوڑ کر محمد قلی کی خدمت مین حاضر ہوا - اور فتوحات کی ساری کیفیت محمد قلی کو سنا کر اوس سے کہا کہ ایسے وقت مین جب کہ آپ ابہی تخت پر بیٹھے ہین مرتضی شاہ کی مدد خود جاکر کرین اور اوسے اپنا بنا لین تو بہت

مناسب ہے۔آپ کے جانے سے قلعۂ نلدرک فتح ہوجائیگا۔محمد قلی نے امیر شاہ میر کو وکیل السلطنت کیا اور اوس کی راے سے خود ہی نلدرک کو گیا۔اور قلعہ کا محاصرہ ہوا۔محمدی حیدری اور نوگزی نظام شاہی توپین اور توپ لیلی مجنون لگائی گئین۔قلعہ کی دیوارین کتنے ہی جگہ چھید ہو گئے۔ سید مرتضی نے بنظر ترحم وزیر الملک قلعہ کے سردار کو لکھا۔کہ قلعہ خالی کردو اور سخت نقصان سے بچ جاو مگر اوس نے نہ مانا اس پر پھر انہون نے توپین مارین اور قلعہ کی دیوار بعض جگہہ سے توڑ لی۔ اور قریب تھا کہ قلعہ فتح ہوجاے یکایک خبر آئی کہ بیس ہزار برگی سوار لشکر کے پاس آ گئے ہین۔ اور بھیڑ بنگاہ کو لوٹنا چاہتے ہین۔اس سبب سے حملہ مین توقف کیا گیا۔اور اہل قلعہ نے دیوار کی مرمت کرلی۔اور چونکہ قلعہ والے مجبور ہو گئے تھے اس لئے وزیر الملک نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ سب حالات لکھے اور مددچاہی شاہ فتح اللہ شیرازی نے یہ تمام کیفیت ابراہیم عادل شاہ کو سنائی۔اور صلح کی ترغیب دلائی جس سے ابراہیم عادل شاہ نے محمد قلی کو صلح کے لئے لکھا۔اور محمد قلی بعد صلح قلعہ نلدرک سے گولکنڈہ کو چلا آیا۔فقرات ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ مین جو حالات کہ مذکور ہوے ہین وہ ہم نے تاریخ قطب شاہی سے لئے ہین۔مگر انہین حالات کو تاریخ فرشتہ مین دوسری طرح لکھا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ وہ دوسرے سلاطین کے تمام حالات سے زیادہ تر مطابق ہین اونہین ہم آئندہ لکھتے ہین جہان اختلاف معلوم ہو وہان ناظرین خود اپنی اپنی راے سے کام لے لین۔

(۷۳) محمد قلی قطب شاہ اور بہزاد الملک کا حملہ بیجاپور پر

جب ابراہیم قطب شاہ ۹۸۹ھ مین مر گیا تو اوس نے تین بیٹے چھوڑے محمد قلی۔خدا بندہ۔سبحان قلی۔محمد قلی جو سب سے بڑا تھا بارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور شاہ مرزا اصفہانی کی ہیئی سے جو سادات طباطبائی سے تھا نکاح کیا۔اور اوسکی تحریک سے نظام شاہی خاندان سے محبت بڑہانے کے لئے خود سید مرتضی کی مدد کو گیا۔اور

نظام شاہی سرداروں سے یہ ٹھیرایا کہ پہلے قطب شاہ اور نظام کے سردار ملکر شاہ درک اور
شولاپور کو فتح کرکے نظام شاہ کو دیدین اور پھر یہی سب فوجین گلبرگہ اور اتیکر پر قبضہ کرین اور قطب شاہ
اونہین لے لے۔ اس لئے محمد قلی قطب شاہ نے اور بہزاد الملک و سید مرتضی نظام شاہی سردارون
نے ملکر شاہ درک کا محاصرہ کیا۔ اور تین طرف سے توپ اور ضربزن اور منجنیق نصب کئے۔
اور خوب گولے مارے محمد آقا ترکمان یہان قلعہ دار تھا اوس نے خوب مقابلہ کیا۔ جب مخالفون
نے دیکھا کہ قلعہ لڑائی سے قبضہ مین نہین آتا تو محمد قلی قطب شاہ نے محمد آقا کو رشوت دینا
چاہی مگر اوس نے کہا کہ بادشاہ نے ایسا مضبوط سرحدی قلعہ صرف میرے اعتبار پر
مجھے دیا ہے اگر مین دغابازی کرون تو خدا کو کیا منھ دکھاؤنگا۔ ایسے لالچ مجھے نہ دیجئے جب
چار مہینے گذر گئے اور قلعہ فتح نہ ہوا۔ اور محمد آقا کا یہ جواب آیا اور فوج کے بکثرت آدمی مارے
گئے تو محمد قلی قطب شاہ بہت تنگ ہوا۔ اور شاہ میرزا کو جو اوسے بولا کر لایا تھا نہایت برا
بھلا کہا۔ بہزاد الملک اور سید مرتضی بھی لڑائی سے ناراض تھے۔ سید مرتضی کو بہزاد الملک کا تفوق
پسند نہ تھا اور اس واسطے وہ نہین چاہتا تھا کہ اوس کے نام سے فتح ہو اور اس شکر رنجی کے
باعث بہزاد الملک بھی کشیدہ خاطر تھا۔ جب اونھون نے محمد قلی قطب شاہ کی ناراضی کا حال
سنا۔ تو اونھون نے بھی بادشاہ کی مرضی کے موافق اپنی ناراضی ظاہر کی اور کہا کہ بیجاپور مین
اسوقت بڑی ابتری پھیل رہی ہے جو محنت اور جانفشانی یہان کیجاتی ہے وہ وہین جاکر کرنا چاہئے
محمد قلی تو بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا دوسرے روز وہان سے بیجاپور کو کوچ کر دیا۔ اور یہ متفقہ فوج
راستہ مین لوٹ مار کرتی ہوئی بیجاپور پہونچی۔ اسوقت ان فوجون مین چالیس ہزار سوار مسلح
و مکمل تھے۔ اور عادل شاہی فوج بیجاپور مین دو تین ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھی۔ امرائے حبش
یہ دیکھتے ہی قلعہ نشین ہوگئے اور عین الملک و انکس خان وغیرہ امرا کو قولنامہ بھیجکر بولایا۔ یہ لوگ

سات ہزار خاصہ خیل سے آموجود ہوئے اور دروازہ اللہ پور کی طرف قیام کیا۔ اور لڑائی جاری ہو گئی۔ غلبہ اکثر قطب شاہی اور نظام شاہی فوجون کو ہوتا تھا۔ اسی مین بارش کے باعث بیس گز قلعہ کی دیوار بھی گر گئی۔ اور چونکہ عین الملک و آنکس خان امراے ثلثہ سے دل مین مخوف تھے وہ بھی قطب شاہ سے مل گئے۔ اب بہزاد الملک اور محمد قلی قطب شاہ نے چاہا کہ صبح کو حملہ کرین۔ سید مرتضی نے بہزاد الملک کے حسد سے ایسی کارروائی کی کہ اون کا ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اور بیجاپوریون نے فرصت پاکر کسیقدر دیوار درست کر لی۔

(۴۷) محمد قلی قطب شاہ اور بہزاد الملک کی واپسی بیجاپور سے

یہ حبشی سب غلام تھے۔ امراے غریب ان کو ذلیل سمجھتے تھے کچھ تو اس سبب سے اور کچھ اور دیگر اسباب سے وہ بیجاپور مین امداد کو نہین آتے تھے اس لئے امراے ثلثہ نے صلاح کر کے چاندبی بی سے کہا کہ ہم تو سب غلام ہین اور اشراف ہماری حکومت سے راضی نہین ہین بہتر ہے کہ کسی اصیل و شریف کو مہمات ملکی سونپ دی جائین تاکہ ملک مین جو ابتری پھیل رہی ہے وہ رفع ہو۔ چاندبی بی تو یہ بات خدا سے چاہتی تھی اوس نے ان کی راے کے بموجب شاہ ابو الحسن ابن شاہ طاہر کو خلعت و منصب امیر جملگی عنایت کیا۔ شاہ ابو الحسن نے ادہر تو امراے برگی کو فرامین استمالت بھیجکر کرناٹک سے بولایا۔ اودہر سید مرتضی کو جو خاندان شاہ طاہر کے معتقدین مین سے تھا لکھا کہ کسی طرح صلح کرا دیجاے۔ سید مرتضی تو چاہتا تھا کہ بہزاد الملک کی کسی طرح نیک نامی نہو۔ اوس نے اول تو عین الملک و آنکس خان کو جو حبشیون سے ناراض ہو کر چلے آئے تھے خفیہ پیغام بھیجکر ملامت کی۔ اور سمجھایا کہ اپنے بادشاہ سے نمک حرامی نہ کرنا چاہیئے اب شاہ ابو الحسن حبشیون کے بجاے وکیل السلطنت ہو گیا ہے جس سبب سے کہ تم لوگ چلے آئے تھے وہ باعث رفع ہو گیا چاہیئے کہ پھر اپنے بادشاہ سے جا ملو۔ اس سبب سے عین الملک اور آنکس خان رات کو کوچ کر کے دروازہ اللہ پور

کے پاس آئے اور ابراہیم عادل شاہ کو اخلاص آمیز عرضیان بھیجین۔ اودہر امراے برکی کی فوجین
بہی آگئین اور ایک مہینے کے اندر بیس ہزار سوار جمع ہو گئے۔ کہ جس سے فریقین کی قوتون مین
زمین و آسمان کا تبدل ہو گیا اب امراے برکی کے تاخت و تاراج سے قطب شاہی اور نظام شاہی فوجون مین
قحط پڑا۔ اور اون کو نہایت تشویش ہوئی۔ جب دکھنیون نے دیکھا کہ محمد قلی طول محاصرہ سے
خوب تنگ ہو گیا ہے تو اونہون نے موقع پاکر محمد قلی سے کہا کہ دکن کے بادشاہون کا یہ
قاعدہ رہا ہے کہ جب کوئی بادشاہ خود لڑائی پر جاوے اور اوسے مدد کی ضرورت ہو اور مانگے
تو دوسرا بادشاہ خود مدد کو جایا کرتا ہے اور اگر بادشاہ خود موجود نہو تو دوسرا بادشاہ خود مدد کو
نہین جاتا ہے۔ یہ ہرگز آپ کو مناسب نہ تھا کہ شاہ میرزا کے کہنے سے آپ خود مدد کو آئے
اور مرتضی شاہ یہان موجود بھی نہین ہے۔ اس بات کا محمد قلی کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اوس نے گولکنڈہ
جانیکا قصد مصمم کر لیا۔ اب عادل شاہیون کو صلح کی کیا ضرورت تھی اس لئے دشمنون نے بغیر
صلح کے اوسی طرح سے بیجاپور سے کوچ کیا کہ جیسے نلدرک کے محاصرہ سے بے نیل مرام لوٹے
تھے۔ اور باہم یہ ٹھیرایا کہ قطب شاہ اپنی فوج گلبرگہ پر لیجاوے اور اوسے اپنے قبضہ مین کر لے
اور نظام شاہی فوج شاہ درگ کو لے لے۔

۹۹۰ھ	(د۔) سلطنت بیجاپور کی خلاصی دشمنون سے

چونکہ مرتضی نظام شاہ تو گوشہ نشین تھا اور فوج کے سپہ سالارون مین
اتفاق نہ تہا اس وجہ سے نظام شاہی فوج نے شاہ درگ کا ارادہ
نہ کیا۔ بلکہ اونہون نے راستہ مین علاقہ کلہر او رمرج کو تاراج کر کے احمد نگر کا راستہ لیا۔ البتہ
محمد قلی قطب شاہ نے حوالی گلبرگہ مین پہونچ کر اپنے ایک سردار امیر زنبیل کو سات ہزار سوار
اور بہت سے ہاتی دیکر سرحد پر مقرر کیا کہ وہ عادل شاہی علاقہ پر اپنا قبضہ کر لے۔ اور خود گولکنڈہ
جاکر شاہ میرزا کو اس جرم مین قید کر دیا کہ وہ شاہانہ اعزاز کے خلاف اوسے بہکاکر جنگ گاہ مین

لے گیا۔ مگر چند روز کے بعد اوس کو معاف کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاز مین سوار کرا کر اوس کے مال و اسباب سمیت اوس سے اصفہان کو بہجدین لیکن شاہ مرزا اپنے وطن کے پہنچنے سے پہلے ہی راستہ مین مر گیا۔ اب امیر زنبیل نے گلبرگہ کے قرب و جوار مین مار پیٹ شروع کی اور چند مقامات پر قبضہ بھی کر لیا۔ امرائے حبش نے اس لئے اپنے آپ مین سے دلاور خان کو بیس ہزار سوار سے مقابلہ کے لئے بہیجا۔ اور نیز عین الملک و آنکس خان کو بھی دس ہزار سے ساتھ کیا۔ علاوہ برین مرہٹون کی فوج بھی اوس کے ساتھ تہی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی مرزا یادگار و رستم خان و شمشیر خان کو دو تین ہزار سوارن سے قطب شاہی فوج کی امداد کو روانہ کیا۔ اور یہ فوج دلاور خان کے آنے سے پیشتر قطب شاہی فوج سے مل گئی۔ یہان قطب شاہی فوج دو پہاڑیون کے مابین پڑی تھی اور لشکر کے گرد درخت کاٹکر لکڑیون کا ایک مضبوط حصار بنا لیا تہا۔ سوائے اس کے ایام بارش بھی آ گئے تہے اس لئے فریقین چھہ مہینے تک ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ جب بر کی فوج بیٹھے بیٹھے تنگ ہو گئی تو بلا اطلاع دلاور خان اونہون نے دس ہزار آدمی سے قطب شاہی فوج کو لوٹنا شروع کیا۔ رحیم داد پٹھان اور طاہر محمد خان قطب شاہی نے نکلکر اون کا مقابلہ اور اون کو شکست دیکر دلاور خان کے لشکر تک تعاقب کیا۔ اس لئے دلاور خان بھی فوج لیکر مقابل ہوا۔ اور دونو لشکر لڑائی مین مشغول ہو گئے۔ دلاور خان کے میمنہ اور میسرہ والے منتشر ہو گئے لیکن جب قطب شاہی فوج لوٹ پر ہیل پڑی تو دلاور خان نے مرزا یادگار بیگ اور امیر زنبیل کو تنہا پاکر دو تین ہزار آدمی سے اون پر حملہ کیا اس سبب سے یہ لوگ بھاگ نکلے۔ صلابت خان قطب شاہی وہین مارا گیا۔ اور میدان سے ۱۲۰ ہاتی اور سامان جنگ عادل شاہیون کے ہاتھ لگا۔ اس وقت باوجود ایسے اختلال کے سلطنت بیجاپور اپنے پاس پڑوس کے دشمنون سے اس سبب سے بچ گئی کہ احمد نگر مین مرتضیٰ شاہ کرنے مین بیٹھا ہوا

اپنی اوقات واہیات مین گذار رہا تھا - اودھر ابراہیم قسلی کی زندگی نے وفا نکی - اور محمد قسلی بچا تھا - اوسے ابھی اپنی سلطنت ہی سنبھالنا مشکل ہو رہی تھی - امرا اوس کے قابو مین نہ تھے - کرناٹک کی طرف بھی کوئی حاکم ذی قدرت نہ تھا - ورنہ ایسے خطرات کی حالت مین سلطنت بیجاپور کا بچنا قبیل محالات سے تھا -

(۷۶) دلاور خان کا بیجاپور کی حکومت اخلاص خان سے چھین لینا -

جب دلاور خان کو ایسی فتح ہوئی اور اثاثہ شاہی دشمنون کا ہاتھ لگ گیا اور جانا کہ اخلاص خان کے پاس کچھ فوج نہین ہے - اور عادل شاہی فوج کے سردار جو لشکر مین ہین وہ سب میرے کہنے مین ہین تو اوسکے خیالات پلٹ گئے اور وکالت کے چھیننے کا مصمم ارادہ کر لیا - اور حیدر خان تھانہ دار قلعہ بیجاپور کو مواعید دلفریب دیکر ملا لیا - اور بہت جلد بیجاپور کو آیا اور قصبہ الله پور کے قریب قیام کیا - اور اخلاص خان کے ساتھ ایسے اخلاص اور چاپلوسی کی باتین کین کہ اوسے بالکل غافل کر دیا - جس سے اخلاص خان نے دلاور خان کو ناچیز سمجھکر قلعہ اور شہر کی کچھ حفاظت نہ کی بلکہ دلاور خان سے کہا کہ کسی روز بادشاہ کو مین تمہارا سلام کرا دونگا - دلاور خان کو اس سے اپنے حصول مقصود کی اور بھی امید ہوئی - اور اپنا کام خوب درست کر لیا - اور موقع کا منتظر ہوا ایک روز اخلاص خان دیوان داری کے کام سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو گیا - اور بفراغت تمام سو گیا - دلاور خان یہ خبر سنتے ہی اپنے بیٹون کو ساتھ سو سوار اور پندرہ ہاتی سے بیجاپور کے اندر آیا - اور ہوا کی طرح سے قلعہ مین جا کر بادشاہ کو سلام کیا - حیدر خان نے قلعہ پر تمام قبضہ کرا دیا - اور دلاور خان نے تمام اپنے آدمی قلعہ مین مقرر کر کے اخلاص خان کے مقابلہ کا سامان کیا - اخلاص خان بھی سنتے ہی تین چار سو سوار لیکر دفعیہ کو آیا - اب اندر دلاور خان اور باہر اخلاص خان تمام دلاور خانیون اور اخلاص خانیون مین لڑائی جاری ہوئی - دونو طرف سے

تیر و تفنگ چلنے لگے۔ دلاور خان کے گلندازون نے توپون مین پتھرون کے روڑے اور لوہے اور تانبے کا خورده بھر بھر کر مارا جس سے اخلاص خانیون کو بہت نقصان پہونچا۔ دلاور خان کی طرف کا صرف ایک آدمی مارا گیا۔ مگر اخلاص خان کے طرف سے پچاس ساٹھ نامی آدمی ضائع ہوئے جب رات ہو گئی تو اخلاص خان اپنے گھر کو چلا گیا اور بلیل خان حبشی کو جو مصطفےٰ خان کا قدیمی غلام تھا اور اوس کے قتل کے بعد اخلاص کا نوکر ہو گیا تھا قلعہ کے محاصرہ پر چھوڑ گیا۔ غرض ایک مہینے تک اسی طرح روز لڑائی ہوتی رہی کچھ تصفیہ نہوا۔ دلاور خان نے بلیل خان کو بڑے بڑے وعدہ دیکر اپنی طرف کر لیا اور قلعہ مین بولا لیا۔ اخلاص خان نے ایک اور حبشی کو محاصرہ پر مقرر کیا۔ ایک تو دلاور خان پہلے ہی بادشاہ اور شاہی خزانہ پر قابض تھا اب بلیل خان بھی اوس کے پاس گیا اس سبب سے اخلاص خان سے لوگون کو اخلاص نہ رہا اور یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ بلیل خان قلعہ سے اور اخلاص خانیون کو لوٹ مار کر پھر قلعہ مین اطمینان سے چلا جاتا۔ چار مہینے اور اسی طرح گذر گئے بیجاپوران روز کی لڑائیون سے ویران مطلق ہو گیا۔ اخلاص خان کے طرفدارون کا راستہ کھلا تھا اون مین سے تقریباً سب کے سب اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے۔ مگر اخلاص خان نے بھاگنا ہرگز مناسب نہ سمجھا۔ اور اپنے گھر مین بیٹھا رہا۔ یہان تک کہ دلاور خان کے آدمیون نے جا کر اوسے گرفتار کر لیا اور دلاور خان نے اوس کی آنکھین نکلوا ڈالین۔

(۷۷) دلاور خان کا بیجاپور کو آنا تاریخ بیجاپور مین اس واقعہ کو بالتفصیل اور کچھ دوسری طرح سے لکھا ہے چونکہ وہ زیادہ ترقرین قیاس ہے اس لئے ہم اوسے بھی بعینہ درج کرتے ہین۔ جب دلاور خان نے فتح کی خبر بیجاپور کو بھیجی تو اخلاص خان نے جانا کہ اب دلاور خان آئیگا۔ اس لئے اوسے فکر ہوئی اور اوس نے دلاور خان کو لکھ بھیجا۔ کہ جب تک حکم نہو تم اوسی جگہہ رہو۔ اور لوٹ مین جو ہاتی وغیرہ

ملے ہین اونھین حضور مین بھیجدو - جب یہ حکم دلاور خان کے پاس پہونچا تو اوس نے تمام سردارون کو اکٹھا کیا - اور یہ حکم دکھا کر کہا کہ آپ اس کا مقصد سمجھتے ہین - اخلاص خان کا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہمین سب کو باہر رکھے - اور حید رخان کو بھی جسے مجھسے تعلق ہے نکالکر خود اکیلا بادشاہی کرے اس مین آپ سب بھائیون کی کیا راے ہے چونکہ لوٹ کے ہاتی انھین سردارون کے قبضہ مین تھے اور ایک مدت سے باہر پڑے پڑے پریشان ہو رہے تھے بیجاپور کی یاد لگی ہوئی تھی - اس لئے سب نے بالاتفاق کہا کہ ؎ صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست جو آپ کا ارادہ ہو وہ ہمین بدل و جان منظور ہے اور آپ کے ساتھی ہین - دلاور خان نے کہا کہ ہمین سب کو بیجاپور چلنا چاہیئے اور وہان جا کر ہم سب اپنا اپنا بندوبست کرلین - چنانچہ اسی خیال سے دس روز کا راستہ پانچ روز مین طے کرنے کے ارادہ سے چلے - جب اخلاص خان کو خبر لگی تو اوس نے متواتر حکم بھیجے کہ ابھی مت آؤ - مگر دلاور خان نے ایک نہ مانا جب شہر سے آٹھ دس کوس رہ گئے تو ایک شاہی معزز خدمتگار ملا کہ حکم شاہی یہ ہے کہ آج کا دن اچھا نہین ہے کل شہر مین آنا - مگر دلاور خان یہ کہکر کہ اپنے خداوند کے کفش کو دیکھنا ہی ہماری خوش قسمتی ہے آگے چلدیا - جب شہر کے پاس آیا تو اخلاص خان طوعاً وکرہاً بادشاہ کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا امرا کو بعزت تمام شہر مین لایا -

(۷۸) امراے ثلثہ کے باہمی رنج و فساد - جب اخلاص خان دلاور خان خمید خان بطفیل مقصود خان عین الملک کے قید سے چھوٹ گئے تو پھر وہی امورات سلطنت کے مالک ہو گئے تھے - چند روز تک تو یہ تینون شاہ ابوالحسن کے وساطت سے چاند بی بی سے حکم احکام لیتے اور تعمیل کرتے رہے - اس وقت اخلاص خان نے دشمنون کے دفعیہ مین بڑی کوشش کی - یہان تک کہ اوس کے ہاتھ مین ایک زخم بھی آگیا جس سے اوسے کچھ دن گھر مین بیٹھنا پڑا -

جب دشمن بیجاپور سے چلے گئے تو اوس وقت تک یہ تینون بڑے اتفاق سے رہتے تھے
او غلامانِ ترک وغیرہ امرا کو دار السلطنت سے حتی الامکان نکال دیا تھا۔ یہان تک کہ
مقصود خان سے محسن کے درپے بھی ہو گئے تھے۔ شاہ ابوالحسن بھی اپنی تجویز مین تھا کہ
کسی طرح مستقل ہو جاوے اور ان کو دفع کرے۔ مگر انھون نے اس کے اوضاع کو دیکھکر پہلے ہی
بندوبست کیا اور قید کرکے ایک قلعہ مین بھیجدیا۔ اور بے کھٹکے خود حکمرانی کرنے لگے۔ اخلاص خان
ان سب مین زیادہ فوج والا اور ذی رعب تھا اس لئے جب انھون نے ملک کو باہم تقسیم کیا تو
اخلاص خان نے دوسرے شریکون سے جاگیر اور فوج دونون زیادہ لین اس سبب سے
دلاور خان اور حمید خان کو بھی ضرور ہوا کہ فوج کی تعداد بڑھائین۔ اور جب اس طرح خرچ بڑھا
تو اونھون نے اخلاص خان سے کہا کہ ہماری جاگیر مین بھی اضافہ کیا جاوے مگر یہ اضافہ اوس
کو دینا منظور نہ تھا۔ اوس نے نہ دیا۔ جس سے باہم رنج پیدا ہوا۔ اور ایک دوسرے نے اپنی
اپنی فکر کرنا شروع کی۔ بدمعاش تو ہمیشہ اور سب جگہہ رہا کرتے ہین۔ اونھون نے ان دوستون
کے باہم رنج کو اور اشتعال دی اور نوبت یہان تک پہونچ گئی کہ جب دربار مین آتے تو ہر ایک
اپنے اپنے سپاہیون کو ساتھ لیکر آتا۔ ایک ہاتی پر اخلاص خان اور حمید خان کے درمیان
جھگڑا اوٹھہ کھڑا ہوا اخلاص خان حمید خان سے ہاتی مانگتا تھا۔ حمید خان کہتا تہا کہ میری جاگیر
تھوڑی ہے جاگیر میری زیادہ کر دے دلاور خان ان دونون مین بس مین چنگاری ڈال جما دور
کھڑی کا مضمون کر رہا تھا۔ اخلاص خان تند مزاج اور شریر تہا۔ حمید خان سادہ دل کریم النفس
تہا۔ اخلاص خان جو کسی کو نقصان پہونچانا چاہتا حمید خان اکثر اوس کی روک کیا کرتا تھا مگر جوڑ توڑ
مکر وفریب نہین جانتا تھا۔ دلاور خان ہوشیار اور مدبر اور پڑھا لکھا آدمی تہا۔

(۷۹) اخلاص خان کو قید کرکے	کچھہ تو بخوشی اور کچھہ بناخوشی اور ۲ برس کے قریب گذر گئے لیکن

دلاور خان اور حمید خان کا بیجاپور کی حکومت پر متصرف ہونا۔

اب ایسا رنج بڑہگیا کہ آیندہ اتفاق سے گذرنا غیر ممکن ہوگیا۔ دلاور خان اور حمید خان ایک طرف ہو گئے۔ اور اخلاص خان سے کہا کہ جب تک ملک علی السویہ تقسیم نہو تب تک تم قلعہ مین مت آؤ اور فریقین نے اسباب جنگ کی خوب تکمیل کی۔ اخلاص خان نے اپنے مکان سے قلعہ کی جانب کو توپین لگا دین اور شہر کی آمدورفت کے راستہ مسدود کرائے دلاور خان اور حمید خان بہی قلعہ کے نیچے اپنے سامان جنگ سے مکمل ہوکر پڑ گئے۔ قلعہ سے حیدر خان نے توپون کے منھ اخلاص خان کے گہر کی طرف کو کردے اور آپس مین گفتگو اور بحثین شروع ہوئین۔ ان بحثون مین کبہی کبہی توپین بہی چلائی جاتی تہین اور مخلوق کی جانین ضایع ہوتی تہین۔ شہری آدمی بارہا ہلاک ہوہوجاتے تہے دلاور خان اور حمید خان کا مقصد لڑائی کرنا نہ تہا وہ یہ چاہتے تہے کہ اخلاص خان اون سے فوج اور جاگیر مین زیادہ نہ رہے کہ جس سے کسیوقت نقصان اوٹہانا پڑے۔ ان دونو نے مخلوق کی خرابی اور تکلیف کو دیکہکر باہم صلاح کی۔ اور چار آدمی منتخب کئے۔ حیدر خان و شیخ سالم و مولانا دوست محمد خان و رفیع الدین شیرازی۔ اور انہین اخلاص خان کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ سرحد پر دشمن موجود ہین۔ اور یہان ہمارے آپس مین یہ جھگڑے اور فساد ہورہے ہین۔ اگر ایسے وقت مین کوئی دشمن آگیا تو یہ ملک نہ ہمارا ہوگا نہ تمہارا۔ سب دوسرون کے ہاتھ مین چلاجائیگا۔ اور ہم پر قیامت تک کی بدنامی رہیگی۔ چاہیئے کہ اس فساد کو دور کرو۔ اور ملک کو برادرانہ تقسیم کرلو چونکہ آپ ہم دونون سے بڑے ہین اس لئے ایک لاکھ روپیہ کا ملک اپنے دسترخوان کے خرچ کے لئے زیادہ لےلو" گو ان لوگون نے خوب سمجہایا مگر اخلاص خان کی مرضی تھی کہ وہ ہی اکیلا مالک رہے اور کوئی اوس کا سہیم و شریک نہ ہو اسلئے اوس نے جواب مناسب نہ دیا۔ بلکہ لڑائی کا اور بہی زیادہ سامان کیا جب اس کی خبرین

اطراف سلطنت مین پھیلین تو اپنی اپنی جاگیرون سے اور سردار اور امرا بھی آ گئے اور
اکثرون نے یہ چاہا کہ کسی طرح فساد رفع ہو جاے مگر اخلاص خان کی بدمزاجی اور ناعاقبت اندیشی
سے کچھہ فائدہ نہوا - دو مہینے تک اسی طرح فساد ہوتا رہا - دلاور خان آدمی عقلمند اور ملنسار تھا - لوگ
اوس سے راضی اور اخلاص خان سے ناراض ہوتے گئے - یہان تک کہ اخلاص خان
کے آدمی اوسے چھوڑنے لگے - اوس کی فوج کے بہت آدمی شہر سے باہر چلے گئے
عین الملک اور انکس خان جو پہلے اوس کے پاس اوترے تھے اب اوس سے جدا ہو کر
دلاور خان اور حمید خان کے عقب مین آ پڑے - اب اخلاص خان کے پاس بجز معدودے چند
اور قدیمی رفقا کے اور کوئی نرہا - جب یہ حالت ہوگئی تو دلاور خان اپنی مسلح اور مکمل فوج سے
اخلاص خان کے گھر کے پاس آیا اور وہان رات کو قیام کیا - اس سبب سے جو معدود فوج اوس
کے پاس رہی تھی وہ بھی چلتی ہوئی - اخلاص خان اکیلا رہگیا - مگر بتقاضاے عزت فرار کو عار
سمجھا وہین ٹھیرا رہا - اور اپنے بیٹون کو رات کے وقت حمید خان کے گھر گیا - حمید خان نے
دلاور خان کی وجہ سے اوس کی معمولی خاطر کچھہ نہ کی صرف یہ ہی کہا کہ آپ گھبرائیے نہین تمکو
جانی نقصان کچھہ نہ پہونچایا جائیگا - اگر آپ چاہینگے تو مکہ معظمہ کو جانے کی اجازت دیدیجائیگی -
اس سے اخلاص خان مطمئن ہو کر اپنے گھر چلا گیا - دوسرے روز دلاور خان نے شہر کے دروازون
پر احکام بھیجدیے کہ اخلاص خان شہر سے باہر نہ جانے پاے اور خود حمید خان کو ساتھہ لیکر بڑی
دھوم دھام سے سوار ہو کر دربار شاہی مین آیا - اور ایک شاہی محلدار کو اخلاص خان کے پاس
بھیجا کہ آپ مکہ معظمہ جانے کا سامان درست کرین اخلاص خان اس وقت حمید خان کے دروازہ
پر بیٹھا ہوا تھا وہ سنتے ہی اپنے گھر آیا - اور سامان درست کیا - جب رخصت ہو کر چلا تو احمد خان
خزانہ دار اپنی فوج کو ساتھہ لیکر اخلاص خان کے ہمراہ ہوا - جب یہ لوگ مرتضی اباد مرچ مین پہونچے تو

اوس نے اخلاص خان سے کہا کہ جب تک دریای سفر کا موسم نہ آئے آپ یہین قیام کیجئے۔ اور اوسے وہان قلعہ مین مع زن و فرزند مقید کردیا اور حقوق صحبت دیرینہ کو فراموش کرکے بیرحمی سے چند روز کے بعد دلاور خان نے اوسکی آنکھین پھوڑوا دین جب تک دلاور خان برسر حکومت رہا اخلاص خان اسی قلعہ مین قید رہا۔ بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے وہان سے اوسے لاکر کچھ تنخواہ مقرر کردی تھی ۱۰۰۱ھ مین اپنی موت سے مرگیا۔ اسکی حکومت بیجاپور مین دو برس رہی۔ اگرچہ بیجاپور خاص مین اس کے وقت مین کچھ کچھ جھگڑے رہے۔ مگر سلاطین اطراف سے جب صلح ہوگئی تہی تو پہر علاقہ بیجاپور مین کوئی جھگڑا اس کے عہد مین نہ ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک داری کی حیثیت سے وہ برا نہ تہا۔ تندمزاجی سے اوس کا کام بگڑ گیا۔ اگر استمالت اوس کو آتی ہوتی تو مدتون حکومت کرتا۔

(۸۰) دلاور خان کا تن تنہا حکومت بیجاپور پر قابض ہونا اور سرکشون کا بندوبست کرکے مذہب سنت وجماعت کو رواج دینا۔

دلاور خان اور حمید خان مین کچھ دنون تک تو اتفاق رہا روز دونون دربار مین آتے اور سلطنت کے مہمات کو انجام دیتے۔ دلاور خان کی عزت زیادہ تہی اور وہ ہوشیار اور کہن سال تھا۔ حمید خان سادہ مزاج اور دلاور خان کو اپنا بڑا مانتا تھا مگر اسی کے ساتھ یہ بہی چاہتا تہا کہ سلطنت مین اگر وکالت کا عہدہ دلاور خان کو ملے تو سرنوبتی کا عہدہ اوس کے حصہ مین آئے۔ لیکن جب دلاور خان نے دیکہا کہ "دو درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند" تو اوس نے اپنے استقلال اور استحکام کی فکر کی۔ اوس کے چار بیٹے تہے چارون کو اوس نے امیر بنایا اور منصب دئے۔ بڑے بیٹے محمد خان کو بادشاہ کی تعلیم پر مقرر کیا۔ کہ وہ گلستان بوستان اور قرآن شریف اوسے پڑہایا کرے۔ دوسرے بیٹے کمال خان کو منصب سرنوبت دیکر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی وغیرہ کا شریک کردیا۔ تیسرے بیٹے خیریت خان کو بادشاہ کی پاسبانی پر متعین کیا۔ چوتہے بیٹے عبدالقادر کو قلعہ بیجاپور کا تہانہ دار کیا۔ مگر چونکہ یہ بیٹا خردسال تہا اس لئے

رومی خان دکھنی ایک اپنے معتبر کو نیابتاً یہ خدمت مفوض کی اور ہر ایک بیٹے کو دو دو ہزار سوار
دئے اور اپنے پاس چھ ہزار سوار رکھے - بلیل خان کو جس نے بڑی رفاقت کی تھی اپنا متبنی کیا
اور اوسے بھی بڑا مرتبہ دیا - جب حمید خان نے یہ بندوبست دیکھا تو اوسے بڑا کھٹکا ہوا - اور
قبل اس کے کہ اپنا بندوبست کرے اوس نے علانیہ اپنی ناخوشی ظاہر کی - دلاور خان نے
پہلے تو شہر کا بندوبست خفیہ خفیہ کر لیا اور پھر ایک روز حمید خان سے کہلا بھیجا کہ بلا حکم شاہی
اپنے مکان سے باہر نہ نکلنا اور جو کچھ تمہارا مال و اسباب اور ہتیار وغیرہ ہین وہ حضور مین
بھیجدو - حمید خان نے یہ سنتے ہی چاہا کہ سوار ہو کر شہر سے باہر چلا جاوے مگر جب خبر ملی کہ شہر
کے دروازے بند ہین اور جابجا دلاور خان کے آدمیون نے اپنا استحکام کر لیا ہے تو مجبوراً خانہ نشین
ہو گیا - تمام مال و اسباب سپاہی آکر لے گئے وہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہا دم نہ مار سکا - کہتے ہین کہ حمید خان
کے پاس اس قدر کثرت سے ہاتی گھوڑے اور سلاح و سلب تھا کہ کسی امیر کے پاس اوس کا
نصف کیا بلکہ ربع بھی نہ تھا - جب یہ سامان سرکار مین داخل ہو گیا - تو دلاور خان نے حمید خان
کو بھی گرفتار کرا کے ایک قلعہ مین محبوس کر دیا - اور عَلَم انا و لا غیری بلند کر کے
اکیلا مستقل ہو بیٹھا - اور جو لوگ کہ صاحب داعیہ دیکھے اون کا قرار واقعی بندوبست کیا - ابوالحسن
کو جو اب تک اخلاص خان کے حکم سے قید تھا - پہلے تو اندھا کیا اور پھر چند روز کے بعد معلوم
نہین کس وجہ سے قتل کرا دیا - حاجی نو سرا پردہ دار علی عادل شاہ کو خدمت سے معزول
کر کے ادنی سپاہیون مین داخل کر دیا - اور چاند بی بی کی مداخلت تمام امورات سلطنت سے
بالکل اوٹھا دی - اور ایسا بندوبست کر دیا کہ اوس کے پاس جانے کی کسی کو مجال نہ رہے -
غالب خان قلعدار ادہونی نے جب کچھ سرکشی کی تو اوسے گرفتار کرا کے آنکھین نکلوا ڈالین بعد
ازان ایک سو غریب اور ساٹھ حبشیون کے سوا اور جو غریب لوگ کہ کسی طرح سرکش معلوم ہوتے تھے

اور جو امرا یا تاجرون کے طور پر بیجاپور مین رہتے تھے سب کو خارج البلد کر دیا۔ اور پر تاریخ فرشتہ سے ہم نقل کر آئے ہین کہ اخلاص خان نے شاہ فتح اللہ شیرازی کو بیجاپور سے نکال دیا تھا۔ مگر تاریخ بیجاپور سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اوس کے بعد عرصہ تک وہان موجود تھا۔ جس سے ہمارے خیال کے بموجب یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوسے بھی اسی دلاور خان نے بیجاپور سے ۹۹۱ھ مین نکالا ہے۔ اور اس سے ہمارے اس خیال کو اور بھی زیادہ تقویت ہوتی ہے کہ وہ اکبر کے پاس ۹۹۲ھ مین پہونچا تھا اور جتنے شاہی غلام یا خدمتگار سراپردہ دار دربان وغیرہ تھے ان سب کو دور کر کے اپنے آدمی اون کے بجاے قائم کر دئے اور ایسا اچھا انتظام کیا کہ اوس کے حکم کے بغیر کوئی ذرہ بھی حرکت نہین کر سکتا تھا۔ اور مذہب امامیہ کے بجاے مذہب سنت وجماعت کو رواج دیا کسی تاریخ مین یہ نہین لکھا کہ اخلاص خان کے زمانہ مین کونسا مذہب جاری تھا مگر ہمین قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ علی عادل شاہ کے قتل ہوتے ہی امامیہ مذہب بھی بیجاپور سے رخصت ہو گیا تھا۔

۹۹۱ھ

(۱۸) بلیل خان کی کرناٹک پر چڑھائی اور ناکامیابی۔

جب دلاور خان نے امراے سلطنت کے دغدغہ سے نجات پائی اور اچھی طرح مستقل ہو گیا۔ تو اوس نے بیرونجات کے انتظام کیطرف توجہ کی۔ کرناٹک کے نئے مقبوضہ ملک مین مصطفے خان کے مارے جانے کے بعد بدانتظامی ہو گئی تھی اور راجگان مالابار نے سرکشی کی تھی۔ اس لئے اوس نے بلیل خان کو ایک بڑا لشکر دیکر اوس کے انتظام کے واسطے اسی سال روانہ کیا۔ ارسب نائک حاکم حسیرہ تو فوراً بلیل خان کے پاس حاضر ہو گیا۔ مگر سنکر نائک ضابطہ قلعہ کرور نے کچھہ پروا نہ کی۔ اس لئے بلیل خان ارسب نائک کو ساتھ لیکر اوس کے ملک پر بڑھا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور مورچون کو بنفس نفیس خود بذات خاص دیکھنے بھالنے لگا۔ اتفاقاً کہ شنکر نائک کے آدمی نے

بلبل خان کو پکڑ لیا اور اوسے قلعہ مین لے گیا۔ شنکر نائک نے اوس کے پیرون مین دو من کی زنجیر ڈلوادی۔ جب اوس کی فوج نے دیکھا کہ ہمارا افسر قید ہو گیا تو وہ محاصرہ اوٹھا کر چلدے۔ بلبل خان کے قید ہو جانے کی نسبت کسی نے کوئی وجہ وتفصیل نہین بیان کی ہے مگر قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ ارسب نائک کی سازش سے یہ قید ہو گیا ہو گا جو اوس کے ساتھ محاصرہ مین گیا تھا۔ ورنہ ایسے بڑے سردار کا قید ہو جانا چہ معنی دارد۔ غرض اب بلبل خان نہایت پریشان ہوا۔ مگر سر رشتۂ تدبیر کو اوس نے ہاتھ سے نہ دیا ؎

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید	ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

یہان باہر سے کچھ سائیس جانورون کے لئے گھاس لایا کرتے تھے۔ اوس نے ایک سائیس کو راضی کیا۔ اور دربان قلعہ کو بھی بہت کچھ وعدہ وعید دیکر گانٹھ لیا۔ قضارا اوسی زمانہ مین کئی روز تک سخت بارش ہوتی رہی شنکر نائک نے حکم دیا کہ قلعہ کے مویشی کو باہر لیجا کر کہین ایسی جگہ رکھین جہان کیچڑ نہو اس لئے نگہبانان مویشی نے ارادہ کیا کہ گھاس بھی مویشی کے لئے جو قلعہ مین ہے باہر لیجائین۔ بلبل خان کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا اوس نے اپنے سائیس دوست سے کہا کہ مجھے گھاس مین باندھ کر باہر لیجا۔ بلبل خان بڑا موٹا جوان تھا۔ مگر سائیس بھی خوب طاقتور تھا اوس نے گھاس کے گٹھے مین اوسے باندھا اور سر پر رکھا اور روز روشن مین لئے ہوئے باہر چلا گیا۔ وہان بلبل خان نے گھاس کے گٹھے سے نکلکر اپنی بیڑیان توڑین اور اوس سائیس اور دو چار دربانون کو جو اوس کے رہائی مین شریک ہوئے تھے لیکر بھاگا۔ اور بیجاپور کی عملداری مین پہونچکر سواری لی اور بنکاپور کے قلعہ مین آکر دلاور خان کو اپنی رہائی کی اطلاع بھیجی۔ اور انتقام کے لئے مال و لشکر کی درخواست کی۔ مگر اس شکست سے جو نقصان پہونچا تھا اوس کی تلافی اوس وقت دلاور خان نے بعض وجوہات سے کرنا مناسب نہ سمجھکر اس معاملہ کو دوسرے وقت پر رکھا۔

۹۹۲ھ

(۸۲) دلاور خان کا ہمشیرہ ابراہیم عادل شاہ کا میران حسین ابن مرتضی شاہ سے نکاح کرانا۔	آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	بادوستان تلطف بادشمنان مدارا

دلاور خان بڑا عقلمند تھا۔ لڑائی کو ناپسند کرتا تھا۔ میل جول سے کام نکالتا تھا اور محبت سے بیگانون کو یگانہ بناتا تھا۔ پہلے تو اوس نے اکثر امراے بیجاپور سے خود رشتے پیدا کرکے اپنی بیٹیان اور پوتیان اورون کو دین۔ اور اورون کی بیٹیان اپنے بیٹے پوتون کو لین۔ پھر اوس نے یہ چاہا کہ سلاطین گرد و نواح سے بھی رشتہ پیدا کرے کہ جس سے لڑائی فساد بالکل موقوف ہوجاے اس لئے اوس نے ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے صلابت خان وکیل السلطنت مرتضی شاہ کے پاس ایلچی بھیجا۔ اور اوس سے دوستی پیدا کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرتضی شاہ نے سنہ ۹۹۲ھ مین ایک خط بھیجکر ابراہیم عادل شاہ سے اوسکی بہن بی بی خدیجہ سلطانہ المشہور راجہ جیو کو اپنے بیٹے میران حسین کے لئے مانگا اور جب عادل شاہ نے اوسے منظور کرلیا تو اسی سال قاسم بیگ حکیم ابن قاسم بیگ بزرگ و میرزا محمد تقی وغیرہ امراے احمد نگر چارسو خاصہ خیل لیکر بڑی دھوم دھام سے دولہن کے لینے کے لئے بیجاپور کو آئے اور شاہپور مین بیجاپور کے پاس دولہ والے ٹہیرے چار مہینے تک فریقین کی طرف جشن اور ناچ تماشے ہوتے رہے بعدازان پالکی روانہ ہوئی اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ دولہن کے پہونچانے اور اپنے بھائی مرتضی شاہ سے ملنے کو دولہن کے ہمراہ ہوئی اور شروع سنہ ۹۹۳ھ مین احمد نگر مین پہونچکر وہان بھی خوب جشن اور خوشیان منائی گئین بعدازان شیخ سالم عرب نجفی و غیاث بیگ قزوینی جسے چنگیز خان کہا کرتے تھے دولہن کو پہونچا کے بیجاپور کو لوٹ آئے۔

(۸۳) صلابت خان اور سید مرتضی سرلشکر برار کی لڑائی اور سید مرتضی کا برہانپور کو فرار	جب صلابت خان نے دولہن کے لینے کے واسطے بیجاپور کو آدمی بھیجے تھے تو اوس وقت جمشید خان شیرازی

کو بہی مرتضی شاہ کی طرف سے حکم بہیجا تھا کہ اِن آدمیون کے ساتھ بیجاپور کو جاسے۔ جمشید خان نے یہ حکم سید مرتضی حاکم برار کو دکہا کر اوس سے اجازت چاہی۔ سید مرتضی نے کہا کہ مرتضی شاہ نے مجھسے کہا ہے کہ جو فرمان میرا دستخطی نہو اوس پر عمل کرنا ضروری نہین ہے چونکہ اس پروانہ پر بادشاہ کے دستخط نہین ہین مین اجازت نہین دیتا۔ جمشید خان نے یہی جواب صلابت خان کے پاس بہیجدیا۔ اب اس پر بحث شروع ہوی۔ اور بہت سے ردو بدل کے بعد اس قدر دشمنی بڑہگئی کہ سید مرتضی برار کی فوج لیکر صلابت خان کے نکالنے کے لئے اسی سنہ ۹۹۲ھ مین احمد نگر کو آیا۔ مگر بعض عمائد نے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ لیکن یہ صلح بہت جلد ٹوٹ گئی۔ اور پہر ایسی بحثین اور گفتگوئین پیدا ہوئین کہ سید مرتضی پہر ذیقعدہ سنہ ۹۹۲ھ مین پانچ چھہ مہینے بعد احمد نگر کو فوج لیکر آیا جب صاحب خان مارا گیا تہا اور مرتضی شاہ اکیلا ہو گیا تھا تو صلابت خان نے مرتضی شاہ کو اپنے قابو مین رکہنے کے لئے ایک اپنے دوست پاتری فتحی شاہ کو مرتضی شاہ سے ملا دیا تھا۔ اسے نرد و شطرنج خوب کہیلنا آتا تھا مرتضی شاہ رفتہ رفتہ اس سے ایسا مانوس ہو گیا تہا کہ اوسے اپنے کام مین لانے لگا تہا اس سے صلابت خان کے بہت سے مقصد حل ہو جاتے تہے جب اوس نے دیکھا کہ سید مرتضی فوج لیکر آرہا ہے تو باغ ہشت بہشت سے مرتضی شاہ کو فتحی شاہ کی وساطت سے پہلے باغ فرح بخش مین لے آیا اور پہر وہان سے بغداد محل مین جو قلعہ کے اندر تہا پہونچا دیا۔ جب سید مرتضی حوالی احمد نگر مین آیا اور چینور کے پاس احمد نگر سے چھ کوس پر ٹہرا۔ تو صلابت خان نے مرتضی شاہ سے کچھ ایسی باتین بنا کر کین کہ جس سے اوس نے صلابت خان کو شاہزادہ میران حسین کی سرداری مین فوج لیجا کر سید مرتضی کے دفعیہ کی اجازت دیدی۔ غرض جب لڑائی ہوئی تو سید مرتضی اور اوس کے رفیق خداوند خان کو کامل شکست ہوئی۔ اور صفدر دس بارہ آدمی سے ایسے بہاگے کہ برار مین بہی نہ ٹہیر سکے۔ برہانپور مین جا کر پناہ گیر ہوئے۔

(۸۴) شاہزادہ برہان کا احمدنگر ہو کر براہ گجرات اکبر کے پاس جانا۔

شاہزادہ برہان برادر مرتضی شاہ اپنے بہائی کے خوف سے بیجا پور کو بہاگ آیا تھا اور ایک مدت سے یہان رہتا تھا۔ علی عادل شاہ نے اوسے اچہا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور اوس کا ارادہ تہا کہ مرتضی کو نکالکر برہان کو احمدنگر مین تخت نشین کرے۔ مگر اوس کی عمر نے وفا نہ کی یہ منصوبہ اوس کا دلکا دل ہی مین رہا۔ اب جب برہان نے دیکھا کہ مرتضی شاہ تو کونے مین پڑا ہوا ہی اور امراے سلطنت مین آجکل فساد ہو رہا ہی قسمت آزمائی کرنا اچہا ہے اودہر بعض اراکین نے صلابت خان سے ناراض ہو کر چاہا کہ برہان کو لاکر مرتضی شاہ کی جگہہ بادشاہ کردین۔ اور صلابت خان کو قتل کر کے مرتضی شاہ کو معزول کر دین چنانچہ وہ لوگ برہان کو بیجا پور سے فقیرون کے لباس مین احمدنگر کو لے گئے۔ اور چاہتے تہے کہ کل اس مہم کو سرانجام دین۔ مگر راز فاش ہو گیا۔ اور صلابت خان کے خوف سے شاہزادہ اوسی طرح کوکن کی طرف جان بچاکر بہاگ گیا۔ اور جب وہان بہی ٹہیرنا مناسب نہ دیکھا تو براہ گجرات اکبر کے پاس جاکر اوس کے ملازمون مین داخل ہو گیا۔

(۸۵) سید مرتضی وغیرہ امراے برار کا راجہ علیخان والی خاندیس کے پاس ہو کر اکبر کے پاس جانا۔

میران محمد شاہ والی خاندیس ۹۸۴ھ مین بیمار ہو کر مر گیا۔ اور بجاے اوسکے اوسکا خردسال بیٹا حسن خان خاندیس مین تخت نشین ہوا۔ راجہ علی خان محمد شاہ کا بہائی کچہہ عرصہ سے اکبر بادشاہ ہندوستان کے پاس چلا گیا تہا اور وہان وظیفہ پاتا تھا۔ جب اوس نے اپنے بہائی کی بیماری کا حال سنا تو اکبر سے اجازت لیکر وہ خاندیس کو چلا۔ اور جب یہان آیا تو امراے خاندیس نے حسن خان کو معزول کر کے اوسی کو تخت نشین کیا۔ اس وقت بنگالہ سے سندہ کے قریب تک اور مالوہ اور گجرات کا تمام ملک اکبر کے قبضہ مین تھا راجہ علی خان نے شاہ کا لفظ اپنے نام کے ساتھ مستعمل نہین کیا۔ بلکہ اکبر کو تحفے بہیجتا اور اپنے آپ کو اوس کا باجگذار ظاہر کرتا رہا۔ اور اسی سبب سے

مظفر حسین مرزا پسر ابراہیم حسین مرزا کو جو اکبر سے باغی ہوکر خاندیس مین رہتا تھا جب اکبر نے فرمان بھیجا تو راجہ علیخان نے اوسے گرفتار کرکے اوس کے پاس ۹۸۶ھ مین بھیجدیا۔ مگر پھر بھی دوراندیشی کی راہ سے حکام دکن سے بھی ارتباط و اتحاد پیدا کرلیا۔ یہ بادشاہ بڑا عاقل و عادل اور شجاع و عالم تھا۔ جب سید مرتضی اور خداوند خان برہانپور مین گئے اور اونھون نے چاہا کہ اکبر کے پاس جائین تو راجہ علی خان نے اس خیال سے کہ جب یہ لوگ وہان جائینگے تو اکبر سے مدد لیکر آئینگے اور ان کا راستہ میرے ہی ملک مین ہوکر ہوگا۔ جس سے میرا ملک خراب ہوگا سید مرتضی اور خداوند خان کو اکبر کے پاس جانے سے منع کیا۔ اور جب سید مرتضی نے اوسکا کہنا نہ مانا اور آگرہ کے قصد سے چلدیا تو راجہ علی خان نے اوس کے روکنے کے لئے فوج بھیجی۔ فریقین مین ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ اور گو خاندیسیون نے شکست کھائی اور سید مرتضی وغیرہ چلے گئے مگر اون کا مال و اسباب چھن گیا جب سید مرتضی وغیرہ اکبر کے پاس پہونچے تو اوس نے ان کے لئے جاگیرین مقرر کردین۔ اور یہ وہان رہنے لگے۔

(۸۶) مرزا عزیز کوکہ کی دکن پر تاخت اور راجہ علیخان اور محمد تقی نظیری کا اوسے بھگانا

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ایک مدت سے ارادہ تھا کہ دکن کو تسخیر کرے اب جب کہ یہ لوگ اکبر کے پاس پہونچے تو اوس نے ان کے لئے جاگیرین مقرر کردین۔ اور اون کو اپنے مقاصد پر پہونچانے کی امید دلائی۔ راجہ علی خان اس کو سنکر بہت گھبرایا۔ اور جو اوس نے سوہاتی سید مرتضی سے چھین لئے تھے بغیر اس کے کہ اکبر بادشاہ طلب کرے اوس کے پاس بھیجدے اور معذرت چاہی۔ مگر چونکہ شاہزادہ برہان نے پہلے ہی دکن کی تحریص دلائی تھی اور اب سید مرتضی نے بھی اسکی ترغیب دی تھی اس لیے راجہ علی خان کی پیش بندی پر کچھ فائدہ مترتب نہوا۔ اور اکبر نے ان سب کو خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کے پاس جو اکبر کی طرف سے مالوہ کا اس وقت حاکم تھا

۹۹۳ھ

بھیجکر دکن کی تسخیر کا حکم دیا - اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ کا خطاب دیکر سر انجام مہمات دکن کے لیئے اوس کے ہمراہ کیا جب یہ سب لوگ مالوہ مین اکٹھے ہو گئے اور اس کی خبر دکن مین پہونچی تو اس بیت پر عمل کر کے ؎

کار نہ این گنبد گردان کند	ھر چہ کند ہمت مردان کند

صلابت خان نے ہمت کی - اور مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بہزاد الملک کو ہمراہ کر کے اور بیس ہزار سوار جرار دیگر افواج اکبری کے مقابلہ کو روانہ کیا اب مرزا محمد تقی برہانپور مین آیا - اور راجہ علی خان سے ملاقات کی - اور ایسے فراز و نشیب اوسے سوجھاے کہ اوس نے اکبر کے مقابلہ مین دکنیون کے ساتھ ہونا ضروری سمجھا - جب عزیز خان کوکہ نے یہ حال سنا تو اوس نے علامہ الزمان شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجا کہ وہ دکنیون کو چھوڑ کر اکبر کی طرفداری کرے - مگر اوس نے نہ مانا - عضد الدولہ بے نیل مرام واپس گیا - شہاب الدین احمد خان جسے گجرات کی حکومت سے اکبر نے واپس بولا کر اُجین کا حاکم اوسی زمانہ مین کر دیا تھا مرزا عزیز کوکہ سے مخالف تھا - اس لیے یہ سب دکنی فوج جس کی تعداد تیس ہزار تھی مقام ہنڈیہ مین پہونچی جو مالوہ اور دکن کی سرحد پر اُجین کے قریب ہے - اور فریقین ایک دوسرے کے قریب ایک مہینے تک پڑے رہے - جب مرزا عزیز نے دیکھا کہ میدان کی لڑائی مین وہ دکنیون کا مقابلہ نہین کر سکتا ہے تو اوس نے رات کو کوچ کر دیا اور نہایت تیزی سے مشرق کی طرف کو پھیر کھا کر برار مین آیا اور تین روز تک ایلچپور اور بالاپور کو خوب لوٹا - جب مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان - نے سنا تو وہ بھی اوس کے پیچھے دوڑے - مرزا عزیز نے اس سبب سے دکن مین توقف مناسب نہ دیکھا اور فوراً لوٹنا مارتا علاقہ نذربار مین ہوتا ہوا مالوہ کو چلا گیا چونکہ اکبر کو اس زمانہ مین اور بھی چند انتظام درپیش تھے اور دکن کے حاکم بھی کچھہ

ایسے کمزور نہ تھے اس لئے اکبر نے کچھہ زیادہ توجہ نہ کی۔ شاہزادہ برہان کو ملک بنگش مین جو کابل اور سندہ کے مابین واقع ہے جاگیر دیدی اور وہ نیز اور سب دکھنی امرا بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔ بعدازان راجہ علی خان برہانپور کو اور محمد تقی وغیرہ احمد نگر کو چلے آئے یہ واقعہ سنہ ۹۹۳ھ کا ہے۔

(۸۷) مرتضی شاہ کا جواہرات کو جلانا اور میران حسین کے قتل کا ارادہ کرنا۔

اس زمانہ مین فتحی شاہ رنڈی دست گرفتہ صلابت خان مرتضی شاہ کی مزاج پر بہت ہی حاوی ہوگئی تھی۔ اوس کے بہت بڑی جاگیر تھی۔ اور خزانہ اور جواہر خانہ شاہی سے جو چاہتی وہ لیتی بیجانگر کی لوٹ سے دو تسبیحین آئی تھین جنھین مروارید یاقوت لعل وزمرد وغیرہ نہایت بیش بہا جواہرات کے دانون سے بنایا تھا۔ اون کی خوبی اور لطافت کی بڑی شہرت تھی۔ فتحی شاہ نے مرتضی شاہ سے اون کا سوال کیا۔ مرتضی شاہ کو تو کسی چیز کی کچھہ قدر ہی نہ تھی اوس نے صلابت خان کو حکم دیدیا کہ وہ تسبیحین فتحی شاہ کو دیدین اوس نے مرتضی شاہ کو اوس کی قدر جتلائی مگر اوس نے کچھہ نہ مانا۔ اس لئے صلابت خان نے دوستون سے صلاح کر کے دو تسبیحین اونھین کے ہم شکل اور جواہرات کی بنوائین اور اوس کو دیدین مگر اوسے معلوم ہوگیا کہ وہ تسبیحین نہین ہین اس لئے اوس نے مرتضی شاہ سے اس کی شکایت کی مرتضی شاہ نے صلابت خان کو حکم دیا کہ تمام جواہرات میرے روبرو پیش کرو۔ صلابت خان نے وہ دونو تسبیحین چھپا لین اور تمام جواہرات ایک مکان مین مرتضی شاہ کے روبرو لاکر رکھہ دئے۔ مرتضی شاہ نے صلابت خان وغیرہ کو رخصت کردیا اور خود فتحی شاہ کو لیکر اکیلا وہان گیا۔ مگر جب دیکھا کہ وہ تسبیحین نہین ہین تو تمام جواہرات کو اطلسی فروش مین جو وہان بچھے ہوئے تھے لپیٹا اور آگ لگا کر اپنے مکان کو چلتا ہوا۔ مرتضی شاہ کو جاتا ہوا دیکھکر خدام اندر آئے دیکھین تو جواہرات نہین ہین اور فرونن گٹھے بنے ہوئے جل رہے ہین

وہ جلدی سے دوڑے اور فرشون کو کہولکر دیکھا تو مرداریہ کے سوا اور کوئی چیز نہ چلی تھی۔ اونہون نے آگ فوراً بجہادی اور جواہرات نکال لئے۔ اس سے لوگون کو یقین ہوگیا کہ مرتضی شاہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ اور پہر ہر کس وناکس اوسے دیوانہ سمجہنے لگا یہان تک کہ اوس کا لقب ہی دیوانہ پڑگیا۔ اسی زمانہ مین کہین رنڈیون نے مرتضی شاہ سے جاکر کہدیا کہ لوگ تجہے دیوانہ کہتے ہین اور چاہتے ہین کہ تجہے معزول کرکے شاہزادہ میران حسین کو تخت نشین کرین۔ اس پر اوس نے ارادہ کیا کہ بیٹے کو قتل کرڈالے۔ صلابت خان کو یہ حال معلوم ہوگیا۔ جب مرتضی شاہ نے میران حسین کو طلب کیا تو صلابت خان نے بہانہ کرکرا وسے نہ دیا۔

(۸۸) علیخان قطب شاہی کی بغاوت اور رحیم داد خان اور طاہر محمد خان کا اوسے قتل کرنا

ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین ایک شخص علی خان لُر یعنی لُرستان کا رہنے والا تھا جو فارس مین ایک ملک ہے۔ ابراہیم نے اوس کی شجاعت اور جلادت کے باعث اوسے سلحداری سے سرداری کے مرتبہ کو پہونچادیا تھا اوسے طبل وعلم ونقارہ دیگر ملک نائب کا خطاب عنایت کیا تھا۔ اور اوسے مرتضی نگر کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔ مگر راے راو برہمن نے جو یہان کا حوالہ دار تہا اور مالگذاری کے وصول کرنیکا اوس کو کل اختیار حاصل تہا اوسے مناسب جاگیر نہ دی۔ اسی زمانہ مین ابراہیم مرگیا۔ راے راو چونکہ صاحب اختیار تہا اس لئے علیخان نے اوسے دفع کرنے کے لئے راے بیجانگر سے ملاقات کی اور اوسے ترغیب دی کہ مرتضی نگر کو فتح کرے۔ ابراہیم کے مرنے کے سبب سے اس زمانہ مین سلطنت قطب شاہی کی حالت کچہ متنزلزل سی ہورہی تھی راے بیجانگر نے بہی جس سے مراد راے پنکنڈہ ہے ہمت کی۔ اور تیس ہزار پیادہ اور سوار اور پچاس ہاتی میسر تہا اپنے داماد کے ہمراہی مین علی خان کے ساتھ کئے اور یہ لوگ آتے ہی قلعہ کہم پر چڑہ دوڑے۔ اور محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو نہایت تنگ کیا۔ راے راو نے

اپنے گرد و نواح سے جو فوج اپنی اور شاہی بہم پہونچ سکی سب اکٹھی کی اور ان کے مقابل ہوا۔ علی خان کو شکست ہوئی ایک ہزار آدمی اوس کے مارے گئے اور چار ہاتی گرفتار ہو گئے۔ اور علی خان اور ویکرتیا دونو ہنکنڈہ کے طرف چلے گئے۔ جب محمد قلی قطب شاہ نلدرک کی طرف عادل شاہ کے ملک پر گیا ہوا تھا تو علی خان نے پہر ارادہ کیا اور جب راے ہنکنڈہ سے مدد نہ مل سکی تو خود ہی آدمی اکٹھے کر کے مرتضی نگر پر مکرر حملہ کیا۔ محمد قلی نے رحیم داد خان اور طاہر محمد خان پٹہانون کو اوسکے دفع کیلئے روانہ کیا۔ ان لوگون نے ایک مہینے کا راستہ آٹھ دن مین طے کیا اور دشمن کے قریب تندگانو مین آموجود ہوئے۔ اس وقت علی خان کوندہ پلی کے علاقہ مین تہا وہ سنتے ہی بہاگا اور قلعہ اونکی کو اپنے معتمد آدمیون کے سپرد کر کے اپنے آپ جنگل مین پناہ گیر ہوا اس قلعہ کو ان پٹہانون نے جا کر لے لیا اور علی خان کے پیچہے جنگل مین چلے۔ علی خان نے راستہ مین طاہر محمد خان پر جو چند آدمیون سے پیچہے آ رہا تھا جنگل سے نکلکر حملہ کیا۔ مگر شکست کہائی اب یہان افضل خان حوالدار ایک ہزار آدمی لیکر موضع سنتراول مین شاہی فوج سے اور آکر مل گیا۔ اس لئے علی خان مجبوراً بیدر نظام پٹن کو چلا گیا۔ اور اوسے خوب لوٹا۔ اس وقت کشور خان مرتضی نگر کے پاس آکر ٹہیرا ہوا تھا علی خان سنتے ہی اوس پر آندہی کی طرح دوڑا اور کشور خان کے لشکر کو لوٹ لاٹ افضل خان پر جا کر پہیل پڑا اور اوسے بہی تباہ کر دیا۔ لیکن اب طاہر محمد خان اور رحیم داد خان پٹہان اپنی فوجون سے اوس کے پاس پہونچ گئے۔ اور وہ ایک ایسے مقام پر پہنس گیا کہ جہان سے بجز لڑائی کے کسی طرف نکل سکنا ممکن نہ تھا۔ گو اوس کی فوج مقابلہ کے لئے کافی نہ تھی مگر مجبوراً مقابلہ کرنا پڑا جس سے وہ مارا گیا۔ اور اوس کے سپاہی قتیل اور اسیر ہو گئے۔ پہر علی خان کا سر کاٹا گیا اور محمد قلی کے حکم سے شہر شہر اوسکی حکومت مین عبرتاً للناظرین پہرایا گیا۔ اور جو علی خان کی بغاوت ۹۹۰ھ مین شروع ہوئی تہی وہ ۹۹۴ھ مین ختم ہوئی ور اوس کے جلدو مین طاہر محمد خان کو علم خان کا خطاب دیا گیا اور منصب مین اضافہ ہوا۔

(۸۹) ابراہیم عادل شاہ کی ہمشیرہ محمد قلی قطب شاہ سے شادی اور سلطنت نظام شاہی سے رنج

دلاور خان نے پہلے تو ابراہیم عادل شاہ کی بہن شاہزادہ میران حسین کو دیکر نظام شاہی سلطنت سے رشتہ پیدا کر لیا تھا۔ اب اوس نے چاہا کہ قطب شاہی سلطنت سے بھی رشتہ پیدا کر لے اس لئے اس نے یہان ایلچی بھیجے اور محمد قلی کو راضی کیا اور اوس کی حقیقی بہن چاند سلطان کو ابراہیم عادل شاہ کے لئے مانگا۔ جب محمد قلی نے منظور کر لیا تو ۹۹۵ھ مین خواجہ علی ملک التجار شیرازی کو دولہن کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ محمد قلی نے جب سنا کہ خواجہ علی اس لئے آتا ہے تو اوسی روز سے منزل بمنزل اوس کی مہمانداری کا حکم دیدیا کہ جس روز سے وہ ممالک قطب شاہی مین داخل ہو۔ اور جب وہ گولکنڈہ مین آیا تو بڑی دہوم دہام کے بعد چاند سلطان کا ابراہیم عادل شاہ سے غائبانہ نکاح پڑہوایا۔ مگر جب یہ خبر صلابت خان وکیل السلطنت نظام شاہی کو پہونچی تو اوس نے اس سے برا مانا اور کہا کہ ہماری بلا اصلاح و مشورہ ایسا کیون کیا۔ ابراہیم قطب شاہ جب مرا تھا تو اپنے بیٹے کو وصیت کر مرا تھا کہ نظام شاہی سلطنت سے میل و ملاپ رکہے اور مہمات عظمیہ مین اوس سلطنت سے مشورہ لیتا رہے جب محمد قلی نے صلابت خان کی ناراضی کا حال سنا تو اوس نے دولہن کی پالکی بہیجنے مین تامل کیا۔ سواے اس کے جب چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ خدیجہ سلطان کو میران حسین کے پاس پہوچانے کے لئے احمد نگر کو گئی تہی تو اوس وقت صلابت خان نے دلاور خان کو لکہا تھا کہ جب چاند بی بی کا علی عادل شاہ سے نکاح ہوا تہا تو علاقہ شولاپور جہیز مین سلطنت عادل شاہی کو دیا گیا تھا اب چاند بی بی احمد نگر کو لوٹ آئی اس لئے چاہیئے کہ شولاپور اب سلطنت احمد نگر کو لوٹا دیا جاے۔ دلاور خان نے اوس سے انکار کیا۔ اس لئے صلابت خان نے میران حسین کو اور اوس کی دولہن کو دولت آباد کو بہیجدیا اور دولہا دولہن کو علحدہ رکہا اور کہا کہ جب تک شولاپور واپس نہو گا تب تک دولہن دولہا کے سپرد نہ کیجائیگی۔

(۹۰) دلاور خان کی دہمکی سلطنت نظام شاہی اور قطب شاہی کو اور صلابت خان کی معزولی اور چاند سلطان ہمشیرہ محمد قلی کے آجانے پر دونو سے صلح۔

دلاور خان نے اس پر کچہہ کارروائی اس لئیے نہ کی تہی کہ ملک کے امن چین مین کچہہ فرق نہ آئے۔ مگر اب ابراہیم عادل شاہ اپنے بُرے کو سمجہنے لگا تہا اوسے بہی اس سے رنج ہوا۔ اس لئے دلاور خان نے ابراہیم برید والی بیدر کو گانٹہا کہ اگر تو میرا ساتہہ دیگا۔ تو مین تجہے اوسہ۔ قندہارا ودگیر برید یہ حکومت کے قدیمی مقبوضات نظام شاہ سے دلا دونگا۔ اور پہر اچہی فوج لی اور نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور کہلا بہیجا کہ یا تو شاہزادی کو میران سین کے حوالہ کیا جاسے یا پالکی واپس بہیجدی جاسے اور جب جواب مناسب نہ آیا تو دلاور خان نے عالم خان کو اوسہ کے محاصرہ پر ابراہیم برید کی مدد سے مقرر کیا۔ جب یہ خبر مرتضی نظام شاہ کو معلوم ہوئی تو وہ صلابت خان سے بڑا رنجیدہ ہوا۔ اور اوس سے بولا کہا کہ تو حرام خوار ہے یا حلال خوار۔ صلابت خان نے عرض کیا کہ مین آپ کے حکم کا تابع ہون جو حکم ہو اوسی کی تعمیل کرونگا۔ مرتضی نے کہا کہ مین تجہہ سے نہایت ناراض ہون مگر مجہے تیرے حبس وقید کی قدرت نہین ہے اس لئے مجبور ہون۔ صلابت خان نے کہا کہ جب مجہے حکم ہوا ور قلعہ بتایا جاسے تو مین وہان خود جاکر قید ہو جاؤنگا۔ مرتضی نے کہا کہ دندارا جپوری مین چلا جا۔ اب صلابت خان نے وہ کام کیا کہ دنیا مین شاید ہی کسی نے کیا ہوگا۔ یہ سادہ لوح فوراً اپنے گہر کو آیا اور پاؤن مین بیڑیان قیدیون کی طرح ڈلوائین۔ اور پالکی مین بیٹہکر اپنے متعلقین سے کہا کہ مجہے دندارا جپوری کے قلعہ مین لیجا کر قید کردو۔ جب صلابت خان کے دوستون نے جن مین محمد قاسم فرشتہ بہی شریک تہا یہ حال سنا تو اونہون نے اس احمقانہ حرکت سے اوسے منع کیا۔ مگر اوس ترک سادہ دل نے کچہہ نہ سنا اور دندارا جپوری کے قلعہ مین قید ہوکر بیٹہہ گیا۔ بعد ازان مرتضی شاہ نے قاسم بیگ کو اپنا وکیل اور مرزا محمد تقی نظیری کو وزیر کرکے حکم دیا کہ ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلین

قاسم بیگ نے دلاور خان کے پاس متواتر خطوط بہیجے اور صلح کی التجا کی۔ دلاور خان کو خود لڑائی منظور نہ تھی۔ دوسرے جب مرتضیٰ شاہ نے ایسی مروت کی تو پہر لڑنے کے کیا معنی تہے۔ اور پہر اسی کے ساتھ دولہن شاہزادہ میران حسین کو بڑی دہوم دہام کے جشن کے بعد دیدی گئی تھی تو دلاور خان فوج لیکر نظام شاہ کے ملک سے واپس ہوا اور محمد قلی قطب شاہ کے ملک کا رخ کیا اور حوالی کلیانی مین آکر ٹہیرا اس سبب سے محمد قلی گہبرایا اور جب اوسے معلوم ہوا کہ مطلب کیا ہے تو اوس نے چاند سلطان کی پالکی ۹۹۶ھ مین بڑی دہوم دہام سے امیر زبیل المخاطب بہ مصطفےٰ خان استر آبادی کے ہمراہ ابراہیم عادل شاہ کے پاس بہیجدی جس سے لڑائی موقوف ہوئی اور ابراہیم بر بیدر کو چلا گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ نے پہلے تو اپنے تمام بڑے بڑے امرا کو پالکی کے استقبال کے لئے بہیجا اور پہر نصف کوس تک آپ بہی استقبال کو گیا۔ بعد ازان چار روز کے بعد شاہ درگ پہونچا اور وہان ایک مہینے تک جشن کیا۔ اور شادی کے رسوم ادا کئے۔ اور مصطفیٰ خان کو ۱۲ ہاتی اور بارہ ہزار ہون اور خلعت وغیرہ اور بہت سے تحف وہدایا دیکر رخصت کیا۔

۹۹۶ھ

(۹۱) مرتضیٰ شاہ کا اپنے بیٹے میران حسین کے قتل کے درپے ہونا

مرتضیٰ دیوانہ کو پہر جنون اوٹہا اور چاہا کہ میران حسین اپنے بیٹے کو قتل کر ڈالے اس لئے قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی سے کہا کہ میران حسین کے دیکھنے کو میرا دل بہت ہوتا ہے۔ اوسے میرے پاس بہیجدو۔ یہ بڑے خوش ہوئے اور فوراً شہزادہ کو قلعہ مین باپ کے پاس بہیجدیا۔ پہلے تو مرتضیٰ نے اوس پر بڑی مہربانی کی اور بغداد محل کے ایک حجرہ مین اپنے پاس رکہا۔ پہر دوسرے روز لحاف اور توشک مین اوسے لپیٹ دیا اور مکان کو آگ لگا کر حجرہ کے دروازے کو خوب مضبوط بند کر دیا۔ میران حسین نے جیسے تیسے اپنے آپ کو لحاف و توشک سے نکالا۔ اور حجرہ کے دروازہ کے پاس آکر فریاد مچائی۔ فتحی شاہ وہان تہی اوسے رحم آگیا۔ اوس نے میران حسین کو دروازہ کہولکر نکالا اور قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچا دیا۔

انہون نے اوسی وقت ایک پالکی مین اوسے بند کرا ور خفیہ چہپا کے دولت آباد کو بہیجدیا۔ جب مرتضی وہان دو تین روز کے بعد پہر آیا اور بیٹے کی ہڈیان راکہہ مین نہ پائین تو فتحی شاہ سے پوچہا پہلے تو اوس نے کہا کہ اوس کی ہڈیان راکہہ ہوگئی ہونگی۔ مگر جب مرتضی نے اس بیان کو تسلیم نہ کرکے اوس پر سختی کی تو اوس نے اصل حقیقت کہدی۔ اس لئے مرتضی نے محمد قاسم اور مرزا محمد تقی کو بولا کر پوچہا اور جب انہون نے اوس سے اپنا عدم علم ظاہر کیا تو انہین خدمت سے معزول کرکے مقید کردیا۔ پہر جب محمد صادق اردوبادی کو وکیل کیا اور اوس نے بہی میران حسین کے قتل سے انکار کیا تو اوسے بہی قید کرکے سلطان حسین سبزواری کو جو احمد نگر مین پیدا ہوا تھا وکیل کیا۔ اور میرزا خان کا خطاب دیا۔

(۹۳) مرزا خان کا مرتضی شاہ کو معزول کرکے میران حسین کو تخت نشین کرنیکا ارادہ اور دلاور خان کی امداد۔

قاسم بیگ ایک نیک بخت آدمی تہا اوس کے سادہ پن سے لوگ بہت سرکش ہوگئے تہے اور زبردستی بہات سلطنت مین دخیل بن بیٹہے تہے اور اونہین کے باعث سے مرتضی شاہ کو قاسم بیگ وغیرہ کے قید مین مدد ملی تہی۔ انہین مین سے ایک شخص اسمعیل دکنی تہا۔ مرتضی شاہ کا یہ بڑا معتمد ہوگیا تہا۔ اس لئے مرتضی نے اسے اب میران حسین کے قتل کے لئے حکم دیا۔ یہ خبر مرزا خان کو جب معلوم ہوئی اور چونکہ اوسے مرتضی شاہ کا پہلے سے بہی ارادہ معلوم تہا اور جانتا تہا کہ اوس کا حکم نہ ماننے سے مین بہی نکالا جاؤنگا۔ اس لئے اوس نے فتحی شاہ اور اوس کے اقارب کو روپیہ دے دلا کر خوب راضی کرلیا۔ اور خفیہ دلاور خان کے پاس بیجا پور مین یہ پیغام بہیجا کہ مرتضی تو دیوانہ ہوگیا ہے چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے کو قتل کرڈالے اگر آپ کچھ مدد کرین تو باپ کو تخت سے ہٹا کر بیٹے کو مین تخت پر بٹہادون۔ چونکہ میران حسین سے ابراہیم عادل شاہ کا ایک خاص رشتہ ہوگیا تہا اور یہ امر انسانیت کے بہی موافق تہا اس لئے دلاور خان نے اس کو منظور کرلیا اور

ابراہیم عادل شاہ کو جمادی الاول ۹۹۶ھ مین لیکر تیس ہزار فوج سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا۔
اب مرزا خان نے فتحی شاہ کی معرفت مرتضی شاہ سے کہلا بھیجا کہ ابراہیم عادل شاہ احمد نگر کی تسخیر کے لئے آتا ہے اسباب مین کیا کیا جاے چونکہ مرتضی شاہ کو کچھہ حال تو معلوم ہی نہ تھا اوس نے مرزا خان کو حکم دیدیا کہ مناسب تدابیر عمل مین لاے۔ مرزا خان نے اس جرم کے بہانہ سے کہ ابراہیم عادل شاہ کی لشکرکشی کا باعث بعض امراہین بڑے بڑے امرا کو فوراً قید کرلیا۔ اور بجاے اون کے اپنے آدمی مقرر کردئے اور بہت بڑی فوج احمد نگر سے بھیجی۔ اس فوج نے قصبہ دانورہ مین جو احمد نگر کے قریب ہے قیام کیا۔

(۹۳) محمد قاسم فرشتہ کا مرتضی شاہ سے مرزا خان کے ارادہ کا حال بیان کرنا۔

مرتضی شاہ کو اس قیام سے کچھہ شبہہ پیدا ہوا اور اوس نے محمد قاسم فرشتہ کو جو اس وقت قلعہ احمد نگر کی حفاظت پر مقرر تہا اس قیام کی وجہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ مرزا خان کو یہ معلوم تہا کہ محمد قاسم مرتضی شاہ کا بڑا خیر خواہ ہے اگر یہ لشکر مین گیا تو حقیقت حال کو فوراً دریافت کرلیگا اور ضرور بادشاہ سے آکر بے رو رعایت عرض کردیگا۔ اس لئے اوس نے چاہا کہ لشکر مین جا کر اوس کا بندوبست کرے اور فتحی شاہ کو بارہ ہزار ہون دیکر مرتضی شاہ سے یہ حکم حاصل کیا کہ مرزا خان خود لشکر مین جا کر امرا کو لڑائی کی تحریص و ترغیب دے اور بنہایت تیزی سے ابہی محمد قاسم فرشتہ لشکر مین ہی موجود تہا کہ مرزا خان بہی وہان جا پہونچا۔ اور چونکہ راز فاش ہوگیا تھا اس لئے اوس نے چاہا کہ محمد قاسم کو گرفتار کرے مگر اس کے ایک دوست کو اوس کے اس ارادہ سے خبر لگ گئی اور اوس نے محمد قاسم کو بادرفتار گھوڑون پر سوار کرا کے فوراً سر شام لشکر سے بہگا دیا۔ مرزا خان نے بہی آدمی تعاقب مین بھیجے۔ مگر اون کے پاس شعل کی روشنی تہی اور محمد قاسم کے پاس روشنی نہ تہی۔ اس لئے مرزا خان کے آدمی محمد قاسم کو نہ پکڑ سکے۔ اور وہ صبح ہی احمد نگر مین مرتضی شاہ کے پاس آ گیا اور عقب سراپردہ سے

جا کر مرتضیٰ شاہ سے تمام حقیقت کہہ سنائی۔ فتحی شاہ نے اوس کے بیان کی تکذیب کی۔ مگر جب اوسی وقت جاسوسون نے آکر بیان کیا کہ مرزا خان دولت آباد کو گیا ہے اور چاہتا ہے کہ میران حسین کو لاکر تخت نشین کرے تو مرتضیٰ شاہ سنکر دریاے حیرت مین غرق ہوگیا۔ اور اوس وقت اوس سے علاج پوچھا۔ محمد قاسم نے کہا کہ دو صورت سے اس کا علاج ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ حضور خود سوار ہون اور جو دو تین ہزار خاصہ خیل موجود ہین اونہین سے پٹن کی طرف کوچ کیجئے اور مرزا خان کا جا کر وہان راستہ گھیر لیجئے۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام امرا مرزا خان کو چھوڑ کر آپ کے پاس فوراً چلے آئینگے مرتضیٰ شاہ نے کہا کہ کئی روز ہوے فلان خواجہ سرا میرے لئے کھانا لایا اوس کے کھاتے ہی میرے پیٹ مین درد پیدا ہوگیا۔ اور خون کے دست آنے لگے جس سے مین اس وقت گھوڑے پر سوار نہین ہوسکتا۔ غالباً مرزا خان نے کھانے مین زہر ڈلوا دیا تھا۔ تب مین نے کہا دوسرا طریق یہ ہے کہ اب قلعہ دندا راجپوری سے صلابت خان کو بلواے اور پالکی مین سوار ہو کر یہ بہانہ شکار جنیر کے طرف چلئے راستہ مین صلابت خان حضور کو ملجائیگا۔ صلابت خان کے آتے ہی امرا اور فوج تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہو جائینگے۔

(۹۴) میران حسین کا اپنے باپ مرتضیٰ شاہ کو حمام گرم کرا کر مار ڈالنا

یہ سنتے ہی مرتضیٰ شاہ نے فوراً قلعہ دندا راجپوری کو احکام بھیجے۔ اور صلابت خان اور قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی و حکیم محمد مصری کو طلب کیا۔ اور آپ بھی یہ چاہا کہ سوار ہو کر چلے۔ کہ استنے مین فتحی شاہ اکبر پیرون پر پڑ گئی اور ہاے ہاے کر کے رونے لگی۔ اور کہا کہ جبھی آپ قلعہ سے باہر نکلینگے کہ یہی خاصہ خیل اپنی خیر خواہی بتانے کے واسطے آپ کو پکڑ کر مرزا خان کے حوالہ کر دینگے مرتضیٰ کے دل میں بھی یہی سما گئی اور محمد قاسم کی راے پر عمل نہ کیا۔ ایسی خبرون کی ہر ایک کو تاک جھانک لگی رہتی ہے یہ بات تمام شہر مین اوسی وقت مشہور ہوگئی اس وجہ سے جسقدر سوار و پیادہ تھے جوق جوق [illegible] پیدل بایگو [illegible] ہو کر

دولت آباد کی طرف چلے گئے۔ اودہر مرزا خان نے صلابت خان کے آنے کی خبر سنکر شاہزادہ
کو دولت آباد سے لیا اور دو منزلون کی ایک ایک منزل کرکے احمد نگر کو چلا۔ اس وقت
دلاور خان بھی ابراہیم کو لیکر احمد نگر سے پانچ کوس پر قصبہ بانوری مین آگیا کہ صلابت خان کے
سبب سے مرتضی شاہ کے پاس سپاہ جمع ہوکر میران حسین کے برخلاف کچھہ نہ کرے۔ اب
مرزا خان احمد نگر مین آگیا اور چاہا کہ قلعہ کے دروازہ کو بند کرکے اوس وقت تک وہان پڑا رہے
کہ جب تک صلابت خان کے آنے کے بعد کوئی تصفیہ نہو جاے مگر جب دیکھا کہ قلعہ کے تمام
صغیر وکبیر دیوارون پر سے اوتر اوتر کر میران حسین کے لشکر مین جا ملے۔ اور قلعہ مین بجز فتحی شاہ
اور دو چار کنیزون کے اور کوئی نہ رہا۔ اور محمد قاسم فرشتہ جو قلعہ کا محافظ تھا وہ بھی خاموش بیٹھا رہا
تو مرزا خان اور میران حسین تیس چالیس اجلاف واوباشس کو لیکر ہاتون مین ننگی تلوارین لیے ہوئے
بغداد محل کی طرف جہان مرتضی شاہ تھا آیا۔ اور جسے قلعہ مین پایا قتل کر دیا محمد قاسم شاہزادہ میران حسین
کے ساتھ لڑکپن مین پڑہا کرتا تہا جب شاہزادہ نے اوسے دیکھا تو اوسے قتل نہ کرنے دیا۔ اور اپنے
ساتھ بغداد محل مین لے گیا اور باپ کے ساتھ قولاً وفعلاً کوئی دقیقہ بے عزتی اور بے حرمتی کا باقی
نہ رکھا مرتضی شاہ خاموش تھا۔ اور حیرت سے اوس کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میران حسین نے
ننگی تلوار کی نوک اوس کے پیٹ پر رکھکر کہا کہ کیا اسے تیرے پیٹ کے پار کردون تو اوس نے
ایک آہ سرد بہر کر کہا کہ اے مردود مین دو چار روز کا مہمان ہون مجھپر اگر ترحم کرے تو مروت سے
بعید نہین ہے اس کو سنکر شاہزادہ میران حسین مرتضی شاہ کے پاس سے چلا آیا۔ مرزا خان نے
اوس سے کہا کہ تیرے باپ نے ایک مدت دراز تک سلطنت کی ہے امراے سلطنت اور
رعایا اوس سے مانوس ہے اگر وہ زندہ رہیگا تو تجھے بادشاہی کرنا مشکل ہے ضرور ہے کہ اوسے
قتل کیا جاے اس لیئے گو باپ مرض الموت مین گرفتار تہا مگر اس ناخلف نے اوس کے مرنیکا

انتظار نہ کیا بلکہ ایک حمام مین اوسے بند کرکے نیچے آگ جلوادی اور تمام منفذ بند کرکے حکم دیا کہ پانی اوسے پینے کو نہ دین کہ جس سے وہ تڑپ تڑپ کر صبح کو بتاریخ ۱۸ ماہ رجب سنہ ۹۹۶ھ کو مرگیا۔ اور شیعون کے مذہب کے بموجب اوس کی تجہیز و تکفین کیگئی۔ اور باغ روضہ مین مدفون ہوا۔ بعدازان برہان نظام شاہ ثانی نے اوس کی ہڈیان کربلاے معلی کو بھیجدین اور باپ دادے کے قبرون کے پاس دفن کردیا۔

۹۹۶ھ

(۹۵) ابراہیم عادل شاہ کا احمدنگر سے ناراض ہوکر واپس ہونا

جب میران حسین احمدنگر مین بفتح و ظفر داخل ہوگیا تو ابراہیم عادل شاہ نے اپنے آدمی مبارکباد کہنے کے لئے اوس کے پاس بھیجے۔ اور یہ ارادہ کیا کہ اپنی بہن کو جاکر دیکھے۔ مگر یکایک خبر پہونچی کہ میران حسین نے اپنے باپ کو نہایت بُری گت سے مار ڈالا۔ اس موحش خبر کے سنتے ہی ابراہیم کے بدن مین آگ لگ گئی اور ایک شخص حسین کرد کو جو بڑا دلیر اور بیباک تھا میران حسین کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہماری غرض لشکرکشی سے صرف یہ تھی کہ تجھے تخت نشین کرکے تیرے باپ کو کہین کسی قلعہ مین نگاہ رکھا جاے تاکہ وہ وہان اپنے خداے ذوالجلال کی عبادت مین مشغول رہے۔ اگر ایسے ہی تجھے کچھ وہم پیدا ہوا تھا تو چاہیئے تھا کہ اوسے میرے پاس بھیجدیتا کہ مین اوسے بحفاظت تمام رکھتا اور تجھے کچھ نقصان اوس سے نہ پہونچنے دیتا یا زیادہ سے زیادہ تجھے کچھ کرنا تھا تو اوسے اندھا کردیا ہوتا۔ مگر اب سنا جاتا ہے کہ تو نے خداے قہار شدید الانتقام کے غضب کو فراموش کرکے اوسے مار ڈالا ہے۔ خیر اسوقت تو مین تجھے کچھ نہین کہتا ورنہ مخلوق سمجھیگی کہ میری لشکرکشی بطمع نفسانی تھی چونکہ پدرکشی کبھی مبارک نہین ہوتی ہے تجھے اس بدی کی مکافات خدا کے یہان سے ملیگی۔ مین تجھ سے بغیر ملاقات کئے رخصت ہوتا ہون۔ پھر مرتضی شاہ کی رسم فاتحہ ادا کرکے ابراہیم عادل شاہ بیجاپور کو لوٹ آیا۔

(۹۷) مرتضی شاہ کی حالت پر رائے

تاریخ فرشتہ مین اون چند بادشاہون کے نام لکھے ہین کہ جنہون نے اپنے باپون کو قتل کیا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ اون مین سے کوئی ایسا نہ ہوا کہ جسے ایک سال بہی جینا اوس کے بعد نصیب ہوا ہو یہ بات تو یقیناً غلط ہے۔ جمشید قطب شاہ نے اپنے باپ کو مارا اور اوس کے بعد سات برس خوب بادشاہی کی۔ مگر ہان اخلاقاً اور انصافاً پدرکشی اوس سے زیادہ مذموم ہے کہ جس قدر کسی بے گناہ کا قتل مذموم ہے۔ باپ سے زیادہ دنیا مین تعظیم وتکریم کے قابل خدا کے بعد کوئی نہین ہے۔ کسی کے احسان اس کے برابر نہین ہوسکتے۔ بیٹے کو نہ صرف تعلیم وتربیت کے ہی فوائد باپ سے حاصل ہوتے ہین بلکہ اوس کی جان کی بقا ہی لڑکپن مین صرف اوسی کی کوشش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے رب العباد نے اپنے کلام پاک مین ماں باپ کی شان مین فرمایا ہے لا تقل لهما أفٍّ یعنے والدین کے مقابلہ مین اف بھی مت کرو۔ اگر ماں باپ سے کسی طرح اولاد کے حق مین کوئی خطا ہی ہوجاے تو بہی اون کا حق اتنا بڑا ہے کہ ضرور اوسپر صبر وتحمل اور سوچ سمجھکر کام کرنا چاہیئے۔ اس مین شک نہین کہ اگر یہ مقدمہ عدالت مین جاتا اور میران حسین کو جو مرتضی شاہ نے مکان مین بند کرکے آگ لگا دی تہی قاضی کے روبرو پیش ہوتا تو وہ یقیناً مرتضی شاہ کے قتل کا فتوے دیتا۔ مگر جب میران حسین کو اپنے باپ پر غلبہ ہوگیا اور وہ اوس کے قبضہ مین آگیا تہا تو قتل کرنا اور پہر ایسی بری طرح سے ہرگز نہ چاہیئے تہا۔ درحقیقت اوس پر اخلاقاً سخت ظلم کیا گیا۔ مرتضی شاہ نے ۲۴ برس پانچ مہینے سلطنت کی۔ اس مین سے پندرہ سولہ برس وہ گوشہ نشین رہا۔ ایسا بادشاہ دنیا مین شاید کوئی بھی نہوا ہوگا جو اسقدر عرصہ تک عزلت گزین رہے اور پہر سلطنت کا مالک سمجھا جاے اور تمام امرا پر اوس کا کامل اختیار ہو۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے وزرا کو تمام اختیار دیدیا تھا اون کے کسی کام مین دخل نہ دیتا تھا۔ جس سے اون مین مرتضی شاہ سے

کچھہ سرتابی کی ضرورت ہوتی - اس کے سوا جب کوئی ایسی ضرورت ہوتی کہ جس سے اوس کی حکومت کو نقصان پہونچے تو وہ فوراً اوس کے تدارک کے لئیے موجود اور مستعد ہو جاتا اس مین ایک لمحہ کی دیر نہ کرتا تھا - گو اوس کی بہادری جنون سے خالی نہ تھی مگر اوس کی بہادری اور دلاوری مین کسی طرح کا شک نہین - عین عالم جوانی مین خونزدہ ہمایون سے عورت کو بے دخل اور علی عادل شاہ سے بادشاہ کو ذلیل کرنا اور برار کی بادشاہت کو نیست و نابود کر کے اوس پر قابض ہو جانا کوئی ایسے چھوٹے کام نہین ہین - ہمارے نزدیک تو اس خاندان مین یہی بڑا بادشاہ ہے جو سب سے اخیر ہوا ہے - اسکے بعد بادشاہی گو اس خاندانمین ایک عرصہ دراز تک رہی مگر وہ بادشاہی نام کی ہی تھی فی الحقیقت اونہون نے بادشاہی اچھی نکی اور اگر کی تو دوسرون نے کی -

(۹۷) میران حسین کی بدوضعی اور واشان مملکت کا قتل

اب میران حسین تو بادشاہ تھا اور مرزا خان سلطنت کا مالک ہوا - اوس نے چاہا کہ دلاور خان کی طرح میران حسین کو تو جو اس وقت سولہ برس کا لڑکا تھا گھر مین بٹھائے اور خود بادشاہی کرے - مگر میران حسین شوخ طبیعت اجلاف پیشہ اور ناعاقبت اندیش تھا اس لئیے مرزا خان کا منصوبہ پورا نہ ہوسکا - میران حسین ہر روز جہان چاہتا وہان جاتا اور اراذل و اوباش کے ساتھ کوچہ و بازار مین مارا پھرتا - اپنی دائی زادون اور ہم عمرون کو بڑے بڑے مراتب و مناصب دیتا رات و دن ارباب نشاط مین اور شراب و کباب مین مصروف رہتا - مستی مین جسے چاہتا قتل کر ڈالتا - مگر پھر بھی باپ دادا کے سبب سے مخلوق اوسے اپنا بادشاہ سمجھتی امرا اوس سے دبتے اور اوس کے حکم پر چلتے تھے - ایسی حالتون مین قاعدہ ہے کہ انواع و اقسام کی خبرین اور طرح طرح کی افواہین اڑا کرتی ہین کسی نے اوس سے کہدیا - کہ مرزا خان نے شاہ قاسم مرتضی شاہ کے بہائی کو قلعہ بیڑ سے بلا لایا ہے اور اپنے گھر مین اس غرض سے چھپا رکھا ہے کہ فرصت پاکر تجھے معزول کرے اور اوسے بادشاہ بنائے

اس لئے میران حسین نے مرزا خان کو فوراً گرفتار کر لیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کا قصہ غلط ہے تو مرزا خان کو چھوڑ کر پہر اوس سے بھی زیادہ اوس کو مرتبہ عنایت کیا۔ اسی لئے مرزا خان نے دفع فتنہ کے لئے میران حسین سے کہا کہ وارثان مملکت کا وجود فتنہ و فساد کا باعث ہوا کرتا ہے۔ ضرور ہے کہ آپ شاہ قاسم کو اوس کی اولاد سمیت قتل کر دیجئے میران حسین نے فوراً حکم کر دیا کہ اولاد نرینہ نظام شاہی مین سے سب کو قتل کر دیا جائے پندرہ آدمی دستیاب ہوئے اور ایک ہی دن قتل کر دیے گئے۔

(۹۸) مرزا خان کا میران حسین کو قتل کر کے اسمعیل بن شاہزادہ برہان کو تخت پر بٹھانا۔ ۹۹۷ھ

میران حسین کے انکس خان و طاہر خان دو رضاعی بہائی تھے۔ جب اونہون نے دیکھا کہ مرزا خان کا اقتدار بہت زیادہ ہوتا جاتا ہے تو میران حسین کو اس خطرہ سے متنبہ کیا۔ مگر میران حسین بالکل چھچھلا اور سفلہ تھا۔ اوس نے اور تو کچھہ بندوبست نہ کیا بلکہ زبانی لغویات بکنا شروع کر دیا کبھی کہتا کہ مرزا خان کی فلان شمشیر سے گردن مارونگا اور کبھی کہتا کہ فلان ہاتی کے پاون سے کچلوا دونگا۔ جب مرزا خان نے یہ باتین سنین تو اوس نے بنظر پیش بینی اس کے علاج پر کمر باندہی میران حسین گو بیوقوف تہا مگر اتنا وہ بھی سمجھہ گیا کہ مرزا خان میرے قتل کے درپے ہے۔ اس لئے اس نے بھی اوس کے قتل کی فکر کی۔ ۱۱ جمادی الاول بروز پنجشنبہ ۹۹۷ھ کو میران حسین بہ بہانہ ضیافت انکس خان کے گھر گیا۔ کہ مرزا خان کو وہان بولا کر مار ڈالے۔ مگر مرزا خان بیماری کا بہانہ کر کے نہ آیا۔ اور آقا میر شیروانی کو جو اوس کا دوست تہا اور میران حسین اوسے اپنا رفیق جانتا تھا انکس خان کے یہان بہیجا۔ آقا شیروانی وہان ایسے وقت پہونچا کہ میران حسین کہانا کہا چکا تھا اس لئے انکس خان نے جلد اس کے لئے کہانا منگوایا۔ جبھی کہ آقا میر شیروانی نے کچھہ تہوڑا سا کہانا کہایا کہ مرزا خان کی ہدایت کے بموجب قے کرتا ہوا اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اور اپنے گھر کو چلا گیا۔ اس کے

بعد میران حسین بہی قلعہ کے باہر ایک باغ مین جہان رہتا تہا وہان کو چلا گیا۔ مرزا خان نے میران حسین سے کہلا بہیجا کہ آقا میر آپ کے بڑے امرا مین سے ہے مناسب ہے کہ اوسے اپنے پاس قلعہ کے باہر بولا کر رکہین اور اوس کا علاج کرائین۔ میران حسین نے اس کی اجازت دیدی دوسرے روز مرزا خان میران حسین کے پاس گیا اور کہا کہ آقا میر کی حالت بہت بُری ہورہی ہے مناسب ہے کہ آپ اوس کی عیادت کے لئے تشریف لیجائین۔ میران حسین نے نشہ کی حالت مین کچہ نہ سوچا نہ سمجہا دو تین آدمیون سے مرزا خان کے ساتہ قلعہ مین چلا گیا۔ چونکہ وہان تمام مرزا خان کے آدمی تہے میران حسین کو بآسانی اونہون نے گرفتار کرلیا۔ مرزا خان نے میر طاہر نیشاپوری کو بہیجا کہ قلعہ لہاکرے سے جاکر شاہزادہ برہان کے بیٹون کو لے آئے۔ دوسرے روز وہ دو لڑکے لایا۔ بڑے کا نام ابراہیم تہا مگر یہ چونکہ ایک حبشن کے پیٹ سے تہا اس لئے کالا اور کریہ منظر تہا۔ دوسرے کا نام اسمعیل تہا جس کی مان کوکن کے ایک نوائت کی بیٹی تھی یہ شکل کا اچھا تہا ابہی تک کسی کو اس معاملہ کی خبر نہ تہی۔ مرزا خان نے قاسم بیگ مرزا محمد تقی نظیری و مرزا صادق و میر عزیز الدین استر آبادی وغیرہ اعیان و افاضل غریب کو زبردستی اپنے گہرون سے بولالیا۔ اور اونہین مشورت مین شریک کرکے اسمعیل چہوٹے لڑکے کو بوقت ظہر تخت نشین کیا۔ اس کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی۔

(۹۹) دکن مین ایرانیون کے نہ آنے کی وجہ اور شیعہ مذہب کے انقلاب کی بنا۔

ہمایون کا اوپر ذکر ہوچکا ہے یہ بادشاہ شیر شاہ افغان کے خوف سے ۹۴۷ھ مین ہندوستان سے بہاگ کر ایران کو چلا گیا تہا۔ وہان شاہ طہماسپ صفوی والی ایران نے اوس کی بڑی خاطرداری کی۔ اور بارہ ہزار آدمی اپنے بیٹے کو ہمراہ کرکے اس وعدہ پر اوسے افغانستان فتح کردینے کے لئے دی کہ قندہار ایرانیون کو دیدیا جاے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک عرصہ تک قندہار ایرانیون کے قبضہ مین رہا چونکہ ہمایون کو

ایرانیون کے باعث پہر دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی تہی اس سبب سے ایرانی کثرت سے
اوس کی سپاہ مین شامل تہے۔ اور پہر جب وہ ہندوستان کو آیا اور یہان کا بادشاہ ہوگیا اور
اوس کا بیٹا اکبر دکن کے سوا تمام ہند کا مالک ہوگیا تو ایرانیون کو احسان مندی یا خلا ملا کی وجہ
سے اس سلطنت مین کثرت سے ملازمت ملنے لگی۔ اس سبب سے دکن مین ان کی آمد و رفت
سابق کے بہ نسبت کم ہوگئی۔ یہان تک کہ اس نصف صدی مین ایرانی اکثر وہی باقی رہ گئے
کہ جن کے باپ دادے یہان آئے تہے۔ پہر ان مین بہی دستور کے موافق شیعہ کچہہ تہوڑے
ہی باقی تہے۔ اکثر سنی ہوگئے تہے۔ اور جو کچہہ نئے آئے تہے اون کی تعداد بہت ہی قلیل تہی
سوائے اس کے اکبر کی سلطنت مین امن چین کے سبب سے راستے صاف تہے۔ مسافر اور
تاجر شمالی ہند اور سندہ سے بے تکلف یہان آتے تہے اور یہ سب سنی تہے اس وجہ سے شیعہ
مذہب یہان بہت ضعیف ہوگیا تہا۔ اور سنی کثرت سے پہیل گئے تہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تہا کہ
شیعہ امرا کے ہاتہہ سے حکومت نکلجا ئے۔ دکن گرم ملک ہے خوراک و پوشاک یہان آسانی سے حاصل
ہوجاتی ہے اور تہوڑی مقدار مین کام چل جاتا ہے بلکہ ایک قلیل محنت سے بڑی آسایش و آرام کے
ساتہہ بسر ہوسکتی ہے اس لیے یہان کے باشندے عیش و عشرت کے باعث سست اور کاہل الوجود
اور پست ہمت ہوجاتے ہین۔ ان لوگون مین ایسا کون تہا جو ایرانیون سے لڑکر اور اونکو نکالکر حکومت
چہینتا۔ اس لئے جب ایرانی خود بخود ضعیف ہوئے تو دو قسم کے لوگون کے حصہ مین حکومت آنا
ضرور ہوا۔ ایک تو وہ کہ جو شمال اور مغرب سے دکن مین آئین۔ دوسرے وہ کہ جو دکن مین مدت سے
بادشاہون کے پاس رہنے کے باعث صاحب عزت شمار کئے جاتے ہون۔ اور اہلکاری کا مدار
اونپر ہو احمد نگر چونکہ پہلا مقام ہے جہان شمال سے لوگ آکر وارد ہوتے ہین اس وجہ سے اس وقت
یہان کی حکومت فریق اول کے حصہ مین آگئی۔ مگر بیجاپور چونکہ ایکدرجہ اس سے پیچہے جنوب کی طرف

کو ہے وہان شمال کا اثر کم ہوا - اور حکومت دوسرے قسم کے لوگون کے ہاتھ مین رہی - ان دونو فریقون کی تفصیل ہم آیندہ کرتے ہین -

(۱۰۰) میران سید محمد جونپوری اور پٹھانون مین اون کے مہدویت کے اعتقاد کا پھیلنا

تاریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیون کی تعداد دہائیون تک پہونچ گئی تھی - اور بارہا اون کے معتقد کثرت سے ہوتے رہے ہین - ہندوستان مین بھی ایک مہدی گذرے ہین - اور اون کے معتقد اس وقت تک دکن مین موجود ہین اس فریق کے مہدی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ مین پیدا ہوئے تھے اون کا نام میران سید محمد مہدی تھا - انہون نے شیخ دانیال جونپوری سے تعلیم پائی - اور اوس کے مرید بھی تھے - عنفوان شباب سے ہی ان کی طبیعت درویشی کی طرف مائل تھی اس وجہ سے لوگ ان کے بہت جلد معتقد ہونا شروع ہوئے - یہان تک کہ سلطان حسین حاکم داناپور جو دلپت راؤ والی گوڑ کا خراجگذار تھا ان کا معتقد ہو گیا - اور کچھ دنون بعد سلطان حسین ان کو لیکر دلپت راؤ کے مقابلہ کے واسطے گیا اور شکست کھا کر بھاگا مگر میران صاحب کے ہاتھ سے دلپت راؤ مارا گیا - بعد اس کے میران صاحب سات برس تک وجد کی حالت مین رہے اور بجز ادائے نماز فرائض کے اور کوئی کام نہ کیا - پھر پانچ سال کسی قدر ہوش مین اور کسیقدر بے ہوش رہے - پھر اپنے وطن سے ہجرت کر کے داناپور کے جنگل مین گئے اور وہان اپنی مہدویت کے الہامات ظاہر کئے - پھر چندیری مین تشریف لائے - اور وعظ و بیان شروع کیا بعد ازان مانڈو دار السلطنت مالوہ مین آئے - اس جگہ اون کی بڑی خاطر داری ہوئی - سلطان غیاث الدین جسے اوس کے بیٹے سلطان نصیر الدین نے قید کر رکھا تھا بڑا معتقد ہو گیا اور اونکے ساتھ بڑا سلوک کیا - جس سے تمام لوگ ان کے معتقد ہونے لگے اور گھر چھوڑ چھوڑ ان کے ساتھ ہوئے - پھر چانپانیر ملک گجرات مین گئے - وہان بھی بڑی عزت ہوئی - پھر دولت آباد ہوتے ہوئے احمد نگر پہونچے - اوس وقت احمد نظام الملک زندہ تھا وہ اولاد کی خواہش مین دعا کے لئے ان کے

پاس گیا اوران کا معتقد ہوگیا- اتفاقاً شاہزادہ برہان ابن احمد نظام الملک اوسی زمانہ مین پیدا ہوا-
جو آخر کو مہدوی فریق کو پسند کرنے لگا تھا - اور بہت سے مہدوی لوگون کو گجرات سے بولا کر اپنے
ایام حکومت مین نوکر رکھا تھا اور اپنی ایک بیٹی ان میران صاحب کے پوتے کو دی تھی - غرض
پہر میران صاحب بیدر گلبر گہ ہوتے ہوے اور لوگون کو مرید کرتے کراتے بیت اللہ کی زیارت
کو تشریف فرما ہوئے - اسی جگہ جاکر آپ نے اپنی مہدیت کا دعوی سب سے پہلے کیا - پہر کچھہ
دنون بعد احمد آباد گجرات مین آئے اور یہان دوبارہ ۹۰۳ھ مین علانیہ اپنا مہدی موعود ہونا بیان کیا
جس سے بہت لوگ ناراض ہو گئے یہان سے میران صاحب پٹن مین جاکر اوس کے قریب ایک
موضع مولی مین گیے یہان ۹۰۵ھ مین تیسرے بار بڑے جوش وخروش سے مہدویت کا دعوے کیا
اور تین سو ساٹھہ آدمیون نے تصدیق کی - جب علما سے بحث ہوئی تو رنج بڑہا اور سلطان محمود والی گجرات
نے ملکی اندیشہ سے ان کو اپنے ملک سے نکال دیا پہر سندہ مین ہوتے ہوئے اور مصیبتین جہیلتے
قندہار مین وارد ہوے پہر یہان سے فرہ ایک مقام مین جاکر اخیر منزل کی - ان دونو مقام کے حاکم
ان کے معتقد ہوگئے تہے - ۹۱۰ھ مین بمقام فرہ ۶۳ برس کی عمر مین ان کا انتقال ہوگیا - اس کے
بعد میران صاحب کے معتقد گجرات کی طرف چلے آئے - اور یہان اس فریق کی ترقی ہوتی رہی - اگرچہ
اس اعتقاد کے معتقدوان کو بہت ایذائین پہونچین مگر پہر بہی سب کے معتقد اسی عقیدہ پر جمے رہے -
جب شیر شاہی افغان اکبر کے وقت مین گجرات کی طرف آکر بنادگیر ہوے تو اون مین یہ عقیدہ پہیلا -
مندوزی فرقہ کے لوگ تو اپنے تسنن پر ہی رہے مگر تینی وغیرہ قومین مہدوی ہوگئین اور جب یہ
لوگ راجہ جے پور کے علاقہ مین جا بسے تو یہ اعتقاد بہی وہان چلا گیا - اب ہندوستان خاص مین
سواے علاقہ جے پور کے یہ فرقہ اور کہین نہین ہے - اور جونپور مین تو جہان میران صاحب پیدا ہوئے
تہے کوئی اس کا نام بہی نہین جانتا - چونکہ پٹھان اکثر سپاہی پیشہ اور بہادر ہوتے ہین اس وجہہ سے

ان لوگون کو شاہان گجرات کے یہان اچھے اچھے عہدہ ملا گئے اور وہین سے احمد نگر مین آآکر بہیل گئے ۔ اور معزز عہدہ او رجاگیرین حاصل کین - اہل تسنن کے بعض جہال انہین اپنے عقیدہ کے خلاف سمجھکر بے دین سمجھتے ہین جس سے باہم جدال وقتال تک کی نوبت پہونچ گئی ہے مگر یہ خیال غلط ہے یہ لوگ پورے مسلمان ہین صرف فرق یہ ہے کہ یہ میران سید محمد صاحب جونپوری کو مہدی موعود کہتے ہین گو یہ عقیدہ اونکا صحیح ہو یا غلط - مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان مین صدہا درویش اور مشایخ ایسے موجود ہین جو اپنے پیرون کو بھی ایسا بلکہ اس سے بھی بڑا بزرگ سمجھتے ہین تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ان سے عداوت کی جانے اور اونہین اپنا بہائی نہ سمجھا جائے۔

(۱۰۱) مرزا خان کا میران حسین کو قید کرنے اور اسمعیل کو بادشاہ بنانے پر سنیون کا بلوہ -

اس وقت نظام شاہی فوج مین بکثرت ہندوستان زا مسلمان تھے جو اکثر پٹھانون کی سلطنت کی تباہی پر مغلون کے خوف سے شمال سے بھاگ کر گجرات اور دکن مین چلے آئے تھے ایرانی امرا نے انہین نیچے سے اوپر تو نہ اوٹھنے دیا تھا ۔ مگر بہادری کے باعث عام لوگ ان کو حقیر بھی نہ سمجھتے تھے ۔ ان نو واردون مین اپنی شجاعت کے باعث مہدوی اعتقاد کے پٹھان زیادہ معزز تھے سنیون کو اس فریق کے معتقدین سے شیعون کی مخالفت کے باعث کچھ زیادہ دشمنی بھی نہ تھی ۔ بلکہ ان کو وہ اپنے ہی فریق مین سمجھتے تھے ۔ جب سنیون نے اپنی کثرت کو دیکھا تو اونہین شیعہ امرا کے قبضہ مین رہنا کب گوارا ہو سکتا تھا ایک بادشاہ ابھی مارا گیا تھا ۔ اور دوسرے کا کئی روز سے حال معلوم نہ تھا اس لئے عوام الناس مین ایک جوش اوٹھا اس وقت اون مین جمال خان حبشی زادہ مہدوی ایک امیر صدہ بڑا ذہین عاقل بہادر اور ہر دل عزیز تھا - یہ ان کا سرغنہ ہوا - اور ایک جم غفیر کے ساتھ یہ لوگ قلعہ کے نیچے آئے اور شور مچایا - اور بولے کہ ہم نے اپنے بادشاہ کو چند روز سے نہین دیکھا ہے یا تو اوسے ہمین دکھائے ورنہ ہمین اوس تک پہونچا دیجئے ۔ جس وقت قلعہ کے اندر تخت نشینی کی مبارکبادیان ہو رہی تھین اوس وقت

باہر یہان یہ شور وغوغا ہو رہا تھا۔ جب اندر اس دوند کا آواز گیا تو مرزا خان نے آدمیون کو بہیجکر کیفیت منگائی اور جب معلوم ہوا کہ یہ لوگ بادشاہ کو دیکھنا چاہتے ہین تو بکمال غرور ونخوت یہ جواب دیا کہ میران حسین کو سلطنت کی لیاقت نہین ہے۔ ہمارا تمہارا بادشاہ اسمعیل ہے وہ باہر آتا ہے اور تمہارا اسلام ابہی لیتا ہے۔ اس وقت تک مرزا خان اگر عقل سے بندوبست کرتا تو کچہہ نہ بگڑا تھا۔ جمال خان کو کچہہ ابہی قوت نہ ہوئی تہی۔ بلکہ سب سے پہلے جمال خان صرف ۲۵ سوار سے قلعہ کے پاس آیا تھا۔ اگر اہل قلعہ اوس وقت ایک ایک مٹہی دہول ہی ڈالتے تو جمال خان کا کام تمام ہو جاتا۔ مگر اس نے ازراہِ حماقت یہ وقت کہو دیا۔ اور پہر اوس سے کچہہ علاج نہ ہو سکا سچ ہے ؂

کبہی سو کے کوئی کہاتا نہین؎	گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین

(۱۰۲) جمال خان مہدوی سنیون کے سردار سے مرزا خان کی شکست ۔۔

اب جمال خان نے وہ کام کیا جو ایسے نازک وقتون مین بڑے بڑے دانشمند کیا کرتے ہین۔ اوس نے وہان تمام ذی ہمتون کو بولایا اور کہڑا ہو کے مسلمانون کی طرح خطبہ پڑہا۔ اور کہا کہ "اے باشندگانِ دکن اور ساکنان احمدنگر ہوشیار ہو جاؤ اور جان لو کہ مرزا خان وغیرہ تمام امرائے غریب قلعہ مین فراہم ہوئے ہین اور اونہون نے میران حسین نظام شاہ کو مقید کر لیا ہے اور چاہتے ہین کہ کسی دوسرے کو بادشاہ کرین۔ آپ سب صاحبون کو چاہیئے کہ اپنے بادشاہ کو قید سے خلاص کرین اور ان غریب اور غریب زادون کے تسلط سے اپنی جان چہوڑائیے۔ نہین تو آپ یقین جان لیجئے کہ جب یہ معاملہ طے ہو گیا تو دکنیون کے زن وفرزند غلام اور کنیز بنائے جائینگے۔ اور تمہاری عزت وشرم سب خاک مین ملجائیگی" بعد ازان حکم دیا کہ تمام شہر مین اسی بات کی منادی کر دین۔ دکنی تو پہلے ہی خون کے گہونٹ پیئے بیٹہے تھے اور اوس پر یہ غیرت انگیز اور دل نشین الفاظ۔ اس کے

سنتے ہی ایک طوفان اوٹھا۔ اور کوچہ وبازار سے مسلمان فراہم ہونا شروع ہوئے دو تین
ساعت نہ گذری تھین کہ پچیس ہزار سوار پیادہ جمال خان کے جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہو گئے۔
گو اس وقت ان بلوائیون کا سرغنہ مہدوی تھا مگر اوسے بھی وہ سنی ہی سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے
جب یہ مجمع ہو گیا تو بادشاہی خواجہ سرا اور حبشی بھی جو سلطنت کے کامون پر بڑے حاوی تھے
ان مین بھی آکر شامل ہو گیے۔ اب تو اس سیلاب کا تہامنا کسی بڑے بلند فطرت کا کام تھا
مرزا خان کی ہمت وجرأت سے معاملہ آگے نکل گیا تھا۔ برہان نظام شاہ کے وقت مین یہان
سنی تھوڑے تھے شیعہ بکثرت اور ذی قدرت تھے۔ برہان شاہ خود بادشاہ تھا۔ ملا پیر محمد ایک
ادنی ملا تھا۔ مگر اب معاملہ بالکل برعکس تہا۔ مرزا خان کو اس وقت چاہیئے تھا کہ راستی اور سہولت
سے کام نکالتا۔ یہ تو نہ کیا بلکہ جو آدمی قلعہ مین موجود تھے انہین لڑائی کی ترغیب دی۔ اور ہر ایک
شخص کو ایک ایک اشرفی دیکر اپنے ماموں محمد سعید اور کشور خان کے ہمراہ قلعہ سے باہر بھیجا
جو نتیجہ اس یک مشت آدمیون کا ایسے لشکر کے مقابلہ مین ہونا تھا وہ پہلے ہی معلوم تہا۔ وہ گئے
اور مارے گئے دس پندرہ آدمی بمشکل تمام قلعہ مین بھاگ کر زندہ بچے۔

۹۹۷

(د ۱۰۰۳) میران حسین شاہ کا قتل اور جمال خان کا غریبون کے نکالنے مین اصرار۔

مرزا خان نے یہ کام انہین غریبون کے بھروسہ پر کیا تھا جب یہ مر رہے
گیے تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اب اوس نے سوچا کہ دکھنیون کا
شور و غل میران حسین کے سبب سے ہے چاہیئے کہ اوسے ہی قتل
کردین تاکہ دکھنی مایوس ہو کر خاموش ہو جائین اسوقت تک میران حسین کو تخت نشین ہوئے
نو مہینے تین دن گذر چکے تھے۔ غریب زادون مین سے ایک شخص ذوالفقار خان تھا مرزا خان
نے اوسے حکم دیا کہ میران حسین کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہائے اور قلعہ کے برج پر نصب کردے
جب میران حسین کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہایا گیا تو دکھنی اور حبشیون کے بعض بڑے بڑے امرا نے

چاہا کہ اب اس قصہ کو طے کرین - مگر جمال خان بڑا مدبر تھا - اوس نے آکر کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ یہ سمجھتے ہین کہ ہم میران حسین کے واسطے اپنی جانین دینے کو آئے تھے ہم تو صرف اپنے ننگ و ناموس کے بچانے کو آئے تھے - بادشاہ میران حسین ہو یا اسمعیل ہمکو اس سے کچھ غرض نہین ہے غرض ہماری یہ ہے کہ امورات سلطنت کا اختیار غریبون کے ہاتھہ مین نہ رہے - بلکہ ہمارے ہاتھہ مین ہونا چاہیئے - کیونکہ بغیر اس کے ہماری عزت آبرو اور جان مال کیونکر قایم رہ سکتا ہے - اس نصیحت سے تمام سینون کے خیالات پھر پلٹ گئے - اب سب نے جمال خان کو اپنا بڑا بنایا - اور سرانجام مہمات سلطنت نظام شاہی کے لیے عہدون کی باہم تقسیم کی - اور سب نے باہم عہد و پیمان کیے کہ فلان فلان کام فلان کے ذمہ اور اہتمام سے ادا کیے جائین اور فتح ہونے پر اس اس طرح سے باہم رہین گے بعد اس کے جمال خان نے قلعہ کا باقاعدہ محاصرہ کیا - اور اس غرض سے کہ عوام الناس اس سے آزردہ نہو جائین اونھین سمجھانے کے لئے اتمام حجت کی ایک چھیڑ نکالی - کچھ لوگون کو قلعہ کے پاس بطور سفیر کے بھیجا اور اہل قلعہ سے کہا کہ جب تک آپ یہ سر جو نیزہ پر آپ دکھا رہے ہین نیچے نہ ڈالین تب تک اُس کی صحیح صحیح شناخت نہین ہو سکتی - کہ آیا فی الواقع یہ حسین شاہ کا ہی سر ہے یا اور کسی کا اس لئے آپ نیچے ڈال دیجئے اگر درحقیقت وہ حسین شاہ کا سر ہوگا تو ہم پھر اپنے اپنے گھرون کو چلے جائینگے مرزا خان نے جانا کہ یہ سچ کہتے ہین اس لئے میران حسین کا سر نیچے ڈلوا دیا - گو پہلے سے بھی معلوم تھا اور اب بھی جمال خان اور یاقوت خان حبشی نے پہچان لیا کہ یہ میران حسین کا سر ہے مگر دیدہ و دانستہ کہا کہ یہ میران حسین کا سر نہین ہے اور سر کو چادر مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین چھپا دیا - اس سے یہ ہوا کہ عوام الناس جمال خان کی تائید مین قایم رہے اور اوس کی جمعیت کسی طرح منتشر نہ ہوئی -

(۴۰) جمال خان کا مرزا خان اور غریبون کو قتل کرانا	اتفاقاً کچھ آدمی گھاس اور اوپلون کے سر بیل لدے ہوئے

قلعہ کے سامنے پہنچنے کو لیکر آنکلے - جمال خان نے اونہین پکڑوالیا - اور تمام ایندہن قلعہ کے دروازہ سے لگا کر انبار کرا دیا - اور اوس مین آگ لگوا دی - جس سے قلعہ کا دروازہ جل گیا - جب تک دروازہ مین آگ رہی اوس وقت تک توطرفین کے آدمی مجبور تہے کوئی نہ آیا نہ گیا - لیکن جب آگ بجھہ گئی - تو مرزا خان نے اس اندیشہ سے کہ دشمن دروازہ پر قبضہ کر کے گہیر نہ لے اپنے تمام رفقا کو اکٹھا کیا - اور سب گہوڑون پر سوار ہو کر باہر نکلے - مگر جس قدر آدمی ستے کوئی تو شہر کے اندر اور کوئی شہر کے حوالی مین جا کر سب مارے گیے - مرزا خان کا پتا اوس وقت نہ چلا کہ کہان گیا - پھر دکنی حبشی قلعہ مین آئے اور جس کو پایا قتل کر دیا - قاسم بیگ و سید شریف گیلانی و اعتماد خان شوستری و خواجہ عبد السلام تونی کے سوا تین سو آدمیون مین سے کسی کو زندہ نہ چہوڑا جب صبح ہوئی تو جمال خان اپنے اعوان و انصار کے ساتھہ خود قلعہ مین آیا دیکھا تو کشتون کے پشتے لگے ہوے ہین - حکم دیا کہ اون کی لاشون کو باہر میدان مین لیجا کر ڈالدین تاکہ کوے اور گدہ کہا جائین - مگر کسی کو دفن نہ کرنے دین - میران حسین کو باغ روضہ مین دفن کرا دیا - اور کہدیا کہ جہان غریبون کو پائین قتل کر ڈالین اون کا مال لوٹ لین - مکانات جلا کر خاک سیاہ کر دین اب اس وقت ایک قہر خدا اتھا - جو ان بیچارے مسافرون پر نازل ہوا تھا - کوئی نہین پوچھتا تہا کہ ان غریبون نے کیا ظلم کیا ہے وضیع و شریف تونگر و گدا - نوکر و سوداگر مجاور و مسافر کوئی ہو مگر اوس پر غریب کا نام صادق آتا ہو جہان سامنے آتا فوراً قتل کر دیا جاتا - وہ لوگ کہ جن کے لیے سر کے اشارہ سے سلام لینا دشوار تھا اون کے سر گلی کوچون کی نالیون مین پانوون کے تلے مارے مارے پہرتے تہے جن خاتونون کے چہرون پر مہ و مہر کی روشنی تک گذر ان گذرتی تھی رند اور اوباش اون نازنینون کے بال کہیچتے ہوئے مستانہ وار لیے پہرتے تھے - چوتہے روز مرزا خان بھی جنیہ کے حوالی سے گرفتار ہو کر آیا - پہلے تو اوسے جمال خان نے گدہے پر سوار کر کے

شہر مین بہرایا - پہر ٹکڑے ٹکڑے کرکے جا بجا برسر بازار لٹکوا دیا - جمشید خان شیرازی اور اوس کے بہائی بہی توپ کے منہ مین کا ٹکر بہر دئے گئے - اور اونہین اوڑوا دیا گیا - ایک ہفتہ تک یہی قتل عام ہوتا رہا - ایک ہزار غریب کے قریب تمام شہر و دیہات مین مارا گیا فرہاد خان حبشی ایک بڑا امیر تھا وہ اس حال کو سنکر اپنی جاگیر سے آیا اور اوس نے اون کے حال پر رحم کہایا - اور او باشان دکن کو سزائین دین تب یہ قتل بند ہوا - اور وہ غریب جو اپنے قدیمی دوستی اور آشنائی کی وجہہ سے دکہنی اور حبشیون کے یہان کہین چہپے چہپائے بیٹہے تہے بچ گئے -

(۱۰۵) افواہ کہ دلاور خان ابراہیم کو معزول کرنا چاہتا ہے

۹۹۶

دلاور خان وکیل السلطنت بیجاپور ایک عاقل آدمی تھا - مگر اسی کے ساتھ ابراہیم عادل شاہ کا خیرخواہ بہی تہا یا یون کہو کہ خود بادشاہ ہونے کی ہمت نہ رکہتا تھا - اور کچہہ دلاور خان پر ہی منحصر نہین ہے اس زمانہ مین علی العموم مسلمانون کی پہلی سی ہمت نہ رہی تھی - ورنہ دلاور خان عادل شاہی صلابت خان نظام شاہی کے بادشاہ ہونے سے اون کو کون مانع تہا - دلاور خان نے بیجاپور مین ایسا عمدہ بندوبست کیا تھا کہ ابراہیم عادل شاہ اوس کی اجازت بغیر پانی بہی نہین پی سکتا تھا - تمام امورات جزئی و کلی اوسی کے اختیار مین تہے دربار مین محلات مین اور ملک کے اطراف و جوانب مین سب جگہہ اوسی کا حکم چلتا تھا - کسی دوسرے کو دم زدن کی مجال نہ تہی مگر بہر بہی اوس نے ابراہیم عادل شاہ کو بادشاہ بنائے رکہا - یہ قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ ذی اختیار امرا کے اکثر حاسد پیدا ہو جایا کرتے ہین اور بے اختیار بادشاہون کی طرفداری مین اپنے لیے اختیار پیدا کرنا چاہتے ہین - اگر ہاتھہ سے کچہہ ہو سکتا ہے تو ہتیار لیکر کہڑے ہو جاتے ہین اور اگر ایسا موقع نہو تو زبانی جہوٹی سچی افواہین ہی اڑایا کرتے ہین - خاصکر ایسے مقام پر کہ جہان ایک عرصہ دراز کے بعد دلاور خان

نے شیعہ مذہب کو دورا ورایرانی امرا کو جو بالکل سلطنت کے مالک ہورہے تہے بے دخل کیا ہو
ایک افواہ اوڑی کہ دلاور خان کا ارادہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کے بجاے شاہزادہ اسمعیل
برادر خرد ابراہیم عادل شاہ کو قلعہ مصطفےٰ نگر سے جہان وہ قید تھا نکالکر تخت نشین کرے۔ اس
افواہ کی ایجاد کرنے کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہین معلوم ہوتی کہ ابراہیم دلاور خان سے بدظن
ہوجاے۔ کیونکہ دلاور خان کا اس وقت بہی ابراہیم کی موجودگی مین ایسا کامل تسلط تہا کہ اوسے
ابراہیم کے معزول کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی تھی۔ ایک مہینے تک شہر مین جا بجا
اسی بات کا تذکرہ تھا اور اہل قلم اس تذکرہ کو پھیلاتے تہے۔ اہل فوج نے جب اس خبر کو سنا تو
اون مین سے بہتون نے بادشاہ کی جانب داری کو دلاور خان کی رعایت سے مقدم سمجھا
جس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ ابراہیم اور اوس کی مان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہین نہایت
تردد ہوا۔ یہان تک کہ اونہون نے نہ کہانا کہایا اور نہ رات بہر آرام کیا۔ اور تمام حرم مین ایک
تہلکہ مچ گیا۔ یہ واقعہ غالباً اوس وقت کا ہے جب کہ ابراہیم عادل شاہ اور دلاور خان احمد نگر سے
لوٹ کر جب ۹۹۶ھ مین بیجاپور کو آئے تھے۔

(۱۰۶) دلاور خان کا ناراض ہوکر سلطنت کے کام سے کنارہ کش ہونا۔

جب یہ تمام حال اوس عورت نے جو دلاور خان کی طرف سے محلات مین اس کام کے لیے مقرر تہی دلاور خان سے جا کر کہا تو دلاور خان بعد فراغ کارہاے ضروری سلطنت حسب معمول ابراہیم عادل شاہ کے سلام کو آیا۔ اور خلوت مین لیجا کر ابراہیم سے کہا کہ رات کو آپ اور آپکی والدہ کیون ایسے
مضطرب تہے ابراہیم عادل شاہ نے جو بات کہ واقع مین تہی وہ سچ سچ کہدی۔ اس پر دلاور خان
بے اختیار رو پڑا اور اتنا ہی کہکر نکل آیا کہ آپ کو باوجود اس قدر خیر خواہی کے ابھی تک میری
جانب سے ایسے بدگمان ہونے کی گنجایش باقی ہے اور آپنے مکان پر آکر تمام اہلکاران شاہی

سے جو وہان حسب معمول موجود رہا کرتے تھے باواز بلند کہدیا۔ کہ آیندہ سے کوئی شخص میرے مکان پر نہ آئے۔ بلکہ قلعہ مین جایا کرین مین بھی اوسی جگہہ آکر کام کیا کرونگا۔ اور اپنے ملازمون کو حکم دیدیا کہ سرکاری آدمیون کو اندر آنے مت دو۔ اور خود سلطنت کا تمام کام چھوڑ کر گھر مین بیٹھہ رہا۔ یہ خیر خواہی گویا حماقت اور پست ہمتی سمجھو۔ صلابت خان کی سادہ لوحی سے کسی طرح کم نہ تھی۔ کیونکہ صلابت خان مرتضی شاہ کے مقابلہ مین قید ہوا تھا جہان صلابت خان کو عدول حکمی کے باعث طرح طرح کے اندیشہ بھی تھے۔ مگر یہان دلاور خان کو نافرمانی اور سرکشی مین ابراہیم سے کسی خطرہ کا بھی خیال نہ تھا۔ رومی خان بیجاپور کا قلعہ دار تھا جو پہلے دلاور خان کا دبیر اور دلاور خان کے بیٹے عبدالقادر کا خسر تھا۔ اور گو رومی خان کی مان نے شاہ طہماسپ ابراہیم کے باپ کو دودھ پلایا تھا مگر رومی خان دلاور خان کا بالکل مطیع تھا۔ اس وجہ سے قلعہ بالکل دلاور خان کے اختیار مین تھا فوج مین بھی کوئی ایسا شخص اس وقت بیجاپور مین نہ تھا جو دلاور خان کے برخلاف یکایک اوٹھہ کھڑا ہوتا

(۱۰۷) ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کو راضی کر کے پھر اوسے سلطنت کا کام دینا

جب دلاور خان اس طرح سے سلطنت کے کامون کو چھوڑ کر گھر مین بیٹھہ رہا تو ہر شخص کو اپنے اپنے پس و پیش کی فکر ہوئی۔ تمام فوج اپنے اپنے سردارون کے حکم کی منتظر تھی۔ کہ ایک آن مین زمین و آسمان کو تہ و بالا کر دے۔ بازار و قلعہ مین لوگون کے آنے جانے سے اندیشہ پیدا ہوگیا۔ یہان تک کہ رومی خان قلعدار اور رفیع الدین شیرازی جو اس وقت جامدار خانہ کا داروغہ تھا قلعہ مین نہ گئے اور اس دلاور خان کی بددلی سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مخلوق اب دلاور خان کے گھر پر چڑہ کر اوسے تباہ کر دیگی۔ جب پانچ دن ہو گئے تو اوس کے سب بیٹے اور امیر حسین مستوفی الممالک جسے دلاور خان اپنا بیٹا کہا کرتا تھا اور سید اسماعیل دبیر اور

رومی خان قلعہ دار سب ملکر دلاور خان کے پاس آئے ۔ اور اوس کو سمجھایا کہ آپ سلطنت سے خود معزول ہوکر بیٹھے ہین یہ کیا لغو حرکت ہے دشمن ایک طرفۃ العین مین آکر تجھکو اور تیرے ساتھ ہم کو تباہ کر دینگے ۔ اور عیال و اطفال کتا سون اور چمارون کے حوالہ ہونگے ذرا عقل سے کام لے ۔ اور اس کا بندوبست کر ۔ دلاور خان نے اس کو سنا اور حیرت مین غرق ہوگیا آخر دو تین روز کے بعد رومی خان نے جو تدبیر بتلائی تھی ۔ اوس پر عمل کرنے کی اوسے اجازت دی ۔ رومی خان کو اس قدر خوف تھا کہ اس کے سرانجام کے لئے خود تو قلعہ مین نہ گیا ۔ ایک ہوشیار بوڑھیا کو ابراہیم کی مان کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ دلاور خان جس روز سے خانہ نشین ہوا ہے تمام کاروبار سلطنت ابتر ہورہے ہین ۔ ہر کسی کو خوف وہراس پیدا ہوگیا ہے ۔ سلطنت کے دشمن بہت ہوا کرتے ہین ۔ اگر اس کا جلد انتظام نہ کیا جاوے گا تو معلوم نہین کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور پاوے گا ۔ بہتر ہے کہ پادشاہ عالمیان خود صبح دلاور خان کے مکان پر تشریف لے جائین ۔ اور اوسے راضی کر کے لے آئین تاکہ اوس کے دل مین جو خوف بیٹھا ہوا ہے اوس سے اوسے اطمینان حاصل ہوجائے ۔

ابراہیم کی مان گو عام عورات سے کچھ زیادہ عاقل تو نہ تھی ۔ مگر اتنا ضرور جانتی تھی کہ فساد کے ہمیشہ دو پہلو ہوا کرتے ہین ۔ معلوم نہین کہ انجام کیا ہو ۔ اس لیے اوس نے ابراہیم کو اس کی اطلاع کی ۔ دوسرے روز ابراہیم ایک ترکی گھوڑے پر سوار ہوا ۔ اور دلاور خان کے مکان مین حرم سرا تک گیا ۔ دلاور خان سنتے ہی باہر نکلا ۔ اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا ۔ اور رکاب پکڑ کر شہر کے دروازہ تک بادشاہ کے ساتھ چلا آیا ۔ وہان سے ابراہیم اوتر کر سنگھاسن مین بیٹھ گیا اور دلاور خان اوسی گھوڑے پر سوار ہوکر دونو بادشاہ و وزیر قلعہ مین داخل ہوئے پھر ابراہیم نے اپنے خاص کپڑے اوتار کر دلاور خان کو پہنائے جس سے سب کو معلوم ہوگیا

کہ یہ افواہین غلط اور مفسدون کی تراشی ہوئی تھین۔ اور دلاور خان پھر اپنا کام کرنے لگا۔

(۱۰۸) دلاور خان کا اپنے استحکام کی تدابیر کرنا اور بلیل خان کو مالابار کو بھیجنا۔

دلاور خان نے اخلاص خان کو قید کرکے پہلے اپنا خوب انتظام کیا تھا مگر جب ایک عرصہ تک کاروبار اچھی طرح چلتا رہا تو کچھ سست پڑ گیا تھا۔ اب اس ہنگامہ مین اوسے پھر ہوش آیا۔ اور اراکین مین سے خیر خواہ اور بدخواہ اوسے سب بخوبی معلوم ہوگئے اس لیے ازسر نو اپنا پھر استحکام کرنا شروع کیا۔ پانچ چھہ ہزار سوار جدید بھرتی کیے۔ اور فوج کے سازو سامان کو خوب آراستہ کیا پھر ابراہیم کو شہر پناہ کے ایک برج پر لیجا کر بیٹھایا اور تمام فوج کو اوسے دکھایا۔ بادشاہ اس کی اس حسن کارگذاری سے نہایت خوش ہوا اور دو لاکھہ روپیہ کی مالیت کا خلعت اوسے اور اوس کے بیٹون کو عنایت کیا۔ پھر ایک فرمان اپنے ہاتھہ سے کارکنان سلطنت کے لئے بادشاہ نے لکھا اوس مین لکھا تھا کہ مین دلاور خان کی اس بات سے نہایت خوش ہوا ہون کہ اوس نے ایسا عمدہ لشکر مہیا کیا ہے۔ اور چونکہ دلاور خان پر اس فوج کا خرچ بہت بڑہ گیا ہے اس لیے حکم دیتا ہون کہ علاقہ شاہی مین سے وہ اس قدر ملک اپنی جاگیر مین اور لے لے کہ جو پانچہزار سوار کے لیے کافی ہو۔ اس سبب سے بادشاہ کے خدمتگارون اور منصبدارون اور اہل مجلس کے قبضہ سے کوئی سو قریہ نکل گیے۔ اور دلاور خان کے قبضہ مین آگیے جس کا یہ مطلب ہے کہ پانچ ہزار شاہی فوج کم ہوکر دلاور خان کی اوسیقدر فوج زائد ہوگئی۔ اس وقت جب سے دلاور خان نے زمام حکومت اپنے ذمہ مین لی تھی تب سے حکومت بیجاپور مین کوئی جھگڑے فساد بھی نہ ہوئے تہے۔ اور فوج ایک عرصہ سے بیٹھے بیٹھے اوکتا گئی تھی سپاہی چاہتے تھے کہ اپنے دل کی امنگین نکالین۔ اس لیے دلاور خان نے

یہ بھی ضروری سمجھا کہ شاہی فوج کو دارالسلطنت سے نکالدے۔ رایان ملیبار نے مصطفیٰ خان
کے مارے جانے کے سبب سے خراج بھیجنا چھوڑ دیا تھا۔ دس برس کا خراج چاہیے تھا
جس کے ساڑے تین لاکھ ہون سالانہ کے حساب سے ساڑے اکتیس لاکھ ہون ہوتے
ہین۔ سواے اس کے انہون نے بلیل خان کو بہت پریشان بھی کیا تھا۔ اور بلیل خان
اپنا انتقام لینے کے لیے ایک مدت سے مدد کی درخواست بھی کر رہا تھا اس لیے دلاور خان
نے دس ہزار سوار بلیل خان کو دئے اور حکم دیا کہ مالا بار کو جاکر یہ روپیہ وصول کرے اور اگر
کوئی دینے مین عذر کرے تو اوس کا ملک فتح کر کے داخل ممالک محروسہ کرلے۔

(۱۰۹) صلابت خان اور دلاور خان کی جمال خان پر چڑھائی اور صلابت خان کی شکست اور دلاور خان اور جمال خان کی صلح۔

جب جمال خان نے مرزا خان وغیرہ کو قتل کر کے سلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا تو اوس نے بھی اسماعیل نظام شاہ ہی کو بادشاہ بنایا اور شیعون کا خطبہ موقوف کر کے عقائد مہدویہ کو رواج دینا شروع کیا۔ اور ہندوستان کے تمام اطراف وجوانب سے مہدویون کو بلایا۔ اور اسماعیل کو بھی مہدی مذہب کی تعلیم ہونے لگی۔ جمال خان مہدویون کا
خلیفہ تھا۔ اور یہ تمام اوس کی حمایت و اعانت مین جان دینے کو آحاضر ہوئے۔ صلابت خان،
قلعہ کھرلہ واقع برار مین قید تھا۔ غالباً مرزا خان نے اوسے وہان قید کیا ہوگا۔ اوس کے رفیقا
نے اوسے قید سے نکالا۔ اور اپنا سردار بنایا۔ امراے برار جہان ابھی شیعہ امرا موجود تھے اور
مذہب مہدویہ کے نہایت مخالف تھے وہ سب اوس کے ساتھ ہوئے اور جمال خان کے قلع و
قمع کی تیاری کی۔ جب یہ سب خبرین بیجاپور مین پہونچین تو دلاور خان نے چاہا کہ ایسے وقت مین
کچھہ نظام شاہی ملک فتح کرلے۔ جو فوج کہ بیجاپور مین موجود تھی اوسے ساتھ لیا۔ بلیل خان کو جو
کرناٹک کے بندوبست کے لیے گیا ہوا تھا فرمان بھیجکر نہایت جلد بلالیا۔ اور لکھا کہ نظام شاہی

ملک مین ہم جانے نہ پائین کہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر تم ہمارے پاس آجاوٗ - اور ابراہیم کو ہمراہ لیکر ماہ رجب ۹۹۷ھ مین سرحد نظام شاہی کی طرف روانہ ہوا - چونکہ عادل شاہ کی لشکر کا عطراسوقت بالا بار مین گیا ہوا تھا اس لیئے دلاور خان نے بلبل خان کے بغیر آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ شاہ درک مین ایک مہینے تک انتظار مین پڑا رہا - اودہر جمال خان نے جب دلاور خان کے آگے نہ بڑہنے کی خبر پائی اور قرینہ سے معلوم کر لیا کہ عادل شاہی فوج اسوقت آگے نہین آسکتی ہے تو اوس نے اس سے فائدہ اوٹھایا - اور صلابت خان کی طرف کو بڑھا جو احمد نگر کو آرہا تھا پٹن کے قریب تلاقی عسکرین ہوئی اور صلابت خان شکست کھا کر برہانپور کی طرف بھاگ گیا - جب جمال خان کو صلابت خان کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو وہین سے اوس نے دلاور خان کی طرف رخ کیا - دلاور خان بھی بلبل خان کے آنے سے مایوس ہوگیا تھا اوس نے اس سبب سے کہ جمال خان کی روز بروز قوت بڑہتی جاتی ہے بہتر ہے کہ اوس کی روک کی جاے اس لیے آگے کو بڑھا - آشتی کے میدان مین دونو لشکر ایک دوسرے کے مقابل آکر پڑ گئے - فریقین کو ایک دوسرے کا خوف تھا - اودہر بارش بھی ہو رہی تہی - اس لیئے بیس روز تک پڑے رہے کسی نے حملہ کی جرأت نہ کی - اب جمال خان نے دلاور خان کو صلح کے لیے لکھا - دلاور خان نے دیکھا کہ ادہر تو لشکر نہین ہے - اودہر صلابت خان کی شکست ہوگئی - اور جمال خان صلح چاہتا ہے اس لیئے اوس نے جمال خان سے یہ شرط پیش کی - کہ خرچہ جنگ جسے نعل بہا کہا کرتے ہین اور میران حسین مقتول کی بی بی کو دیدو تو صلح ہو سکتی ہے - جمال خان نے اس بات کو فوراً منظور کر لیا - اور پالکی مع پچیس ہزار ہون کے بہیدی - جس سے صلح ہوگئی اور فریقین اپنے اپنے ملکون کو واپس چلے گیے -

۹۹۷ھ

(۱۱۰) بلبل خان کا مالا بار سے	جب فریقین مین صلح ہوگئی - اور دلاور خان کا ارادہ ہوا کہ میدان جنگ

خراج وصول کرکے لانا اور دلاور خان کا بلبل خان کو پکڑ کر اندھا کرنا۔

سے کوچ کرے کہ اوسی روز بلبل خان لشکر جرار کے ساتھ آموجود ہوا اور رایان مالا بار سے بہت سا روپیہ وغیرہ بھی وصول کرکے لایا۔ دلاور خان بلبل خان کے اس توقف سے نہایت ناراض تھا اور اسوجہ سے جو اجناس کہ مالا بار سے خراج مین آئی تھین محاسبون نے اوس کی قیمت کم لگائی اور دس روپیہ کی چیز کی ایک روپیہ قیمت تجویز کی۔ اسطرح جو باقی نکلے وہ ان راجاون کے متعلقون سے طلب کرنا شروع کی جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے۔ بلبل خان جب یہ نقد و جنس لایا تھا تو اوسے امید تھی کہ یہان میری بڑی نیکنامی ہو گی۔ اور درحقیقت ہوئی بھی۔ دلاور خان کے آدمیون کے سوا جو اور لوگ تھے کچھ تو اونہون نے دلاور خان کی مخالفت کے باعث اور کچھ واقعی جان کر بلبل خان کی تعریف کی۔ ابراہیم عادل شاہ کی نیک مزاجی اور خوش خلقی مین شک نہین۔ ایسی حالت مین جب امرا دلاور خان سے ناراض ہوتے تو بادشاہ کی خیر خواہی کے پیرایہ مین اپنے دلی رنج کا انتقام لیتے تھے۔ بلبل خان اپنے ہاتھ رومال سے باندھ کر سیدھا ابراہیم کے پاس چلا گیا۔ دلاور خان بھی وہان تھا۔ اوس نے ناراض ہو کر پوچھا کہ تو نے کیون دیر کی۔ جس سے بنا بنایا کام بگڑ گیا۔ بلبل خان نے بادشاہ کی نیت کو پہچان کر دلاور خان کو جواب دیا۔ کہ مین نے نافرمانی نہین کی۔ جس وقت فرمان میرے پاس پہونچا۔ تو مین ملیبار کے راجاونکو مغلوب کر چکا تھا صرف روپیہ وصول کرنے کی بحث باقی تھی اگر ایسے وقت مین مین چھوڑ کر چلا آتا تو یہ ساری محنت برباد ہو جاتی اور یہ روپیہ جو مین لایا ہون ایک۔ حبہ بھی اس مین سے وصول نہ ہوتا۔ اصلی خطا تیری ہے۔ جب تجھے معلوم تہا کہ میرے لشکر کے بغیر کام نہین چل سکیگا تو تو بادشاہ کو بیگانہ ملک مین کیون لے گیا۔ اور دس پندرہ روز شاہ درگ مین اور توقف کیون نہ کیا۔ دلاور خان اس جواب سے دل مین تو سخت ناراض ہوا۔ مگر ظاہر مین اوس کے جواب کی

تائید کی اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اوس کا قصور معاف کیا جاے چنانچہ ابراہیم عادل شاہ
نے اوسے خلعت عنایت کیا۔ جب دربار سے امرا رخصت ہوے تو دلاور خان نے بلیل خان
سے بڑی میٹھی میٹھی باتین کین اور اپنے گھر ضیافت کے بہانہ لیجا کر کہا کہ اگر مین اس طرح
سے نہ کہون تو لوگ کہین گے کہ دلاور خان امورات شاہی مین اپنے متبنی ابلیل خان کی رعایت کرتا ہی پہر
ارسب نائک کے بیٹے کو جو بلیل خان کے ساتھ آیا تہا بادشاہ سے خلعت دلوایا۔ اور اور مالاباری راجاون کے ایلچیون پر بہی عنایتین کین
اور بخوشی وخرمی سب کو رخصت کیا۔ جس سے بلیل خان دلاور خان کے دلی رنج کو بہول گیا
جب لشکر بیجاپور مین گیا تو دلاور خان نے کسی ادنی خطا پر بلیل خان کو ماخوذ کیا اور پکڑ کر پہلے
قید مین بہیجدیا۔ پہر پانچ چہہ مہینے بعد اوسے معدوم البصر کر دیا اور تمام حقوق آشنائی و امداد
سابقہ طاق مین رکہدئے۔

(۱۱۱) جمال خان کا باقی غریبیکو نکالنا اور صلابت خان کی وفات

جب جمال خان کو ان دونو اندرونی اور بیرونی دشمنون سے اطمینان ہو گیا تو وہ احمد نگر چلا گیا۔ اور اندرونی ملک کا بندوبست کیا۔ چونکہ اوسے
غریبون کی طرف سے بڑا اندیشہ تہا۔ اس لیے جو تین سو غریب کے قریب فرہاد خان کی سفارش
کے باعث قتل نہ کیے گئے تہے اونہین بہی اوس نے احمد نگر مین رکہنا مناسب نہ سمجہا۔ اور
عین عید الفطر کے روز سب کو پیادہ پا اور بے سروسامان بیجاپور کی طرف نکالدیا۔ جب یہ لوگ
بیجاپور مین آئے تو دلاور خان نے اون کو نوکر رکہہ لیا۔ محمد قاسم فرشتہ جس کی اوس کے
دشمن بہی تعظیم وتواضع کیا کرتے تہے اسی زمانہ مین احمد نگر سے بیجاپور کو چلا آیا۔ اور ۱۹ صفر
سنہ ۹۹۸ھ کو دلاور خان کی خدمت مین آکر شاہی نوکرون مین داخل ہو گیا۔ صلابت خان اس
وقت برہانپور مین تہا اور ستر برس کا بوڑہا ہو گیا تہا اوس نے جان لیا تہا کہ میرے اعضا مین
قوت نہ رہی ہے اور زندگی کے ایام بہت جلد ختم ہونا چاہتے ہین اس لئے ایک عرضی اوس نے

اسمعیل نظام شاہ کے نام لکھی اور جمال خان کی بہت چاپلوسی اور خوشامد کی اور لکھا کہ مجھہ مین اب کچھہ دم باقی نہین ہے - مین ایک مدت سے احمدنگر مین رہا ہون وہ میرا وطن ہوگیا ہے میرے مرنے کے دن قریب ہین اگر آپ اجازت دین تو مین وہان آکر اپنے دن ختم کرون - جمال خان نے اوسے دستور کے موافق قولنامہ بہیجدیا - اور وہ احمدنگر کو چلا آیا اگرچہ اوس سے کہا کہ کوئی خدمت قبول کرے مگر اوس نے ضعف کی وجہ سے منظور نہ کیا - آخر قصبہ ٹیرکا پو مین جو اوسی کا بسایا ہوا تھا سنہ ۹۹۸ھ مین انتقال کیا - احمدنگر کے مشرقی جانب کو ایک گنبد مین مدفون ہوا جو اوسی نے اپنے ایام حکومت مین بنوایا تھا - اس شخص نے مرتضیٰ شاہ کے اخیر زمانہ کی حکومت کو خوب سنبہالا تھا - بلکہ اگر غور کرین تو مرتضیٰ شاہ کی خرابی اسی کے نہونے سے ہوئی - جب تک یہ رہا کوئی فتنہ نہ اوٹھا - ملک مین نہایت امن وچین رہا - اور ملک کی خوشحالی اور آبادی مین بڑی ترقی ہوئی -

۱۱۲ - شاہزادہ برہان کی احمدنگر کے قبضہ کے لیے امراے برار سے توڑ جوڑ اور اکبر کے ایلچیون کا دکن کو آنا -

یہ قاعدہ ہے کہ انقلاب حکومت کے وقت ملک مین بدامنی پہیل جایا کرتی ہے جمال خان گو عقلمند اور ذی ہمت آدمی تہا مگر اس قدر جاری بندوبست حیطہ امکان سے باہر تھا - ملک مین چارون طرف بدعملی ہورہی تھی - تاجر و مسافر کی آمد و رفت دشوار پڑگئی تھی - وہ اپنے تئین معتبر آدمی ملک کے بندوبست کو بہیجتا - قدیمی قابض اونہین دخل نہین دیتے تہے -

شاہزادہ برہان برادر مرتضیٰ شاہ کا حال تم پڑہ چکے ہو وہ اکبر کے پاس چلا گیا تھا - جب اوس نے یہ سب حالات سنے تو اوس کا ارادہ ہوا کہ اکبر سے فوج لیکر دکن کی موروثی سلطنت پر قابض ہوجاے اوس نے اکبر سے اجازت چاہی اکبر نے اوسے اس شرط پر اجازت دی کہ جب وہ دکن پر قابض ہوجاے تو برار کا علاقہ جو تفال خان نے سنہ ۹۸۱ھ مین اکبر کو پیش کش کیا تھا وہ اکبر کو

دیدے اور اسی کے ساتھہ فوج کے دینے کا وعدہ بھی کیا۔ اور چار ایلچیون کو سلاطین دکن کے پاس جانے کا حکم دیا۔ بمین سے شیخ فیضی شاعر برہانپور کو اور خواجہ امین الدین احمدنگر کو اور میر محمد امین مشہدی بیجاپور کو مرزا مسعود گولکنڈہ کو آیا۔ برہان نے برار کا دینا توطوعاً وکرہاً منظور کرلیا۔ مگر عاقبت اندیشی کے لحاظ سے فوجی مدد لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ اگر شاہی فوج میرے ساتھہ دکن کو جائیگی تو دکھنی امرا مجھہ سے بدظن ہو جائینگے۔ اور تمام دکن میرے خلاف اوٹھہ کھڑا ہوگا اس سے بہتر ہے کہ مین اکیلا ہی جاؤن اور سلطنت کے قدیمی امرا کو راضی کرکے اونہین سے کام نکالون۔ اکبر نے اسے منظور کرلیا اور شاہزادہ برہان کو ہنڈیہ کا علاقہ جاگیر مین دیدیا کہ یہان رہکروہ اپنا انتظام کرے اب شاہزادہ برہان نے راجہ علی خان والی برہانپور کی رائے سے جسے اکبر نے برہان کی تائید کے لئے پہلے ہی لکھہ بھیجا تھا برار کے امرا کے توڑنے کا پہلے بندوبست شروع کیا۔ اور خواجہ نظام استرآبادی کو قلندرون کے لباس مین امراے برار کے پاس بہیجا۔ خواجہ نظام جب برار مین آیا تو بعضے امرا نے اطاعت کا وعدہ کیا۔ اور بعضون نے انکار کیا جہانگیر خان حبشی برار اور خاندیس کی سرحد کا ایک جاگیردار تہا۔ محمدویون کا بڑا مخالف تھا۔ اوس نے برہان سے اطاعت کا وعدہ کیا۔ اور اوسے بولایا۔ اور ایک اپنا آدمی بھی ہنڈیا مین تحفے دیکر بہیجا۔ برہان بھی بڑا خوش ہوا۔ اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر جہانگیر خان کے پاس بےتکلف چلا آیا۔ مگر نہ معلوم اتفاقاً کچھہ جہانگیر خان نے دغا بازی کی ان دونو مین لڑائی ہوگئی۔ اور جہانگیر خان نے برہان کے ایک سردار چغتائی خان لنگ کو مارڈالا جس سے برہان مغلوب ہوکر ہنڈیا کو پھر لوٹ گیا۔

۱۱۳ راجہ علیخان اور والیٔ خاندیس کی برہان کی امداد کے لیے آمادگی۔ اب شاہزادہ برہان نے راجہ علیخان کو اس سب کیفیت سے اطلاع دی۔ اور اوس سے اس معاملہ مین تدبیر پوچھی۔ اوس نے

کہا کہ اگر اکبر بادشاہ سے مدد لی تو سلاطین دکن جمال خان کی طرف ہو جاوینگے اور یہ معاملہ بہت بڑہجائیگا - اور مجھہ مین تن تنہا اس قدر گنجایش نہین ہی کہ جمال خان کو دفع کرکے تجھے احمد نگر پر قابض کرا دون میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے استمداد کی جاسے -

شاہزادہ برہان پہلے بیجاپور مین رہ گیا تھا - اور اب اوس کے بہت دوست آشنا احمد نگر سے بہاگ کر بیجاپور مین پناہ گیر تہے جن سے اوس کی خط وکتابت کچھہ رہا کرتی تھی اس لیے اوس نے بیجاپور کو خفیہ قاصد بہیجے - ایک خط محمد قاسم فرشتہ کے نام تھا - جو یہان سال گذشتہ سے ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون مین داخل ہو گیا تھا اس وقت تمام دکن کا حل وعقد دلاور خان کے ہاتھہ مین تہا - محمد قاسم اس خط کو اوس کے پاس لے گیا - اوس نے امداد کا وعدہ کیا - اور ابراہیم کو خط دکہا کر اوس کا جواب برہان کو لکہہ بہیجا - اور فوراً لشکر کی تیاری کے لیے احکام جاری کردئے - اور شاہی سراپردہ بہمن ہلی مین بیجاپور سے چھہ کوس پر کہڑا کردیا - جب لشکر فراہم ہو گیا تو بروز پنجشنبہ ۵ ربیع الاخر ۹۹۹ھ کو شاہ درک کی جانب کوچ کیا - اور امراے برار کو فرمان بہیجے - کہ چونکہ باپ کے ہوتے ہوئے بیٹے کو تخت نشینی مناسب نہین ہے اس لیے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسمعیل نادان بچے کو سلطنت کے کام سے معزول کرکے اوس کے باپ اور مستحق سلطنت کو تخت نشین کرین آپ کو چاہیئے کہ ہمارے ارادہ کی تائید کرین - ادہر شاہزادہ برہان نے زمینداروں اور سرداران نظام شاہی کو دکن کے دستور کے بموجب تولنامہ بہیجکر اپنی اطاعت کے لیے آمادہ کیا - اور خود برہانپور مین راجہ علی خان کے پاس آگیا - راجہ علی خان نے برہان کی بڑی تعظیم وتواضع کی - اور اوسے بادشاہ بناکر سبز چتر نظام شاہی اوس کے سر پر بلند کرادیا اور فوج جمع کرکے اوس کی امداد کو برار کی جانب روانہ ہوا - اور قبل اس سے کہ جمال خان وہان آئے اوس نے امراے برار کو برہان کی اطاعت کے لیے آمادہ کرنا شروع کیا -

۱۱۴ برہان کا ابراہیم عادل شاہ کو آگے بولانا اور دلاور خان کے قید سے ابراہیم کو آزادی کی خواہش

راجہ علی خان اور برہان جب سرحد برار پر آئے تو اونہین معلوم ہوا کہ جمال خان اون کے مقابلہ کو آنے والا ہے اور اس سبب سے امراے برار اون کی رفاقت مین تساہل کرتے ہین - اونہون نے ابراہیم کو خط لکہا کہ آپ کی تکلیف کرنے کے ہم نہایت مشکور ہین - جہانگیر خان اور اوس کے توابع آپ کی قدم رنجہ فرمائی سے ہمسے آملے ہین مگر اور امرا جمال خان کی آمد آمد کی خبر سنکر خوف کہا رہے ہین اگر آپ شاہ درگ سے اور آگے بڑہ آئین تو جمال خان احمدنگر سے پھر نہ نکلیگا اور برار کے تمام سردار ہم سے ملجائینگے - ابراہیم عادل شاہ اس وقت بیس برس کا جوان ہوچکا تھا - قید کس کو اچھی لگتی ہے دلاور خان کے قید سے اوہ آزادی چاہتا تھا - دلاور خان کو بہی کسیقدر اندیشہ تھا - بعض امرا کہ جنکا دلاور خان نے سرنیچا کر رکہا تھا - اپنی سربلندی کے لئے اوسے گرانا چاہتے تھے - رومی خان بیجاپور کا قلعدار بھی اوس کے موافق نہ رہا تھا - جب لشکر شاہ درگ مین پڑا تہا تو اوس وقت بیجاپور سے خبرین آئین کہ شہر مین چوریان بہت ہوتی ہین - اور بادشاہ کی غیبت مین چورون نے سر اوٹھایا ہے دلاور خان نے موقع پاکر ابراہیم سے کہا کہ رومی خان قلعہ دار کے بجاے کوئی دوسرا شخص مقرر کیا جائے اوس سے انتظام اچھی طرح نہین ہوسکتا ہے مگر ابراہیم نے اسے نہ مانا - اور کہا کہ رومی خان قدیمی ملازم ہے اوسے ہی وہان رہنے دینا چاہیے اور لکھنا چاہیئے کہ ہوشیاری سے کام کرے - چونکہ دلاور خان کو معلوم تھا کہ ابراہیم کو ایسی باتین اوس کی مان سکہایا کرتی ہے اس لیے اوس نے چاہا کہ مان بیٹون کو کسی بہانہ سے جدا کردے - جب اس وقت برہان نے آگے جانے کی استدعا کی اور شاہ درگ سے بڑہنے کی ضرورت ہوئی تو دلاور خان نے اپنی عورت بچے وہان چہوڑ دے اور ابراہیم کی مان سے کہا کہ وہ بہی وہان رہے - مگر اوس نے نہ مانا اور بیٹے کے ساتھ ہوئی

جس کے سبب سے آیندہ دلاور خان کو بڑا نقصان پہونچا۔ اب دلاور خان شاہ درگ سے دارانگ کو (جسے اب دہاراسیون کہتے ہین) چلا اور راجہ علی خان اور برہان کو لکھا کہ مین آگے آتا ہون آپ بھی آگے آئے۔ تاکہ سرداران برار آپ سے مل جائین۔

۱۱۵- جمال خان کا امجد الملک کو برہان کے روکنے کا حکم دیکر خود دلاور خان کے مقابلہ کو آنا۔

جمال خان بڑا شجاع اور مدبر تھا اور اوس کے پاس اس وقت دس ہزار مہدی جمع تھے۔ امراے مہدویہ کو بولا کر اوس نے صلاح کی۔ جس کے بعد یہ مشورہ ٹھہرا۔ کہ سید امجد الملک مہدوی جو اس وقت برار کا سرلشکر تھا امراے برار کو اکھٹا کر کے راجہ علی خان اور برہان کو روکے اور جمال خان احمد نگر کی فوج کو لیکر خود دلاور خان کے مقابلہ کو جاے۔ اس لیے جمال خان نے سید امجد الملک کو لکھا کہ سلاطین اطراف میرے استیصال کے درپے ہوے ہین اوسکی وجہ ایک تو بادشاہی حکومت دنیوی ہے دوسرے مینے بادشاہی کے ساتھ مذہب مہدوی کو بھی ترقی دی ہے ان دونون باتونمین ہم تم شریک ہین چاہیے کہ جہان تک ہوسکے امراے برار کو تسلی دلاسا دیکر ایسی کوششین کرو کہ برہان برار مین ہرگز داخل نہ ہونے پائے اور اگر راجہ علی خان اوس کی امداد کو آئے تو تم فوج لیکر اوس کو دفع کرو مین بھی دلاور خان سے صلح کر کے متعاقب وہان آتا ہون اس کے بعد دلاور خان کو صلح کے واسطے پیغام بھیجا اور حد سے زیادہ اس مین کوشش کی۔ مگر دلاور خان نے نہ مانا۔ اس لیے جمال خان نے پھر صلح کے واسطے بمنت وسماجت درخواست کی۔ مگر پھر بھی اوسے پہلاہی جواب ملا۔ اسی مین ایک شخص نہنگ خان حبشی جو جمال خان کی فوج مین ایک امیر تھا جمال خان سے جدا ہوکر دلاور خان کے پاس آیا اور اوس کی ہدایت کے بموجب برہان کے پاس برار کی سرحد کو روانہ ہوگیا۔ جمال خان نے اس سے دیکھا کہ امرا میرے پاس سے اسی طرح بتدریج جدا ہوتے جائینگے۔ اور برہان سے ملتے جائینگے بہتر ہے کہ لڑائی کے ذریعہ سے عادل شاہ کے جھگڑے کو جلد مفروغ

کیا جاے اور اوس مقام سے کوچ کرکے پہاڑیون اور تالابون کے درمیان ایک مستحکم مقام پر آپڑا اور لڑائی کے ارادہ سے مورچہ جمادئے۔

۱۱۶- دلاور خان کا عین الملک اور انکس خان کی ترک رفاقت کے باعث جمال خان سے شکست کہانا۔

جمال خان کی منت وسماجت اور بہتنک خان کے آنے سے دلاور خان کو کچھہ ایسا خیال ہوا کہ جمال خان نانک دون کے جنگل کی طرف کو بہاگنے والا ہے اور شاید اسی خیال سے جب جمال خان اپنے پہلے مقام سے ہٹ کر پہاڑون اور تالابون کی طرف کو گیا تو جاسوسون نے دلاور خان سے آکر کہا کہ جمال خان اب بہاگنا چاہتا ہے اس سبب سے دلاور خان بغیر اس کے کہ ابراہیم عادل شاہ سے ملے اور صلاح لے تیس ہزار فوج سے جمال خان پر ایسی بے احتیاطی سے دوڑا کہ جب تین کوس سے اوس کا لشکر نظر آیا تو یہ اوسے معلوم نہ تھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا یہ لشکر ہے یا جمال خان مورچہ لگائے پڑا ہوا ہے۔ چونکہ دلاور خان کی فوج اس یلغار سے تہک گئی تھی۔ اور کچھہ سامان جنگ بھی درست نہ تھا اس لیے ابراہیم کی طرف سے ایک آدمی نے اس وقت دلاور خان کے کان مین آکر کہا کہ آج لڑائی موقوف رکھو۔ مگر دلاور خان نے کہا کہ مین جمال خان کو ابہی قید کرکے لاتا ہون اور کیچڑ پانی مین جو تالابون کی کثرت سے ہو رہی تھی فوج کو لے چلا جس سے سپاہ بے ترتیب ہو گئی۔ سوا اس کے ایسے نازک وقت مین بر کی فوج کے پانچ چھہ ہزار سوار لشکر نظام شاہی کے پیچہے جا کر دہ کنے کے لئے اپنے لشکر سے جدا کر دیے جب جمال خان نے دیکھا۔ کہ نجات کے تمام راستے مسدود ہو گئے۔ اور تیغ تیز کے سوا اب کوئی نہین رہا تو اوس نے بھی اپنے مہدوی پٹہانون کو سید ہا کیا۔ یہ لوگ ایسے بہادر تھے کہ پیچہے منہ پہیرنا ہی نہ جانتے تہے۔ گو تعداد مین قلیل تھے۔ مگر دلاوری اور

حمیت افغانی مین یکتا تھے ۔ آج ۵ جمادی الاول ۹۹۹ھ کی تھی جب فریقین کا مقابلہ ہوا۔ تو عین الملک اور آنکس خان و عالم خان جو دلاور خان کے دو بڑے بڑے سردار دست راست اور چپ پر تھے ابتداے جنگ ہی مین اس وجہ سے کنارہ کر کے داراسنگ کو ابراہیم کے پاس چلدئے کہ ابراہیم عادل شاہ دلاور خان سے ناراض ہے دلاور خان نے گو اس وقت سمجھا کہ دست راست اور چپ کی فوج شکست کھا کر چلی گئی ہے مگر پھر بھی جمال خان پر حملہ کر کے اوس کی قلیل فوج کو منہزم کر دیا۔ لیکن جب دلاور خان کے آدمی لوٹ مین مشغول ہو گئے اور اوس کے ساتھ دو سو آدمی سے زائد اس وقت موجود نہ تھے تو جمال خان اور اُس کے داماد خداوند خان حبشی نے جو اسمعیل نظام شاہ کو لیے میدان مین کھڑے تھے دلاور خان پر حملہ کیا۔ دلاور خان نے کچھ ہاتھ پاؤن چلائے مگر بہت جلد اوس کے آدمی منتشر ہو گئے۔ آخر وہ صرف سات آدمیون سے کہ جن مین سے ایک محمد قاسم فرشتہ بھی تھا۔ میدان سے داراسنگ کو بھاگا۔ راستہ مین اوسے خبر ملی کہ عین الملک وغیرہ کو شکست نہین ہوئی ہے بلکہ وہ اوس میدان سے ابراہیم کے پاس کو چلے گیے ہین کہ اوس سے ملکر دلاور خان کو غارت کر ڈالین۔ اس لیے دلاور خان مضطرب ہو کر نہایت تیزی سے دو تین ہزار آدمی سے جو اوس کے پاس اس وقت آکر فراہم ہو گیے تھے دوسرے راستہ سے داراسنگ کو چلا۔ اور امراے مذکورہ سے پیشتر ابراہیم کے پاس پہونچ گیا۔ اور چونکہ جمال خان کے تعاقب کا اندیشہ تھا۔ راتون رات پلکر شاہ درگ مین علی الصباح جا پہونچا۔ اب جمال خان نے اس غیر مترقبہ فتح مین دلاور خان کے تین سو ہاتی اور بے انتہا سامان جنگ لوٹکر دلاور خان کا تعاقب کیا اور حوالی داراسنگ مین آکر ٹھیرا۔ محمد قاسم فرشتہ لڑائی مین زخمی ہو گیا تھا اور ضعف کے باعث دلاور خان کے ساتھ سے داراسنگ مین رہ گیا تھا جمال خان

نے اوسے پکڑلیا - مگر بطائف الحیل اوس نے جان چھوڑالی - یا یون کہو کہ خدا نے اوسے اس لیے بچادیا کہ یہ تمام حالات ہم تک پہونچادے -

۹۹۹ھ

۱۱۷- جمال خان کا برہان کے مدافعہ کو اور دلاور خان کا جمال خان کے تعاقب مین جانا

جب ابراہیم عادل شاہ شاہ درک مین آکر داخل ہو گیا تو تمام سرداران فوج اوسکے پاس آکر فراہم ہوئے - اودہر جمال خان کو دارا سنگ مین پہونچنے پر چوتھے روز یہ خبر آئی کہ راجہ علی خان اور برہان شاہ دونون مل گئے اور امراے برار بھی اونہین کے ساتھ ہو گئے ہین اور اون کا ارادہ ہے کہ احمد نگر کو آئین - اس لیے جمال خان نے دارا سنگ مین قیام کرنا اور ابراہیم عادل شاہ سے لڑنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً برہان کے مقابلہ کو کوچ کر دیا - برہان اور راجہ علیخان کو اس خبر سے بڑا اضطراب ہوا - اور اونہون نے ابراہیم کو قاصدان سریع السیر کے ہاتھہ کہلا بہیجا کہ جمال خان کا تعاقب کرنا چاہیئے ورنہ بنا بنایا کام بگڑ جائیگا - اور اسی کے ساتھہ امجد الملک وغیرہ امراے مہدویہ کو جن سے اونہین اندیشہ تہا پکڑ لیا اور اسیر کر کے قلعہ اسیر کو بہیجدیا - اب دلاور خان نے جمال خان کے تعاقب مین کوچ کیا اور اسّی کوس تک متواتر چلا گیا - مگر حوالی قصبہ پاتری مین پہونچ کر جب دیکھا - کہ جمال خان کے اور اوس کے لشکر کے درمیان آٹھہ منزل کا فاصلہ ہے تو خود تو وہان قیام کیا - اور آٹھہ ہزار بر کی فوج کو جمال خان کے تعاقب مین بہیجدیا کہ غلہ و آذوقہ لوٹ کر اوسے تنگ کرین تاکہ برہان اور راجہ علی خان اوسپر بآسانی فتحیاب ہو جائین -

۱۱۸- ابراہیم عادل شاہ کا	در بزم دور یکدو قدح در کش و برو	۵	یعنے طمع مدار وصال دوام را

۱۱۸- ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کی حراست سے بہاگنا -

دلاور خان کو اوس وقت یہ فکر لگی ہوئی تہی کہ کسی طرح برہان جمال خان کو مغلوب کر لے - مگر ابراہیم کی مان اور اوس کے امرا دلاور خان کی تخریب کے درپے ہو رہے تہے - اور اگرچہ دلاور خان جانتا تہا مگر اوس نے دیدہ و دانستہ غلطی کی وہ

اسی بہروسہ پر تہا کہ بادشاہ کے پاس تمام میرے آدمی مقرر ہین دوسرے سے اوس کی بات
چست ہی نہین ہو سکتی ہے میرے برخلاف کوئی امر ہونا دشوار ہے ابراہیم بھی اپنے ارادے
کے لیے فکر مین نہایت ہی مستغرق تہا۔ اور اوس نے عزم بالجزم کر لیا تھا کہ کیسا ہی خطرہ پیش آئے
مگر کسی طرح آزاد ہو جاؤن **قطعہ**

وصال دوست طلب میکنی بلاکش باش	کہ خار و گل ہمہ بایک دگر توامند بود
کسے بگردن مقصود دست حلقہ کند	کہ پیش تیر بلاہا سپر توامند بود

دو ہندو ابراہیم کی مان کے پاس ایک مدت سے نوکر تہے کوئی اونہین جانتا بھی نہ تھا۔
ابراہیم نے ان کی معرفت عین الملک کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ دلاور خان کی قید سے مجھے چھوڑا
دو۔ ہندو تو ایسے کامون کو خوب کر سکتے ہین۔ اونہون نے دو چار مرتبہ کے آنے جانے مین
تمام کام حسب مدعا درست کر لیا۔ لشکر شاہی جہان خیمہ زن تہا اوس سے آدہ کوس پر عین الملک
اوترا ہوا تہا۔ ۱۴ رجب سنہ ۹۹۹ھ کی رات کو ایک پہر رات رہے جبکہ دلاور خان اپنے دائرہ مین پڑا
سو رہا تھا ابراہیم اپنے خیمہ سے نکلا ابھی کسی کو خبر بھی نہ تہی اوس نے کفشدار خان ایک غلام سے
سواری کا گھوڑا مانگا۔ مگر داروغہ جلوداران نے کہا کہ دلاور خان کے حکم کے بغیر گھوڑا نہین دیا
جا سکتا۔ کفشدار خان نے اوس کے منہہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اونہین روشن ہو گیا کہ معاملہ
کچھ اور ہے فوراً گھوڑے لا کر حاضر کر دئے۔ ابراہیم اور اوس کے خاص غلام گھوڑون پر سوار ہو کر
چلے۔ الیاس خان ابراہیم کا دایہ زادہ پہرہ پر تہا اوس نے بادشاہ سے سواری کا سبب پوچھا
ابراہیم نے کہا ساتھ چلو یہ وقت گفتگو کا نہین ہے وہ بھی سمجھ گیا۔ اور ایک سو آدمی کو لیکر ساتھ
ہو لیا یہ سب نکلکر عین الملک۔ کے لشکر کے قریب پہونچے۔ عین الملک انکس خان علی خان حسب
قرار داد اپنی فوجین لیے تیار تھے سب نے آکر سلام کیا۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو جوق جوق لوگ

دلاور خان کے لشکر سے بادشاہ کے پاس جانے لگے۔ انھین کے ساتھ محمد قاسم فرشتہ بھی پیادہ ہی لشکر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ اور ایک چند ساعت مین تین ہزار آدمی ابراہیم کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۴ رجب سنہ ۹۹۹ھ کا ہے۔

۱۴۹ - دلاور خان کا ابراہیم کی گرفتاری کو جانا مگر اپنے لشکر کی بزدلی کے باعث بیدر کو بھاگنا

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بی اندام ماست ۵ ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

یہ محض غلط ہے کہ کوئی خرابی و تباہی ہم پر ہماری قسمت کے سبب سے آتی ہو اوس قادر و عادل نے سب کو یکسان بنایا ہے اب جو چاہے وہ اپنی بداعمالی سے خراب ہو جاے یا خدا کے قانون پر چلکر عظمت و عزت حاصل کرے۔

کہتے ہین کہ دلاور خان باوجود اس کے کہ اس وقت اوس کی عمر ستر برس کی تھی ایک دکھنی لڑکی پر عاشق تہا اور آج ہی اوسے اوس کا وصال میسر ہوا تھا۔ مخبرون کو کسی طرح ابراہیم کا راز معلوم ہو گیا اور وہ اوس کے پاس آدہی رات کو گئے مگر دلاور خان تک اون کی رسائی نہ ہو سکی آخر اوسے اوس وقت خبر ملی کہ جب ابراہیم نکلکر عین الملک کے پاس پہونچ گیا۔ یہ عشق کی حکایت تو یارون کی کراہت ہے مگر فی الواقع دلاور خان نے غفلت کی اور مارا پڑا جس وقت دلاور خان کو ابراہیم کے بہاگنے کی خبر ہوئی تو فی الفور اپنے بیٹون اور ہوا خواہون کو پانچ چھہ ہزار سوار اور بہت سے ہاتیون سمیت لیکر ابراہیم کے تعاقب مین چلا دلاور خان کا بڑا دبدبہ تہا جس وقت ابراہیم کے قریب وہ پہونچا تو بادشاہ نے عین الملک سے اوس کے دفع کو کہا مگر اوس نے دلاور خان سے خفیہ کہلا بہیجا کہ ابراہیم اتفاقاً ہمارے پاس چلا آیا ہے اگر آپ سے ہو سکے تو آپ لیجاے ہم کچھ نہین بولینگے۔ اس لئے دلاور خان نے ایک تیر کے فاصلہ پر اپنی کل فوج کو چھوڑا اور خود پانچ سو سوار اور چار ہاتی لیکر ابراہیم کے سامنے آیا۔ اور گھوڑے پر چڑھے چڑھے ابراہیم سے جا کر کہا کہ رات مین ایسے وقت آپ کیون چلے آئے۔ اب تشریف لے چلئے ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

آدمی کو نہ تو بالکل نرم ہونا چاہیے کہ گھول کر پی جائیں اور نہ بالکل سخت ہونا چاہیئے کہ جس سے لوگ بددل ہوجائین - یہ وقت نرمی کا نہ تھا - دلاور خان کی اس نرمی سے لوگون کو حوصلہ ہوا اور ابراہیم کے اشارہ سے اوک خان ایک خاصہ خیل کے جوان نے گھوڑا کو داکر دلاور خان کے ایک تلوار ماری - گو تلوار دلاور خان کے نہ لگی - مگر اوس کا گھوڑا چراغ پاون ہوگیا - اور وہ نیچے گر گیا - اوک خان چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرے لیکن دلاور خان کا فیلبان بیچ مین ہاتی کو لے آیا کہ اتنے مین دلاور خان دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج مین چلا گیا - اوس نے چاہا کہ لوٹ کر بادشاہ سے انتقام لے مگر اوس کی فوج بددل ہوگئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا - جس سے وہ مضطرب ہوکر بیدر کی طرف کو بھاگ گیا - کمال خان اوس کا بیٹا راستہ مین باپ سے جدا ہوگیا اور دارانگ کی طرف جاتا ہوا پکڑا آیا اور قتل کیا گیا - دلاور خان کو غالباً اصلی حالات سے مطلق خبر نہ تھی ورنہ اس طرح بھاگ جانا بالکل حماقت پر دلالت کرتا ہے -

١٢٠ - ابراہیم عادل شاہ کا خود مختار ہوکر اہل السنت والجماعت کا خطبہ پڑہوانا -

ابراہیم عادل شاہ کی گو عمر اسوقت بہت کم تھی مگر دس برس سے علی التواتر انقلابات دیکھنے کا اوسے اتفاق ہوا تھا - اور غیرون کی حکومت اوٹھانے کے باعث اوسے استمالت کرنا خوب آگئی تھی - جو بادشاہون کا ایک ذاتی جوہر ہے - اسلئے گو عین الملک آنکس خان اور علی خان نے سخت خطا کی تھی - مگر پھر بھی اونہین ابراہیم نے خلعت استمالت عطا کیا - اور جس قدر لوگ خیر خواہی سے پیش آئے تھے اونہین علی قدر مراتب خوب انعام و اکرام بانٹے - اس زمانہ مین جیسا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین شمالی ہند سے آدمیون کی آمد و رفت بکثرت ہوگئی تھی اور ایرانی باشندون کی آمد قریباً مسدود ہوگئی تھی - اس لیے اب جو یہان تھے اون مین شاذ و نادر ہی شیعہ تھے - سوا اسکے دلاور خان ایک

پکا حنفی تہا اوس نے ابراہیم کو ایسے مذہب کی تعلیم دلوائی تھی اور ایسے ہی آدمی بادشاہ کی خدمت مین رکہے تہے جو حنفی مذہب تہے اس لیے ابراہیم حنفی مذہب ہو گیا تھا۔ مگر جب دلاور خان چلا گیا اور ابراہیم اب خود مختار ہو گیا تو امرا مین اس باب مین بحث ہوئی کہ ابراہیم سنی ہے یا شیعہ۔ کسی نے کہا حنفی ہے اور کسی نے سمجھا شیعہ ہے۔ مگر دوسرے خیال والون کو مذہبی تعصب زیادہ تھا اس سبب سے انکو ترجیح ہوئی۔ اور اذان کے وقت بعض سنی رکابی مذہب بھی شیعہ بن گیے اور اذان مین شیعہ مذہب کے طریقہ پر اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ بہی زیادہ کر دیا۔ ابراہیم اس کو سنتے ہی نہایت ناخوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ انہون نے ہمارے مذہب کی اہانت کی ہے ان سے مواخذہ کیا جاے۔ مگر جب اوس کو اصلی حقیقت معلوم ہوئی تو معاف کر دیا۔ اور ان لوگون کو مادام الحیات شیعیان مصلحتی کہتا رہا۔ بعد اس کے خطبہ چار یار کا حنفی مذہب کے موافق پڑہوایا۔ اور سلطنت کا مذہب دلاور خان کے وقت مین جو تھا اوسی کو قایم رکہا۔

۱۲۱۔ برہان اور راجہ علیخان کے مقابلہ مین جمال خان کا حملہ اور قتل۔

جب جمال خان دارا سنگ سے روانہ ہوا تو عادل شاہی بری فوج نے اوسے بہت تنگ کیا جس سے اوس کے ہمراہی چہوڑ چہوڑ کر برہان شاہ کے پاس جانے لگے۔ مگر جمال خان اپنے معدودی سپاہ کے بہروسہ پر آگے ہی بڑہتا گیا۔ جب روہنگیر کے گہاٹ پر پہونچا تو دیکھا کہ برہان کے آدمیون نے اوسے روک لیا ہے۔ مجبوراً اوسے دوسرے راستہ سے جانا پڑا۔ اس راستہ مین پانی کی بڑی تکلیف ہوئی۔ اور گرمی بہی ایسی شدت سے پڑی کہ آدمی بے تاب ہو گیے۔ یہان پر معلوم ہوا کہ تین کوس پر ایک جگہ پانی ہے۔ جمال خان نے اودہر کو کوچ کیا۔ برہان اور راجہ علی خان وہان پہلے ہی پہونچ کر قابض ہو گیے۔ اس وقت سپاہ کی بدحالی اور بے تابی کی کچھ حالت نہ پوچھو کہ کیا گذری

وہ میدان جنگ تہا یا محشر کا نمونہ تھا۔ بمشکل تمام ایک نخلستان کہین ایک کوس پر سامنے آگیا۔ جہان اس قدر پانی دستیاب ہوگیا کہ جانین بچ گئین۔ اب ادہر یہ تو مصیبت گذر ہی تہی۔ اودہر جمال خان اور اوس کے مشیرون کی یہ راے قرار پائی کہ ہمارے سپاہی ہر لحظہ وہر ساعت بد دل ہوتے جاتے ہین اور دشمن کو تقویت ہوتی جاتی ہے اس سے بہتر ہے کہ جہان تک جلد ہو سکے معاملہ کو مفروغ کیا جاے اور آج ہی جو کچھ کرنا ہے کر لیا جاے۔ اگرچہ نتیجہ کے لحاظ سے ہم راے دین تو جمال خان کا یہ کام محض مجنونانہ معلوم ہوتا ہے مگر محض نتیجہ پر راے اس موقع پر دینا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ بعض اوقات پر ایسے امور غیر متوقعہ جدید پیدا ہو جاتے ہین کہ جن سے معاملات کی حالت بالکل برعکس ہو جایا کرتی ہے غرض آج رجب کی ۱۳ تاریخ تھی کہ جمال خان نے صفین آراستہ کین۔ برہان اور راجہ علی خان بہی مجبورا سامنے ہوئے۔ مہدوی پٹھانون نے خوب کوشش کی۔ اور قریب تھا کہ میدان جیت لین۔ مگر ناگاہ برہان کے لشکر سے ایک گولی جمال خان کی پیشانی پر آکر لگی اور اوس کا کام تمام ہوگیا۔ یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اوس کے دیکھتے ہی اسمعیل نظام شاہ کو لیکر فوراً چلدیے۔ امراے برہان نے تعاقب کیا۔ اور یاقوت خان اور خداوند خان کو قتل کر کے سر کاٹ لے گئے۔ سہیل خان نے یہ دیکھکر اسمعیل کو ایک گانون مین چھوڑا۔ اور خود بیجاپور کا راستہ لیا۔ برہان کے آدمیون نے جب اسمعیل کو آکر پکڑ لیا تو پہر سہیل خان کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور بیٹے کو باپ کی خدمت مین لیجا کر حاضر کر دیا۔

۱۲۲۔ برہان شاہ کا احمدنگر کو راجہ علیخان کا برہانپور کو اور ابراہیم عادل شاہ کا بیجاپور کو جانا

جب جمال خان مارا گیا تو برہان شاہ نہایت خوش ہوا اور جس قدر فوج اور امرا تھے سب اوس کے پاس حاضر ہوگئے۔ راجہ علیخان نے اس لڑائی مین کوئی دو سو ہاتی اور تین ہزار گھوڑے لوٹے تھے جب

اوس نے دیکھا کہ برہان شاہ کی حیثیت اب اور کچھ ہوگئی ہے تو اوسے خیال ہوا کہ ایسا نہین کہین وہ اس غنیمت کا دعوے کرے اس لیے راجہ علیخان برہان نظام شاہ سے تین چار کوس کے فاصلہ سے برہانپور کی طرف کو جا پڑا مگر برہان شاہ نے احسانمندی کے باعث اوس سے اغماض کیا اور کچھ تحفے تحائف دیکر اوسے رخصت کیا۔ اور وہ برہانپور کو چلا گیا۔ پھر برہان شاہ اسمعیل کو اپنے ساتھ لیکر احمد نگر کو گیا۔ اور ۲ شعبان کو جا کر وہان اوس تخت پر بیٹھا جس کی وہ سالہاے دراز سے جستجو کر رہا تھا۔ سچ ہے مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ یہان پہونچکر اوس نے اپنے باپ دادے کے شیعہ مذہب کو پھر جاری کیا۔ اور مذہب مہدوی کو موقوف کر کے شیعہ مذہب کے طریق پر خطبہ پڑھوایا۔ اور حکم دیا کہ جہان کہین مہدوی کو کوئی دیکھے اوسے فوراً قتل کر دے۔ جس سے چندروز مین اس تمام مملکت مین کوئی مہدوی باقی نہ رہا اور جب حوالی پاتری مین ابراہیم عادل شاہ کو جمال خان کے قتل کی خبر پہونچی تو اوس نے طبل معاودت اوسی روز بجوادیا۔ اور مہمات سلطنت کو خود دیکھنے لگا اور ایک تہنیت نامہ برہان شاہ کے پاس بھجوایا۔

۱۲۳۔ برہان شاہ کا دلاور خان کی تحریک سے سلطنت عادل شاہی پر حملہ اور ایک قلعہ سرحد پر بنانا۔

دلاور خان تو بیجاپور کے محلات عادل شاہی مین رہا ہوا تھا۔ بیدر کے بریدیہ جھونپڑون مین اوس کی کب گذر ہو سکتی تھی۔ برہان شاہ سے اوس نے توڑ جوڑ لگائے اور اوس کے پاس احمد نگر کو چلا گیا۔ برہان شاہ نے اوس کی بڑی خاطر تواضع کی اور اوسے اپنے امرا مین داخل کر لیا۔ دلاور خان تو عادل شاہی سلطنت کا شغال کو چہ خیز تھا۔ اوسے سارے حالات یہان کے معلوم تھے۔ اوس نے برہان کو شولاپور اور شاہ درگ کی فتح کرنے کی ترغیب دی۔ ابراہیم نے دل مین سمجھا کہ مین نے تو برہان کے ساتھ ایسی نیکی کی اور یہ میرے برخلاف ایسے منصوبہ

باندہ رہا ہے اوس کو نہایت رنج ہوا سوا ے اس کے اسی زمانہ مین ابراہیم کے ایک بیٹا
پیدا ہوا۔ اور دو مہینے کا ہو کر مرگیا۔ جس کی تہنیت اور تعزیت حسب دستور شد آمد قدیم برہان شاہ
کے یہان سے کچھہ نہ ہوئی۔ یہ بہی اوسے ناگوار گذرا۔ اور اوس نے اپنے دل کا بخار
یون نکالا کہ ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر کو بہیجکر یہ پیغام دیا کہ دلاور خان ہمارا حرام خور غلام آپ کے
یہان چلا گیا ہے دوستی کے لحاظ سے امید ہے کہ آپ اوسے اون ہاتہیون سمیت ہمارے
پاس بہیجدین جو اوس کی حماقت سے جمال خان کے ہاتھ لگ گیے تھے۔ اور آیندہ سے
ہمارے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست رہین اور ہماری خوشنودی کو اپنی دوام
دولت کا لازمہ سمجہین۔ اس سے برہان شاہ بڑا آزردہ خاطر ہوا۔ اور حالانکہ امرا ابہی اوس سے
راضی نہ ہوے تھے۔ غرہ جمادی الثانی ۱۰۰۰ھ کو لشکر لیکر عادل شاہی ملک پر چڑہ دوڑا۔ ابہی
تک ابراہیم عادل شاہ کا امرا پر پورا بہروسہ نہ تھا۔ رومی خان کو اوس نے وکیل السلطنت
اور الیاس خان کو سر نوبت کیا تھا۔ اور اسیطرح سے اور امرا کو نئے نئے کام دیے تھے۔
امرا ے ثلثہ عین الملک آنکس خان علیخان اپنی خطا کو یاد کئے ہوئے تہے۔ ابراہیم سے
اور اون سے درحقیقت دل صاف نہین ہوئے تھے۔ ابراہیم نے برہان کے روک کا
کچھہ بہی بندوبست نہ کیا وہ بے مزاحمت علاقہ بیجاپور مین کچھہ دور تک چلا آیا۔ اور دریاے
بہینورہ کے کنارہ منگلسرہ تک پہونچ گیا۔ جو بیجاپور سے صرف تیس کوس پر ہے۔ جب
برہان شاہ نے دیکھا کہ بیجاپور سے صداے برنخاست کا مضمون ہے۔ کہین کچھہ دہوکا نہ
تو نہ ہو۔ اس لئے دشمن کے ملک کے اندر جانا مناسب نہین ہے یہ خیال کر کے اوس نے
لوٹنا چاہا۔ مگر دلاور خان نے اوس کی ہمت باندہی جس سے برہان شاہ قلعہ بنانے کا بہانہ
کر کے وہین ٹھیر گیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ دریا کے اوس طرف بناے اور یہی مقام عادل شاہی اور

نظام شاہی ملک کی سرحد رہے - اور رفتہ رفتہ شولاپور اور شاہ درگ کو بھی لے لے - دریاے
بھینورہ اس زمانہ مین پایاب تھا اور وہان کسی زمانہ مین ہندون کے وقت مین ایک قلعہ
بنایا گیا تھا - برہان شاہ نے اسی جگھہ پر قلعہ کی بنیاد ڈالی - اور جب دیکھا کہ بیجاپور سے
مدافعہ کے لیے کوئی نہین آیا تو نہایت عجلت کے ساتھ اوس کی تعمیر شروع کی - اور جب
بارش کی قربت کے سبب سے خیال ہوا کہ دریا مین پانی زیادہ ہوجائیگا - اور برہان شاہ کی فوج قلعہ
تک جا نہ سکے گی ممکن ہے کہ اوس وقت عادل شاہی فوج آئے تو قلعہ کا بچنا اوس سے
محال ہوگا تو گو کہ قلعہ ناتمام تھا مگر اوس مین دروازے لگوا دئے اور توپ اور ضربزن
اوسمین مہیا کردئے -

۱۴۴ - ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کو بولانا اور خلاف عہد اوسے گرفتار کرکے اندھا کرنا -

جب ابراہیم عادل شاہ نے خلاف عادت دشمن کا کچھہ بندوبست نہ کیا تو یگانہ اور بیگانہ سب حیران ہوئے اور جا بجا گفتگوئین ہونے لگین - برہان شاہ نے ایک مجلس منعقد کی اور اپنے امرا سے اور نیز دلاور خان سے ابراہیم کی خاموشی کی وجہ دریافت کی کسی نے کہا کہ ابراہیم نوجوان ہے شراب وکباب لہو ولعب مین مشغول رہتا ہے مہمات جہانداری سے غافل ہے - کسی نے کہا کہ امراے کبار اوس سے موافق نہین ہین - اس سبب سے وہ اون کی تسلی اور دلاسا کر رہا ہے - دلاور خان نے اس گفتگو کے بعد خیال کیا کہ ابراہیم کے پاس مین چلا جاون تو اس وقت وہ مجھے پھر اپنا قدیمی منصب دیدیگا اور تملقاً یہ سب خبر ابراہیم کو بھیجی اور کہلا بھیجا کہ تغافل سے دشمن دلیر اور قوی ہوتے ہین بہتر ہے کہ جلد معالجہ کیجئے - ابراہیم نے دیکھا کہ بے مانگے مراد ملی - دلاور خان کو پھانس لینا چاہیئے - اوس نے قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ قدر نعمت بعد زوال است - آپ کے جانے کے بعد یہان کوئی کام کا آدمی نظر نہین آتا جو برہان شاہ کو روکے مضے ما مضے - آپ یہان آجائے اور قدیمی خدمت لیجئے - اور اس کا

اپنی کوشش سے انتظام کیجئے۔ دلاور خان اس مژدہ کو سنکر نہایت خوش ہوا اور ابراہیم کے مافی الضمیر کو نہ پہچانا سچ ہے ؎

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند		در آرد ہمہ مرغ و ماہی بہ بند	

فوراً ایک آدمی کو بہیجکر درخواست کی کہ اگر بادشاہ عہد کرے کہ مجھے جانی اور مالی نقصان نہ ہوپنچاے تو مین بسر و چشم ابھی آنے کو تیار ہون - ابراہیم نے تحریری قولنامہ اسی مضمون کا بھیجدیا - جب یہ عہدنامہ ہوپنچ گیا تو دلاور خان برہان شاہ سے رخصت ہونے کو گیا۔ برہان شاہ نے منع کیا اور سمجھایا کہ تیرا جانا اچھا نہین ہے مجھے دغا کی بو آتی ہے۔ مگر دلاور خان نے کچھہ نہ مانا اور اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھہ لیکر بیجاپور کو روانہ ہوا - جب بیجاپور کے اکابر و اصاغر نے دلاور خان کی آمد آمد کی خبر سنی تو کئی کوس تک ہزارہا آدمی اوس کی پیشوائی کو گئے اور خوب دل کہولکر مبارکبادیان اور خیر مقدم ہوے مگر اس امر نے دلاور خان کے حق مین سم قاتل سے کم اثر نہ کیا - ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہ شخص پھر اپنے کام پر بحال کیا گیا تو میرا کام ابتر ہو جائیگا - ضرور ہے کہ اس کا کام تمام کیا جاے اس وقت اوس کی حالت پر یہ مضمون صادق آتا ہے ؎

میل من سوے وصال و قصد او سوے فراق		ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست	

ابراہیم باغ دوازدہ امام کو جاکر قلعہ کو واپس آرہا تھا کہ دلاور خان اوس کے پاس حاضر ہوا اور پیادہ پا اوس کے ساتھہ کچھہ دور تک چلا کہ الیاس خان نے ابراہیم کے اشارہ سے اوسے گرفتار کرلیا - جب قلعہ مین پہونچے تو ابراہیم نے اوس شخص کو بلایا جو دلاور خان کے وقت مین آنکھین پہوڑا کرتا تہا - اور اوس کو حکم دیا کہ اب اپنا جوہر دکھلاے اور اوس نے دلاور خان کو اندھا کردیا -

۱۲۵ - دلاور خان کے اوصاف کہتے ہین کہ جس وقت آنکھین پہوڑنے کو جلاد آیا تو دلاور خان نے

الیاس خان کی معرفت ابراہیم کو اپنا عہد یاد دلایا اوس نے کہا کہ مین نے یہ اقرار کیا ہے
کہ ضرر جانی و مالی تجھے نہ پہونچاونگا آنکھین پہوڑنا ضرر جانی و مالی نہین ہے سوا اس کے
اقرار مین نے کیا ہے مگر مین تیری آنکھین نہین پہوڑتا ہون" واہ کیا معقول جواب ہے
غرض کہ آنکھین پہوڑ کر ابراہیم نے دلاور خان کو قلعہ ستارہ مین قید کر دیا - اور وہ وہین ۱۰۱۶ھ مین
مر گیا - ضرورت سب ناجایز باتون کو جایز کرا دیتی ہے - حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم پر دلاور خان
کے اس قدر حقوق تھے کہ جس کی انتہا نہین - دلاور خان کی ہی کوشش اور خیر خواہی کا
نتیجہ تہا کہ ابراہیم کی جان اور عادل شاہی سلطنت سلامت رہی - یہ شخص بڑا منتظم اور عاقل
اور آباد ان کار تہا - آٹھ برس اس نے بیجاپور کی سلطنت کو نہ صرف قایم رکھا بلکہ اوس کو نہایت
مضبوط کر دیا - جس وقت دلاور خان نے اس سلطنت کو لیا ہے اوس وقت اوس کی سخت
ابتر حالت ہو رہی تھی - اور چارون طرف سے دشمن آنکھین دکھا رہے تھے - مگر جس وقت
اوس نے چھوڑا ہے تو اوس کا وہ دبدبہ تھا کہ دکن کے تمام بادشاہ اوسی کو اپنا بڑا مانتے تھے
دلاور خان کے وقت کے تفصیلی حالات اون ترقیون کے جو اوس نے کی تھین ابراہیم کے
سبب سے کسی نے نہین لکھے - مگر اندرونی ترقی بہت کچھ ہوئی ہوگی جس سے اس سلطنت
کا اس قدر رعب داب ہو گیا تھا - اس کے زمانہ مین اہل کمال بہت جمع ہو گئے تھے - دلاور خان
علم دوست اور سخی تھا - مرتضیٰ شاہ کے بعد جس قدر اہل ہنر وہان سے نکلے اون مین سے
اکثرون نے دلاور خان کے پاس آکر ہی پناہ لی تھی - اگر وہ شیعہ ہوتا تو ضرور اس کی بڑی
بڑی تعریفین تاریخون مین درج ہوتین جس کے مصنف شیعہ ہی ہوا کرتے تھے - مگر سنی ہونے
کے سبب سے کسی نے مطلق قلم نہ ہلایا اور اوس کے حالات اندرونی بالکل مخفی رہ گیے - صواعق
محرقہ کا ترجمہ فارسی مین اسی کے عہد مین ہوا ہے اور اور بہی کئی کتابین اسی کے عہد کی اب تک

مشہور ہین - ملا ملک قمی و ملا محمد ظہوری و محمد قاسم فرشتہ وغیرہ سب کو بیجاپور ہین اسی نے رکھا تھا - اور اون کے وظیفہ مقرر کئے تھے -

۱۲۶ - ابراہیم کا برہان کے دفعیہ کو فوج بھیجنا اور برہان کے لشکر مین قحط اور وبا اور تورنگ خان کا قتل

جب دلاور خان پہنس گیا تو ابراہیم کو کوئی فائدہ ہوئے ایک تو برہان شاہ کا ایک اچھا مشیر ہاتھ سے جاتا رہا - اور اوس کے امرا مین بددلی اور زیادہ ہوگئی دوسرے ابراہیم کے امرا جو دلاور خان کے سبب سے ابراہیم سے کشیدہ ہو رہے تھے اور برہان شاہ کی طرف رجوع تھے اون کی ہمتین پست ہوگئین - اور اب چار و ناچار ابراہیم کے دل سے مطیع بن گئے اس لئے ابراہیم نے برہان کے مدافعہ کی تیاری کی اور چھ سات ہزار برکی فوج مادیان سوار آگے بھیجکر حکم دیا کہ برہان شاہ کی رسد بند کرین - پہر یکم شعبان کو رومی خان دکھنی کو سر لشکر کر کے دس ہزار فوج سے روانہ کیا بعدازان الیاس خان سر سر نوبت کو تین ہزار خاصہ خیل کے ساتھ ان کی مدد کو متعین کیا - امراے برکی نے دریاے بہنورہ کو عبور کیا اور نظام شاہی فوج کو لوٹ مار سے مانع ہوئے - برہان شاہ نے کئی مرتبہ آدمی ان کے دفعیہ کو بھیجے مگر اونہین شکست ہوئی - چونکہ برہان کو اپنے امرا کے اخلاص پر اعتماد نہ تھا - اس لئے خود غفلت کے وقت مین ان پر یلغار کیا - جس سے یہ لوگ بہاگے اور دریاے بہنورہ پر پایاب اوتر گئے - قضارا اوسی وقت ایک ریلا آب آگیا اور برہان شاہ دریا سے آگے اون کے تعاقب مین نہ جا سکا - اور وہ رومی خان اور الیاس خان کے لشکرون سے بسلامت مل گیے برہان شاہ نے اسی کنارہ سے توپین مارین مگر جب کچھ نتیجہ نہ ہوا تو اپنے لشکرگاہ کو لوٹ گیا - امراے برکی پہر اوسی دن اوس کے لشکر کے پاس پہونچے - اور لوٹ مار مچائی - جب کچھ روز اسی طرح گذری تو برہان شاہ کی رسد سب خرچ ہوچکی اور اوس کے لشکر مین قحط پڑگیا اور احتیاج کی ناداری کے باعث وبا پھیلی - بہوک اور وبا سے مخلوق مرنے لگی ۔ مجبوراً

برہان شاہ نے قلعہ کو جو ابھی ناتمام تھا ایک شخص اسد خان گجراتی ترک کے حوالہ کیا۔ اور اوس کا حتی الامکان استحکام کر کے دو تین منزل پیچھے اپنے ملک کو چلا گیا۔ جب چند روز مین رسد وغیرہ آگئی اور وبا بھی جاتی رہی تو برہان شاہ نے وسط شوال مین قلعہ شولاپور کے محاصرہ کے لیے کوچ کیا۔ اور امراے عادل شاہی کے مقابلہ کو تورنگ خان دکھنی امیرالامراے برار کو نہایت عمدہ لشکر دیکر بھیجا۔ تورنگ خان اوس زمانہ کی جنگی قواعد خوب جانتا تھا۔ ترنگ مین آکر لین معرکہ جنگ مین خود بھی گھس گیا۔ اور اعتماد خان شوستری سر نوبت عادل شاہ کے مقابل ہو گیا۔ دونوں مین سے کسی نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا اور نیزہ بازی ہونے لگی۔ اعتماد خان نے دیکھا کہ تورنگ خان کی گردن کھلی ہوئی ہے۔ اس لیے عین شاہ رگ پر نیزہ مارا۔ مگر وہ گرا نہین۔ لڑتا رہا۔ اور خون اوس کی گردن سے بہتا رہا۔ جب کثرت سے خون نکل گیا اور تورنگ خان مضمحل ہو گیا۔ تو آخرکو اعتماد خان نے ایک نیزہ اوس کے سینہ پر مارا کہ جس سے وہ زین سے نیچے آگیا ابھی تورنگ خان کے قتل کی خبر شائع نہین ہوئی تھی۔ کہ سہیل خان خواجہ سرا نظام شاہی نے جو اس وقت بیجاپور مین آکر عادل شاہ کے امرا مین داخل ہو گیا تھا نظام شاہ کی فوج پر حملہ کیا۔ برہان کی فوج اپنے سردار کے نہ دیکھنے کے باعث پریشان اور بیدل ہو رہی تھی فوراً بھاگ نکلی اور ایک کوس پر برہان شاہ کے پاس جا کر پناہ گیر ہوئے اور برہان کے سو ہاتی اور چار سو گھوڑے چھن گئے اور چار سو سپاہی گرفتار ہو گئے۔

۱۲۷۔ برہان کے امرا کا اوسے تخت سے اوتارنیکا ارادہ اور ابراہیم سے اوسکی صلح۔	اس شکست سے برہان شاہ کے امرا اوس سے بہت بددل ہو گئے اور سپاہی اوس کی فوج سے بھاگنے لگے امراے دکھنی و حبشی نے مشورہ کیا اور چاہا کہ برہان شاہ کو معزول کر کے بجائے

اوس کے اوس کے بیٹے اسمعیل کو قید سے نکالکر تخت پر بٹھائین - اس مشورہ کے سرغنہ کامل خان دکھنی اور اوس کے بھائی تھے - مگر برہان شاہ کو قبل از وقوع اس واقعہ کی خبر لگ گئی - کامل خان وغیرہ کو اوس نے پکڑکر قتل کر ڈالا - اس سے دکھنی اور بھی متوحش اور متنفر ہوئے - برہان شاہ کو ایرانیون کی صحبت رہا کرتی تھی اوسے بھی امرد پرستی کا چسکا لگا ہوا تھا - یوسف خواجہ سرا ایک نہایت خوبصورت لڑکے پر فریفتہ تھا دکھنیون نے اوسے گانٹھا - کہ رات کے وقت خواب مین وہ برہان کو قتل کر دے - برہان کو یہ بھی معلوم ہو گیا - اور ایک مرتبہ رات کے وقت وہ نیند مین جان ڈالکر پڑ گیا - یوسف نے تلوار پر ہاتھ ڈالا - کہ یکایک برہان نے کود کر تلوار اوس کے ہاتھ سے چھین لی - مگر چونکہ اوس کے عشق مین دل وجان دے بیٹھا تھا اوسے قتل نہ کیا - اب برہان شاہ اپنے حملہ اور قلعہ بنانے سے پشیمان ہوا - اور احمد نگر کے ارادہ سے لوٹ کر قصبہ کرور مالیان مین جو اوس کی عملداری مین تھا چلا گیا - رومی خان اور الیاس خان نے اوس کا تعاقب کیا اس سے برہان نے جان لیا کہ بغیر صلح کے لوٹ جانا اچھا نہین ہے صلح کا پیغام دیا - مگر ایک مہینے تک ابراہیم عادل شاہ نے صلح سے بالکل انکار کیا جب محمد قلی قطب شاہ اور راجہ علی خان نے دیکھا کہ بے فائدہ دو مسلمانون مین لڑائی ہو رہی ہے - اور ختم ہی نہین ہوتی تو محمد قلی نے مصطفی خان استرابادی کو اور راجہ علیخان نے خواجہ عبد السلام تونی کو برسم رسالت بیجاپور کو بھیجا - اور صلح کے لیے سفارش کی ابراہیم عادل شاہ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ برہان شاہ اپنے بنائے ہوئے قلعہ کو خود مسمار کر دے - اس شرط کو برہان نے منظور کیا - اور عہد نامہ کی تعمیل اور تکمیل کے لیے شاہ نواز خان شیرازی ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے قطب شاہی اور خاندیسی

سفیرون کے ساتھ برہان شاہ کے پاس گیا - برہان شاہ نے دربار منعقد کیا - اور ایلچیون کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بولایا - پھر مصطفے خان اور خواجہ عبد السلام نے گفتگو کی ابتدا کر کے صلح کی تکمیل کرادی - بعد ازان سیزدہم محرم ۱۰۰۱ھ کو برہان شاہ موضع سنگلسرہ مین خود آیا اور سب سے پہلے ایک پتھر قلعہ کی دیوار کا خود نکالکر گرادیا پھر تمام صغیر و کبیر دیوارین توڑنے اور عمارت کو ڈہانے لگے اور ایک طرفۃ العین مین قلعہ منہدم ہوگیا - جب اس عہدنامہ کی تعمیل ہوچکی تو بخاطر جمعی برہان شاہ احمدنگر کو چلا گیا - اور راستہ مین پریندہ سے شاہنواز خان کو رخصت کردیا - اور جو کام کہ بیہودگی سے شروع کیا گیا تھا اوس کا خاتمہ ایسا لغو ہوا - کہ جس سے رنج اور ندامت کے سوا کچھہ وصول نہ ہوا -

۱۰۰۱ھ

۱۲۸ - برہان شاہ کا دکھنی اور حبشیون کو پرتگالیون کے دفعیہ کو بھیجنا اور اکبر کے آنے کا خدشہ -

برہان شاہ جب احمدنگر صحیح و سلامت گیا - تو اوس نے پندرہ روز تک تو اپنے ہوش و حواس درست کیے پھر ۱۰۰۱ھ مین ریکدندہ کے پرتگالیون کے نکالنے کا ارادہ کیا - اور بندر چیول کو فوج بھیجکر حکم دیا کہ سمندر کے کنارہ کے اوس پہاڑی پر ایک قلعہ بناوین جس کے نیچے ہوکر پرتگالیون کے جہاز آیا جایا کرتے ہین اور پرتگالی جہازون کو وہان آمد و رفت نہ کرنے دین چنانچہ قلعہ کہورلہ وہان بناکر نظام شاہی فوج نے توپ اور ضربزن اوس کے برجون پر چڑہا دئے - پرتگالیون نے یہ دیکھکر ون کا راستہ موقوف کردیا - اور شب کے اندہیرے مین اپنا کام چلایا اور اپنے تمام بنادر ہند سے امداد طلب کر کے مسلمانون پر دو مرتبہ شبخون مارا اور دو دو تین تین ہزار دکھنی فوج قتل کردی - اس کی وجہ یہ تھی کہ پرتگالیون کے ہتیار اچھے تھے اور اوس زمانہ تک جو فنون جنگ مین ترقی ہوئی تھی اوس سے وہ ماہر تھے - بخلاف ہمارے مسلمان دلاورون کے کہ یہ وہ ہی قدیمی

۱۰۰۱ھ

تیر انگنی اور شمشیر بازی کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ توڑہ دار بندوق اور توپ بھی ان کے پاس ہوتی تھی۔ مگر وہ بھی ایسی ہی خراب تھی کہ جس کو لاٹھی پونگی سے کچھ ہی تفوق حاصل تھا۔ برہان شاہ نے دکھنی حبشی سنیون سے نظام شاہی سلطنت کو چھینا تھا۔ اس لیے وہ ان کی خرابی کے درپے تھا اور غریبون کو چاہتا تھا۔ جب اوسے دکھنیون کے قتل کی خبر پہونچی تو دل مین خوش ہوا۔ مگر بظاہر کچھ افسوس کیا اور جن دکھنی حبشی امراسے اوسے اطمینان نہ تھا اون مین سے دس بارہ ہزار آدمی منتخب کر کے اس خیال سے پرتگالیون کے مقابلہ کو بھیجے کہ طرفین مین سے جو مارا جائے گا اوس سے اوس کو فائدہ ہوگا۔ اور بہادر خان گیلانی کو سر لشکر کر کے امراے غریب کے اتفاق سے رومالی اور دمن کے بندرون کو بھیجا جہان سے پرتگالیون کو مدد آتی تھے جو گجرات اور دکن کے بیچ مین واقع ہین۔ بہادر خان سے دہان ۱۷ شوال سنہ ۱۰۰۱ھ کو بروز چہارشنبہ لڑائی ہوئی۔ پرتگالی اور زنگی مقابلہ پر آئے ادہر سے دکھنی حبشی تھے غالباً تلوار کی لڑائی ہونے لگی ہوگی۔ جس سے سو پرتگالی اور دو سو نصرانی مارے گیے۔ اور مسلمانون کو غلبہ رہا۔ اس کی برہان شاہ نے بڑی خوشی کی۔ اسی سال ذیقعدہ کے مہینے مین خبر آئی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان کو فوج دیکر مالوہ کو بھیجا ہے۔ اور شاہرخ مرزا سابق بادشاہ بدخشان اور شہباز خان اکبری امرا سلطان پور اور نذر بار کو روانہ ہوئے ہین۔ چونکہ برہان شاہ نے اپنے وعدہ کے بموجب علاقہ برار اکبر کو نہین دیا تھا اس لیے اوسے اندیشہ ہوا کہ اکبر نے شاید برار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ برہان شاہ نے بہ نظر پیش بندی راجہ علی خان کے پاس عماد خان ایک اپنے معتبر کو بھیجا کہ اس باب مین شورہ کرے

لیکن اکبر نے اس وقت کوئی کارروائی نہین کی جس سے اہل دکن کو کچھ زیادہ تشویش کی ضرورت ہوتی۔

۱۲۹۔ پرتگالیون کے ہاتھ سے دکھنی اور حبشیون کا قتل اور برہان کی خوشی۔ ۱۰۰۲ھ

برہان شاہ تو میران حسین کا باپ تھا۔ بھلا بدچلنی مین اوس سے بڑھکر کیون نہ ہوتا۔ غلمان اور نسوان کے ساتھ مباشرت مین منہمک رہتا تھا۔ اور حکم دیدیا تھا کہ جہان کوئی خوبصورت عورت ملے خواہ وہ شوہردار ہو یا بے شوہر والی اوسے بادشاہ کے لیے پکڑ لائین شجاعت خان حبشی کی بی بی بڑی خوبصورت تھی۔ جب برہان شاہ کی استدعا پر اوس نے اپنی جورو کے دینے سے انکار کیا تو اوس بیچارہ کو زبردستی قلعہ مین پکڑ وا منگایا اور شجاعت خان کو قید کر دیا۔ شجاعت خان نے اس وجہ سے اپنے پیٹ مین خنجر مار کر اپنا کام تمام کر لیا۔ اس وقت فرہاد خان حبشی اور اسد خان تاج خان نصیر الملک و دولت خان دانی راسے و دوست علی مولد قلعہ کھورلہ پر مامور تھے اونہون نے پرتگالیون کا خوب قافیہ تنگ کیا۔ قریب تھا کہ یہ لوگ وہان سے نکل جائین کہ اسی مین شجاعت خان کو خبر پہونچی۔ یکبیک تمام حبشی اور دکھنیون کو برہان شاہ سے نفرت ہو گئی۔ مسلمانون مین اوس زمانہ مین بھی ملکی لڑائیان بادشاہ کی خاطر سے ہوا کرتی تہین قومیت کا مطلق خیال نہ ہوتا تھا۔ جب وہ بادشاہ سے ناراض ہوتے تو لڑائی سے پہلے ناراض ہو جاتے تھے۔ کل دکھنی و حبشی ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ گئے اور یہ ارادہ کیا کہ احمدنگر جاکر برہان شاہ سے بغاوت کرین پرتگالیون کو اسکی خبر لگ گئی۔ وہ رات مین جو جہاز و نمین بیٹھ اس وقت چارون طرف سے آکر یکدفعہ مین جمع ہو گئے۔ اگر انسان ہوتے تو اسی کو کافی سمجھتے کہ مسلمانو نکے واپس آنے سے اونکے مقبوضات بچ گیے۔ بلکہ ممکن تہا کہ قلعہ کھورلہ بھی بلا تکلیف جنگ اون کے ہاتھ

آجاتا - مگر وہ اس وقت خونخوار درندون سے کم نہ تہے - اونہون نے ان غافل
مسلمانون کی قربانی کرکے دریا بہانا ضروری سمجہا - جمعہ کا دن اور (۱۶) ذی الحجہ کی تہی کہ
علی الصباح چار ہزار پرتگالی قلعہ کی طرف کو آئے - تاج خان اور رانی راے ایک
قلیل سپاہیون سے قلعہ کے باہر اوترے ہوئے تہے وہ اون کی آواز سنتے ہی خواب
سے اوٹہے اور آنکہین ملتے قلعہ کو بہاگے - قلعہ کا دروازہ کہلا تہا اندر گہوسے پیچہے سے
پرتگالی بہی آگئے اور دروازہ پر قبضہ کرلیا - اور اندر گہس آئے - اہل قلعہ برہان شاہ کے
ماتم کے نشہ سے مدہوش ہورہے تہے لڑنے اور مرنے کا مطلق خیال بہی نہ تہا -
اور گہری نیند مین سرشار تہے - ان بے رحمون نے آتے ہی بکریون کی طرح ذبح کرنا شروع
کیا اور دس بارہ ہزار مسلمانون کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پہینک دیا - فرہاد خان زخمی
ہوکر پکڑا گیا باقی سب مارے گئے بعد ازان قلعہ توڑ تمام توپخانہ اور مال واسباب
سب لے گئے جب یہ خبر برہان شاہ کو پہونچی تو وہ مارے خوشی کے پہولا نہ سمایا - اور اسے
عین فتح سمجہا - اور جو مناصب کہ ان کے قتل کی وجہ سے خالی ہوے - وہ تمام
غریبون کو تقسیم کردے - مرتضی خان انجو و شیخ عبد السلام عرب و احمد بیگ
قزلباش خان و خلیفہ عرب داؤد بیگ بہادر و خواجہ اندق ماوراءالنہری وغیرہ کو مناصب
عنایت کیے اور چاہا کہ ان لوگون کو بندر چیول کو بہیجکر پرتگالیون کا استیصال کرے کہ وہان
اسمعیل برادر ابراہیم عادل شاہ کا جہگڑا چہڑ گیا -

۱۳۰ - منجہن خان کا ملیبار سے خراج وصول کرنے کو جاتا

ابراہیم عادل شاہ کو جب برہان شاہ سے جہگڑے سے فرصت ملی تو اوس نے میر خان حبشی غلام علی عادل شاہ کا اخلاص خان
کا خطاب دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا یہ شخص بڑا سیدہا آدمی تہا - او شاہ کی رضاجوئی کو سب کام

پر مقدم سمجھتا اور اپنے ذاتی اغراض سے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ ۱۰۶۰ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے منجھن خان پسر کمال کشور خان بزرگ کو سرلشکر کیا اور ملیبار کو خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے وہان جا کر تمام رایان ملیبار سے کہلا بھیجا۔ کہ اگر خراج ماضیہ نہ دوگے تو تمہارے ملک چھین لیے جائینگے۔ چونکہ سب کو معلوم تھا کہ ابراہیم کی حکومت جم گئی ہے۔ اس لئے تمام راجاؤن کا ارادہ ہوا کہ اطاعت کرلین کنک نائک جو ملیبار کے بڑے راجاؤن مین سے تھا اور اوس کے پاس آٹھ ہزار سوار پیادہ رہا کرتے تھے منجھن خان کے پاس آکر حاضر ہوگیا۔ مگر اس سے اور اور راجاؤن سے کچھہ دل صاف نہ تھے۔ اس لیے ینکٹادری وارسب نائک وبہرہ دیوی وکشی ذیرہ اس امر کا خوف ہوا کہ اگر ہم اطاعت کرین اور منجھن خان کے پاس حاضر ہون تو کہین یہ کچھہ دغابازی کرکے ہمین گرفتار نہ کرادے اس سبب سے اون کے ارادے بدل گئے۔ اب سب نے اتفاق کیا۔ اور بیس ہزار فوج سے منجھن خان کے مقابل ہوئے۔ اور کوہستانی مستحکم مقامون مین جا پڑے۔ مسلمانون کو بہت تجربہ ہوچکا تھا کہ پہاڑی مقامات مین ہمیشہ نقصان پہونچا کیا ہے منجھن خان آگے نہ بڑھا۔ اور کنک نائک کو ہمراہ لیکر قلعہ جرّہ کو چلا۔ ارسب نائک والی جرّہ بامداد دیگر رایان راستہ مین حائل ہوا اور کوہستان مین تین روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ پہاڑ کے سبب سے لڑائی کے فیصلہ مین دیر ہوئی۔ مگر مسلمان ہی غالب رہے۔ اور منجھن خان نے جا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جس سے ارسب نائک نے خراج دیکر اطاعت کرلی۔ اور منجھن خان کے پاس حاضر ہوگیا یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی ۱۰۶۰ھ کا ہے پھر دو تین مہینے مین میسوری جو ینکٹادری کے قبضہ مین تھا فتح ہوگیا۔ ابھی اور کچھہ آئندہ ندکرنے پائے تھے کہ ملگوان کا جھگڑا اوٹھ

کھڑا ہوا - اور منجھن خان کو بیجاپور آنا پڑا -

۱۳۱ - ابراہیم عادل شاہ کے بہائی اسمعیل کی بغاوت

دلاور خان نے اسمعیل برادر ابراہیم عادل شاہ کو قلعہ بلگوان مین قید کر دیا تھا - جب تک دلاور خان برسر حکومت رہا تب تک جیسے تمام دیگر مفسد سر نیچا کئے ہوئے تھے اسی طرح سے اوس کے حسن انتظام سے شاہزادہ اسمعیل بھی چپ پڑا تہا - اب جب دلاور خان کی حکومت جاتی رہی اور اسمعیل بڑا بھی ہو گیا - اور امرا نے اوس کا ساتھ بھی دینے کو کہا تو اوسے بھی سلطنت کی ہوس ہوئی اور ابتدا اوس کی یون پڑی کہ جب ابراہیم عادل شاہ خود مختار ہوا تو اوس نے بہائی کے پیرون سے زنجیرین نکلوا دین اور ایکہزار ہون ماہانہ جس کے ساڑھے تین ہزار روپیہ سکہ جہرہ شاہی ہوتے ہین مقرر کر دئے اور بجز اس کے کہ وہ قلعہ سے بلا اجازت کہین نہ جاسے اور کوئی قید نہ رکہی ابراہیم اوس سے یہانتک محبت کرتا تہا کہ ایک مرتبہ بلگوان سے آم آئے پوچہا کہ اسمعیل کو بہی دے گئے یا نہین جب معلوم ہوا کہ نہین دے گئے تو وہ ہی اوس کو بہیجدے اور حکم دیدیا کہ جو چیز وہان سے بہیجی جائے وہ ہمارے بہائی کو پہلے دیجایا کرے - بہلا اوس زمانہ مین محبت کی اس سے زیادہ اور کیا امید ہو سکتی ہے - اس محبت کا سبب یہ تہا کہ ان دونو کی مان ایک ہی تہی اور ابہی تک زندہ تہی - ابراہیم اوس کی بڑی عزت کرتا تھا - اور وہ دونو بہائیون مین دشمنی نہین چاہتی تہی - جب امراے سلطنت نے دیکہا کہ بادشاہ نیک مزاج ہے اور رنگیلا جوان ہے تو اونہون نے اپنی حوصلہ آزمائی کے لیے اسمعیل کو بہکایا قلعہ بلگوین کا تہانہ دار و کوتوال اور تمام حشم و خدم اوس سے مل گئے - اور کتنے ہی بیجاپور کے امرا بہی اوس کا ساتھ دینے کو تیار ہو گئے - ساونت راو ناگکواڑی نے جو قلعہ بلگوان کے پہرہ چوکی کے

۱۰۰۲ھ

سپاہیون کا ایک بڑا عہدہ دار تھا اپنے بیٹی شاہزادہ اسمعیل کو دی تہی - اوس کے باعث سے اسمعیل کو اس قلعہ کے قبضہ مین بڑی مدد پہونچی - اور غالباً اوسی نے قلعہ دار کو بیخبری مین پکڑکر قید کرلیا تہا غرض کہ جب قلعہ قبضہ مین آگیا تو ۲ رمضان ۱۰۰۲ھ کو اوس نے بغاوت کے ٹہاٹہہ ڈالدئے - جب ابراہیم کو خبر ہوئی تو غالباً مان کے اشارہ سے اوس نے یہ نہ چاہا کہ بہائی کو مین کچہہ ایذا پہونچاؤن بلکہ راستی مین کام نکل جانے کہ بہتر سمجہا - اور شاہ نورعالم ایک اپنے معتمد کو جو شیخ المشایخ شیخ جنید کی اولاد مین تھا اس مضمون کا خط دیکر اسمعیل کے پاس بہیجا کہ تم کو معلوم ہے کہ اس وقت تمام سلطنت کے امرا میرے مطیع ہین اور کوئی دم نہین مارتا ہے مین نے جو تمہارا ارادہ ہے اوس کی تمام کیفیت سنی بہتر ہے کہ جو کچہہ ہوگیا اوس کا عذر اور آئندہ کو احتیاط کرو - ورنہ جو نقصان کہ پہونچے گا اوس کا گناہ میرے اوپر نہین ہے ؎

توخواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال		من انچہ شرط بلاغ است با تو می گویم

جب یہ قاصد اسمعیل کے پاس پہونچا تو اوس نے اس خیال سے کہ اس قدر کثرت سے امرا میر اساتھہ دینے کو تیار ہین شاہ نورعالم کو گرفتار کرلیا - اور بغاوت آمیز جواب بہیجدیا -

۱۴۲ - برہان شاہ اور عین الملک کا وعدہ اسمعیل کی امداد کے لیے اور عین الملک کا بیجاپور کو آنا -

اب اسمعیل نے برہان شاہ کے پاس استمداد کے لئے آدمی بہیجا - برہان شاہ تو اپنے پہلی ناکامیابی کے باعث ابراہیم سے جلا ہوا تہا اور ایسے موقع کو خدا سے چاہتا تہا - اوس نے امداد دینا فوراً منظور ہی نہ کرلیا بلکہ اسمعیل کی کامیابی کے اچھی اچھی تدابیر اوسے بتائین اوس نے کہا کہ اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لیے چاہیے کہ امرائے بیجاپور کو جس طرح سے ہوسکے گانٹہنا ضرور ہے - عین الملک جو امیرالامراء اور بلگوان کے

پاس اوس کی جاگیر ہے اگر آپ سے مل جائیگا تو چونکہ وہ اون درجہ کا امیر ہے باقی تمام
امیر آپکے اتھ ہو جائینگے - یہ سنتے ہی اسمعیل نے عین الملک کو جو پرگنہ ہیگیری کا جاگیردار
تھا - اور میر آنکس خان کے متبنی لڑکے کو پیغام بھیجا - یہ دونو اسمعیل کی طرف مائل ہو گئے
مگر عین الملک کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سلطنت ایک بادشاہ کے ہی ہاتھ مین نہ رہے
بلکہ دو جدا جدا مستقل حاکم ہو جائین - اگر ابراہیم بیجاپور مین رہے تو اسمعیل بلگوین مین اپنا
دار السلطنت قایم کرے - اس لیئے ابراہیم سے ظاہر مین بگاڑنا مناسب نہ سمجھا - اور
اسمعیل سے کہا کہ جب آپکا کام درست ہو جائیگا تو اوس وقت بسر وچشم مین حاضر ہو جاؤنگا
ادوہر ابراہیم نے جب شاہ نور عالم کی گرفتاری کا حال سنا تو اوس نے الیاس خان کو پانچ چھ ہزار
فوج سے بلگوین کی تسخیر کے لیے روانہ کیا اسمعیل ابہی کمزور تھا وہ قلعہ مین متحصن ہو گیا -
الیاس خان نے محاصرہ کیا - اس کے سوا ابراہیم نے عین الملک کو بہی بلگوین کی تسخیر مین
مدد دینے کو لکھا - اوس نے ظاہرا ابراہیم کے حکم سے فوج بہیجدی - مگر باطن مین اس
فوج نے اہل قلعہ کو رسد اور باہر کی چیزین پہنچائین - جب یہ حال ابراہیم کو معلوم ہوا تو
اوس نے مشورہ کے بہانہ سے عین الملک کو بیجاپور کو بولایا - چونکہ ابہی عین الملک کو
ابراہیم سے بگاڑنا منظور نہ تھا اس لیے اوس نے حسب دستور فرمان کا استقبال کیا
اور رفع مظنہ کے لیے بعجلت تمام چند مخصوصون کے ساتھ بیجاپور کو چلا آیا - چونکہ عین الملک
چند دربارس ہندوؤن سے ملا ہوا تھا اور اونہین دیتا لیتا رہتا تھا اس اثنا مین انہون
نے عین الملک کی خیر خواہی کے حالات ابراہیم کو خوب سنا دئے تھے - اس لیے
ابراہیم نے دربار کیا، ورعین الملک کو بولایا - دربار کا یہ قاعدہ تھا کہ جب ایسا کوئی امیر آتا
تو اوس وقت شاہی امیر چند سپاہی لیکر دربار مین موجود رہا کرتے تھے اور چپ وراست کھڑے

ہوکر اس امیر کو پیش کیا کرتے تھے جب عین الملک اس طرح پیش کیا گیا تو اوسکو اپنے خفیہ جرم کے باعث بادشاہ سے بڑا خوف پیدا ہوا۔ اور ابراہیم کو اس خوف کا حال معلوم بھی ہوگیا۔ مگر بہ نظر احسن الی من اسا کے اوس نے نہایت مہربانی کی اور معمولی خلعت وغیرہ دیکر اوسے رخصت کیا۔ اس بولانے اور اس عنایت و نوازش کے ساتھ رخصت کر دینے سے ابراہیم کا یہ خیال تھا کہ عین الملک کے دل مین جو کدورت یا خوف ہوگا وہ رفع ہوجائیگا مگر ایسا نہ ہوا۔

۱۴۳۔ سلطنت بیجاپور مین ابراہیم کے برخلاف غدر۔ جب عین الملک بیجاپور سے اپنی جاگیر ہیگری کو لوٹ کر آیا تو اوس نے وہ ہی پہلا طریق رسد رسانی وغیرہ کا جاری رکھا۔ اور شاہزادہ سے ترک تعلق نہ کیا جس سے یہ خبر اب طشت از بام ہوگئی۔ اس زمانہ مین حیات خان کوتوال بیجاپور کو باروت وغیرہ دیکر ابراہیم عادل شاہ نے الیاس خان کے پاس بھیجا تھا مراجعت کے وقت ہیگری مین اس کا گذر ہوا۔ عین الملک نے اوس کی بڑی خاطر تواضع کی۔ مگر حیات خان کو کوتوالی کی حکومت مین زبان درازی اور رشوت ستانی کی عادت ہوگئی تھی وہان بھی انہون نے اوس عادت کو نہ چھوڑا۔ اور عین الملک سے بعض الفاظ اشارہ کنایہ مین ایسے کہے کہ جس سے اوس کی ذمہ حرامخواری کا الزام لگتا تھا۔ اوسے ناگوار گذرا۔ جب اوس نے کچھ سخت جواب دیا تو اس کوتہ اندیش نے بالتصریح اوسے حرامخواری کا ملزم ٹھیرا دیا۔ اور کہا کہ مین ہلگوین کو اسی واسطے گیا تھا کہ تیرے حالات کی تحقیقات کرون اب مجھے تیری نمک حرامی ثابت ہوگئی ہے اور مین بادشاہ سے جاکر عرض کرون گا۔ حیات خان کا تو اس سے مقصد یہ تھا کہ عین الملک سے دباکر اس طرح کچھ روپیہ وصول کرون مگر وہ ڈر گیا۔ اور اوس نے خیال کیا کہ اب زیادہ کلیا مین گڑ پھوڑنا مشکل ہے

حیات خان کو تو قید کر لیا - اور علانیہ بغاوت کا ارادہ کر کے اکثر حکام بلاد و قلاع کو خطوط لکھے کہ شاہزادہ کی امداد کو مستعد ہو جائین - مرج کی فوج نے تھانہ دار مسمی بسد نائک کو قید کر لیا اور شاہزادہ کی علی الاعلان اطاعت کر لی - بیجاپور کا قلعہ دار خورشید خان، اسمعیل کا خفیہ طرفدار ہو گیا - اور اوس نے اپنے پاس اسمعیل کے آدمیون کو رکھا - پھر عین الملک نے برہان شاہ کو ایک عرضی لکھی اور ابراہیم کی شکایتین بیان کر کے تحریر کیا کہ اکثر امرا شاہزادہ اسمعیل کے طرفدار ہو گیے ہین اور چاہتے ہین کہ اوسے بادشاہ بنا کر دار السلطنت کو لیجائین مگر آپ کے بغیر تشریف آوری کے یہ کام انجام نہین پا سکتا - اگر آپ تکلیف فرمائین تو اس نوازش کے عوض قلعہ شولاپور و شاہ درگ آپ کے نذر کیا جائیگا اور اسی کے ساتھ ایک مہری عہد نامہ بھی اسمعیل کے مہر سے مرتب کر کے روانہ کیا - برہان شاہ نے جب اسمعیل کی امداد پر عین الملک کو ایسا مستعد پایا تو فوراً لشکر جرار لیکر احمد نگر سے کوچ کیا - عین الملک نے بھی اوس فوج کو جو الیاس خان کی مدد کو بلگوین پر گئی تھی بلوا لیا - اب تمام سلطنت مین ایک عظیم الشان ہنگامہ ہو گیا - جس کو دیکھو وہ شاہزادہ اسمعیل کا ہی دم بھرنے لگا - دیو نائک کا بیٹا ابراہیم کے امیرون مین داخل ہو گیا تھا - عین الملک کے نام اوس کا ایک خط پکڑا آیا - اوس مین لکھا تھا کہ آپ کا خط پہونچا - رومی خان شہر کے اندر اپنے کام مین سرگرم ہے شہر کے اکثر عماید نے یہان تک کہ ابراہیم کے خدمتگارون نے بھی اوس سے عہد کر لیا ہے کہ جب اسمعیل شاہ حوالی بیجاپور مین پہونچے تو اوسی وقت ابراہیم کو گرفتار کر لین یا خنجر سے اوس کی خبر لے لین - مین شہر کے باہر اپنے کام مین مصروف ہون آپ کا انتظار ہے جلد آئیے - سب کام درست ہو گیا ہے" غرض کہ چارون طرف فساد کھڑے ہو گئے - رایان ملیبار نے بھی بغاوت کی - اور قلعہ چندر کوٹی پر متصرف ہو گیے - بنکاپور کو

بھی آکر لوٹا۔ الیاس خان جو بلگوین کا محاصرہ کیے ہوئے تھا یا تو ڈر گیا اور یا انھین بلواہون کا دل ہین طرفدار ہوگیا۔ قلعہ بلگوین سے ابراہیم کے بلا حکم اوٹھکر چلدیا۔ اور کوچ بکوچ بیجاپور کو چلا آیا جس سے دارالسلطنت ہین ایک تہلکہ عظیم ہوگیا۔ اور سب نے یقین کرلیا کہ ہفتہ عشرہ مین اسمعیل آکر بیجاپور پر قابض ہوجائیگا۔

۱۳۴۔ حمید خان اور سہیل خان کا جاکر عین الملک کو قتل اور اسمعیل کو گرفتار کرنا۔

اب قریب تھا کہ ابراہیم کو تخت سے اوتار کر اوسکا کام تمام کردین مگر ابراہیم نے الیاس خان اور حاجی محمد رومی خان کو جنپر شاہزادہ کی موافقت کا شک ہورہا تھا فوراً گرفتار کرکے قید کردیا۔ اور اسی طرح سے دیونانک اور آبا جی پنڈت کو جسے منصب کارملکی ابراہیم نے دے رکھا تھا پکڑکر جیلخانہ بھیجوا دیا۔ اور اوسی روز تمام امرائے سلطنت کے احضار کے لیے فرمان بھیجے۔ اور چارون طرف سے امرا اور فوجین آنا شروع ہوئین۔ عالم خان دکھنی نے نہایت فرتی کی لشکر کی فراہمی کا انتظار نہ کیا اور صرف پچاس ہی آدمیون سے بیجاپور مین ابراہیم کی خدمت مین آکر حاضر ہوگیا۔ ابراہیم نے حمید خان کو جو ایک مدت سے قید مین تھا جیلخانہ سے نکالا۔ اور اوسکو بڑا مرتبہ دیا۔ اس سبب سے مخلوق کے دل پھرے اور ابراہیم کی طرفداری کا لوگون کے دل مین پھر خیال پیدا ہوا۔ اودھر عین الملک نے جب دیکھا کہ بلگوین پر سے ابراہیم کی فوج بالکل چلی گئی تو اوس نے دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ لیے۔ اور برہان شاہ کو احمدنگر سے چلدیا تھا مگر ازراہ غرور اوس کا کچھ انتظار نہ کیا اور خود ہی بلگوین جاکر شاہزادہ اسمعیل کے سر پر سبز چتر لگایا اور اوسکو بادشاہ بنایا۔ ابراہیم نے یہان سے حمید خان کو بروز چہارشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۹۷۳ھ کو پٹی پڑھاکر بلگوین کو روانہ کیا۔ جب حمید خان غسال پور مین بلگوین کے قریب پہونچا تو عین الملک کا آدمی اوس کے پاس آیا

اور حمید خان سے شاہزادہ کی امداد کے لیے کہا حمید خان نو یہان سے تدبیر سیکھ کر ہی گیا ہے۔ اوس نے کہلا بھیجا کہ مین لڑائی کے لیے نہین آیا ہون - بلکہ شاہزادہ عالم کی امداد کے لیے آیا ہون - اگر آپ جلدی سے بیجاپور کو چلیین تو مین ساتھ ہون - برہان شاہ کے احسان بغیر سلطنت ہاتھ آجائیگی - اوس کا احسان لینا میرے نزدیک مناسب نہین ہے - عین الملک اس فریب کو نہ سمجھا اوس نے جانا کہ حمید خان سچ کہتا ہے برہان شاہ اس وقت پرینده مین آچکا تھا - عین الملک نے اوس کا انتظار نہ کیا - اور قلعہ بلگوین کو چھوڑ شاہزادہ کو ساتھ لے ماہ ربیع الثانی ۹۳۰ھ مین حمید خان کے پاس کو چلا - جب ایک مسطح میدان مین مابین ہتکری وراے باغ کے آگئے - تو وہان ٹھیر گیا کہ ایک دربار منعقد کر کے حمید خان سے شاہزادہ کو سلام کرائے - اور وہان فرش وغیرہ خوب بچھوائے - عین الملک کا ایک عالی خان نام بیٹا تہا اوس نے حمید خان کے اوضاع سے جان لیا تہا کہ یہ ابراہیم کا طرفدار اور اسمعیل کا دشمن ہے اوس نے عین الملک سے کہا کہ مجھے حمید خان سے کھٹکا ہے ہوشیار رہنا چاہیئے - مگر عین الملک نے اوسے تسلیم نہ کیا - آج ۱۶ - ربیع الثانی ۹۳۰ھ کی اور دن جمعہ کا تہا منابر پر اسمعیل کا خطبہ پڑہا گیا - اسمعیل نے اب اپنے آپ کو پورا بادشاہ سمجھ لیا مگر یہ نہ دیکھا کہ دشمن کی فوج سر پر چلی آرہی ہے اوس کی کیفیت اور ارادہ کا دیکھا جائے کہ کیا ہے - جس وقت یہان ٹھنڈے ٹھنڈے چھڑکاؤ ہو رہے تھے اور فرش بچھ رہے تھے - اور اسمعیل شراب وکباب مین مشغول تہا کہ حمید خان نے قریب آکر توپ اور بندوق کے گولون سے سلام کیا ایسی حالت مین ہر کوئی جان سکتا ہے کہ اسمعیل اور عین الملک کو کیسا کچھ اضطراب نہ ہوا ہوگا - عین الملک نے چاہا کہ فوج لیکر کچھ حرکت مذبوحی کرے - مگر ہیبت خان جو حمید خان کے

ساتھ تہا فوج لیکر آگے بڑہا اور عین الملک کے آدمیون کو سنبھلنے سے پہلے ہی جالیا
عین الملک اس تلاطم مین زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا اور اوس کا سر کاٹا گیا۔
اب سہیل خان شاہزادہ کی طرف کو چلا شاہزادہ چاہتا تہا کہ اپنی فوج سے نکلکر عالی خان
اور آنکس خان کی فوج مین چلا جاوے اور وہان سے برہان شاہ کے لشکر سے جا ملے
مگر نشہ کے باعث گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اور حمید خان کے آدمیون نے اوسے
گرفتار کر لیا۔

۱۳۵۔ شاہزادہ اسمٰعیل کا قتل اور برہان شاہ کی واپسی وغیرہ

جب لڑائی کا تصفیہ ہوگیا تو حمید خان نے عین الملک کا سر ابراہیم عادل شاہ کے پاس بیجاپور کو بھیجکر اسمٰعیل کے باب مین ہدایت چاہی۔ ابراہیم نے عین الملک کا سر شارع عام پر لٹکوا دیا۔ اور خانجی ابن شجاعت خان گرد سر سلحداران کو لشکر مین بھیجا کہ اسمٰعیل کو اندھا کر دے۔ مگر اوس کو آنکھین پھوڑنے سے کچھہ ایسا صدمہ پہونچا کہ وہ مرگیا۔ بعد ازان جب حمید خان لوٹ آیا تو عین الملک کا سر ایک بڑی توپ کے منہہ مین رکھکر اوڑا دیا گیا۔ اور یسد نائک تہانہ دار قلعہ مرچ کو جو اب ... سے نکلکر پھر قلعہ پر قابض ہوگیا تہا اور اون لوگون کو گرفتار کر رکھا تہا کہ جنہون نے اوسے قید کیا تہا ابراہیم سے حکم بھیجا کہ باغیون کو قتل کر دے چنانچہ یسد نائک نے اون کے ساتھ سرغنون کو برابر برابر ایک قطار مین بٹھایا اور سب کے سر کاٹکر بیجاپور کو بھجوا دیئے عالم خان کو اس جلدو مین ابراہیم نے مصطفیٰ خان کا خطاب اور سہیل خان کو بڑا مرتبہ عنایت کیا اور تمام اپنے خیر خواہون کو علی قدر مراتب مناصب و مدارج عطا فرمائے۔ جب برہان شاہ کو یہ تمام خبرین پہونچین تو نہایت خجالت سے احمدنگر کو لوٹ گیا۔ عالیخان یا غالب خان عین الملک کا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب جو اوس نے زخمی ہونے پر اوسے کی تہی

اور نیز آنکس خان لڑائی سے پہلے اپنے مستورات کو لیکر بہاگ گیے تہے اور پنکنڈہ مین جا کر پناہ لی تہے - ان مین سے آنکس خان چند روز کے بعد ابراہیم عادل شاہ کے پاس قول نامہ لیکر چلا آیا اور اوسکی جاگیر اوسے بہر مل گئی -

۱۳۶ - شہر حیدرآباد کا آباد ہونا | گولکنڈہ کی آبادی ابراہیم قطب شاہ کے ہی زمانہ مین بہت بڑہ گئی تہی اور اب جبکہ نظام شاہی سلطنت تباہی کے کنارہ لگ گئی اور خاندیس کی حکومت بہی اوجڑ گئی تو اکثر آدمی آوارہ ہوکر ادہر اودہر چلے گیے اور گولکنڈہ مین آ بسے - محمد قلی قطب شاہ عیش دوست اور خوش مزاج آدمی تہا اوس کی عیش پرستی کے باعث گولکنڈہ کی آبادی اور بہی بڑہ گئی تہی اور ایسی گنجان ہو گئی تہی کہ اکثر بیماری پہیلتی رہتی تہی اور ایسی بڑی بادشاہت کے لیے اوسکی دارالسلطنت ایسی چہوٹی موزون بہی نہ تہی اس لیے محمد قلی کو فکر ہوئی کہ کہین دوسری جگہہ ایک شہر بساکر اوسے اپنا دارالحکومت بنائے سنہ ۹۹۹ھ مین اتفاقاً وہ سیر و شکار کے لیے سوار ہوا - جب وہ تین چار کوس نکلکر اوس مقام پر آیا کہ جہان اب حیدرآباد بسا ہے تو اوس کو یہ میدان موسی ندی کے کنارہ سرسبز دکہائی دیا اور شہر بسانے کے لیے نہایت پسند آیا - پہر منجمون کو بولاکر ساعت مسعود نکالی اور اس شہر کی بنیاد ڈالی - اوس شہر مین اوس نے نہایت بڑے چار بازار اور بڑے اونچے چار طاق بنوائے - اور ہر ایک بازار مین سڑکین اس طرح پر نکالین جو ایک دوسرے کو زاویہ قایمہ پر قطع کرتی تہین - اور اون کے تقاطع سے چوراہے بنتے تہے - پہر سڑکوان کے کنارے پانی کی نہرین جاری کین - اون کے کنارہ کنارہ سایہ دار درخت لگوائے اور اپنے رہنے کے عمارت شمالی طرف کو تعمیر کرائے - کہتے ہین کہ اوس کی بنائی ہوئی صرف چودہ ہزار دکانین تہین اور

حمام اور خانقاہ مدرسہ مسجد لنگرخانہ مہمانخانہ بارہ ہزار کے قریب تھے۔ اور جتنی عمارات
تہین تمام چونہ اور پتہر کی بنائی گئی تہین - اس زمانہ مین محمد قلی ایک ہندو عورت ۔ بہاگ
متی پر عاشق تھا اور اوس کا رتبہ بہت بڑہا دیا تہا - ہزار سوار اوس کے جلو مین چلا
کرتے تھے اور دربار مین وہ بڑے بڑے امرا کیطرح آیا کرتی تہی اسی واسطے اس
شہر کا نام اوسی کے نام پر بہاگ نگر اوس نے رکہا - مگر جب وہ مرگئی - اور مخلوق نے
اوسے شرم دلائی - تو پہر اس کا نام سترہ برس کے بعد حیدر آباد رکہدیا - لیکن پہر بہی اچھی
طرح اوس کا نام حیدر آباد قطب شاہی سلطنت کے اخیر دم تک عالم مین نہ پہیلا -
اور اوس وقت تلک عوام مین بہاگ نگر ہی مشہور رہا - جب تک کہ یہان مغلون کی عملداری
نہین قایم ہوئی - مگر حیدر آباد کی آبادی محمد قلی کے ہی ایام حکومت مین ایسی کثرت سے
ہو گئی تہی کہ دکن مین ایک بڑا نامی شہر سمجہا جاتا تہا اوس کے باغات اور تفرج گاہین
چارون طرف دس دس کوس تک پہیل گئی تہین - اور مذکورہ ابراہیم پٹن ہونگیہ پتلچور جسے
اب پٹن چرو کہتے ہین اوس کی چارون حدین ہو گئی تہین - اور حوالی بلدہ کے دیہات
و قصبات سے چار لاکہہ ہون یا اٹہارہ لاکہہ روپیہ چہرہ شاہی وصول ہوتے اور کل اخراجات
مطبخ شاہی اور انعام واکرام سادات مین صرف ہوتے تھے -

۱۳۰ - ابراہیم برید اور قاسم برید ثانی والیان بیدر -

علی برید نے ۹۸۰ھ مین کوئی دو امتوی باہ کہائی تہی اور بوڑہاپے مین نوجوانی کے مزے لینے کا ارادہ کیا تہا کیونکہ خدا کی
دی ہوئی طاقت کو عیاشی مین اوڑا دیا تہا از قدرتی بوڑہاپے کے وقت سے پہلے
ہی طاقت جوانی زائل کر چکا تہا - مگر اس دوا نے کچہہ ایسی گرمی کی کہ جان پر آبنی - اور ۴۸ برس
کی حکمرانی کے بعد مر گیا - اس وقت اوس نے دو بیٹے ابراہیم اور قاسم چہوڑے - ابراہیم چونکہ

بڑا تہا۔ امرا نے باپ کی جگہہ اوسے تخت نشین کیا۔ سہیل خان دکہنی امراے بریدیہ
مین سے ایک شخص تہا وہ ابراہیم برید کے برخلاف تہا اوس نے چاہا کہ قاسم
برید کو تخت پر بٹہاسے۔ اور اس غرض کے لیے ابراہیم عادل شاہ سے استعانت کی۔ اور
رات مین قاسم برید کو لیکر کوہیر کی طرف کو بیدر سے بہاگ گیا۔ مگر ابراہیم عادل شاہ
کے یہان خود اوس وقت جہگڑے فساد ہو رہے تہے وہ مدد کیا دے سکتا تہا۔
اس لیے سہیل خان دکہنی نے ہی خود کچہہ آدمی جمع کیے اور اطراف بیدر مین غارت
کرنے لگا۔ ابراہیم برید نے تین ہزار آدمی اون کی تنبیہ کو بہیجے۔ جس سے سہیل خان
اور قاسم برید بیجاپور کو جان بچا کر چلے گیے مگر وہان بہی کچہہ دال نہ گلی۔ تو پہر ابراہیم برید سے
قول وقرار لیکر اوس کے پاس چلے آئے چونکہ قاسم کے اطوار سے ابراہیم برید کو خطرہ معلوم
ہوتا تہا اس لیے چند عرصہ کے بعد قاسم کو اوس نے قید کر دیا۔ جب ۹۸۸ھ مین کشور خان
عادل شاہی بیجاپور سے بہاگ کر احمد نگر کو گیا۔ اور وہان سے پہر گولکنڈہ کو واپس ہوا تو بیدر
مین بہی اوسکا گذر ہوا تہا اس وجہ سے بعض لوگون نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا تہا
کہ کشور خان اپنا کچہہ مال و اسباب ابراہیم برید کے پاس چہوڑ گیا ہے وہ ابراہیم برید سے
لینا چاہیئے اگرچہ یہ بات محض غلط تہی۔ مگر ابراہیم برید کے انکار کو ابراہیم عادل شاہ نے
نہ مانا اور چاہا کہ اوس پر ۹۸۹ھ مین لشکر کشی کرے۔ مگر عادل شاہی عملداری مین خود ہی فتنہ
و فساد اوٹہہ کہڑے ہوئے کہ جس سے عادل شاہ کا ارادہ دل کا دل ہی مین رہ گیا
اسی سبب سے جب قطب شاہ اور نظام شاہ نے بیجاپور پر اوس وقت لشکر کشی کی۔ تو
ابراہیم برید بہی اون کے ساتہہ بلدرک اور بیجاپور کو مدد کے لیے گیا۔ جب وہان سے
لوٹ کر آیا تو ۹۹۰ھ مین خاتونان حرم کی سفارش سے قاسم برید کا قصور معاف کر کے

اوس کو قید سے چہوڑ دیا - پہر جب دلاور خان نے میران حسین کو ابراہیم عادل شاہ کی
سپرد دینے کے باعث سلطنت نظام شاہی برہان کی تو ابراہیم برید اوسہ
اور گیر قندہار دلا دینے کے وعدہ پر اوس کی مدد کو اوسہ کے محاصرہ کو گیا - لیکن جب وہ
قصہ رفع ہوگیا تو بے نیل مرام لوٹ آیا - اور اپنے دل مین نہایت پریشان ہوا - اور
سوچ مین تہا کہ کیا کرے اسی زمانہ مین مرزا عزیز کوکہ سپہ سالار اکبر بادشاہ سے
دکن مین تاخت کی ابراہیم برید نے سنی ہونے کے باعث اوس کی امداد پر کمر باندہی
تاکہ اکبر کے خیر خواہون مین شامل ہو جائے - اور دکنی بادشاہون کے مقابلہ مین
اوس کو وقعت حاصل ہو مگر مرزا عزیز کوکہ کو اپنی تاخت مین جب کامیابی نہ ہوئی تو ابراہیم
برید چپکا اپنے گہر مین بیٹہا رہا بعد ازان اخیر ۹۹۴ھ مین کل سات برس حکومت کر کے
مر گیا اور شہر بیدر کے مغرب جانب کو اپنے باپ دادون کے مقبرون کے پاس مدفون
ہوا - ابراہیم برید کا کوئی بیٹا نہ تہا اس لیے امرا نے اوس کے بہائی قاسم برید کو ہی
تخت نشین کیا - اس نے دلاور خان کو اپنے پاس چہہ مہینے تک رکہا اس سبب سے
ابراہیم عادل شاہ اس پر لشکر کشی کرنا چاہتا تہا مگر چونکہ اوسی زمانہ مین اسمعیل برادر ابراہیم عادل شاہ
نے اپنے بہائی سے بغاوت کی - اس وجہ سے قاسم برید کو کچہہ تکلیف نہ ہوئی - پہر
یہ بہی تین برس اور کئی مہینے حکومت کر کے ۹۹۸ھ مین مر گیا - اور اپنے بہائی کے
قریب دفن کیا گیا -

۹۹۹ھ برہان شاہ کی شکست اور بیماری کے باعث ابراہیم اپنے بیٹے کو ولی عہد کرنا -	قاسم برید ثانی کے بعد اوس کا بیٹا علی برید ثانی باپ کے ملک کا مالک ہوا - اس وقت برید یہ سلطنت مین صرف حوالی بیدر کے آٹھ محال یا پرگنہ باقی رہ گیے تہے - اوس کی خود مختاری صرف

اس سبب سے تہی کہ پاس پڑوس والون کو اپنے ودسرے معاملات سے فرصت نہ تھی اب عادل شاہ نے چاہا کہ اوس کا ملک اپنی حکومت مین داخل کرنے علی بریدکو اوس نے لکھا کہ امیر برید کے زمانہ مین بیدر عادل شاہی حکومت مین داخل ہوگیا تہا اور یہ مقام اوسے اوسے قندہار کلیان کے دینے کے وعدہ پر دیدیا گیا تہا۔ مگر چونکہ اوس نے وعدہ پورا نہ کیا۔ اور وہ قلعے نظام شاہی حکومت مین چلے گیے اس لیے چاہیئے کہ قلعہ بیدر ہم کو دیدو۔ اس پیغام سے علی برید کو سخت تشویش ہوئی۔ اور اوس نے برہان کو لکہا کہ آپ میری مدد کیجئے ورنہ میرا ملک لینے کے بعد ابراہیم عادل شاہ آپ کو بہی نقصان پہونچائے گا۔ اودہر چونکہ قلعہ چندرکوٹی کا بلوہ وینکٹادری راے بنکنڈہ کی تحریک سے ہوا تہا۔ اس لیے اوسکو یقین تہا کہ اب جب کہ ابراہیم عادل شاہ خانگی دشمنون سے فارغ ہوگیا تو اپنے قدیمی مقبوضات کے استرداد کی کوشش کریگا اور مجہسے بہی ضرور پرخاش کرے گا۔ اس لیے اوس کو بڑی فکر ہوئی۔ عالی شاہ نے اوس سے کہا کہ برہان شاہ سے آپ ملجائیے اور اوس کے اتفاق سے ابراہیم پر لشکرکشی کر کے شمال جنوب سے اوس کا کچھہ ملک چہین لیجئے۔ تاکہ اوس کی طاقت کم ہوجاے اور اوس سے پہر اندیشہ نہ رہے۔ راے بنکنڈہ نے اس راے کو پسند کیا اور برہان شاہ سے کہا کہ دو ابراہیم کی قوت بہت زیادہ ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا گیا تو سلاطین دکن کو اوس سے نقصان پونچے گا شاہ درگ اور شولاپور آپ لے لیجئے۔ اور بنکاپور اور مدگل مین لیے لیتا ہون۔ برہان شاہ کی تو یہ آرزو ہی تہی اوس نے فوراً غرہ جمادی الاول ۹۳۱ھ کو دس بارہ ہزار سوار مرتضی خان انجو سپہ سالار کو دیکر شاہ درگ اور شولاپور کی فتح کے لیے بہیجے اور اخلاص خان مولد اور شیخ عبدالسلام وغیرہ امراے غریب کو ساتھہ کیا اور کہا

کہ مین بھی اچھا ہوتے ہی برار فوج لیکر آتا ہون - ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ برہان شاہ کا حملہ علی برید کی تحریک سے ہوا ہے اس لیے اوس نے اپنے سالے محمد قلی قطب شاہ کو اپنی مدد کے لیے آمادہ کیا - اور بیدر پر اوسے حملہ کو بھیجا - مگر علی برید نے وینکٹادری کو لکھا کہ بنکاپور اور مدگل کی تسخیر کو ملتوی کر کے آپ محمد قلی کی عملداری پر تاخت کیجئے کہ جس سے وہ بیدر کے ملک پر نہ آئے - اس سبب سے محمد قلی نے بیدر کو چھوڑ کر کرناٹک کا رخ کیا - غرض مرتضیٰ خان وغیرہ جب پرینڈہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ ابھی تک کرناٹک کے راجا نے کچھہ بھی نہین کیا - اس لیے اس فوج نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا مگر تہراول اور ان کے ساتھہ کے تاراجی فوج عادل شاہی عملداری مین لوٹ مار کرنے لگی - ابراہیم عادل شاہ نے پہلے ہی امراے سرحد کو برہان شاہ کے ملک مین غارت کا حکم دے رکھا تھا اب اور بھی روک کے لیے کچھہ بر کی فوج بھیجدی - اسی جنگ تاراجی مین اوزبک بہادر ایک نظام شاہی سردار مع بہت سے سپاہیون کے مارا گیا جس سے برہان شاہ کی فوج مین بددلی اور احمدنگر مین برہان سے ناراضی پیدا ہوئی - اور برہان کو بھی جمادی الثانی ۱۰۰۳ھ مین رنج کے باعث بخار زیادہ ہوگیا اور اسی کے ساتھہ سوداالتنیہ اور اسہال خونی کا بھی زور ہوگیا - کہ جس سے اطبا کی علاج سے ہمت ٹوٹ گئی - برہان شاہ نے مجبورًا اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو بلاکر ولیعہد کیا - اور اسمٰعیل کو مہدوی اور غریبون کے دشمن ہونے کے باعث قتل کرادیا۔

۱۳۹ - اخلاص خان کی بغاوت اور برہان شاہ کی موت

اسی بین ۹ رجب کو ایسی خبر آئی کہ جس سے لوگون کو خیال ہوا کہ شاید برہان مرجائے - اخلاص خان ایک حبشی زادہ تھا اور اس وقت لشکر مین اوس کے مقابلہ مین کوئی امیر نہ تھا - اوس نے تمام سنی امرا کو متفق

کرلیا - اور چاہا کہ جمال خان کی طرح مرتضی خان وغیرہ امرا سے غریب کو قتل کرڈالے اور مرتضی خان کے لشکر مین مشہور کرادیا کہ برہان شاہ مر گیا جس سے غریبون مین ایک بڑی ہل چل مچ گئی مگر مرتضی خان بہی ہوشیار تہا وہ فوراً مسلح ہوگیا - اور اپنے رفقا کو ساتھ لیکر احمد نگر کو چلدیا - بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے مرنے کا یقین ہوگیا اس لیے وہ اور نیز قزلباش خان وغیرہ بہت سے امیر حبشی دکہنیون کے خوف سے اپنے ساتہیون سمیت بیجاپور کو بہاگے شیخ عبد السلام نے حبشی اور دکہنیون کی دوستی پر اعتماد کیا اور وہین ٹہیرا رہا - مگر ان بلوائیون سے دوستی کے تیال کی کب امید ہوسکتی ہے اونہون نے اوس بیچارہ کو مار دیا - جب اخلاص خان کو یہان سے فراغت حاصل ہوئی تو اب وہ برہان شاہ کے استیصال کے لیے احمد نگر کو چلا برہان شاہ نے پہلے تو اوسے نرمی سے پہیرنا چاہا - مگر جب اوس نے نہ مانا تو ایک پالکی مین سوار ہوا اور ابراہیم کے سر پر چتر اور آفتاب گیر لگا کر اوس کے مدافعہ کو نکلا - اور ہمایون پور مین جسے اوس کی مان خونزہ ہمایون نے آباد کیا تہا اوسی روز آکر قیام کیا - دوسرے روز لڑائی ہوئی - اخلاص خان شکست فاش کہا کر پرینڈہ کو بہاگ گیا - مگر اس لڑائی کی محنت سے برہان شاہ کی بیماری ایسی قوی ہوگئی کہ دوسرے روز ۸ اشعبان ۱۰۰۳ھ کو طائر روح نے پرواز کیا - برہان شاہ نے چار سال سولہ روز بادشاہی کی احسان فراموشی عیاشی اور ناخدا ترستی دوست و دشمن مین تمیز نہ کرنا اس کی صفتین تہین - اس نے اپنے عہد مین جو بڑا کام کیا وہ یہی تہا کہ اوس شیعہ مذہب کو اور چار برس احمد نگر مین زندگی دے گیا جو مرتضی شاہ کے بعد یہان سے رحلت کر گیا تہا - غریبون کا بڑا قدردان تہا مولانا ظہوری نے ساقی نامہ اپنے مخترعات سے اسے کے نام پر لکہا ہے جس مین قریب چار ہزار بیت کے ہین - اکثر فارسی ہا کے

شعرا اوسکو پسند کرتے ہین - برہان شاہ نے ۱۰۰۰ھ مین چاہا تھا کہ ہندوون کے سکہ کے بجاے جو اس وقت تک تمام دکن مین مروج تہا اسلام کا سکہ جاری کرے - اور اماموں کے نام کا سکہ زر سرخ پر سکوک کرایا - مگر چونکہ اوسے موت نے فرصت نہ دی اس لیے اور نیز اوس کے بعد کے ہرج مرج کے باعث اوس کے سکہ کا رواج نہ ہوا - سواے اس کے ہندوون نے بھی اوس کے سکہ کو تعصب کے باعث گلا کر فنا کر دیا - ہندوون کو ہمیشہ اسلامی سکہ سے تعصب رہا ہے اور اون کو اس وجہ سے کہ مسلمان یہ پیشہ نہین کرتے ہمیشہ سکہ اسلامی کے برباد کرنیکا موقع ملا ہے پھر اسی برہان نے برہان آباد ایک شہر بھی اپنے نام پر احمدنگر کے قریب آباد کیا تہا جو چند روز کے بعد تباہ ہو گیا -

۱۴۰ - محمد قلی قطب شاہ کا حملہ کرناٹک پر اور موسلمورک و نندیال و نکلکوز و جنگل مری و کنڈی کوٹہ وغیرہ علاقجات کی فتح -

اوپر ہم لکھہ آئے ہین کہ راے پنکنڈہ کی حملہ آوری کی وجہ سے محمد قلی قطب شاہ نے اوس کی عملداری پر فوج کشی کی تہی اب اوس کا حال سنئے محمد قلی نے خود لشکر لیا - اور پہلے موسلمورک پر چڑہائی کی - یہ مقام راے پنکنڈہ کے توابعات سے تہا - اہل قلعہ نے محمد قلی کو توپون سے جواب دیا - اس پر قطب شاہی فوج نے اوسے محاصرہ کرکے اول تو اہل قلعہ کو خوب تنگ کیا - اور پھر دیوارون پر چڑہکر اندر گہس گیے اور بڑے قتل کے بعد اوس پر قبضہ کر لیا - اس زمانہ مین ہمراج رامراج کا داماد اور نرسم راو رامراج کا بہانجا نندیال اور نکلکور کے قلعون پر قابض تہے جب محمد قلی کا موسلمورک پر قبضہ ہو گیا تو اوسے اپنے معتمد سردار کے بہروسے کرکے ملک امین الملک کے سپہسالاری مین نندیال اور نکلکور کو فوج بہیجی اور پیچہے سی

خود بہی وہان جا پہونچا۔ چونکہ محمد قلی قطب شاہ کی قوت کو یہ لوگ دیکہہ چکے تہے انہون نے کامل اطاعت اختیار کرلی۔ بعدازان محمد قلی نے اطراف وجوانب مین اور فوجین بہیجین اور جن لوگون نے اطاعت نہ کی اون کو خوب سزائین دین کہ جس سے راے جنگل مری اور چودہری علاقہ حرول و نندنات ودول وچتور وکندی کوٹہ سب مطیع وفرمان بردار ہوگیے مگر معلوم نہین کہ نرسم راج راے کندی کوٹہ نے پہر کیا کیا۔ جس سے محمد قلی نے ملک امین الملک کو اوس کے تنبیہہ کے لیے فوج دیکر روانہ کیا۔ اوس نے پہلے تو اوس کے علاقہ مین خوب قتل وغارت سے ملک کو تباہ کیا۔ اور پہر جب محمد قلی بہی وہان پہونچ گیا تو پہر توپون سے اوس قلعہ کو ڈہانا شروع کیا اور جو بت خانہ کہ اس قلعہ پر مدت ہاے دراز سے بنا ہوا تہا اور جس مین سونے کی مورتین رکہی ہوئی تہین حیدری توپ کے گولون سے ڈہا دیا اس پر نرسم راج مجبوراً قلعہ سے باہر آیا اور تحفے تحائف دیکر جان ومال کی امن کا خواستگار ہوا۔ اور محمد قلی کا قلعہ پر قبضہ ہوگیا۔ یہ واقعہ شروع سنہ ۱۰۰۳ھ کا ہے۔

۱۴۱ - محمد قلی قطب شاہ کا پنکنڈہ پر محاصرہ اور ناکامیاب واپس ہونا

چونکہ وینکٹ پتی نے جو رامراج کی سلطنت کا وارث سمجہا جاتا تہا بیجانگر کو چہوڑ کر پنکنڈہ کو اپنا دارالحکومت بنایا تہا اور یہ محمد قلی کے ملک کی عین سرحد پر تہا اور اوس نے قطب شاہی علاقہ مین دست اندازی بہی کی تہی۔ اس لیے جب علاقہ مابین فتح ہوگیا تو محمد قلی نے راے پنکنڈہ کے قلع قمع پر کمر باندہی اور پنکنڈہ پر پہونچا۔ وینکٹ پتی اس وقت غالباً لڑائی کے لیے تیار نہ تہا وہ فوراً قلعہ مین متحصن ہوگیا۔ اور محمد قلی نے اوس کا محاصرہ کیا۔ وینکٹ پتی نے جب دیکہا کہ اس وقت زور سے کچہہ کام نہین چلتا تو اوس نے یہ چال اوس کی کہ یراج تیما اور اپنے پیشوا اور پادیا حتی ایک معتمد سردار کو تحفے دیکر محمد قلی کے پاس کامل اطاعت قبول کرنے

کے وعدہ پر بہیجا۔ محمد قلی۔ نے خوش ہوکر اوس کی درخواست کے بموجب محاصرہ اوٹھا لیا۔ اب ویںکٹ نے نہایت ہی جلد اور بڑی احتیاط سے تین روز کے اندر کثرت سے غلہ اور مایحتاج قلعہ مین جمع کرلیا۔ اور اسی عرصہ مین جگدیو راو وگلز نگ ستی وتواہراج ومیا سامی دار وغیرہ سردار کو تینس ۳۰ ہزار پیادہ اور سوار اور چار ہزار بندوقچی لیکر قلعہ کے مدد کو آگئے۔ جب اس طرح ویکٹ پتی نے اپنا استحکام کرلیا۔ تو چوتھے روز محمد قلی کے مقابلہ کو تیار ہوا اور ادہر کیلندر راجہ اودگیر کو بہڑکایا۔ جس سے اوس نے محمد قلی کے علاقہ مرتضی نگر مین لوٹ مار کے لیے اپنے داماد اور یاس رائے کو بیس ہزار فوج سے بہیجا۔ اب فریقین کی حالتون مین بڑا فرق ہوگیا تہا۔ قلعہ کے استحکام مین اب کچہ شک باقی نہ تہا۔ محمد قلی کے پاس رسد کم تہی۔ سواے اس کے بارش کا موسم سرپر آگیا تہا۔ اور دریاے کشنا بیچ مین حائل تہا جس سے برسات مین آنا جانا سخت دشوار تہا اس لیے محمد قلی نے کنڈی کوٹہ منجہ خان سرنوبت کے حوالہ کیا اور موسلمورک مین آسیر اوا اور ننندیال مین جگت راو وغیرہ نایکواڑیون کو مقرر کیا۔ اور حیدر خان اور خانخانان اور ساباجی وغیرہ سردارون کو مرتضی خان کی سپہ سالاری مین وہان چہوڑا اور خود دارالسلطنت کو واپس چلا آیا۔

۱۶۱ - اژدہا خان قطب شاہی سردار کی کیلندر راجہ اودگیر پر فتح۔ اور رستم خان کی شکست یلمراج اور منوراج سے کرناٹ مین

محمد قلی نے حیدرآباد مین آتے ہی پہلے مرتضی نگر کا بندوبست شروع کیا۔ اور افضل خان جو وہان کا حوالدار یعنی حاکم تہا راجہ اودگیر پر ایلغار کرکے براہ اہنول فوج لیکر پہونچا اور راجہ اودگیر مین تاخت وتاراج شروع کردی۔ راجہ اودگیر بہی اوس کے پیچہے ہی پیچہے وہان آیا اور عصر کے وقت فریقین کا سامنا ہوگیا۔ چونکہ کیلندر کی فوج بہت تہی اس لیے

اوس نے افضل خان کو ایک میدان مین گھیر لیا۔ اور اگر اوس وقت اژدہا خان ایک
سردار پانچ سو سوار کماندار لیکر نہ آجاتا تو افضل خان کا کام تمام ہو چکا تہا۔ مگر اژدہا خان
کے آجانے اور مسلمانون کے ذاتی دلاوری سے ہندوون کو شکست ہوئی اور
اون کے تین ہزار آدمی میدان مین رہے باقیون نے بہاگ کر جان بچائی۔ اودہر
جب وینکٹ پتی سے نے دیکہا کہ بارش اور دریاے کشنا کی سیلابی کے باعث راستہ
مسدود ہو رہا ہے تو یتمراج اور گلرنگ پتی۔ اور منوبراج کے اتفاق سے ایک لاکھ
سوار و پیادہ لیکر کندی کوٹہ پر آیا۔ اور سنجر خان کو محصور کیا۔ مرتضی خان نے اس
سبب سے اپنے ہمراہیون کو لیکر بیجانگر کی عملداری مین لوٹ مار مچائی۔ اور کرپاک تک
چلا گیا جہان اوس زمانہ مین ایک بڑا بت خانہ تہا اور وہ ایک بڑا نامی مقام تہا۔ اوسے
خوب لوٹا اور حوالی سے بہت روپیہ وصول کیا۔ اس پر وینکٹ پتی سے نے یلمراج اور منوبراج
کو دس ہزار سوار دیکر مرتضی خان کے دفعیہ کو بہیجا۔ مرتضی خان کے پاس فوج بہت
تہوڑی تہی۔ اس لیے ہندوون نے اونہین آکر گہیر لیا۔ گو اس جگہ مسلمان اپنی بہادری
کے باعث بچ گئے۔ مگر حیدرآباد مین بڑی تشویش ہوئی۔ رستم خان ایک شخص احمدنگر
سے محمد قلی قطب شاہ کے پاس چلا آیا تہا۔ اور بڑے بڑے وعدے کیا کرتا تہا محمد قلی
نے اوس کی درخواست پر اوسے اور غضنفر خان سر نوبت کو پانچ ہزار سوار دیکر مرتضی خان
اور سنجر خان کی مدد کو بہیجا۔ جب یہ رستم خان وہان پہونچا۔ تو غالباً مرتضی خان کو جو
دو مہینے سے ہندوون کا مقابلہ کر رہا تہا اوس کی سپہ سالاری سے رنج ہوا۔ اب
جب دونون سردارون نے طرز جنگ کی نسبت مشورہ کیا تو مرتضی خان نے کہا کہ چونکہ
مسلمان تہوڑے ہین اور ہند دکثرت سے ہین اس لیے ہمین جنگ قزاقی کرنا چاہیے

ہندوون کو مارین اور رسد لوٹین اور بھاگ جائین میدان کا مقابلہ ہماری طاقت سے باہر
ہے۔ رستم خان کی رائے اس کے برخلاف ہوئی رستم خان نے کہا چونکہ مین سپہ سالار
ہون میری رائے سے لڑائی لڑنا چاہیئے۔ غرض کہ رستم خان نے وینکٹ پتی کی فوج
پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اور جو ندی کہ فریقین کے درمیان تھی اوسے عبور کرکے ہندوون کے
سامنے ہوا۔ مسلمان ایسے مقام پر تھے کہ جہان بکثرت دلدلی زمین تھی لڑائی شروع ہوئی
ہندوون نے عین ہنگامہ جنگ مین ایک زرو گاے لی۔ اور اوس کے اوپر
طرح طرح کے رنگ لگاے اور اوس کے بدن اور سینگون پر زنگارنگ کے خط
کھینچے اور یہ جادو بنا کر مسلمانون کے لشکر کی طرف بھگا دیا۔ مسلمان اس طلسمات کو
دیکھکر ڈرے اور ہندوون کے دل بڑہے۔ رستم خان پر اس جادو نے وہ اثر لیا کہ نمک
کی طرح اوس کا زہرہ پگلنے لگا۔ اور فوج کو چھوڑ یکایک بھاگ نکلا۔ اس وقت ہندوون
نے اپنے دل کی مراد خوب پوری کی۔ مسلمانون کو خوب قتل کیا۔ مرتضی خان نے
اپنے ادمیون سمیت بمشکل جان بچائی مگر تمام اسباب اور سامان جنگ ہندوون نے
چھین لیا۔ جب اس شکست کی خبر محمد قلی کو پہونچی تو اوس نے حکم دیا جس سے کہ رستم خان
کو زنانہ کپڑے پہنا کر اور منہ سرخ و سفید کرکے عملداری سے نکال دیا گیا اور مرتضی خان
وغیرہ کو دلدہی کے لیے کچھ خلعت وغیرہ بھیجے۔

۱۴۲۔ اعتبار خان قطب شاہی کی فتح راجہ نرسانیدوالی اپنکیبر پر۔ او شہر کولسطہی تک تاخت و تاراج

اب محمد قلی قطب شاہ نے اعتبار خان یزدی کو جسے افضل خان کے بجاے اوس نے مرتضی نگر کا حوالدار کیا تھا حکم دیا کہ علم خان و خانخانان و ساباجی و بھالی راو وغیرہ سلحداران غریب و ترکمان کے ساتھ جن کی جاگیرین اس علاقہ مین تھین

علاقہ کرناٹک پر حملہ کرے۔ اس لیے اس نے اپنی سرحد پر بڑھکر لوٹ مار مچا دی۔
یہان قلعہ اینکیر کا قلعہ اوس وقت بڑا قلعہ گنا جاتا تھا۔ جس کا دور چھہ فرسخ کا بتاتے ہین
اور ایک بلند پہاڑی پر بنا ہوا تھا اوس کی راے کا نام نرسانید تھا۔ یہ ضرور ہے کہ راے
پنکنڈہ کے ساتھ مسلمانون کے مقابلہ مین یہ بھی شریک ہوگا۔ مگر تاریخ قطب شاہی مین
جیسے اس تاریخ والا اور کسی اسباب کا ذکر نہین کرتا ہے اسی طرح اسکا بھی کچھہ ذکر نہین
ہے۔ نرسانید نے جب مسلمانون کی تاخت وتاراج کی خبر سنی تو اوس نے پچاس ہزار
پیادہ اور دو تین ہزار سوار اور کئی ہزار بانکاری اور بندوقچی جمع کئے۔ اور ایک روز رات مین
دس ہزار پیادہ بانکاری دیکر اپنے ایک سردار کو شبخون مارنے کے لیے بھیجا۔ اور اونہون
نے آکر لشکر کو چارون طرف سے گھیرا اور چاہتے تھے۔ کہ بان مار کر لشکر کو تباہ کردین۔
مگر اتفاقاً اوس وقت بارش آگئی۔ اور تمام بان اونکے بھیگ گئے کہ جس سے بان آگ
نہ لے سکے۔ اور مسلمانون کو خبر ہوگئی۔ انہون نے اوٹھکر اون کی خوب خبر لی۔ جب
اعتبار خان نے دیکھا۔ کہ ہندوون کو اس قدر جرات ہے تو اوس نے اپنا خوب انتظام
کیا۔ اور علم خان وخانخانان وسایاجی کو پانچ ہزار سوار دیکر اور ابوالخیر بیگ ومہدی قلی بیگ
واسکندر آقا وحسن علی فردوسی وکلب علی بیگ وغیرہ سلحدارون کو اون کے ہمراہ کر کے
حملہ کا حکم دیا۔ دوسرے روز میدان مین مقابلہ ہوگیا۔ ہندوون نے اپنی کثرت کے باعث
مسلمانون کو بیچ مین لے لیا۔ اور سخت نقصان پہونچایا۔ کتنے ہی نامی آدمی مجروح
اور مقتول ہوئے۔ اعتبار خان بھی تیار تھا۔ وہ اس حالت کے دیکھتے ہی اپنے
بقیہ کل فوج سے کمک کو آگیا۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ تین چار ہزار ہندو مارے
گئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوگئی۔ پھر تو اعتبار خان اپنی فوج کو لیکر آگے بڑھا اور شہر کا ستری

تک چلا گیا - جو یہان سے کتنے ہی دنون کا راستہ تہا - اور نہایت آباد مقام تہا - اور وہان خوب تاخت و تاراج کرکے لوٹ آیا - اور ایسا رعب داب بٹہایا کہ پہر وہان کے راجاؤن مین سے کسی نے لوٹتے وقت چون بہی نہ کیا - اس کے بعد کئی سال تک اعتبار خان نے اوس طرف تاخت کی - مگر تاریخ مین اوس کی تفصیل مطلق نہین ہے -

۱۴۴ - محمد قلی کے پٹہان اور ہندو جاگیردارون کی بغاوت اور امین الملک کا اوسے فرو کرنا

محمد قلی کا مزاج عیش دوست تہا وہ تفصیلی کامون کی طرف توجہ بہت ہی کم کرتا تہا - اپنے ملازمون پر چھوڑ دیا کرتا تہا - اس زمانہ مین ملک امین الملک میر جملہ کو اوس نے بڑا اختیار دے رکہا تہا - یہی مالگذاری تحصیل کیا کرتا تہا - جب اس کے محلدار علاقہ مرتضی نگر مین مالگذاری کی تحصیل کرنے کو گئے - اور اونہون نے علم خان پٹہان اور بہائے راو جاگیردارون پر جا کر نہایت سختی کی تو انہون نے اس گہمنڈ مین آکر کہ ابہی بادشاہ کی نہایت خیر خواہی کرکے ہندوون پر ہم نے فتح حاصل کی ہے اوس سختی کی برداشت نہ کی اور محمد قلی کی ناقدر دانی کے باعث سرکشی پر آمادہ ہوگئے - اور جو اپنے ساتہہ کے جاگیردار تہے اونہین بہی اپنا ہمراے کر لیا - اور علاقہ مرتضی نگر مین ایک فساد مچا دیا - اور اعتبار خان کے مقابلہ کو تیار ہوگئے - جب لڑائی ہوئی تو اعتبار خان کی فوج مین بہت سے سلحدار و پٹہان سپاہی نکلکر باغیون سے مل گئے - اور اعتبار خان کے ساتہی کثرت سے بہاگ گئے اس وجہ سے اعتبار خان نے بہاگ جا کر جان بچائی - جب یہ خبر محمد قلی کو پہونچی اور اعتبار خان کی عرضی اوس نے پڑہی تو اوس نے فوج کی تیاری کا حکم دیا اور تمام اراکین کو جمع کرکے اس حال کو اون سے بیان کیا - چونکہ ملک امین الملک کی وجہ سے بغاوت برپا ہوئی تہی اوس نے درخواست کی کہ مجہے ہی اس بغاوت کے فرو کرنے کے

اجازت دیجائے - اس لیے محمد قلی نے اُس کی درخواست قبول کر کے دس ہزار آدمیون سے مرتضی انگر کو روانہ کیا اس نے سرحد مرتضی نگر پر پہونچتے ہی مفسدون کو گرفتار اور قتل کرنا شروع کیا - اور جب کپلند چودھری مرتضی نگر حاضر ہوا تو چونکہ اوس نے پہلے بھی سرکشی کی تھی اور اب اس بغاوت مین بھی اوس نے کمک پہونچائی تھی اوسے فوراً قتل کر دیا - اور اوس کے ساتھ بہت سے مقدم اور چودھریون کو مروا دیا - جب عظیم خان وخانخانان بہالے راو وغیرہ باغی سرداروں کو معلوم ہوا - کہ ملک امین الملک ایک زبردست فوج سے آگیا تو باوجود اس کے کہ ان کے پاس بھی چھ سات ہزار آدمی تھے اور قلعہ اون کی کوخوب مضبوط کئے بڑے تھے مگر اوس کے خوف سے بے لڑے بھڑے تمام مال واسباب چھوڑ چھاڑ کرناٹک کو بھاگ گئے - ملک امین الملک ان کے تعاقب مین راے پنکنڈہ کی عملداری مین دور تک چلا گیا مگر ان زبردست فوج کو دیکھکر راے مذکور نے باغیون کا ساتھ نہ دیا اس لیے امین الملک لوٹ آیا اور جو دزدہ اور سرکش کہ باغیون کے ساتھ متفق ہو گئے تھے اونہین پکڑ کر دوسو چودھری اور نایکواڑیون کا سر اوڑا دیا اور جب وہان حسب دلخواہ انتظام ہو گیا تو پھر محمد قلی کی خدمت مین مع مال واسباب حاضر ہو گیا - یہ واقعہ اخیر ۱۰۰۳ھ یا شروع ۱۰۰۴ھ کا ہے -

۱۴۵ - شاہ صاحب مصنوعی کا خروج قطب شاہی عملداری مین

ابراہیم قلی قطب شاہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبد القادر عرف شاہ صاحب تھا - ابراہیم قلی نے اس کی شادی شاہ خلیل اللہ ابن شاہ نعمت اللہ ولی کے خاندان مین کرائی تھی جو ابھی تک بیدر مین رہا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر سنی ہو گئے تھے - اس شادی کے دو برس بعد یہ شاہزادہ بیمار ہوا - اس زمانہ مین باپ نے شاہ صاحب کو دیورکنڈہ کے قلعہ مین قید

کر رکھا تھا بیماری کا حال سنکر امین خان کے ہمراہ ابراہیم قطب شاہ نے کچھ طبیب بھیجے
مگر کچھ آرام نہ ہوا شاہزادہ مر گیا۔ یہ تاریخ قطب شاہی والے کا قول ہے مگر فرشتہ کہتا ہے
کہ ابراہیم نے اوسے زہر دیکر مار ڈالا۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن طبیبون
سے ابراہیم نے زہر دینے کو کہا تھا اونہون نے ازراہ ترحم اوسے نہ مارا بلکہ اوسکی
موت مشہور کر کے اوسے چھپا دیا۔ اور ابراہیم سے کہدیا کہ وہ مر گیا۔ اس واقعہ کے
بعد اس کی بی بی بیدر کو چلی گئی اس زمانہ مین ایک شخص بیدر مین ظاہر ہوا جو کہتا تھا کہ مین شاہ
صاحب ہون۔ شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے اس کی تصدیق کی۔ اور یہان تک
اون کو اس پر اعتبار ہوا۔ کہ اُنہون نے اس شخص کو اپنے خاندان کی بیٹی بھی دیدی۔ یا یون
کہو کہ جو شاہ صاحب کی بی بی تھی وہ ہی اس کی بی بی تھی۔ جس سے کامل تصدیق ہوتی
ہے کہ وہ ابراہیم قطب شاہ کا اصلی بیٹا تھا۔ محمد قلی کی حکومت مین غریب اور شیعہ مذہب
کے لوگون کو بڑا دخل تھا اس لیے پٹھان اور ہندو ہمیشہ فتنہ اوٹھانا چاہتے تھے۔ چند
آوارہ اور خاطر آزردہ لوگ اس کے ساتھی ہو گئے اور اونہون نے اوس کی اطاعت پر
کمر باندہی اور چاہا کہ محمد قلی کو نکالکر اوسے قطب شاہی تخت کا مالک بنائین۔ جب یہ خبر
محمد قلی کو پہونچی۔ تو اوس نے بوڑہون اور پرانے اہلکارون کو جمع کیا۔ اونہون نے
گواہی دی کہ شاہ صاحب جب مرا ہے تو ہم موجود تھے اور اوس کی تغسیل و تکفین ہمارے
سامنے ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بہت مشہور ہو گیا تھا کہ وہ شخص یقینی ابراہیم ہی کا بیٹا ہے
اس لیے محمد قلی کو بڑی تشویش ہوئی اور اوس نے علی برید ثانی کو لکھا کہ اس مفتری کو قید
کر لیا جائے۔ چونکہ علی برید محمد قلی کے ایک حملہ کی بھی جان نہ رکھتا تھا اور ابراہیم عادل شاہ
کا ڈنگ ادسے کھٹکا ہو رہا تھا اس لئے اوس نے چاہا کہ محمد قلی کی خواہش کے مطابق

اوسے گرفتار کرلے۔ مگر شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے اوسے فوراً وہان سے
بیجانگر کی عملداری مین بھجوا دیا۔ یہان پر خداوندخان حبشی کوئی جاگیردار تھا اور خیرات خان
پسر دلاور خان بھی کہین یہین رہتا تھا یہ دونو اوس کی مدد کو موجود ہوگیے اور دو تین
ہزار سوار اور بہت سے پیادہ فراہم کرکے قطب شاہی عملداری مین آگے کو بڑھے اور
دریائے کشنا کے کنارہ آکر چتر شاہی اوس کے سر پر لگایا اور اوسے بادشاہ بنایا
اور دار السلطنت کے امرا اور سردارون اور تمام قلعون کے نایکواڑیون کو خطوط لکھے۔
اور اون سے طرح طرح کے وعدے وعید کیے۔ اس وجہ سے بہت سے سردار خفیہ خفیہ
اوس کے بادشاہی کی طرف مائل ہوگئے۔ اور محمد قلی کے نکالنے کی تدبیرین سوچنے لگے
محمد قلی بھی غافل نہ تھا۔ اوس نے اعتبار خان کو کہا کہ وہ اوس کے سر راہ علاقہ پانگل مین
جاکر حفاظت کرے۔ اب شاہ صاحب نے ایک قاصد بھیجا۔ اور محمد قلی سے کہا کہ وہ
سلطنت سے کنارہ کشی کرے۔ اس پر اوسے بڑا غصہ آیا۔ اور حسین معمور خان
وعبدالکریم وغازی خان وعلی قلی خان ویکجہت خان واللہ قلی بیگ وغیرہ امرا اور حوالدارون
اور سلحدارون کو پانگل کی طرف روانہ کیا مگر وہان ان کے جانے سے پہلے ہی اعتبار خان
نے دو ہزار آدمیون سے اوس کے چھ ہزار آدمیون کو شکست دیدی اور خداوندخان حبشی
کو گرفتار کرلیا۔ جس سے شاہ صاحب بھاگ کر قلعہ سمسیل مین پناہ گیر ہوا۔ اور جب دیکھا
کہ یہان بھی امن نہین مل سکتی تو بیجاپور کی عملداری مین چلا گیا اور ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون
مین داخل ہوکر پھر کبھی حکومت کا خیال بھی نہ کیا۔ یہ واقعہ ۹۴۰ھ کی ابتدا کا معلوم ہوتا ہے

۱۴۶۔ ابراہیم نظام شاہ کی تخت نشینی اور ابراہیم عادل شاہ پر فوج کشی	جب برہان شاہ مرگیا تو اوس کا بیٹا ابراہیم نظام شاہ تخت نشین ہوا۔ اور برہان شاہ کی وصیت کے بموجب میان منجھو جا نگی

دکھنی جو برہان شاہ کا اتابک تہا ابراہیم نظام شاہ کا وکیل السلطنت ہوا - اور اپنے اقارب
اور اعوان کو امرا مین داخل کیا - اخلاص خان مولد نے اتنی بڑی حرامخواری کی تہی - مگر جب
اوس نے ابراہیم نظام شاہ اور میان منجہو سے عفو تقصیرات کی درخواست کی اور قولنامہ
طلب کیا تو اوسکی سرکشی اور فتنہ و فساد کے اندیشہ سے میان منجہو کو قولنامہ بہیجنا پڑا
جب وہ احمد نگر مین آیا تو اوس نے حبشیون اور مولدون کا اپنا گروہ جدا ہی بنایا - اب احمد نگر
مین دو فریق ہو گئے ایک میان منجہو کا اور دوسرا اخلاص خان کا اور آپس مین ضد و فساد
شروع ہوا کبہی تو ایک فریق کہتا کہ اکبر کے مقابلہ کو جائین کبہی دوسرا فریق رائے
دیتا کہ عادل شاہ کو روکین - کبہی ایک دوسرے کے درپے ایذا ہوتے - ابراہیم
نظام شاہ حبشن کے پیٹ سے تہا - حبشی اوس کے ندیم و مصاحب بن گئے - میان
منجہو مجبور چپ ہو رہا - جب ابراہیم عادل شاہ نے احمد نگر کے یہ فساد دیکھے تو اوس نے
به نظر دور اندیشی ۲۰ شعبان ۱۰۰۳ھ کو فوج لیکر بطریق سیر و تماشا بیجاپور سے احمد نگر کی
طرف کو کوچ کیا - ملک گیری کی نسبت تو اوسکا مطلق خیال نہ تہا صرف اپنی سرحد کی حفاظت
منظور تہی اور اس وجہ سے ایک دو کوس سے زیادہ روزانہ نہین چلتا تہا بلکہ بعض جا کئے
کئے روز قیام کرتا تہا تا کہ اس توقف مین اگر فساد رفع ہو جائے تو کوئی ضرورت کشت و خون
کی نہ پڑے - اخلاص خان کی رائے تہی کہ ابراہیم عادل شاہ سے لڑائی کیجائے
میان منجہو کہتا تہا کہ ابراہیم عادل شاہ اپنے ملک مین ہے اوس نے ہمارا کوئی بگاڑ نہین
کیا ہے بہتر ہے کہ تحفے تحائف بہیجکر اوس سے صلح اور اکبر کے مقابلہ کے لیے فوج فراہم
کیجائے - اخلاص خان نے نہ مانا اور چونکہ ابراہیم نظام شاہ بہی اخلاص خان کی جانب
مائل تہا اس لیے میان منجہو نے سکوت کیا - اخلاص خان تیس ہزار فوج سے ابراہیم نظام شاہ

کو لیکر عادل شاہ کے مقابلہ کو چلا ابراہیم عادل شاہ بھی اس وقت شاہ درک مین پہونچ گیا تھا اوس نے بھی تیس ہزار فوج دیکر حمید خان و شجاعت خان کو روانہ کیا ۸ ا ذیلعقدہ ۳۰۰۰ھ کو یہ فوج شاہ ورک سے چلی ابراہیم عادل شاہ نے حکم دیدیا تھا کہ جہان تک ممکن ہو مصالحت کیجائے۔ لیکن اگر دشمن نہ مانین تو لڑائی کا اختیار ہے۔

۱۴۷ - ابراہیم نظام شاہ کا قتل

یکم ذی الحجہ ۳۰۰۰ھ کو نظام شاہی فوج عادل شاہی عملداری مین گھس آئی۔ نظام شاہی فوج کا دستور تھا کہ توپین اور ضرب زن لشکر کے چارون طرف لگاکر اونھین زنجیرون اور رسیون سے باندہ دیا کرتے تھے جب انھون نے ایسا ہی کیا اور نظام شاہ مورچہ جما کر پڑ گیا۔ تو حمید خان نے بھی اپنی فوج کے مورچہ جما دئے۔ دست چپ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو اور دست راست پر سہیل خان خواجہ سرا اور عنبر خان حبشی کو مقرر کیا۔ اور مقصود خان گرجی غلام شحنۂ فیل کو جو ہاتھیون کا سردار تھا آگے رکھا۔ میان منجھو نے جان لیا تھا کہ نظام شاہ کی حالت اچھی نہین ہے۔ اوس نے خفیہ حمید خان کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارا بادشاہ نوجوان اور ناتجربہ کار ہے بعض شریر مفسد اوس کے مصاحب بن گیے ہین شراب اور نشہ بازی کی حالت مین اس سے جو چاہتے ہین وہ کرا لیتے ہین یہ ذی الحجہ کا مہینا ہے لڑائی اس مہینے مین حرام ہے آپ براہ مہربانی ہمین چند روز کی مہلت دین کہ ہم اپنے بادشاہ کو سمجھالین اور صلح پر آمادہ کردین اور ابراہیم عادل شاہ کے سر کی قسم بھی دی۔ اس لیے جب نظام شاہ کا لشکر آیا تو حمید خان بچ کر ایک کوس الگ کو جا اوترا۔ نظام شاہ نے اس پر خیال کیا کہ عادل شاہی فوج خائف ہے۔ جب رات ہوئی تو میان منجھو نے فسخ جنگ کے بسبے بہت کچھ کہا۔ مگر اوس نے ایک نہ سنی دوسرے روز آخر لڑائی ہوئی۔ اخلاص خان کی فوج کی حالت۔

اچھی تھی جس سے اوس کے انتظام کی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ اوس کی فوج نے عادل شاہی فوج کو ایسا لیا کہ قلب اور میسرہ دونو شکست کھاکر بھاگے اور اپنے ہاتھی میدان جنگ مین چھوڑ گئے نظام شاہی فوج نے تین کوس تک تعاقب کیا۔ اس وقت نظام شاہی فوج کی طرف سے عادل شاہی فوج کی طرف کو تیز ہوا چل رہی تھی اور توپون کے دہوئین اور گرد کے سبب سے عادل شاہی فوج ڈھک گئی تھی اس سبب سے گو عادل شاہ کے قلب اور میسرہ پر بالکل شکست ہوگئی تھی اور میمنہ مین بھی ابتری پڑگئی تھی مگر تاہم میمنہ کے کچھ آدمی اس سبب سے باقی تھے کہ اونھین اپنے بھاگی ہوئی فوج کی خبر نہ تھی۔ دونو فریق کو اپنی اپنی فتح کا خیال ہو رہا تھا۔ نظام شاہی فوج فتح کا خیال کر کے لوٹ مار مین پڑ گئی۔ جس سے ابراہیم نظام شاہ کے پاس چند مخصوصون کے سوا جن کی تعداد صرف سو کے قریب ہوگی اور کچھ ہاتھیون کے علاوہ اور کوئی نہ تھا سہیل خان اور عنبر خان نے جو میمنہ مین کھڑے ہوئے تھے دیکھا کہ ابراہیم نظام شاہ صرف چند آدمیون سے فتح کے خیال سے آگے بڑہا آرہا ہے۔ سہیل خان کے پاس اسوقت ایک ہزار فوج تھی اور مقصود خان شحنہ بھی ستر ہاتھیون سے اسی وقت پاس آگیا تھا اپنی کثرت اور دشمن کی قلت کو دیکھکر یہ لوگ ابراہیم نظام شاہ پر چلے۔ ابراہیم کے ہمراہیون نے کہا کہ ہم نہایت قلیل ہین اور دشمن کے آدمی بہت زیادہ ہین بہتر ہے کہ پیچھے کو ہٹ جائین۔ مگر ابراہیم نظام شاہ نے جوانی کے گھمنڈ اور شراب کے نشہ مین کہا کہ میرے چھوٹے بھائی اسمعیل نے دلاور خان کی لڑائی فتح کی تھی مین سہیل خان خواجہ سرا سے کیسے پیچھے ہٹ جاؤن اور تلوار غلاف سے نکال وس بارہ ہاتھیون سے عادل شاہی فوج پر حملہ کیا مگر اول ہی حملہ مین عادل شاہی فوج کے ایک سپاہی نے اوسکے ایسا نیزہ یا تیر شانہ پر مارا کہ ابراہیم کے سخت زخم آیا

اور بریندہ کی طرف کو بہاگا۔ مگر قلعہ کے پاس پہونچکر گہوڑے پر سے گر پڑا اور جان جان آفرین کو تسلیم کی ع

دسمے چند بشمر دونا بہ چیز شد	زمانہ بخند ید کو تیز شد

سہیل خان نے ابراہیم نظام شاہ کی لاش اوٹھوا کر ایک پالکی مین ڈلوائی اور احمد نگر والون کو دیدی جو اوسے احمد نگر لے گیے۔ جب یہ خبر نظام شاہی فوج کو معلوم ہوئی جو اب تک اپنی فتح کے خیال سے لوٹ مین مصروف تہے تو فوراً احمد نگر کو بہاگے اور نظام شاہی فیل خانہ و توپخانہ عادل شاہیون کے ہاتھ لگ گیا یہان شاہ درگ مین پہلے میسرہ اور قلب کی فوج جب بہاگ کر آئی تو اوس نے شکست کی خبر سنائی اور اوس کے بعد جاسوسون نے بہی آکر اونہین کے قول کی تصدیق کی۔ جس سے ابراہیم عادل شاہ کے لشکر مین بڑا ولولہ ہوگیا۔ لیکن جب تیسرے روز صبح کو مکرر خبر آئی تو معلوم ہوا کہ ابراہیم نظام شاہ مارا گیا اور تشویش رفع ہوئی۔

۱۴۸۔ ابراہیم عادل شاہ کی واپسی بیجاپور کو اور داہونی کی خلاصی اور موے مبارک رسول مقبول صلعم

اس وقت نظام شاہی فوج کو ایسی شکست ہوئی تہی کہ اگر ابراہیم عادل شاہ چاہتا تو احمد نگر کی سلطنت کا بہت سا حصہ فتح کر سکتا تہا۔ مگر کچھ تو اوسکو خود ہی ملک گیری کا خیال نہ تہا اور کچھ اس وجہ سے کہ کرناٹک کے رایان نے اخلاص خان کی تحریک سے سر اوٹھایا تہا سوا اس کے اوسکے دوست محمد قلی قطب شاہ کی ایک سردار رستم خان کو کرناٹک کی عملداری مین سخت شکست ہوئی تہی۔ اس لیے ابراہیم عادل شاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فقط قلعہ قندہار پر قبضہ کر کے فوراً واپس چلی آئی چنانچہ یہ لوگ انیز ذی الحجہ مین بہی شاہ درگ پہونچ گیے ابراہیم نے سہیل خان اور عنبر خان کو صلہ حسن کارگذاری مین

اضافہ منصب اور جاگیر عطا کی۔ اور بیجاپور کو کوچ کر دیا۔ جب دریائے بہینورہ کے کنارے
۳۰ ذی الحجہ کو پہونچا تو برسم عزاے حضرت امام حسین یا اس سبب سے کہ یہ دن کسی خوشی کے
کام کے لیئے مناسب نہیں سمجھی جاتے وہان قیام کیا۔ یہان خبر آئی کہ رایان کنڑہ نے
موقع پاکر ادہونی کا محاصرہ کیا ہے اور اہل قلعہ نہایت تنگ ہو رہے ہین۔ ابراہیم نے
فوراً فوج روانہ کی اور جب ایام عاشورہ ختم ہو گئے تو خود بھی بیجاپور کو چلا اور ۴ محرم ۱۰۰۴ھ کو
وہان پہونچا ابراہیم نے شہر مین پہلے ہی سے آرایش کے لیئے احکام بہیج دیے تھے چنانچہ
اللہ پور کے دروازہ سے قلعہ کے دروازہ تک جو ڈیڑہ کوس ہے تمام در و دیوار پر مخمل و زربفت
کے غلاف چڑہائے گئے اور پردہ ڈالے گئے تھے۔ اور قلعہ کے دروازہ کے سامنے
اور صفا بازار مین تو نہایت ہی زیب و زینت دی گئی تھی اور تمام دکانون مین حسین اور خوبرو
اچھے اچھے لباس پہنکر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر باہر اللہ پور کے دروازہ سے تین کوس تک
چوبین دکانین نصب کی گئی تھین اور اونکو بھی مخمل و زربفت سے آرایش دی گئی تھی اور اون مین
لولیان خوش آواز گانے بجانے مین مصروف تھین۔ چارون طرف اپنے بادشاہ کے
آنے کی خوشی مین وہان ایک مجمع عام تھا رستہ اور بازار مین کثرتِ خلایق سے چلنے
پہرنے کی گنجایش نہ تھی۔ ابراہیم نے یہان پہونچکر خوب خوشیان منائین جشن کیئے
چند روز مین ادہونی کی طرف سے یہ خبر آئی کہ فوج شاہی کی آمد کی خبر سنتے ہی بغیر
لڑے بھڑے تمام حملہ آور بھاگ گیے اور قلعہ والے محاصرہ سے نکل آئے معلوم ہوتا ہے
کہ مفسدون کو یہان بھی ابراہیم عادل شاہ نے کچھہ سزا نہ دی۔ اسی پر اکتفا کیا کہ وہ لوگ
اوس کے ملک کو چھوڑ کر چلے گیے۔ دوسرے سال یکم محرم ۱۰۰۵ھ کو ایک شخص میر محمد صالح
ہمدانی بیجاپور مین چند عدد موے مبارک رسولِ مقبول صلعم کے لیکر آیا۔ ابراہیم نے

اوس کی بڑی تعظیم وتواضع کی اور ایام عشرہ مین اونھین قلعہ مین منگا کر رکھوایا۔ اور دس

بارہ ہزار ہون میر محمد صالح کو دسے اور جب محرم کا مہینا ختم ہوگیا تو میر محمد صالح کی درخواست

پر اوسے حج خانہ کعبہ اور زیارت اماکن متبرکہ کربلاے معلا وغیرہ کے لیے زاد راہ بھی

عنایت کیا۔ اور دو بال لیکر تبرکاً ایک طلائی ڈبیہ مین رکھہ لیے۔ اون کو جمعہ کی رات

اور نیز اور ایام متبرکہ مین نکالکر زیارت کرائی جاتی تھی۔

۱۴۹۔ میان منجھو کا احمد شاہ کو تخت نشین کرنا۔

۱۰۰۳ھ

میان منجھو تو ابراہیم نظام شاہ سے پہلے ہی الگ تھا۔ ابراہیم کے قتل کی خبر سنتے ہی بھاگا اور احمد نگر مین جاکر قلعہ اور خزانہ شاہی پر فوراً قابض ہوگیا۔ اوپر لکھہ آئے ہین کہ جب برہان نظام شاہ اول مرا تو مین شاہ اوس کا بڑا بیٹا تخت نشین ہوا تھا۔ اور سلطان محمد خدا بندہ شاہ علی و محمد باقر و عبد القادر و شاہ حیدر اوس کے دوسرے بیٹے حسین شاہ کے خوف سے ادہر اودہر بھاگ گئے تھے

ایک مدت دراز کے بعد ایک شخص جوالی احمد نگر مین آیا۔ اور کہنے لگا کہ میرا نام شاہ

طاہر ہے اور مین شاہزادہ محمد خدا بندہ کا بیٹا ہون میرا باپ فلان تاریخ بنگالہ مین مرگیا ہے

حوادث روزگار سے مصیبتین اوٹھاکر اپنی موروثی سلطنت مین پناہ لینے کو آیا ہون۔ اوس وقت

مرتضی شاہ کا عہد اور صلابت خان کی حکومت کا زمانہ تھا۔ صلابت خان نے اس کی

تحقیقات کی۔ مگر طول زمان کے باعث حق و باطل کی تحقیق نہ ہوسکی کہ جس سے کوئی

اس باب مین تصدیق و انکار کرتا۔ مگر صلابت خان نے ازراہ احتیاط اوسے ایک قلعہ

مین قید کردیا اور جو لوگ کہ شاہزادہ محمد خدا بندہ کو خوب پہچانتے تھے اونھین آگرہ مین

برہان شاہ کے پاس بھیجکر دریافت کیا کہ آپ وہان ایک عرصہ سے رہتے ہین شاہزادہ

محمد خدا بندہ کا اگر کچھہ حال معلوم ہو تو اوس سے اطلاع دیجیے۔ یہان ایک شخص نے

استطرح کادعویٰ کیا ہے ۔برہان نے لکھا کہ محمد خدا بندہ میرے پاس یہان رہتا تھا اوروہ میرے ہی پاس مرگیا ہے اوس کی اولاد ذکور واناث جو ہے وہ یہان موجود ہے اگرکسی شخص نے اوس کے بیٹے کا اپنے آپ کو ہم نام بتایا ہے تو وہ غلط ہے ۔ لیکن چونکہ یہان عوام الناس مین مشہور ہوگیا تہا کہ وہ خدا بندہ کا بیٹا ہے اس لیے صلابت خان نے بھی ضروری سمجھا کہ اوسے کسی قلعہ مین قید رکہے تاکہ کوئی فساد پیدا نہ ہو۔ اوروہ قلعہ مین ایک عرصہ تک رہا اورمرگیا ۔اوس کا ایک بیٹا تہا احمد نام ۔جو اس وقت بارہ برس کا تہا اور قلعہ دولت آباد مین قید تہا ۔میان منجو نے اخلاص خان وغیرہ کو قلعہ مین بولایا اور بادشاہ بنانے کے لیے سب کی راے دریافت کی ۔چاند سلطانہ کی راے تہی کہ بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ مقتول کو جو اس وقت ڈیڑہ برس کا تہا بادشاہ کیا جاے اور امراے حبوش بھی اسی کو چاہتے تہے ۔ مگر جب میان منجھو نے سمجھایا اور کہا کہ بادشاہ ایسا ہونا چاہیے جو کچھہ اپنے آپ کو سمجھتا بھی ہو ؎

جہانبانی و پاے گاہ قوی	خداوندی و تاج و تخت شہی
کسے راسزد کو بہنگام جنگ	نتابد بشتاب و بداند ورنگ

اس نادان بچے کو بادشاہ بنانے سے کیا فائدہ ہے ۔شاہی خاندان کا ایک لڑکا بارہ سال کا دولت آباد مین ہے میرے نزدیک وہ اس سے بہتر ہے ۔اس سبب سے امراے حبوش راضی ہوگیے ۔اورمیان منجھو نے خواجہ نظام استرآبادی میر سامان کو دولت آباد بہیجا اور احمد کو منگاکر ۱۰۰۳ھ مین عین عید الضحیٰ کے روز بادشاہ بنایا ۔ اور خطبہ ائمہ اثنا عشر کا بند ہوا کرمناصب اور اقطاع باہم تقسیم کرلیے اور بہادر شاہ کو جو چاند بی بی کے پاس پرورش پاتا تہا بزجر وتعدی لیکر قلعہ جونیر مین قید رہنے کو بہیجدیا ۔

۱۵۰- اخلاص خان کا موتی شاہ کو بادشاہ بنانا اور میان منجھو کا شاہزادہ مراد سے مدد طلب کرنا

اب جب حقیقت حال کہلی اور معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان شاہی سے نہین ہے تو اخلاص خان وغیرہ تمام امراے حبش میان منجھو سے بگڑ گیے اور کالے چبوترہ پر فوج جمع کر کے میان منجھو سے لڑنے کو مستعد ہوئے میان منجھو نے احمد شاہ کے سر پر چتر شاہی لگایا۔ اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنون کے مقابلہ کو بھیجا طرفین سے خوب خوب حملے ہوئے اور کتنے ہی آدمی مارے گیے۔ اخلاص خان کی طرف سے قلعہ پر گولہ باری ہو رہی تہی اتفاقاً ایک گولہ احمد شاہ کے چتر پر آ کر لگا۔ میان منجہو کے آدمی یہ دیکھتے ہی گھبرائے۔ اور میان حسن بہاگا اور قلعہ مین جا کر پناہ گیر ہوا۔ اخلاص خانیون کو غلبہ ہو گیا اور اونہون نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ دولت آباد مین آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد کو برہان شاہ نے قید کر دیا تہا اخلاص خان نے حاکم دولت آباد کے پاس آدمی بہیجکر اونہین چہوڑا لیا۔ پہر بہادر شاہ کو قلعہ جوند سے بولایا۔ مگر وہان کے قلعہ دار نے میان منجہو کے حکم بغیر دینے سے انکار کیا۔ اس لیے حبشیون نے میان موتی ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار سے پکڑا اور شاہی خاندان سے منسوب کر کے اوسے بادشاہ بنایا اور اوسکے نام کا خطبہ پڑہوایا جس سے ان کے پاس دس بارہ ہزار آدمی جمع ہو گیے۔ اب میان منجہو نہایت پریشان ہوا۔ اور شاہزادہ مراد حاکم گجرات کو مدد کے لیے لکہا۔ ابہی میان منجہو کی عرضی گجرات مین پہونچی بھی نہ تہی کہ یہان خود امراے حبشی کے درمیان مناصب اور اقطاع کی نسبت جہگڑا اوٹھ کہڑا ہوا اور آپس مین کٹنے مرنے لگے۔ جب امراے دکہنی نے ان کی یہ نااتفاقی دیکہی تو وہ انہین چہوڑ میان منجہو سے جا ملے۔ جس سے اوس کی طاقت بہت بڑہ گئی

اور اوس نے ۲۵ محرم ۱۰۰۰ھ کو قلعہ سے نکلکر ان کے بادشاہ کو قید کر لیا۔ اور امرائے حبشی ادہر ادہر متفرق ہوگئے۔

۱۵۱۔ شاہزادہ مراد اور خانخانان کا حملہ احمد نگر پر۔

۱۰۰۱ھ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان نے اپنے بیٹے شاہزادہ مراد کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر بہیجا اور صادق محمد خان کو اوس کی وکالت پر مقرر کیا تہا اور بجائے شاہزادہ کے مالوہ مین مرزا شاہرخ سابق والی بدخشان کو حاکم کیا تہا۔ اور شہباز خان کنبوہ کو جو تین سال سے قید تہا جیلخانہ سے نکالکر اوسکا وکیل مطلق بنایا تہا۔ جب اکبر کے چارون ایلچی دکن سے لوٹ کر گئے تو اونہون نے جاکر بیان کیا کہ مغلیہ حکومت کو وہان کوئی نہین مانتا اسلیے اکبر نے ۱۰۰۲ھ مین دوسرے بیٹے شاہزادہ دانیال کو دکن کی تسخیر کے لیے حکم دیا اور مرزا عبدالرحیم خانخانان کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر پہر کچہ رائے پلٹ گئی۔ اور صرف خانخانان کو ہی بہیجا۔ جب خانخانان ماندو مین آیا۔ اور برہان شاہ نے سنا تو اوس نے عنایت خان شیرازی کو خانخانان کے پاس بہیجا۔ اور اظہار اطاعت کیا۔ اس ہی دہائی ۱۰۰۳ھ مین مرگیا۔ اب جب میان منجہو نے شاہزادہ مراد سے مدد طلب کی اور قلعہ احمد نگر دینے کا وعدہ کیا اور اکبر کا ایک فرمان شاہزادہ کے نام تسخیر دکن کے لیے پہونچا تو شاہزادہ مراد آٹھ ہزار سوار سے احمد نگر کو روانہ ہوا۔ اور مرزا عبدالرحیم خانخانان بہی ماندو سے باتفاق لشکر شاہرخ مرزا و شہباز خان کنبوہ و راجہ جگنناتہہ عموی راجہ مانسنگہہ و راجہ درگا و راجہ رامچند وغیرہ کے دکن کو متوجہ ہوا۔ اور راجہ علیخان والی خاندیس کو بہی چہہ ہزار فوج سمیت بحسن تدبیر اپنے ساتہ متفق کرکے قلعہ کالنہ کے قریب شاہزادہ مراد سے ملحق ہوگیا۔ اب شاہزادہ مراد کی تیس ہزار فوج ہوگئی جس مین

۱۰۰۲ھ

۱۰۰۳ھ

۱۰۰۴ھ

مغل وراجپوت وافغان بہادر تھے اوس نے براہ سلطان پور وندربار احمد نگر کو کوچ کیا اور بے معارض ومعاند حوالی احمد نگر مین پہونچ گیا۔ اور جب وعدہ میان منجہو سے قلعہ احمد نگر اور ملاقات کا خواستگار ہوا۔

۱۵۲۔ احمد نگر کا محاصرہ اور چاند بی بی کا بہادر شاہ کا خطبہ پڑھوانا۔

اب میان منجہو حیران وپریشان ہو گیا ہر چند چاہا کہ بلا سے خود خوانندہ کو کسی طرح سے ٹالے۔ مگر جب دیکہا کہ اس کا دفعیہ اکیلے ممکن ہی نہین ہے تو قلعہ مین غلہ واذوقہ دیا اور خیل وحشم سے اوسے مستحکم کیا۔ اور انصار خان کو جو اوس کے انصار مین سے تہا قلعہ اور چاند بی بی کو مع ۔۔ اہرات اور خزانہ کے سپرد کیا۔ اور خود فراہمی سپاہ اور طلب کمک کے لیے عادل شاہ اور قطب شاہ کی سرحد کی طرف کو احمد شاہ کو ہمراہ لیکر قلعہ اوسہ مین چلا آیا۔ مگر چاند بی بی نے اس وجہ سے کہ انصار خان میان منجہو کا آدمی ہے کہین مغلون سے ملکر قلعہ اون کے حوالہ نہ کر دے محمد خان ابن محب اللہ دایہ زادہ مرتضی شاہ کو بٹہر کایا کہ اوسے قتل کر ڈالے چنانچہ اوس نے اوسے مار ڈالا۔ اور اوسی روز بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کے نام کا غائبانہ شہر وقلعہ مین خطبہ پڑھوایا۔ ایک شخص شمشیر خان حبشی تہا کہ اوس کی اولاد سے زیادہ آدمی سے زیادہ تہی اوسے اور نیز افضل خان تفرشی وغیرہ کو قلعہ مین بولالیا۔ غالباً اسی ہنگامہ مین جب کہ میان منجہو احمد نگر سے نکلا اور اوسکا نائب انصار خان مارا گیا میان سونی شاہ اخلاص خان کے ہاتھ پہر پڑ گیا۔

۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۴ھ کو شاہزادہ مراد مع امراے کبار کے احمد نگر کے شمال مین حوالی نمازگاہ مین بعزم جنگ پہونچا۔ اور کالے چبوترہ کے میدان مین آکر کہڑا ہوا اہل حصار نے ایسی توپین ماریں کہ مراد کے لشکر مین کہلبلی پڑ گئی۔ مگر چونکہ شام ہو گئی تہی۔ اس لیے لڑائی

ملتوی رہی - اور مغلون کی فوج رات کو باغ ہشت بہشت مین پڑی رہی جو برہان نظام شاہ کا بنایا ہوا تھا - اور تمام رات اپنی ہوشیاری مین کاٹی - اسی روز شاہزادہ نے شہر احمد نگر اور برہان آباد مین امن کی منادی کرادی - اور تمام متوطنین کی تسلی اور تشفی کی کہ جس سے رعایا اور تاجر اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو گئے - دوسرے روز شاہزادہ مراد اور امراے عظام شاہرخ مرزا والی بدخشان و نواب سپہ سالار خانخانان و شہباز خان کنبوہ و محمد صادق خان و سید مرتضی سبزواری و راجہ علی خان وغیرہ قلعہ کے گرد گھومے اور اپنے اپنے مورچہ اور النگین تجویز کرلین - ۲۷ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو شہباز خان خبیث بدذات شہزادہ سے بے پوچھے سوار ہوا اور نالایقی سے سپاہ کو حکم دیدیا کہ شہر کو لوٹ لین یہ کہنا تھا کہ ایک طرفۃ العین مین تمام منازل و مساکن احمد نگر اور برہان آباد کے تباہ و برباد ہو گئے اور سیکڑون شیعے مار ڈالے گئے - اور تعصب مذہبی کے باعث جو جو کام نہ کرنے تھے کیے گئے - اب شہباز خان نے چاہا کہ لنگر دوازدہ امام کو غارت کرے کہ اسے مین شاہزادہ مراد کو خبر ہو گئی - شاہزادہ مراد اور خانخانان نے اوسے بڑی لعنت اور ملامت کی - اور کتنے ہی تاراجیون کو عبرتاً للناظرین سزا دی مگر چونکہ ساکنین احمد نگر کے مال و متاع سب غارت ہو چکے تھے وہ رات کو شہر چھوڑ کر ادہر اودہر چلے گئے اور شہر ویران ہو گیا -

۱۵۳ - احمد نگر کے پانچ دعویدار اور خانخانان کا اخلاص خان کو شکست دینا اور آہنگ خان کا احمد نگر بن جانا -

اس وقت احمد نگر کی سلطنت کے پانچ دعویدار تھے اول چاند بی بی نے بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کو بادشاہ مان رکھا تھا - دوسرے میان منجھو نے احمد شاہ کو تخت و تاج دیدیا تھا اور حوالی بیر مین پڑا ہوا تھا - تیسرے اخلاص خان نے موتی شاہ کو شطرنج کا

شاہ قرار دیا تہا جو اسوقت دولت آباد مین تھا۔ چوتھے آہنگ خان حبشی اپنی الگ ہی
ڈہائی چانول کی ہنڈیا بیجاپور کی سرحد پر پکار رہا تھا۔ شاہ علی ابن برہان شاہ اول ابھی تک
زندہ تھا۔ عمر اوس کی ستر برس کی ہوگئی تہی اور بیجاپور مین رہا کرتا تھا۔ آہنگ خان نے
اوسے بولا کر چتر شاہی دے رکھا تہا۔ پانچوین مغل تھے جو فوج لیکر احمد نگر کا محاصرہ کیے
ہوئے تھے۔ ان مین اخلاص خان نے اسوقت جرات کی اور دس ہزار سوار سے احمد نگر
کو چلا کہ مغلون کو نکالدے۔ خانخانان سپہ سالار نے دولت خان لودی کو پانچ چھہ ہزار
سوار سے اوس کے دفعیہ کو بھیجا۔ یہ شخص بڑا بہادر اور اکبری فوج کے منتخب سپاہیون
مین سے تہا۔ دریائے گنگ کے کنارہ متخاصمین کا مقابلہ ہوا دکنی شکست کہا کر بہاگے
دولت خان نے اون کا تعاقب کیا۔ اور قتل وغارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا کہین اسی
فوج کے سامنے شہر پٹن بھی آگیا۔ اوس وقت یہ مقام نہایت آباد تھا۔ انہون نے جاکر
اوسے ایسا لوٹا کہ وہان کے باشندون کے پائجامہ تک اوتروا لیے۔ چونکہ میان منجھو نے
بہادر شاہ کو قید کر رکہا تھا چاندبی بی اوس سے ناراض تہی۔ اس لیے چاندبی بی نے
آہنگ خان کو راضی کیا۔ اور اپنی امداد کے لیے احمد نگر کو بولایا۔ آہنگ خان کے
پاس سات ہزار آدمی تہے وہ اس حکم کے پہونچتے ہی فوراً چل کہڑا ہوا۔ یہ بڑا بہادر آدمی
تہا جب وقت احمد نگر چھہ کوس رہا تو اس نے وہان کے خبر جاسوسون کی معرفت منگائے
اونہون نے آکر بیان کیا۔ کہ احمد نگر کے شرقی جانب کو مغلون کی فوج نہین ہے وہ سمت
بالکل خالی ہے۔ اب آہنگ خان نے شاہ علی اور اوس کے بیٹے مرتضی کو ساتھ لیا
تین ہزار سوار اور ایکہزار پیادہ اور توپخانہ لیکر اندہیری رات مین چاندبی بی کے پاس کو چلا۔ اتفاقاً
اوسی روز صبح کو شاہزادہ مراد سوار ہوا تاکہ حصار کے گرد گھوم کر مورچون وغیرہ کا انتظام کرے

جب وہ شرقی جانب کو آیا اور اوسے خالی پایا تو خانخانان کو اوس کی نگرانی کے لیے مقرر کر گیا۔ اور وہ جو اوب تک باغ ہشت بہشت مین خیمہ زن تہا اسی روز وہان آگیا۔ آہنگ خان کو اس کی مطلق خبر نہ تہی اوس نے سمجہا تھا کہ راستہ خالی ہے بلا مزاحمت مین اندر قلعہ مین چلا جاؤنگا۔ جب وہ یہان آیا تو خانخانان اوس وقت اوپر بالاخانہ پر عبادت کے مکان مین تہا اوس کے دو سو بہرہ دار تیر اندازون نے تیر مارنا شروع کیے دولت خان لودی جو خانخانان کا میر شمشیر تہا چار سو جوان سے اوس کے آگے آیا اور لڑائی ہونے لگی۔ دولت خان کا بیٹا شیر خان بہی چہہ سو آدمیون سے باپ کی مدد کو آگیا۔ آہنگ خان نے دیکہا کہ یہان ٹہیر کر لڑنا اپنے جان کہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ نکلجاسے۔ شاہ علی نے ضعف پیری کے باعث آگے جانا اور چند روزہ زندگی کو تاج شاہی کی امید موہوم پر کہونا مناسب نہ سمجہا اور معاودت کا ارادہ کیا۔ اس لیے آہنگ خان نے اوس کے بیٹے مرتضیٰ کو چار سو آدمی سے ساتہہ لیا اور خانخانان کے لشکر کے درمیان ہوکر قلعہ مین چلا گیا اور شاہ علی باقی لشکر سے لوٹا دولت خان نے تعاقب کیا۔ اور نو سو آدمی قتل کر دیے بمشکل باقی دکنیون نے بہاگ کر جان بچائی۔

۱۵۴۔ سہیل خان کی سپہ سالاری مین مہدی قلی سلطان قطب شاہی اور میان منجہو و اخلاص خان نفاق شاہی کا اکہٹا ہونا۔

اس وقت میان منجہو اخلاص خان آہنگ خان وغیرہ تدبیرین کر رہے تہے کہ جس سے ہر ایک اپنے مخالف کو غارت و تباہ کرے اور اپنے بادشاہ کو سب پر غالب کرکے ایک بادشاہ قرار دوے۔ جب یہ سب خبرین ابراہیم عادل شاہ کو پہونچین تو اوس نے خیال کیا کہ اگر مغلون نے احمد نگر کی سلطنت لے لی تو ضرور ہے کہ وہ آگے قدم بڑہائینگے اور بیجاپور کو بہی نہ چہوڑینگے۔ اس لیے مجبوراً احمد نگر والون کی

مدد کیجا نا چاہیئے اوس نے ان سب فریقون کو لکہا کہ آپس مین لڑائی کرنا اور دشمن کو قوی کرنا اچہا نہین ہے - اِس وقت سب کو چاہیئے کہ آپس مین اتفاق کر کے مغلون کو نکال دین بعد مین جو شخص کہ سلطنت کے لایق ہوا وسے بادشاہ بنالین - اس وقت کی لڑائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خود ہی سب کے سب تباہ ہو جا ئینگے اور اگر بالفرض کوئی ایک دوسرے پر غالب ہی آگیا تو مغلوب مغلون سے ملجا ئینگے اور اُن کی تقویت سے باعث اس غالب کو بہی خاک مین ملا دینگے - جب یہ نصیحت ان سلاطین ثلاثہ کے گوش زد ہوئی تو سب نے اوسے پسند کیا اور بساط منازعت کو طے کر کے سب متفق ہو گیے اور سب نے ابراہیم عادل شاہ سے امداد طلب کی - میان منجہو نے اپنے بیٹے حسن اور شاہ محمود اور مرتضی خان انجو کو اوس کے پاس بہیجا اور چاند بی بی سے بہی استعانت کی متواتر درخواستین ہوئین - یہان تو ابراہیم نے فوج پہلے ہی تیار کر رکہی تہی سہیل خان خواجہ سرا کو جس کی بہادری اسوقت خوب مشہور ہو گئی تہی - سپہ سالار کر کے تیس ہزار فوج سے روانہ کیا - اور محمد قلی قطب شاہ نے بہی مہدی قلی سلطان ترکمان کے ہمراہ چہہ سات ہزار سوار اور بہت سے پیادے بہیجے اور شاہ درک کے مقام پر میان منجہو اور اخلاص خان بہی اپنی اپنی فوجون سمیت سہیل خان سے آکر مل گیے جس سے سہیل خان کے پاس ساٹھ ستر ہزار دکہنی فوج ہو گئی - رامراج کی لڑائی کے بعد اس قدر کثرت سے دکہن مین فوج کبہی اکٹہی نہین ہوئی تہی - **نظم**

۱۴۵ - شاہزادہ مراد کا قلعہ مین سرنگ لگوانا اور چاند بی بی کا اونہین کہود وانا -	شاہ ہر مملکت در عقد کسے کرد وی جہد آنکہ پا را بر سر ناز و تنعم می نہد بادشاہی در چمن دادند گل را زانکہ گل	دست را آغوش با شمشیر و خنجر می کند گرد کارش در جہان پر زار و سر د می کند با وجود نازکی از خار سر بر می کند

چاند بی بی کا نام اوپر تم پڑہ آئے ہو وہ حسین نظام شاہ فاتح بیجانگر اور خونزہ ہمایون کی بیٹی اور علی عادل شاہ والی بیجاپور کی بی بی تہی - سب سے پہلے لڑکپن مین اوس نے بیجانگر کی لڑائی دیکھی - پھر علی عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین رہی اور اوس کے بعد جب بیجاپور مین بادشاہ گردی ہوئی تو کمال خان کشور خان اخلاص خان اور دلاور خان کا دور دیکہا اور طرح طرح کی مصیبتین اوٹھائین - اور ابراہیم عادل شاہ کو مان کی طرح پالا - پہر احمدنگر مین آئی تو صلابت خان اور مرتضی شاہ کے بعد مرزا خان اور جمال خان اور برہان شاہ ابراہیم نظام شاہ اخلاص خان اور میان منجہو کے جہگڑے سب اوس کی نظرون کے سامنے گذرے - اس وقت نظام شاہی خاندان مین درحقیقت سلطنت کا اگر کوئی لایق اور حقدار وارث تہا تو یہی عورت تہی - وہ بہادر بہی تہی اور عاقلہ بہی تہی گو مسلمان عورتون کے عام پاکدامنی کے باعث اوس کی عصمت کوئی بڑی فخر کی بات نہین تہی تاہم جب یہ خیال کیا جاے کہ وہ بادشاہزادی اور خود مختار تہی تو البتہ وہ ایسی تہی کہ ایسی پاکدامنون کی مثالین شاذونادر ہی ہوا کرتی ہین - افسوس کہ مسلمانون کی پردہ نشینی کی سختی نے اوسے سلطنت سے محروم رکہا ورنہ ایسی لایق اور بہادر عورتین دنیا مین بہت ہی کم دیکہنے سننے مین آئی ہین - جب مغلون نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو اوس نے اون کے دفعیہ پر کمر باندہی - جب مغل سرکوب بناتے تو وہ بہی آدمیون کو مقرر کرتی اور قلعہ کے برجون کو اوس کے مقابلہ مین خوب بلند کرا دیتی - جب وہ خندق محیط قلعہ کو مٹی پتہر سے پاٹ کر اندر جانے کا راستہ کرتے تو وہ اوسے خالی کرا دیتی - جب وہ مورچون کو اپنے آگے بڑہاتے تو وہ ایسی توپین مارتی کہ مغلون کو پیچہے ہی ہٹنا پڑتا - اور راتون کو قلعہ سے نکل نکل شبخونون سے تنگ کرتی اور مغلیہ فوج کو قتل و غارت کرکے اوس کی

فوج پہر قلعہ مین گہس جاتی - غرض جو تدبیر مغل قلعہ شکنی کی کرتے وہ اوسکا انسداد کرتی اسیطرح تین مہینے گذر گئے اور قلعہ فتح نہین ہوا - جب سہیل خان کے لشکر کی خبر مغلون کو پہونچی تو اونہین بڑا اندیشہ ہوا - شاہزادہ مراد نے خانخانان اور صادق محمد خان وغیرہ امراے اکبری کو بولایا - اور ایک محفل مشاورت منعقد کی - اوس مین بحث و مباحثہ کے بعد یہ راے ٹہیری کہ لشکر دکن کے پہونچنے سے پیشتر ہی کسی طرح قلعہ کو فتح کر لینا چاہیئے اس لیے اس مشورہ کی تجویز کے مطابق شاہزادہ نے محاصرہ کا خوب بندوبست کیا کہ اہل قلعہ کی آمدورفت کے سب راستے بند کر دیے تاکہ کسی طرح باہر کی اندر اور اندر کی باہر خبر نہ جا سکے - اور نقب لگانے کا حکم دیا - چنانچہ شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ نقب قلعہ کی دیوار کے نیچے تک پہونچ گئے - اور اوس مین باروت بہر دی گئی - اور اون کے سوراخ پتہرون سے بند کر کے گچی کر دی گئی - دوسرے روز کہ یکم رجب ۱۰۰۴ھ کے اور روز جمعہ کا تھا شاہزادہ نے بعد نماز جمعہ سرنگ اوڑانے کا ارادہ کیا - خواجہ محمد خان شیرازی جو شاہزادہ کے لشکر مین تہا اوسے یہ حال معلوم تہا - چاند بی بی نے براہ دور اندیشی اوسے اپنا خیر خواہ بنا رکہا تہا اس لیے اوس نے ہم مذہبی کے باعث اہل قلعہ پر رحم کہایا - اور اندہیری رات مین قلعہ کے نیچے جا کر سرنگون کی جگہہ اور شاہزادہ کے ارادہ سے چاند بی بی کو مطلع کر دیا - چاند بی بی اوسی وقت اوٹہ کہڑی ہوئی اور سرنگون کی تلاش کرانے لگی - دوسرے روز جمعہ کی نماز تک دو نقب معلوم کر لئے اور اون کی باروت نکال کر پہینک دی اور اتنا پانی اوس مین ڈالدیا کہ آگ کے بجاے وہان سے پانی کی نہر بہہ گئی - پہر اور نقبون کی تلاش شروع کی -

۱۵۷۔شاہزادہ مراد کا سرنگ اوڑاکر قلعہ پر حملہ اور چاند سلطانہ کا اوسے روکنا۔

شاہزادہ مراد یہ چاہتا تہا کہ دکن کی فتح میرے ہی نام ہو۔خانخانان
کا اوس مین نام نہ ہو۔اس لیے جب جمعہ کا دن ہوا اور سرنگ
اوڑانے کا وقت آیا تو مرزا عبدالرحیم خانخانان کے بلا اطلاع
اپنے امرا صادق محمد خان وغیرہ کو لیکر قلعہ کے نزدیک گیا اور سرنگون مین آگ دینے
کا حکم دیا۔تین سرنگ جن مین بارود تہی اوڑ گئے اور پچاس گز قلعہ کی دیوار ٹوٹ گئی
اور اوس کے پتہر اور اوس کے اوپر کے آدمی وغیرہ آسمان کو ایسے اوڑ گئے کہ جیسے
آسمان مین کبوتر اوڑتے ہون اور پہر جہان کہین وہ پتہر اور کڑیان وغیرہ گرین اون سے
اہل قلعہ کو نقصان پہونچا مگر چونکہ قلعہ والون کو سرنگ لگنے کا حال معلوم تہا اس لیے
اونہون نے اپنی بہت احتیاط کر لی تہی وہ نقصان نہ پہونچا کہ جس کا ایسے وقت
مین اندیشہ ہوسکتا تہا۔جب مرتضی خان پسر شاہ علی و آہنگ خان و شمشیر خان و
محمد خان دایہ زادہ و افضل خان وغیرہ چہوٹے بڑے امرا نے اتنا بڑا رخنہ دیکہا تو
قلعہ کے دروازون کی طرف کو بہاگے اور ادہر اودہر گوشون مین چہپ رہے۔ ادہر
شاہزادہ اور اوس کے امرا اس خیال مین کہڑے تہے کہ باقی دو نقب بہی اوڑین
تو حملہ کیا جاے۔ مگر اونہون نے کتنی دیر انتظار کیا اور سرنگون نے آگ نہ لی تو
حیران کہڑے کے کہڑے رہ گئے اور اس شش و پنج مین ہوئے کہ کیا کیا جاوے
چونکہ چاند بی بی کو یہ حال پہلے سے معلوم تہا کہ دو نقب جو باقی ہین وہ خالی ہوگئے ہین
اوڑینگے نہین۔اور اوس نے اوڑنے کا وقت آجانے کے باعث دیوار کے شگاف
کے بند کرنے کا بہی بندوبست کر لیا تہا اس لیے جبہی کہ سرنگ اوڑ گئے اوس جوانمرد
عورت نے برقع پہن ایک تلوار گلے مین حمائل کی۔اور دوسری تلوار ہاتھ مین لی

اور برہنہ پا اوچی بن نہایت ہی سرعت کے ساتھ تھیلے اور ٹوکرے مٹی اور پتھر کے بھرے ہوئے جو اوس نے تیار کر رکھے تھے لیکر شگافون کے مقام پر آ کھڑی ہوئی ۔ اور باآواز بلند تمام اہل قلعہ سے کہا کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید کسی کو ہمیشہ جینا نہین ناموری کے ساتھہ مرجانا بدنامی کے جینے سے ہزار درجہ بہتر ہے جس وقت کہ یہ دشمن اندر گھس آئینگے تمھین قتل و غارت کرڈالینگے تمھارے زن و فرزندان کے ہاتھون مین جائینگے اون سے جو اون کا دل چاہیگا وہ سلوک کرینگے ۔ ایسے وقت مین ہرگز نامردی نہ کرنا چاہیے ۔ جس وقت کہ یہ عورت وہان آئی اور ایسی غیرت دلائی تو احمدنگر مین کوئی چھوٹا بڑا عورت مرد امیر غریب ایسا نہ تھا کہ جو اوس کی مدد کو نہ اوٹھہ کھڑا ہوا ہو مرتضیٰ خان آہنگ خان وغیرہ بھی نکل آئے اور اس کے حکم اور رائے کے بموجب شگافون کی مسدودی مین مصروف ہوئے ۔ اور ایک طرفۃ العین مین توپین اور ضربزن اور دیگر آلات جنگی وہان لاکر لگادئے جس سے وہ شگاف دہانہ دوزخ کا نمونہ بنگیا ۔ ادہر تو احمدنگر والون نے رخنہ کے بند کرنے کا بندوبست کیا اودہر جب شاہزادہ کو دوسری سرنگون کے اوڑنے سے مایوسی ہوئی تو اوس نے فوج کو حملہ کا حکم دیا ۔ اور ایسی سخت کوشش کی کہ اوس سے زیادہ امید ہی نہین ہوسکتی تہی مگر اس عورت کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی ۔ جس قدر ادہر سے سخت حملہ ہوا اوسی قدر اودہر سے سخت روک اور مزاحمت ہوئی ۔ یہان تک کہ طرفین کے جوان مردون کے خون سے زمین مین نالے بہہ گئے ۔ اور چار گھنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی بعدازان شام ہوجانے کے باعث مجبوراً شاہزادہ مراد کو نامراد لوٹنا پڑا ۔ اور مغلون کے لشکر کے ہر صغیر و کبیر کے منہ سے اوس عورت شیردل کی تعریف و تحسین بے ساختہ نکلنے لگی اور اوس تاریخ سے اوسے بجائے

چاند بی بی کے چاند سلطانہ کہنے لگی - جب رات ہوئی اور مغل اپنے لشکر مین لوٹ کر آرام ہو گئے تو گو آسمان کے سورج اور چاند نے مغرب کے پردہ مین مُنہ چھپا لیا مگر یہ نامور چاند ویسے ہی رات بھر گھوڑے پر سوار شگاف کے مقام پر کھڑی رہی اور کسی کو روپیہ دیا کسی سے وعدہ وعید کیے اور کسی کو میٹھی باتون سے پُھسلایا اور دیوار بنوائی پتھر مٹی کوڑا لکڑی ڈنگڑی حتیٰ کہ آدمیون کی لاشون سے رات ہی رات مین دیوار تین گز اونچی کرالی - اور ایسا مستحکم سدِ سکندری کر دیا کہ صبح کو دشمن کی ہمت پھر حملہ کی نہ ہوئی سچ ہے ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

۱۵۷ - شاہزادہ مراد اور چاند سلطانہ کے مابین برار کا علاقہ دینے پر صلح

۱۰۰۴ھ

اگرچہ چاند سلطانہ نے بڑی جوان مردی کی - اور قلعہ کی دیوار کو پھر درست کر لیا - مگر وہ عاقلہ یہ بات جانتی تھی کہ ان ایک مشت آدمیون سے قلعہ کی حفاظت تا بکے - دشمن بڑا زبردست ہے - بدون امداد کام نہ چلے گا - اس لئے اوس نے سہیل خان کو خط لکھا کہ قلعہ کی حالت بہت ابتر ہو رہی ہے اب تک تو دلاوری اور دلدہی سے مین نے قلعہ بچایا - اب قلعہ مین رسد نہین رہی ہے - تم جلد آؤ - اگر دیر کرو گے تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا - یہ خط جو جاسوس لیے جاتا تھا اتفاقاً کہین مغلون کے ہاتھ پڑ گیا خانخانان اور صادق محمد خان نے اوس خط کو دیکھا اور پھر ویسے ہی اوسے جاسوس کو دیدیا اور ایک خط اپنی طرف سے بھی سہیل خان کو لکھا کہ یہ جھگڑا مدت سے ہو رہا ہے آپ جلد آئیے تاکہ اس کا کچھ تصفیہ ہو جائے - جب یہ خط سہیل خان کے پاس پہونچے تو وہ بیر سے جہان اس وقت پڑا ہوا تھا فوراً احمد نگر کو روانہ ہو گیا - مغل بھی اب تنگ ہو گئے تھے اور دکھنی فوجین جو ادہر اودہر لوٹ مار کر رہی تہین انھون نے مغلون کی رسد بند کر دی تھی شاہزادہ اور صادق محمد خان گھبرا گئے تھے

اونھون نے خانخانان کو شورہ کے لیے بولایا۔ اول تو خانخانان نے دخل دینے سے انکار کیا مگر جب صادق محمد خان نے اپنے مکابرہ پر ندامت کا اظہار کیا تو اوس نے بادشاہ کی خیر خواہی کے باعث شاہزادہ کو صلاح دی کہ دکن کا لشکر کوچ بہ کوچ چلا آرہا ہے۔ اس وقت لڑائی لڑنا خالی از دشواری نہین ہے بہتر یہ ہے کہ آپ برار کی طرف چلے جائین اور جب اوس طرف قبضہ ہوجاے اور وہان کی رعایا ہماری حکومت سے راضی ہوجائے تو پہر یہان آکر احمد نگر کو فتح کیا جائے۔ چونکہ شاہزادہ وغیرہ تمام امرا رسد کی تنگی سے گہبرائے ہوئے تھے اونھون نے خانخانان کو صلح کا مختار کردیا۔ خانخانان نے سید مرتضی سرداری کو جو امراے اکبری مین مدت سے داخل تھا چاند سلطانہ کے پاس صلح کا پیغام دیکر بہیجا۔ جب چاند سلطانہ نے مغلون کی گہبراہٹ دیکھی تو صلح سے استغنا کیا۔ مگر پہر راضی ہوگئی یہ صلح نہایت خفیہ ہوئی نہ صرف سہیل خان وغیرہ کو بلکہ احمد نگر کے اور امرا کو بہی بہید نہ کہلا۔ بعد ازان فریقین کے ایلچی آئے اور یہ عہد نامہ لکہا گیا کہ پرگنات بیدر اور کل برار کا علاقہ جو تفال خان کے قبضہ مین تہا وہ شاہزادہ کو دیدیا جائے۔ اور حسین شاہ کے وقت مین جس قدر ملک مہور سے بندر جیول تک اور پرینڈہ سے دولت آباد اور سرحد گجرات تک تہا وہ حاکم احمد نگر کے پاس رہے جب فریقین کی عہد نامہ پر مہرین ہوگئین اور سہیل خان احمد نگر سے چہہ کوس پر پہونچ گیا تو شاہزادہ مراد اور خانخانان اوائل شعبان سنہ ۱۰۰۴ھ مین براہ کوتل چیتور بظاہر دولت آباد کی تسخیر کو چلے اور وہان سے ہوتے ہوئے برار کو چلے گئے۔ یہ خفیہ عہد نامہ چاند سلطانہ کے حق مین گو اس وقت نہین مگر آگے چلکر بلاے جان ہوگیا۔ کیونکہ اس صلح سے بوجہ مجبوری کے اگرچہ اس وقت

کسی نے انکار پر زیادہ اصرار نہ کیا لیکن کسی نے اوسے پسند نہ کیا۔ اور خاصکر اس
سبب سے اور بھی پسند نہ کیا کہ اوس مین یہ لوگ شامل نہوئے۔

۱۵۸۔ بہادر شاہ کا احمدنگر مین بادشاہ ہونا اور شاہزادہ مراد کا برار مین انتظام۔

جب سہیل خان کے لشکر مین فوج مغلیہ کے واپسی کی خبر پہونچی
تو امراے دکھنی و حبشی نے میان منجھو اور احمد شاہ کی رفاقت
چھوڑی اور احمدنگر کو چلے گئے۔ اب میان منجھو نے چاہا
کہ احمد شاہ بادشاہ ہو۔ اور احمدنگر مین کچھہ ہاتھہ پاؤن مارنے کا ارادہ کیا۔ مگر آہنگ خان
نے چاند بی بی کی راے سے احمد شاہ کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔ اور میان منجھو کو
قلعہ مین آنے سے روک کر کسی شخص کو جوند کو بھیجا۔ اور شعبان ۱۰۰۴ھ مین بہادر شاہ
ابن ابراہیم نظام شاہ کو منگا کر بادشاہ بنایا۔ میان منجھو لڑنے کو کھڑا ہو گیا۔ جب ابراہیم عادل شاہ
نے سنا تو بپاس داری چاند بی بی اور نیز مصلحت وقت کے لحاظ سے فساد برپا ہونا مناسب
نہ جانکر مرتضی خان دکھنی کو بہ تعجیل احمدنگر کو بھیجا۔ اور میان منجھو سے کہا کہ اس وقت
مین ایسی آرزوئین کرنا ملک مین خلل ڈالتا ہے تم سہیل خان کے ساتھ یہان چلے آؤ
جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جاویگا۔ میان منجھو نے بھی جان لیا تہا کہ اگر عادل شاہ
کی نافرمانی کرتا ہون تو میری بات چلنا مشکل ہے اس لیے سہیل خان کے ہمراہ احمد شاہ
کو لیکر بیجاپور چلا گیا۔ ابراہیم نے احمد شاہ کے لیے کچھہ جاگیر مقرر کردی اور میان منجھو اور اوسکے
بیٹے میان حسن کو اپنے امرا مین داخل کر لیا۔ اسطرح احمد شاہ کے نام کی سلطنت بھی
آٹھ مہینے رہی۔ اودھر شاہزادہ مراد اور خانخانان برار کو گئے۔ اور ایک مقام پر بالاپور کے
قریب چھاونی ڈالی۔ اور اوس جگہہ قصبہ شاہپور آباد کرکے اوسے سر عجالتہ دار الحکومت
بنایا۔ اور پرگنات کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کر دیا۔ اور سپاہ کو آرام کے لیے تہوڑے

فاصلہ پر بہیجدیا - چونکہ ابھی دکن مین پاؤن اچھی طرح نہ جمے تھے اور اونکی صلح پر اعتبار نہ تہا اس لیے اکبر نے راجہ علیخان سے قرابت پیدا کرنا مناسب سمجھا - اور اوس کے بیٹے کی بیٹی سے اپنے بیٹے شاہزادہ مراد سے شادی کرلی - اور راجہ علیخان کو تین چار ہزار سوار سے بخاطر داری برار مین رہنے دیا - شاہزادہ مراد اور شہباز خان کنبوہ سے احمد نگر کے تاراج اور نیز صلح کے وقت رنج ہوگیا تہا اس لیے شہباز خان شاہزادہ سے بغیر رخصت لئے مالوہ کو چلا گیا - اور شاہزادہ مراد نے برار مین اچھی طرح اپنا انتظام کرلیا -

۱۵۹ - قطب شاہی تاریخ مین واقعات کی تاریخ نہ لکھنے سے دقتین - اور مکند راج راے کشمکوٹہ کی بغاوت -

جس وقت ادہر یہ جہگڑے ہو رہے تھے تو محمد قلی قطب شاہ اپنی عملداری مین بیکار نہین بیٹھا تہا بلکہ وہ بڑا بہاری کام کر رہا تھا ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ مین رامراج کی لڑائی کے بعد ایک شخص بہائی بلندر کشمکوٹہ یا قاسم کوٹہ کا راجہ ابراہیم کا مطیع ہوگیا تہا اور ہر سال معمولی خراج بہیجا کرتا تھا - جب وہ مرگیا تو اوس نے مکند راج ایک بارہ برس کا بیٹا چھوڑا - محمد قلی نے اوسے باپ کی جگہہ گدی نشین کردیا - اور امرا اور راجہ ہاے قاسم کوٹہ کو لکھہ بہیجا - کہ مکند راج ہمارے طرف سے اپنے باپ کی جگہہ وہان کا راجہ مقرر کیا گیا ہے - اس لیے تمام راے اور سردار وہان کے اوس کے مطیع ہوگیے بعد ازان مکند راج محمد قلی کی خدمت مین حاضر ہوا - اور بادشاہ نے اوسے زین زر اور کلاہ و کمر و آفتاب گیر عنایت کیا اور اوسے اپنے وطن کو بعزت تمام رخصت کردیا مکند راج مدت تک راج کرتا رہا - اور معمولی خراج باپ کی طرح بہیجتا رہا - قطب شاہی تاریخ مین لکھا ہے کہ مکند راج اور بہائی بلندر نے تیس سال تک خراج بلا نزر و حیلہ بہیجا - مگر

یہ تعداد تیس سال کی محض غلط ہے کیونکہ اوسی تاریخ قطب شاہی سے ثابت ہوتا ہے
کہ بہاسے بلندر نے راجمندری کی فتح کے بعد اطاعت قبول کی تھی۔ اور اس فتح کی
تاریخ ہے (معبدِ کافران بدست آمد) جس سے ۹۷۹ھ نکلتے ہین اور یہ بہی قطب شاہی
تاریخ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقع جس کا ذکر ہم کر رہے ہین احمد نگر پر اکبری فوج کی
چڑہائی سے پہلے کا ہی اور یہ چڑہائی ۱۰۰۴ھ مین ہوئی پہر اس لیے کسیطرح تیس سال باپ بیٹون کی اطاعت
کو نہین ہو سکتے۔ یہ بحث ہم نے صرف اس لیے لکھی ہے کہ قطب شاہی تاریخ کی
اٹکل پچو تحریرات کا حال ہمین بتانا منظور ہے کہ جس سے ہم کو سخت دقت ہر مقام پر آکر
پڑتی ہے۔ مورباس پڑوس کی سلطنتون کی تاریخون سے بغیر مدد لیے کام ہی نہین چلتا
اور اوس سے بہی کامل تشفی نہین ہوتی۔ اور اسباب اور نتایج واقعات کے اچھی طرح
نہین نکل سکتے۔ غرض جب محمد قلی نے اکبری فوج کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج کا عظم
احمد نگر کو بہیجدیا۔ تو مکندراج کو و دیا در نے بہکایا۔ اور محمد قلی سے بغاوت پر آمادہ کر دیا
مکندراج نے پہلے تو برلاس خان اور غضنفر خان وغیرہ چند مسلمان سردارون کو جو غالباً
دہان ایسے رہتے ہونگے جیسے آجکل انگریزی رزیڈنٹ دلیسی ریاستون مین رہا کرتے
ہین فریب سے قید کر لیا اور دیوراج اپنے داماد کو جو محمد قلی کا طرفدار اور خیر خواہ تہا مار ڈالا۔
اور پہر خراج دینے سے انکار کر کے وینکٹادری راسے پناکنڈہ کو لکھا کہ آجکل قطب شاہی
فوج احمد نگر کو اکبری فوجون کے مقابلہ کو گئی ہوئی ہے۔ اور ایک بڑا حصہ فوج کا شمالی
مغربی سرحد پر پڑا ہوا ہے جو اسوقت وہان سے کسی طرف جنبش نہین کر سکتا ہے۔
ایسے مین اگر آپ اور ہم بالاتفاق کوشش کرین تو ممکن ہے کہ قطب شاہی عملداری کو
خاک مین ملا دین اس لیے ضرور ہے کہ آپ میرا ساتھ دیجیے۔

۱۶۰- مکندراج کی بغاوت اور امین الملک کا اوسے شکست دیکر قاسم کوٹہ پر قبضہ کرنا۔

اس وقت محمد قلی کی حالت بڑی نازک تھی اوس کی اچھی فوج تو احمدنگر گئی ہوئی تھی اور باقی عمدہ فوج کا ایک بہت بڑا حصہ شمالی مغربی سرحد پر مغلون کے ڈر سے پڑا ہوا تھا۔ اب جب کہ شمال مشرق مین مکندراج نے سر اوٹھایا تو اوس کی موافقت کی خاطر جنوب مغرب مین وینکٹادری مرتضی نگر پر فوج لیکر چلا۔ مگر محمد قلی بڑا بیدار مغز تھا۔ اُس نے برلاس خان کی عرضی پہونچتے ہی میرزین العابدین رستمداری کو سرلشکر کیا۔ وعبدالکریم حوالدار وغیرہ امرا اوس کے ساتھ گئے اور کسٹلکوٹہ کو روانہ کیا۔ کہ مکندراج کو تسلی و دلاسا دیکر راہ پر لائے اور جب عمال مرتضی نگر نے لکھا کہ وینکٹ پتے دو لاکھ سوار اور پیادہ اور ہزار ہاتی لیکر مرتضی نگر پر بڑھ رہا ہے تو عادل خان بنگی کو سپہ سالار کیا اور بہت سی سپاہ اور دو سو ہاتی اور کچھ توپین لیکر اوس کی روک کو بھیجا۔ میرزین العابدین نے مکندراج کے پاس آدمی بھیجے اور اوسے نصیحت کی۔ مگر چونکہ ہندوون کو معلوم تھا کہ آجکل مغل احمدنگر پر پڑے ہوئے ہین اور قطب شاہی فوج اودھر گھری ہوئی ہے تو اونھون نے اس موقع سے فائدہ اٹھائے بغیر رہنا مناسب نہ سمجھکر قطب شاہی امرا کی ایک نہ سنی۔ جب محمد قلی نے دیکھا کہ بغیر تلوار کے کام نہ چلے گا تو خود مکندراج کی تنبیہ کے لیے جانیکا ارادہ کیا۔ مگر امین الملک کی رائے سے غالبا یہ مناسب سمجھکر کہ بادشاہ دارالسلطنت سے کہین نہ ہلے خاموش ہو رہا۔ اور امین الملک کو اوسکی تادیب کے لیے مقرر کیا اور ہری چند بھائی بلند کے بھائی اور ہری چند کے بیٹے سنکراج اور علم خان کو جو غالباً خطا معاف کرا کر محمد قلی کے پاس آگیا ہوگا اور نیز مجاہد خان وغیرہ کو ساتھ کیا۔ اس لیے مکندراج نے اپنے گرد نواح کے راجاؤن سے مدد منگائی اور تیس ہزار پیادہ اور تین ہزار سوار لیکر حدود

راجمندری مین مسلمانون کے مقابلہ کو بڑہ آیا۔ امین الملک نے ہر چند چاہا کہ وہ اطاعت اختیار کرے مگر اب بہی اوس نے نہ مانا۔ اس لیے طرفین سے فوجین تیار ہوئین میر زین العابدین سر لشکر قلب مین کہڑا ہوا۔ اور امین الملک پیچہے مدد کے لیے تیار رہا۔ جب ہندوون نے حملہ کیا تو سب سے پہلے علم خان اور سنکراج اپنی فوجین لیکر اون کے مقابل ہوئے مگر ہندوون نے یہان خوب بہادری کی۔ اور مسلمانون کے صفین توڑ دین اور علم خان اور سنکراج کو نیزون سے مار ڈالا۔ اور قریب تہا کہ ہندوون کی فتح ہو جاے مگر امین الملک نے پیچہے سے تازہ دم فوج لیکر مدد کی اور لڑائی کا پانسا پلٹ دیا۔ مکندراج شکست کہا کر بہاگا۔ اور کسٹمکوٹہ مین جا کر بیچارہ بر لاس خان اور غضنفر خان قیدیون کو قتل کر ڈالا۔ اس لیے امین الملک نے وہان بہی اوس کا تعاقب کیا اب مکندراج نے دیکہا کہ مسلمانون سے لڑنا جان کہونا ہے اس لیے وہ سیکاکول اور مدورہ کی طرف کو اپنا ملک چہوڑ کر بہاگ گیا۔ اور کسٹمکوٹہ پر قطب شاہی فوج کا بلا مزاحمت کامل قبضہ ہو گیا۔

۱۶۱۔ محمد قلی کی وینکٹ پتے راے پنکنڈہ سے مصالحت۔ اور راجہ رامچندر راے پتاپور کی اطاعت۔

جب وینکٹ پتے راے پنکنڈہ نے دیکہا کہ عادل خان زبردست فوج سے مرتضی نگر آ گیا ہے اور اور فوج ابہی آنیکا انتظار ہے اور سنا کہ مکندراج کو کسٹمکوٹہ مین شکست ہوئی ہے تو اوس نے حملہ مناسب نہ سمجہکر لشکر کشی کا عذر اس طرح کیا کہ کچہہ تحفے تحائف محمد قلی کو بہیجے اور لکہا کہ مرتضی نگر کی طرف مین اس لیے آیا تہا کہ کہم کے تالاب کا مجہے دیکہنا منظور تہا۔ محمد قلی نے اس عذر کو اس وقت غنیمت سمجہا۔ اور اوسے مصالحت آمیز خطوط لکہکر ٹال دیا۔ اور عادل خان بنگی کو لکہہ بہیجا کہ لڑائی کی چہیڑ چہاڑ نہ کرے۔ جب ادہر سے خوف

جاتا رہا تو محمد قلی نے امین الملک کو حکم دیا کہ مکند راج کو جہان تک ہو سکے گرفتار یا قتل
کر دیا جائے اس لیے امین الملک نے اوس کا تعاقب کیا۔ مکند راج پتاپور مین چلا گیا
اور ساحل مالابار کے جنگل مین پناہ لی۔ اس لیے حوالی پتاپور کا جنگل مسلمانون نے کاٹنا
اور مکند راج کا نکالنا چاہا اور جنگل مین آگ دینا شروع کردی اب مکند راج نے پریشان
ہوکر راجہ رامچندر سے پناہ مانگی جو وہان کا بہت بڑا راجہ تھا۔ رامچندر نے کہا کہ ہم اکیلے
قطب شاہی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ مادہو سنگھ ایک اکبری فوج کا سردار راجپوتون
کی فوج لیے بنگالہ مین پڑا ہوا ہے اوس سے امداد مانگنا چاہیئے۔ چنانچہ دونون نے
مادہو سنگھ کو لکھا۔ اور اوس نے ان کی امداد کے لیے کچھ فوج بھیجدی۔ امین الملک
اور میر زین العابدین نے اس لیے رامچندر کی عملداری پر تاخت و تاراج شروع کی۔ اور
جب مادہو سنگھ نے کسی وجہ سے اپنی فوج واپس بولالی۔ تو رامچندر نے مجبور
ہوکر بوعدہ ادائے خراج سالانہ اطاعت اختیار کرلی۔ اور مکند راج بنگالہ کی طرف بھاگ
گیا۔ اور جب امین الملک کو کامل اطمینان حاصل ہوگیا تو اوس نے سرحد کی حفاظت
کے لیے ملک نائب اور آسی راو کو علاقہ رڈیوار کے دو سردارون کے ساتھ وہان چھوڑ دیا
اور کشمکوٹہ کو چلا آیا اور اوس کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔

۱۶۲۔ راجمندری مین رڈیوار قوم کا بلوہ اور عادل خان اور زین العابدین کا اوسے فرو کرنا

جب امین الملک اور میر زین العابدین مکند راج کے تعاقب مین پتاپور کی طرف گئے ہوئے تھے تو علاقہ راجمندری کو خالی دیکھکر وہان کے رڈیوار قوم کے ہندوؤن نے بلوہ مچادیا۔ اور ایلور اور نرزدل اور بہار جلی مین صادر و وارد کو لوٹنا شروع کیا اور ایسا فساد برپا کیا کہ جو تھوڑی فوج راجمہندری مین باقی تھی اوسے جنگل مین پناہ لینی پڑی۔ جب محمد قلی کو معلوم ہوا تو اوس نے عادل خان

سپہ سالار مرتضی نگر اور چنگیز خان سر نوبت کو حکم دیا کہ رولوار ہندون کی تادیب کے لیے
راجمندری اور کامورم کی طرف جائین۔ عادل خان فوراً وہان جا پہونچا۔ اوران بلوائیون
کو ایک ہی حملہ مین تتر بتر کر دیا۔ گو میدان مین اون کو شکست ہوگئی۔ مگر اونہون نے جاکر
دریا پر قبضہ کرلیا۔ اور بیس ہزار آدمی نے اکٹھے ہوکر ایسی مضبوطی
سے انتظام کیا کہ عادل خان کو دریا سے عبور کرنا غیر ممکن ہوگیا۔ اس لیے
اوس نے محمد قلی کو درخواست بہیجی کہ کچہہ توپون اور فوج سے اوس کو مدد بہیجی جائے
اس عرصہ مین مکندراج کا جھگڑا نبٹ چکا تھا اس لیے محمد قلی نے میر زین العابدین کو
لکھا کہ عبد الکریم حوالدار کے اتفاق سے توپین اور ضرب زن اور بانکاری اور شتابخانے
تفنگچیون کی فوج لیکر عادل خان کی مدد کرے۔ اور جس قدر توپین چاہیئے ہین راجمندری
کے قلعہ سے لے لے۔ اس حکم کے پہونچتے ہی زین العابدین عادل خان کی امداد
کو پہونچا۔ مگر ہندون کا ایسا ہجوم تھا اور دریا مین پانی بہی اس کثرت سے تہا کہ اس امداد
سے بہی کام نہ چلا۔ مگر جب باباجی سر نوبت اور وہرمارا ؤ نے دو تین کوس کے فاصلہ پر
ایک گذرگاہ دریافت کرلی۔ اور چنگیز خان نے چند سلحدار لیکر دریا مین گھوڑے ڈالدئے
اور پار ہوگیا۔ اور پیچہے سے اور بہی فوج نے گذرنا شروع کردیا تو اگرچہ باغیون نے حال
دریافت ہونے پر خوب مزاحمت کی مگر اون کی ایک پیش نہ گئی اور اوس گھاٹی مین
انہین پناہ لینا پڑی جو اوس کے قریب ایک دشوار گذار مقام پر اونہون نے سنگین دروازہ
بناکر اپنے پناہ کے لیے مقرر کر رکہی تھی۔ اور اوس پر توپین چڑہاکر خوب مستحکم کرلیا تہا۔
اور عبور دریا کے بعد فوج کا اوسی طرف سے گذر تھا۔ اس لیے چنگیز خان نے اوس مقام
پر حملہ کیا۔ اور سخت جدال و قتال کے بعد اوس پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور جب باغی بہت سے

قتل ہوگئے اور نہایت مجبور ہوئے تو اونہون نے اطاعت قبول کی - اور باوجود اِس سرکشی کے مسلمانون نے اپنے قدیمی قومی رحم دلی کے باعث بوعدہ ادائے مالگذاری اون کے تمام قصور معاف کردے - بعدازان عادل خان تو گولکنڈہ چلا آیا اور میر زین العابدین اور چنگیز خان کو حکم ہوا کہ وہ کستکہ ٹہ کو جاکر اوس کا انتظام کرین - یہ اوپر کے تمام قطب شاہی واقعات ۹۸۰ھ و ۹۸۱ھ کے ہین -

۱۶۳ - محمد خان کی پیشوائی اور سرکشی پر گرفتاری اور آہنگ خان کا پیشوا مقرر ہونا -

جب چاند سلطانہ نے احمد نگر مین بہادر شاہ کو بادشاہ بنایا تو محمد خان میان منتخب دایہ زادے کو پیشوا کیا یہ توطبعی دستور ہے کہ جو ذی اختیار ہو وہ اپنے استقلال کے واسطے اپنے اعوان وانصار کو فراہم کرے - اس نے بہی تمام امورات سلطنت پر اپنے آدمی بہر دئے - اور آہنگ خان اور حبشی خان کو جو اِس وقت بڑے بڑے سردار تہے پکڑ پکڑا کر قید خانہ مین بہیجدیا - اس وجہ سے جو اورامرا اور ذی حوصلہ لوگ تہے اون کی ہمتین پست ہوگئین اور وہ اودہر اودہر گوشہ کنارہ مین جا چہپے - جس سے چاند سلطانہ بہی اوس کے قبضہ مین ہوگئی اور محمد خان کی ہی حکومت چلنے لگی - چاند سلطانہ اسے دیکہکر بہت گہبرائی - ابراہیم عادل شاہ کے سوا کون تہا جس سے وہ فریاد کرتی - اوس نے ابراہیم کے پاس پیغام بہیجا کہ محمد خان سے جو امید تہی اوس کے بالکل برخلاف اوس سے ظہور مین آیا زبردست دشمن سرحد پر پڑا ہوا ہے یہان یہ فتنہ وفساد ہو رہے ہین - اگر آپ ایسے وقت مین کچہہ توجہ نہ کرینگے تو یہ بقیہ ملک مغلون کے قبضہ مین چلا جائیگا - چونکہ ابراہیم چاند سلطانہ کو اپنی مان کی طرح سمجہتا تہا اور نہایت ممنون احسان تہا دوسرے مغلون کی پیش قدمی کا اوسے اپنے ملک پر بہی اندیشہ تہا اوس نے احمد نگر مین امن قایم رکہنا ضروری سمجہا اور سہیل خان کو ایک بڑی

فوج دیگر ۱۰۰۵ھ مین پھر احمد نگر کو بھیجا - کہ چاند سلطانہ کی مرضی کے موافق وہان کا انتظام کر دے - جب سہیل خان وہان گیا اور محمد خان راہ راست پر نہ آیا تو سہیل خان نے چاند سلطانہ کی راے کے مطابق احمد نگر کا محاصرہ کیا - اور محمد خان قلعہ مین متحصن ہو گیا چار مہینے تک محاصرہ رہا - جب محمد خان نہایت تنگ ہوا تو اوس نے خانخانان سے مدد مانگی لیکن جب یہ حال اہل قلعہ کو معلوم ہوا تو اور سب لوگ اوس سے برگشتہ ہو گیے اور قید کر کے اوسے چاند سلطانہ کے حوالہ کیا - اس کے بعد چاند سلطانہ نے آہنگ خان حبشی کو جو اوس کا بڑا معتبر تھا پیشوا اور وکیل السلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت دیدلا کر باعزاز تمام رخصت کیا -

۱۶۴ - دکھنیون اور مغلون کی لڑائی راجہ علیخان اور راجہ رام چندر کا قتل اور خانخانان کے مقابلہ مین سہیل خان کی شکست -

جب سہیل خان لوٹ کر حوالی راجہ پور مین پہونچا - جو دریاے گنگ گوداوری کے کنارہ واقع ہے تو معلوم ہوا کہ امراے اکبری نے نقض عہد کیا ہے اور قصبہ پاتری کو جو مملکت برار سے خارج ہے لے لیا ہے اس لیے وہ وہین ٹھیر گیا - اور ابراہیم عادل شاہ کو اس کی اطلاع کی - اور اسی طرح چاند سلطانہ اور آہنگ خان نے بھی قطب شاہ و عادل شاہ کو حالات لکھکر بھیجے - اور مغلون کے نکالنے کے لیے بمنت و سماجت تمام مدد کی درخواست کی جس سے عادل شاہ نے حسب دستور سابق سہیل خان کو مغلون کے مقابلہ کے لیے سپہ سالار کیا - اور قطب شاہ نے مہدی تی سلطان کو تلنگانہ سے روانہ کیا - اور گو کہ چاند سلطانہ چاہتی تھی کہ مغلون سے لڑائی نہو مگر پھر بھی احمد نگر سے ساٹھ ہزار سوار کے قریب اکٹھے ہو کر آ گئے - اور یہ سب فوج قصبہ سون پت مین جمع ہوئی - اس وقت خانخانان سپہ سالار مغلیہ جالنہ پور مین

اور شاہزادہ مراد شاہپور مین تہا - خانخانان نے فوج کو چارون طرف سے طلب کیا اور
شاہزادہ کے پاس شاہپور مین گیا - مغلیہ فوج کے تمام سردارون کا یہ قاعدہ تہا کہ ایک
دوسرے پر تفوق چاہتے تہے - خانخانان یہ چاہتا تہا کہ یہ فتح میرے نام سے ہو - اس لیے
اوس نے شاہزادہ اور اوس کے اتالیق محمد صادق خان کو یہ صلاح دی کہ وہ اپنی جگہہ رہین
اور باقی تمام امراے اکبری اور شاہرخ مرزا اور راجہ علی خان والی برہانپور کو ساتھہ لیا -
اور بیس ہزار سوار سے نا ندیر کے قریب دریاے گنگ گوداوری کے کنارہ دکھنیون کے
مقابلہ کو آگیا اور لشکر کے گرد خندق کہود کر پندرہ روز تک ٹہیرا - جب دکھنیون کی کم و کیفیت
کو دیکھہ لیا اور مُٹ بہیڑون مین اون کی طرز و انداز کو جانچ لیا تو دریا سے جسمین اس وقت
پانی پایاب تہا فوج کو پار اوتار لایا - ۷ جمادی الثانی ۱۰۰۵ھ کو مخاصمین کا علی الصباح سامنا ہوگیا
مگر اپنی داؤ پیچ مین فریقین نے بڑے بڑے تین بجادی - آخر عصر کے وقت جنگ شروع ہوئی سہیل خان کے میمنہ پر امراے
نظام شاہی اور میسرہ پر قطب شاہی فوج تہی - پرتگالیون وغیرہ اہل یورپ کی آمد و رفت کے باعث
توپخانہ کا رواج اس وقت تک جس قدر دکن مین تہا اوتنا رواج شمالی ہند مین نہ تہا -
سہیل خان کا توپخانہ بہی اکبری توپخانہ سے کہین اچہا تہا - مرزا عبدالرحیم خانخانان نے
چاہا کہ خود دکھنیون کا مقابلہ کرے - مگر پہر کچہہ سوچکر عین لڑائی کے وقت راجہ علی خان
اور راجہ رام چند وغیرہ امراے راجپوت کو آگے بہیجدیا - جنہون نے بڑہکر سہیل خان کے
ہراول کو توپین چہوڑنے کی مہلت نہ دی اور اون کے سر پر آکر اونہین شکست دیدی -
اور کسی قدر توپین چہینکر سہیل خان تک پہونچ گئے - اس وقت سہیل خان نے پہلے
توتوپ اور بندوق سے راجپوت اور خاندیسیون کی خوب خبر لی - پہر دہکے سے بہاگ
چلا - جب مغل تعاقب کرکے ایک دشوار گذار مقام پر آ گئے تو پہر توپخانہ کی آگ مین گہر گئے نکلا

اور ایسا حملہ کیا کہ جس سے چار ہزار آدمی مخالفون کے غارت ہو گیے۔ اور راجہ علیخان
والی برہانپور و راجہ رام چندر مارے گیے سہیل خان نے دیکھا کہ نظام شاہی اور قطب
شاہی فوج مغلون کے سامنے سے بھاگ گئی تو اوس نے دشمن کی پوری فوج کا
مقابلہ اپنے اوپر لے لیا۔ اور دشمن کے میمنہ اور میسرہ کو کامل شکست دے دی کہ جس سے
وہ لوگ بھاگ کر شاہپور چلے گیے۔ اسی مین خانخانان کے مارے جانے کی خبر بھی
اوڑی اور بھگوڑون کو دیکھکر وہان ایسی گھبراہٹ پڑ گئی کہ محمد صادق خان نے چاہا کہ
شاہزادہ کو جس طرح ہوسکے دکن سے نکالکر لیجائے۔ جس وقت دو گھڑی دن رہا ہے
اوس وقت سہیل خان کے مقابلہ مین دشمن کا ایک آدمی بھی موجود نہ تھا۔ سہیل خان
کو یقین ہو گیا کہ اوس کی کامل فتح ہو گئی۔ اس لیے وہ خوشی خوشی وہین ٹھیر گیا۔ مگر چونکہ
خانخانان کو راجہ علیخان وغیرہ کے مارے جانے کی خبر نہ تھی وہ بھی میدان مین پڑا رہا
جب دکھنیون نے مغلون کی رسد کو دیکھا تو وہ لوٹ پر بھی پڑے۔ اور لوٹ کر اپنی سرحد
کی طرف کو حفاظت کی غرض سے لوٹ آئے اس سے لڑائی کے مقام پر سہیل خان
کے پاس ایک تھوڑی سی فوج رہ گئی۔ چونکہ رات ہو گئی تھی۔ فریقین کو ایک دوسرے
کا حال معلوم نہ تھا۔ اس لیے کوئی اپنے لشکر مین روشنی نہین کرتا تھا۔ مگر سہیل خان
کو بھر رات گئے کچھ ضرورت پیش آگئی۔ اور اوس کے روبرو چند چراغ روشن کئے گیے
جب اس روشنی کو خانخانان نے دیکھا۔ تو تفتیش کے لیے جاسوسون کو بھیجا۔ معلوم ہوا
کہ یہ سہیل خان کا لشکر ہے دکھنیون کی کچھ توپین بھری بھرائی مغلون کے ہاتھ آگئی تھین
خانخانان نے حکم دیا کہ اونھین سے دشمن پر فیر کرین۔ جب سہیل خان کے لشکر مین گولے
برسنے لگے تو اوسے معلوم ہوا کہ دشمن سر پر موجود ہے اس لیے چراغ خاموش کر کے

قیام گاہ کو بدلدیا۔ مگراس سے سہیل خان کے تمام لشکر مین ایک کھلبلی مچ گئی۔ اوس نے آدمی دوڑائے کہ چارون طرف سے پراگندہ فوج کو بولا کر لائین۔ اودہر خانخانان بہی اپنی فوج کی قلت اور دشمن کی موجودگی سے گہبرایا مگر دانائی سے یہ تاڑ گیا کہ ان گولون نے دشمن کے دل مین ہراس پیدا کر دیا ہے اس لیے اوس نے فتح کی خوشی کا نقارہ خاصہ اور کرنا بجوایا کہ جس سے شاہی فوج کے سردار جو ادہر اودہر غارون اور گوشون مین رات بسر کرنے کو پڑے تہے اوس کے پاس آنا شروع ہوئے جب یہ لوگ خانخانان کے پاس آتے تو عرب کے دستور کے موافق مسلمان نعرہ اللہ اکبر مارتے اور ہندوان کے دیکہا دیکہی بم بم مہادیو۔ کے کرتے تہے اس طرح گیارہ مرتبہ رات مین خانخانان کے لشکر سے صدا بلند ہوئی۔ اس صدا نے سہیل خان کے لشکر کو سخت پریشان کر دیا۔ جب صدا بلند ہوتی تو ان کی دلاوری پرواز کرتی تہی اور اکبری فوج کے دل بڑہتے تہے۔ غرض کہ جب صبح ہوئی تو سہیل خان کے پاس دس بارہ ہزار سوار سے کم موجود نہ تہے اور خانخانان کے پاس بہی تین چار ہزار سوار تہے۔ اس وقت خانخانان کا یہ قصد تہا کہ باہم صلح ہو جائے اور سہیل خان صلح کا پہلے پیغام دے۔ مگر سہیل خان نے اپنے مشیرون کی رائے سے صلح کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس سبب سے خانخانان نے مجبوراً قبل از طلوع آفتاب لڑائی شروع کر دی۔ تاکہ مخالف اوس کی قلیل فوج کی تعداد کو کہین نہ جان جائین۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ طرفین نے دل توڑ کر ایک ایک انگل زمین کے لیے جان دی۔ اسی کشمکش مین خود سہیل خان زخمی ہو گیا اور بیتاب ہو کر گہوڑے پر سے گر پڑا۔ قریب تہا کہ دشمن اوس کا کام تمام کر دے۔ مگر کہنی اوس کے پاس دوڑ پڑے۔ اور بڑی رفاقت کے ساتہ وسے میدان جنگ۔ سے دونو بازو پکڑ کر

نکال لائے۔ اور شاہ درگ مین آکر پناہ لی۔

۱۶۵۔ خانخانان کی واپسی دکن سے اور ابو الفضل کا سپہ سالار دکن مقرر ہونا۔

مرزا عبدالرحیم خانخانان کی فیروزجنگی تو پہلے ہی سے مشہور تھی۔ اس فتح غیر مترقبہ سے اوس کی اور بھی ناموری ہوگئی۔ جب وہ شاہپور مین شاہزادہ مراد کے پاس گیا تو وہ اوس سے بہت خوش ہوا اور اکبر کو اوس سے اطلاع دی۔ بادشاہ کچھہ عرصہ سے عبداللہ خان ازبک والی توران کے حملہ کے اندیشہ سے لاہور مین ٹھیرا ہوا تھا اور اب عبداللہ خان کے مرجانے پر آگرہ کو لوٹ آیا تھا جب اس فتح کی خبر اوس کو پہونچی تو اوس نے خانخانان کو خلعت اور گھوڑا اس جلدی مین بھیجا۔ خانخانان نے فتح کے بعد اپنا قیام تو جالنہ پور مین مقرر کیا۔ اور پرنالہ اور کاویل برار کے بڑے بڑے قلعون کے فتح کے لیے فوج بھیجی۔ صادق محمد خان پنجہزاری کی تحریک سے شاہزادہ مراد نے خانخانان سے کہا کہ یہ موقع اچھا ہے دکھنی پریشان حال ہو رہے ہین۔ احمد نگر کو لیکر سلطنت نظام شاہی کو ختم کر دینا چاہیے خانخانان مذہبی میل کے باعث چاند بی بی کی رعایت کرتا تھا اوس نے کہا کہ چونکہ ابھی برار مین ہمارا کامل قبضہ نہین ہوا ہے اس لیے ضرور ہے کہ اس سال برار کا اچھی طرح انتظام کر کے آیندہ سال مین احمد نگر پر فوج کشی کی جائے۔ چونکہ خانخانان کا یہ کہنا محض غلط تھا اور صادق محمد خان شاہزادہ کو بہکاتا تھا اس لیے شاہزادہ کو اوس سے رنج ہو گیا۔ اور اس نے اپنے باپ کو لکھا جس سے اکبر نے شاہزادہ کی رعایت و خاطرداری کے باعث ۱۰۰۶ھ مین اوسے واپس بولالیا۔ اور بجائے اوس کے شیخ ابو الفضل کو دکن کا سپہ سالار کر کے بھیجا۔ اور مرزا یوسف خان کو اوس کا شریک کر دیا۔ انہون نے آکر پرنالہ اور گہرلہ اور کاویل کے قلعون کو فتح کیا۔

۱۶۶ - چاند سلطانہ اور آہنگ خان کی رنجش اور رفیع الدین شیرازی کا صلح کے لیے آنا۔

چونکہ چاند سلطانہ کی مرضی نہ تھی کہ اکبری فوج سے لڑائی کیجاے اس لیے اوس نے آہنگ خان کو لڑنے سے منع کیا تھا غالباً اسی بات پر چاند سلطانہ اور آہنگ خان سے رنجش ہو گئی تھی - جب آہنگ خان نے خانخانان سے میدان خالی پایا - تو اوس نے چاہا کہ چاند سلطانہ اور بہادر شاہ کو بھی نابود یا مقید کر کے خود مختار بن جاے - جب یہ حال چاند سلطانہ کو معلوم ہوا تو اوس نے اپنی اور بہادر شاہ کی حفاظت شروع کی - اور قلعہ کا دروازہ بند کر کے حکم دیا کہ آہنگ خان اور ارکانِ دولت کی طرح قلعہ کے باہر ہی دیوانداری کا کام کیا کرے - آہنگ خان نے کچھہ دنون تک تو اس حکم کی تعمیل کی - مگر پہر مخالفت کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا - اور فریقین مین روز لڑائی ہونے لگی - چاند سلطانہ کا معاون ابراہیم عادل شاہ کے سوا اور کون تھا اوس نے اعانت کی اوس کی درخواست کی یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہون اور سردارون کے یہان جو شخص اپنی لیاقت اور محنت سے بڑا رتبہ پیدا کیا کرتا ہے اوس کے دشمن بھی بہت ہو جایا کرتے ہین سہیل خان نے مغلون کے مقابلہ مین اپنی شجاعت سے بڑا نام پیدا کیا تھا اس لیے مفسدون نے ابراہیم سے اوس کی چغلیان کہائی تہین اور اُدہر سہیل خان کے دل مین یہ بات ڈالدی تھی کہ ابراہیم تیری فکر مین ہے گرفتار کر کے تجھے قتل کرنا چاہتا ہے - یہ راے تو مصنف تاریخ بیجاپور کی ہے - مگر ہمارے نزدیک سہیل خان اپنی شکست کی ندامت سے ابراہیم کو مُنہ دکہانا نہ چاہتا ہوگا - جس سے مفسدون نے ابراہیم اور سہیل خان کے دلون مین رنج پیدا کر دیا ہوگا اسی سبب سے اوس نے بیجاپور کا جانا آنا ترک کر دیا تھا اور اپنی جاگیر شاہ درک مین ہی رہا کرتا تھا اور چونکہ بیجاپور مین اور کوئی سردار اس پایہ کا نہ تھا اس وجہ سے ابراہیم

فوجی مدد تو احمد نگر کو نہ پہنچ سکا صف رفیع الدین شیرازی کو باہم صلح کرا دینے کے لیے روانہ کیا۔ اور یہ بہی حکم دیا کہ شاہ درک جا کر سہیل خان کے دل سے ہراس کو دور کرے۔ رفیع الدین اس وقت دار السلطنت بیجاپور کا حاکم اور بڑے شاہزادہ کا اتالیق تہا اور شاہی سکہ دوات بہی اوسی کے پاس رہتا تھا اور اصطبل کے دو سو ہاتی اور سات سو اونٹ اور ڈیڑہ ہزار گہوڑے بہی اوسی کی نگرانی مین تہے اور گہوڑون کے خرچ کے لیے دیہات سے وصول ہو کر ایک لاکہہ ہون اوس کے پاس آیا کرتے تہے۔ سوا اس کے جو کاغذات کہ عمال اور کارکنون کی جانب سے بادشاہ کی خدمت مین آتے اون کا حضور مین پیش کرنا بہی اسی کا کام تہا۔ اور جو اسیس کی خبرین بہی بادشاہ کو یہی سنایا کرتا تہا۔ جب یہ روانہ ہوا تو تمام کام اپنے ایک بیٹے کے سپرد کر دیا۔

۱۶۷۔ رفیع الدین کا سہیل خان کے پاس شاہ درگ مین جانا۔ چونکہ شاہ درک احمد نگر کے راستہ مین ہے اس سبب سی رفیع الدین پہلے سہیل خان سے ملنے کے لیے گیا۔ سہیل خان نے تین کوس تک رفیع الدین کا استقبال کیا۔ جب رفیع الدین اوس کے مکان مین گیا تو دیکہا کہ ایک نہایت وسیع و رفیع عمارت ہے اوس کے گرداگرد سراپردہ اور شامیانہ اور خیمے برپا ہین اون مین شاہانہ تکلف سے فرش بچہے ہوئے اور خدام اور سرداران فوج اپنی اپنی جگہہ پر مودبانہ کہڑے ہوئے ہین۔ اور نہایت عظیم الشان امیرون کی سی شوکت وسطوت جلوہ افروز ہو رہی ہے گویہ سب کچہہ تہا مگر پہر بہی اوس نے رفیع الدین کی توقیر اور خاطرداری مین بال برابر کوتاہی نہ کی۔ نہایت گرمجوشی سے ملا۔ اور صداقت اور راست بازی سے جو جو اسباب کہ بادشاہ سے خوف کے پیدا ہوئے تہے وہ اس نے من وعن سب بیان کر دئے رفیع الدین نے کہا کہ بادشاہ تجہہ سے نہایت خوش ہے۔

اور کیون نہو تو ہی ایک ایسا شخص ہے کہ جس نے مغلون کو ابہی تک آگے بڑہنے سے
روک رکہا ہے اور اسی کے ساتھ چاپلوسی و دلجوئی کی باتین بہی کین۔ جس سے سہیل خان
اعتقاد الدولہ کے خیالات خوف و ہراس سب یک دم محو ہوگئے۔ اور اوس نے ابراہیم عادل
شاہ کو ایک عرضی معذرت آمیز لکہی۔ ابراہیم نے اوس کے جواب مین فرمان عنایت
آمیز اور خلعت وغیرہ بہیجا۔ اور فریقین کے دلون سے کشیدگی جاتی رہی۔

۱۶۸۔ رفیع الدین کا چاند سلطانہ اور آہنگ خان کے درمیان پڑنا جب سہیل خان کا خاطر خواہ بندوبست ہوگیا تو رفیع الدین احمدنگر کو چلا جب اوس نے احمدنگر کی حکومت مین قدم رکہا۔ تو دیکہا
کہ ملک ویران اور مخلوق پریشان ہے دیہات و قریات کی چار دیواری کے سوا کہین
کہیتی اور سر سبزی نظر نہین آتی۔ جب احمدنگر کے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ تمام امیر ایک
دوسرے کے دشمن ہو رہے ہین آہنگ خان حبشی نے دکہنی حبشی بیس ہزار جمع کر لیے
ہین۔ اور بڑی مستعدی کے ساتھ چاند سلطانہ اور بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کو جو پانچ
چہہ سال کا تہا محاصرہ کیے پڑا ہے۔ اور غلہ اور تمام مایحتاج کو محصورین پر بند کر رکہا ہے۔
جب وہ پاس پہونچا تو آہنگ خان اپنی تمام امرا کو لیکر اور لشکر کو آراستہ کر کے اوس کے
استقبال کو آیا جس سے یہ مقصود تہا کہ رفیع الدین کو اوس کی قوت و قدرت معلوم ہو جائے
پہر اوس نے رفیع الدین کو بڑی خاطرداری کے ساتہہ اوس روز اپنے پاس ٹہیرایا۔
دوسرے روز سید علی تاریخی جو بڑا مشہور شخص تہا ایک سر نوبت کو لیکر چاند سلطانہ کی جانب سے
اوسے بلانے کو آیا۔ رفیع الدین نے اندر جاکر تمام اکابر و اعیان کو سخت پریشان پایا۔
آہنگ خان اور اوس کے رفقا کی طرف سے اون کا ناک مین دم آگیا تہا۔ اس لیے
اوس نے طرفین کو سمجہایا اور جتا دیا کہ اگر وہ اوس کا کہنا نہ مانینگے تو ابراہیم عادل شاہ

فوج بہیجکر مناسب تدابیر عمل مین لاویگا - جب فریقین باہم صلح پر راضی ہو گئے تو بہادر شاہ کو
قلعہ کے ایک برج پر کہڑا کیا - اور باہر سے امرا نے قلعہ کے نیچے آکر اوس سے سلام کیا
دوسرے روز لشکر گاہ مین نظام شاہ کے لیے ڈیرے استادہ کیے گیے اور تیم تخت
بچھایا گیا اور تاج شاہی اوس تخت پر رکھا گیا - اور تمام سرداروں اور امیرون نے آکر
اوس کرسی کو سلام کیا - اور معمولی خلعت وغیرہ اون کو عطا کئے گئے - اور اس خوشی
مین قلعہ اور لشکر مین جا بجا شادیانہ بجا ے گیے - اور چونکہ ابراہیم عادل شاہ کے سبب
سے یہ جہگڑا رفع ہوا تہا اس لیے سب نے اوس کے لیے فاتحہ سلامتی پڑہی - اور دعائین
مانگین - قلعہ کے لوگ لشکر مین گئے اور اپنے دوست آشناؤن اور رشتہ دارون سے
ملے اور باہر کے امیر اندر آئے - اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اپنے
اغراض اور مطالب بیان کیے - جدید عامل اور کارپرداز مقرر ہوئے اور کاروبار سلطنت اور
ملک کا انتظام عمدہ ہونے کی سب کو امید ہو گئی - مگر چونکہ اس صلح سے بعض لوگون کے
حوصلے پورے نہین ہو سکتے تہے اونہون نے پہر فساد اوٹہایا - اور تین چار غلامان شاہی
کو پکڑ کر قید کر لیا جس سے پہر وہ ہی جہگڑے فساد قایم ہو گیے - اب امراے باغی نے
کچہہ قلعہ کے لشکریون کو دہوکے دے دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور بیس ہزار آدمی سے حملہ
کیا - اس حملہ کے وقت بہادر شاہ باوجود خردسالی قلعہ کے برج پر چڑہا اور اپنے آدمیون کو
ترغیب دینے لگا - باہر سے اوس پر تیر برس رہے تہے - ایک تیر اوس کے چتر مین ہی
آکر لگا - ایک تیر سے اوس کے غلام کا کام تمام ہو گیا جو اس کے پیچھے کہڑا ہوا تہا - جب
بہادر شاہ کے ہوا خواہون نے قلعہ پر سے توپین مارین تو حملہ آور پس پا ہو گئے اس پر
رفیع الدین نے باغیون کو پہر توبیخ او تشنیع اور پند و نصیحت کی - اور سمجہایا کہ شاہزادہ مراد ایک

بڑے زبردست لشکر کے سات سر پر منتظر وقت بیٹھا ہوا ہے - تمہارا یہ آپس مین لڑنا اپنے ملک اور عزت کو کہوتا ہے - اس نصیحت سے باغی پہر راضی ہوئے مگر چاند سلطانہ کو اون کے قول وفعل پر اطمینان نہ رہا تہا - اس لیے اوس نے اس صلح کو نامنظور کیا - مگر جب رفیع الدین نے سمجھایا کہ مصلحت وقت یہی ہے تو پہر وہ راضی ہو گئی اور فریقین مین صلح ہو گئی - ایک فریق دوسرے سے ملنے جلنے لگے - اور یہ ارادہ ہوا کہ متفق ہو کر شاہزادہ مراد کو دکن سے نکال دین -

۱۶۹ - رفیع الدین کی کوشش رایگان ہونا اور اوس کی واپسی بیجاپور کو -

اسی زمانہ مین جب فریقین مین اس طرح صلح ہو گئی تہی بہادر شاہ کا ایک رفیق اتفاقاً کہین چہت پر چڑہا تہا - اوس نے دور سے دیکہا کہ قلعہ کی فوج کے آدمی کچہہ روپیہ باہم تقسیم کر رہے ہین اور بہت روپیہ اون کے سامنے رکہا ہوا ہے جب چاند سلطانہ نے مخبر بہیجکر خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ آہنگ خان نے رشوتاً روپیہ بہیجا ہے اور قلعہ کی فوج والون کو دیا ہے - کہ جس وقت قلعہ پر حملہ کیا جاسے تو وہ محاصرین کے مانع نہ ہون اور قلعے کے دروازے آہنگ خان کی فوج کے واسطے کہولدین - چاند سلطانہ نے چاہا کہ سازش کرنے والون کو سزا دیجاسے - جب اون کو معلوم ہوا کہ بہید کہل گیا - تو انہون نے آہنگ خان کو اس سے اطلاع دی - اور لکہا کہ جلد آؤ ورنہ کام بگڑجائیگا - آہنگ خان دوسرے روز صبح ہی فوج لیکر قلعہ پر آیا - چاند سلطانہ نے محاصرین کے خوف سے قلعہ کے دروازے سنگ وآہک سے بند کرا دئیے تہے - صرف دریچون سے بوقت ضرورت آمد ورفت ہوتی تہی - سازشیون نے کٹہڑکی کہولکر اوس سے اندر آنے کے لیے کہا - چاند سلطانہ تو مستعد تہی - اوس نے ان سازشیون کے سردارون کو بولایا کہ ان کو تسلی ودلاسا دیکر راضی کرے - بعض تو چلے آئے اور

بعض نے خوف سے آنے سے انکار کیا اور لڑائی کے لیے آمادہ ہوئے - آہنگ خان
قلعہ کے پاس تو آہی گیا تہا اوس نے ایک اپنے خاص ملازم عنبر نام حبشی کو کچہہ فوج
دیکر اندر جانے کا حکم دیا - جب عنبر قریب آیا تو دیکہتا کیا ہے کہ چاند سلطانہ کے رفیقون اور
سازشیون سے باہم لڑائی ہو رہی ہے اور سازشی شکست کہا کر باہر نکل رہے ہین - جب
عنبر دریچہ کے اندر گہسکر دوسرے دریچہ کے پاس آیا تو دیکہا
کہ چاند سلطانہ کے آدمی بہاگے ہوؤن کے تعاقب مین آرہے ہین اور ایک شخص ملک
صندل بریدجس کا خطاب مسند عالی تہا اپنے دوسو آدمی سے بالا حصار پر کہڑا ہوا ہے
اور حقہا سے باروت کبہی تو اہل قلعہ پر مارتا ہے اور کبہی آہنگ خان کے لشکر پر پہینکتا ہے
اسی کشمکش مین نہ پاے رفتن اور نہ پاے ماندن دیکہکر وہ پیچہے کو ہٹا - اور جدہر سے
آیا تہا اوسی طرف کو نکل گیا - آہنگ خان خود قلعہ مین داخل ہونے کو آیا مگر اوپر سے
ایک عمدہ دار نے اوس کے چند ہمراہیون کو ہلاک کیا - آخر مجبوراً وہ بہی لوٹا - اس تلاطم
مین کچہہ سازشی مارے گیے اور کچہہ نکل کر آہنگ خان سے مل گئے - غرض محاصرین کو اس
حملہ مین ناکامیابی ہوئی - جب رفیع الدین کو یہان ایک عرصہ دراز گذر گیا اور فریقین کا فساد
نہ گیا تو اوس نے یہ تمام حالات ابراہیم عادل شاہ کو لکہکر بہیجے - اور لکہا کہ شاہزادہ مراد کے
ادہر آنے کی خبر ہے اور میری کوشش سے کچہہ فائدہ مترتب نہین ہوتا - ابراہیم نے
اوس کو لکہا کہ فوراً بیجاپور کو چلے آؤ - اس لیے رفیع الدین چاند سلطانہ سے رخصت ہو کر
بیجاپور کو چلدیا - طرفین کے آدمیون کو اوس کے جانے سے افسوس ہوا - کیونکہ اب
اون کا فساد رفع کرنے والا کوئی اور وہان نہین تہا امیرون نے کچہہ دور تک مشایعت
کی اور پہر رخصت ہو گیے ملک مین اس وقت ایسی بدامنی پہیلی ہوئی تہی کہ کثرت سے

امیرون نے رفیع الدین کو عرضیان لکھکر دین کہ ابراہیم کے روبرو انہین پیش کر کے بیجاپور مین رہنے کا کوئی بندوبست کرا دے - اور علما فضلا اور اور لوگ بیس ہزار سوار پیادہ اوس کے ساتھ بیجاپور کو چلنے کے لیے ساتھ ہوئے تاکہ اوس کے ساتھ راستہ کے خطرات سے محفوظ ہوکر بیجاپور کی عملداری مین چلے جائین اور اس طوفان بے تمیزی سے امن مین رہین - جب یہ لوگ رفیع الدین کے ساتھ سرحد بیجاپور مین ہونچ گیے تو جدہر کو جس کو موقع ملا وہ اوس طرف کو چلا گیا اور رفیع الدین ابراہیم کی خدمت مین چودہ مہینے کے بعد ہونچ کر پھر اپنے معمولی خدمات پر متعین ہو گیا-

۱۷۰- اکبر بادشاہ کا حملہ خاندیس اور احمدنگر پر اگرچہ چاند سلطانہ آہنگ خان کے برخلاف تہی مگر پہر بہی آہنگ خان کے پاس پندرہ بیس ہزار سوار اچہے موجود تہے اور اسی وجہ سے اس کشمکش کے زمانہ مین بہی آہنگ خان نہ چوکا - اور جب اوس نے دیکھا کہ خانخانان دکن مین نہین ہے بارش کے باعث گوداوری کے اس پار شاہزادہ کے پاس سے مدد نہین آسکتی ہے تو اوس نے بیر پر کچھ فوج بہیجی کہ اوسے مغلون کے قبضہ سے نکال لے بیر مین اس وقت ایک شخص شیر خواجہ نام مغلون کی طرف سے جاگیردار تہا - وہ سنتے ہی دکہنیون سے لڑنے کے لیے تیار ہوا - اور بیر سے چھ کوس نکلکر مقابلہ کیا - مگر شکست کہاکر قلعہ مین متحصن ہو گیا - اور تمام مضافات بیر پر دکہنیون نے قبضہ کر لیا - اسپر شیر خواجہ نے اکبر کو یہان کے تمام حالات کی اطلاع دیکر ابوالفضل اور سید یوسف کی مدد نہ بہیجنے کے باعث شکایت لکہی - اکبر نے خیال کیا کہ دکن کے معاملات کو خانخانان خوب سمجھتا ہے اور چاہا کہ اوسے پہر دکن کو بہیجے - اسی مین شاہزادہ مراد بوجہ کثرت شرب خمر اور مخالطت نسوان بمقام شاہپور شوال سنہ ۱۰۰۷ھ مین مر گیا اس سے اکبر کو تاریخ ہوا - پہلے تو اوسے وہین

دفن کیا۔ مگر بعد مین اوس کا تابوت دہلی مین لے گئے اور اوس کے دادا ہمایون کی قبر کے پاس دفن کر دیا۔ اب اکبر نے دکن کی فتح کا اور بہی مصمم ارادہ کیا۔ اور خانخانان کی بیٹی جانان بیگم سے اپنے بیٹے دانیال سے نکاح کرایا۔ اور دونون کو ایک دل ویک زبان کر کے دکن کی تسخیر کے لیے روانہ کیا چونکہ ابوالفضل نے یہان سے کچہہ ایسے حالات لکہے تہے کہ جس سے اکبر کا دکن کو آنا ضرور تہا اس لیے خانخانان اور دانیال ابہی سرحد دکن تک ہی پہونچتے تہے کہ خود ۱۰۰۸ھ کے وسط مین اکبر بہی دکن کو روانہ ہوگیا۔ راجہ علی خان کے مارے جانے پر مرزا عبدالرحیم خانخانان کی تجویز اور اکبر کی منظوری سے اوس کا بیٹا بہادر خان ۱۰۰۵ھ مین خاندیس کے تخت پر بیٹہا۔ مگر یہ خفیف العقل اور بنگ بوزہ کا شایق تہا۔ عورتون کی صحبت مین مست رہتا اور ناچ گانے کے سوا کسی کام سے کچہہ تعلق نہ رکہتا تہا۔ اور برہان پور کے قریب ایک شہر بہادر پور بسا کر وہین عیش وعشرت مین بسر کرتا تہا۔ باوجود ہمسایگی ایسے زبردست شاہنشاہ کے اپنے باپ کے خلاف نہ تو اوس کی اطاعت کی طرف مائل ہوا۔ اور نہ ملک کی حفاظت کی۔ اور نہ شاہزادہ دانیال کے آنے پر اوس سے ملا۔ اور نہ خود شاہنشاہ اکبر کے ماندو مین تشریف آوری پر اوس کا استقبال کیا۔ بلکہ شامت جو آئی تو قلعہ داری کا سامان درست کر کے قلعہ اسیر مین متحصن ہو بیٹہا پہر اس تحصن پر بہی اوسکے ہنسی آتی ہے سپاہی اور محافظین قلعہ کے سوا اٹہارہ ہزار ناکارہ آدمی بہی قلعہ مین بہر لیے۔ اور گہوڑے اونٹ ہاتی گائے بہینس بہیڑ بکری مرغی کبوتر بہی بے انتہا جمع کر لئے۔ کل آدمیون کی تعداد جو قلعہ مین اوس نے بہرے تہے ایک لاکہہ بیس ہزار تہی۔ اور اسی پر جانورون کی تعداد کا قیاس کرنا چاہیے الغرض جب شاہزادہ دانیال اور خانخانان نے

دیکھا کہ بہادر خان مطلق نہین معلوم ہوتا تو اونھون نے مونگی پٹن مین گوداوری کے کنارہ توقف کیا۔ اور اوسے سمجھایا لیکن وہ راستہ پر آتا معلوم نہ ہوا اور اکبر نے دیکھا کہ خاندیس کی تسخیر کے بغیر دکن کا ملک قبضہ مین آنا بہت مشکل ہے اس لیے اس کا بندوبست کرنا ضروری ہے اور چونکہ چاند سلطانہ اور آہنگ خان کے باہم یہان خوونا اتفاقی ہو رہی تھی جس سے یہان کی فتح کوئی دشوار نہ تھی اس لیے خود احمد نگر جانا موقوف کر کے خانخانان اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ احمد نگر جاکر اوسے فتح کرین اور خود اسیر کی تسخیر کے لیے اپنے آپ کوچ کیا۔

۱۷۱۔ شاہزادہ دانیال اور خانخانان کا احمد نگر پر محاصرہ اور چاند سلطانہ کے قتل پر اوسے فتح کر کے بہادر نظام شاہ کو قید کرنا۔

شاہزادہ دانیال اور خانخانان حکم ہوتے ہی تیس ہزار سوار سے احمد نگر چلے آہنگ خان کے پاس پندرہ ہزار فوج اس وقت موجود تھی۔ اوس نے خانخانان کی آمد کا حال جیسی کہ پہلے مرتبہ سنا تھا تو وہ چیتور کے گھاٹ پر آپڑا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ وہان مغلون کو روکے۔ لیکن جب سنا کہ خود اکبر نے آکر اسیر کا محاصرہ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ شاہزادہ اور خانخانان دوسرے راستہ سے دریا کو عبور کر آئے ہین تو لڑائی کو فضول سمجھکر تمام خیمہ اور سامان کو آگ لگائی اور پھر احمد نگر کو بچانے اور چاند سلطانہ سے مدد لینے وغیرہ کو بالاے طاق رکھکر جنیر کا راستہ لیا۔ اس لئے اکبری فوج بلا مزاحمت احمد نگر تک چلی آئی۔ اور پہلے کی طرح سے اوسے محاصرہ کیا اور چارون طرف مورچہ لگا کر خانخانان اور شاہزادہ اور سید یوسف خان کی طرف سے نقب کھودے اور سر کوب بنائے۔ چاند سلطانہ نے بڑی قلعہ بندی اور فراہمی آلات جنگ ورسد اور جذب قلوب سپاہ مین کوئی کوتاہی نہین کی اور سردارون اور بادشاہون کو جو کام

لازم ہوتے ہین وہ سب پورے کیے مگراِس وقت دکن کی حالت مین پہلے سے
بڑا فرق ہوگیا تہا - محمد قلی قطب شاہ اورابراہیم عادل شاہ دونو کان دبائے پڑے تہے
خود احمد نگر والے آپس مین لڑلڑکر تباہ ہوچکے تہے - اوراکبری فوج کی حالت پہلے سے
بدرجہا بہتر تہی - اس لیے چاند سلطانہ کی راے تہی کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کو دیکر
جان اور عزت کی امن حاصل کرین - اور بہادر شاہ کو لیکر خدا کے بہروسہ پر جنیر کو چلے
جائین اِس وقت قلعہ مین جیتہ خان حبشی بڑا سردار تہا چاند سلطانہ نے بولاکر جب
اوس سے اپنی راے ظاہر کی تو اوس نامعقول نے بلاتامل اندیشی ایک - شور
مچادیا - کہ چاند سلطانہ مغلون سے مل گئی ہے - اور چاہتی ہے کہ قلعہ اون کو دیدے
چونکہ چاند سلطانہ نے پہلے برار کا علاقہ مغلون کو دیکر صلح کرلی تہی - اوس کی بدنامی
نظام شاہی سردارون کے دل سے ابہی نہین مٹی تہی بلکہ چاند سلطانہ کے ذمے سب سے
بڑا یہی قصور لگاکر اوس سے بغاوت کیجاتی تہی - اگرچہ یہ الزام اون کا محض بے عقلی سے
تہا مگر جہاں کی بے عقلی کو کون دور کرسکتا ہے اثبات کرتے ہی سب نے چاند سلطانہ کو پکا مجرم تصور کیا
اور بلوہ مچاکر حرم مین گہس پڑے اور اوس عاقلہ اور مصلحت اندیش کو بُری بُری طرح سے
مار ڈالا - بعض کا یہ بہی قول ہے کہ جب چاند سلطانہ نے یگانہ اور بیگانہ کی ایسی حالت
دیکہی تو اوس نے غیرت مین آکر خودکشی کرلی - غرض کچہہ ہی ہو جب اس چاند کو گہن لگ
گیا تو اب قلعہ کا بچانے والا کون تہا - دوسرے روز خواجہ ابوالحسن ترمذی میر دیوان شاہزادہ
دانیال کی سرداری مین مغلون نے سرنگ لگاکر قلعہ کی دیوار توڑ ڈالی اور اندر گہسکر بچون
اور جوان عورتون کو قید کرلیا - اور باقی جس قدر قلعہ والے تہے سب کو یک قلم مار کر فنا کردیا
اور تمام مال واسباب لوٹ کر اور بہادر شاہ کو قید کرکے اکبر کے پاس برہانپور مین لے گئے -

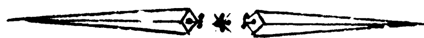
اوراکبر نے اوسے گوالیار کے قلعہ مین بہیجدیا - اس طرح بہادر نظام شاہ کی سلطنت بہی تین برس اور کئی مہینے رہی - کہتے ہین کہ اس وقت قلعہ والون نے توپ ملک میدان سے شاہزادہ کی فوج پر گولے مارے تھے - چنانچہ ایک ادن مین سے شاہزادہ کے خیمہ کی طرف گیا - اور وہان سے قاضی بایزید کے گہر مین جاکر گرا جو شاہزادہ کے مصاحبون مین سے تہا - یہ گولہ ایک پتھر کا بنا تہا - اور اوس کا وزن اوس وقت کے دس من کے برابر تہا -

۱۷۲ - بہادر خان کی حماقت اور اکبر کا خاندیس کو فتح کرنا - اور سلاطین فاروقیہ خاندیس کا خاتمہ -

اب ادہر خاندیس کی کیفیت ملاحظہ کیجئے - اول تو اکبر نے مانڈو سے بہادر خان کے پاس سفیر بہیجے - اور اوسے نصیحت کی کہ اطاعت کرے - مگر جب دیکھا کہ نصیحت سے کچھہ اثر نہین ہوتا - تو خود برہانپور کو آیا - اور حکم دیا کہ اسیر کا محاصرہ کیا جاے چنانچہ محاصرہ کیا گیا - قلعہ ایک بلند پہاڑی پر بنا تھا - اور اوس پہاڑی کی چوٹی آدہ کوس سے زیادہ چوڑی چکلی اور ہموار تہی - پانی کے لیے چشمے وہان موجود تہے - پہر اس قطع میدان کے گرد ایک حصار تہا جس کا کسی قدر حصہ آسا اہیر کا بنایا ہوا تہا - اور کچھہ سلاطین فاروقیہ نے تکمیل کو پہونچایا تہا - اوس کی چڑہائی ایسی دشوار تہی کہ پیدل جانا مشکل تہا - اگر گہوڑے یا چہوٹے ہاتی کو لیجانا ہوتا تو بڑی دشواری پڑتی تہی - رسیان باندہ کر چڑہاتے تہے پہر حصار کے اندر بڑے بڑے عالیشان مکانات اور پرفضا باغات اور حوض تہے وہان ایک مسجد ایسی خوبصورت بنی تہی کہ بڑے بڑے شہرون مین نہ ہوگی - اوس زمانہ کے واقفانِ فنون جنگ کی راے تہی کہ ہندوستان بہر مین رہتاس کے قلعہ کے بعد کوئی قلعہ اوس کے برابر مضبوط نہین ہے مگر رہتاس کے حصار کی وسعت

پانچ چھہ کوس کی ہے جس سے اوس کی حفاظت کے لیے دس بارہ ہزار آدمی درکار ہوتے اور اوس کی حفاظت صرف ایک ہزار آدمی کر سکتے تھے - پہر سلاطین فاروقیہ خاندیس نے اس حصار کے دروازہ پر ایک اور حصار بنایا تہا - اور اوس مین دروازہ لگا کر اوسکا نام مالیگرہ رکہا تہا - اسی قلعہ مین اگر دو سو آدمی اور توپ اور ضربزن حفاظت کے لیے ہوتے تو اوسکا بہی فتح کرنا نہایت مشکل تہا - پہر قلعہ مین کہانے پینے کو دس برس کا سامان موجود تہا اس لیے محاصرین اہل قلعہ کا کچہہ نہ کر سکے - اگر بہادر خان کو عقل ہوتی تو اکبر کی ترکی تمام ہو جاتی - اور نامراد لوٹنا پڑتا - مگر اس بے وقوف نے ادہر تو بیکارون اور نکمون کو قلعہ سے نہین نکالا جس سے بوجہ کثرت آبادی قلعہ کی ہوا بگڑ گئی - اور عفونت کے باعث مری پہیلی - چالیس ہزار آدمی مر گیے - حیوانات ناطق و صامت کے مرنے سے ایک ہول قیامت پیدا ہو گیا - اودہر باکارون اور محافظین کو کنجوسی کر کے کہانے پینے سے تنگ کیا - جس سے اونہون نے حفاظت مین تغافل کیا اور قلعہ مالیگرہ ملازمان اکبری کے قبضہ مین آگیا - جب اس پر بہی بہادر خان غفلت کی نیند سے نہ چونکا اور محاصرہ کو دس مہینے گذر گیے تو افواہ اوڑی کہ اکبر بادشاہ نے چند واقفان طلسمات اور افسون کو قلعہ کی تسخیر کے عمل پڑہنے کو مقرر کیا ہے اور خود بہی آفتاب کا عمل کر رہا ہے جس کا اوسکو بارہا تجربہ ہوا ہے جس سے دشمن خراب و تباہ ہو جایا کرتے ہین یہ وبا اور مری اوسی کے سبب سے ہے اسی طرح کی ایک اور خام خیالی بہی سنتے کہتے ہین کہ جب شہر برہانپور نصیر خان نے اپنے پیرو مرشد کے کہنے سے بسایا تہا تو اوس وقت اونہون نے ایک پتہر کی چٹان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تہا کہ جب تک یہ پتہر ہاتی کی صورت نہ ہو جائیگا اوس وقت تک تیری اولاد سے یہان کی سلطنت

نہ جائیگی - لیکن اگر نہ ہاتی کی صورت ہو جائیگی تو پہر امید نہ رکھنا - یہ کہاوت مشہور چلی آتی تہی - جب اکبر کو یہ روایت معلوم ہوئی تو اوس نے سنگ تراشون کو حکم دیا کہ اوسے ہاتی کی صورت مین تراش دین - اوراسی کے ساتھ اہل قلعہ نے اتفاق کیا کہ بہادر خان سے بغاوت کرین اور اوسے گرفتار کر کے اکبر کے حوالہ کر دین - اِن باتون کو سنکر بہادر خان سخت مضطر ہوا - اور سمجہا کہ اب سلطنت میرے ہاتھ مین ہرگز نہین رہ سکتی اس لیے آصف خان و مرزا جعفر و کبیر خان وغیرہ اپنے رفقا کو بولا کر مشورہ کیا - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جیسا کوئی شخص ہوتا ہے ویسی ہی اکثر اوس کے ساتہی اور رفیق بہی ہوا کرتے ہین یہ لوگ بہی طول محاصرہ کے باعث گہبرائے ہوئے اور پریشان - تہے انہون نے اوسے کوئی اپنی حفاظت کے لئے تو صلاح نہ دی - صرف اوس سے یہ کہا کہ اب اور کچہہ نہین ہو سکتا - مال وجان کے امن پر قلعہ اکبر کے حوالہ کر دینا چاہیئے - اسی مین خبر آئی کہ قلعہ احمد نگر بہی قریب الفتح ہے - اس لئے بہادر خان نے اپنے مشیرون کی رائے کے بموجب خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کی وساطت سے جان و مال کی امن طلب کی - اکبر نے جان کی امن دی اور مال کی نسبت سکوت اختیار کیا - بہادر خان نے اسی کو غنیمت سمجہا - اور اوس قلعہ کو بزدلی اور حماقت سے چہوڑ کر اکبر کی خدمت مین حاضر ہو گیا کہ جس کا بہ جبر و قہر ہاتھ آنا یکایک ممکن نہ تھا - اور اس طرح پر ۱۰۰۹ھ مین خاندان فاروقی خاندیس تمام ہوا - اکبر نے بہادر خان کو لاہور بہیجکر اوس کے اور اوسکی اولاد کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا - اور وہ ۱۰۳۲ھ مین بمقام آگرہ اپنی موت مر گیا - تین برس سے زیادہ اوس نے سلطنت کی اس خاندان مین کل ۲۳۸ برس حکومت رہی اور سب تیرہ [۱۳] بادشاہ ہوئے



شجرۂ خاندیس سلاطین فاروقیہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(۱) ملک راجہ

(۲) نصیر خان

(۳) میران عادل خان

حسن خان

(۴) مبارک خان

(۵) میران عادل خان

(۶) داؤد خان

(۷) غزنی خان

(۸) عادل خان ہمایون

(۹) میران محمد شاہ

(۱۰) میران مبارک شاہ

(۱۱) میران محمد شاہ

(۱۲) راجہ علی خان

(۱۳) بہادر خان

۱۷۳۔ شاہزادہ محمد سلیم کی اکبر سے بغاوت اور اکبر کا دکن سے آگرہ کو روانہ ہونا۔

جس وقت اکبر دکن کے لیے آگرہ سے روانہ ہوا تھا۔ تو اوسوقت شاہزادہ محمد سلیم کو جو سنہ ۹۷۲ھ مین راجہ پورنمل والی جے پور کی لڑکی اور راجہ بھگوان داس کی بہن کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا شاہنشاہی کا خطاب دیکر ولی عہد کر آیا تھا۔ اور صوبہ اجمیر اوسے جاگیر مین دیکر رانا سے اودے پور کی تادیب کے لیے اوسے حکم دیا تھا اور راجہ مان سنگھ پسر راجہ بھگواندا س شاہزادہ کے ساتھ اور شاہ قلی خان محرم کو اوس کے ساتھ کیا تھا۔ کہ لڑائی مین شاہزادہ کی اپنی تدبیر صائب اور سپاہ سے مدد کرتے رہین۔ بنگالہ کا صوبہ مان سنگھ کو اکبر نے دیا تھا۔ مان سنگھ کا بیٹا مہا سنگھ وہان کام کرتا تھا۔ ادہر سلیم نے ابھی رانا سے اودے پور کی لڑائی تمام بھی نہین کی تھی کہ ادہر بنگالہ سے خبر آئی کہ عثمان ابن قتو نے بغاوت کی ہے۔ اور مہا سنگھ کو اوس سے شکست ہوئی۔ شاہزادہ کے مزاج کو دیکھکر خوشامدیون نے بہکایا کہ بنگالہ کے فساد فرو کرنے کے حیلہ سے رانا کی مہم کو ملتوی کیجیئے اور راجہ مان سنگھ کو فساد فرو کرنے کے بہانہ سے بنگالہ بھیجکر اور دہلی آگرہ پر قبضہ کرکے بنگالہ کو بھی اپنے دخل مین کر لیجئے۔ اکبر دکن کو گیا ہوا ہے۔ اوس مہم کے پورا کئے بغیر وہ لوٹ نہین سکتا ہے۔ سلیم اس ارادہ سے چل کھڑا ہوا اور مان سنگھ کو بنگالہ کو رخصت کر دیا۔ جب اکبر کی مان کو اس کی خبر ہوئی تو وہ پوتے کو سمجھانے کو آئی۔ مگر شاہزادہ الہ آباد چلا گیا۔ شرم کے باعث دادی سے نہ ملا اور وہان جاکر اودہ الہ آباد بہار کے صوبون پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اکبر نے کچھ دنون پیشتر شاہان گولکنڈہ اور بیجاپور کے پاس بھی اپنے ایلچی بھیجے تھے کہ وہ اون کو اطاعت اور پیشکش بھیجنے کے لیے آمادہ کرین۔ اس بیجاپور کے ایلچی کا نام شریف سرمدی تھا۔ چونکہ یہ بادشاہ اکبر کی زور و قوت کو خوب

پہچان گیے تھے - دونون نے اطاعت قبول کی تھی اور پیش کش بھی اکبر کی خدمت مین پہونچا دئے تھے - اس پر اکبر نے اپنے دستور کے مطابق جمال الدین حسین انجو کو بھیجا تھا کہ شاہزادہ دانیال کے لیے ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی بیگم سلطانہ کو طلب کرے - ابراہیم عادل شاہ نے قبول کیا تھا - مگر ابھی دولہن دولہا کے پاس روانہ نہین کی گئی تھی کہ شاہزادہ سلیم کی بغاوت کے لحاظ سے اکبر نے دار السلطنت کو جانا ضروری سمجھا - اس لیے دکن مین جو کچھہ اوسے اور کرنا منظور تھا اوسے ملتوی کر کے شاہزادہ دانیال کو خاندیس و برار کی حکومت عنایت کی - اور خانخانان کو اوس کا وزیر مقرر کیا - اور فوج دکن کی سپہ سالاری اور احمد نگر کی حکمرانی شیخ ابو الفضل کو مرحمت فرمائی - اور خود ۱۰۱۰ھ کے اوائل مین آگرہ پہونچا

۱۷۴ - اکبر کا سلیم کو نصیحتین کرنا اور بنگالہ اور اڈیسہ دینا اور سلیم کا ابو الفضل کو قتل کرنا -

اکبر ایک بڑا مدبر اور نہایت متحمل مزاج شخص تھا اوس نے چغلخورون کی باتون پر ہرگز کان نہ رکھا - اور بیٹے کو محمد شریف کے ہاتھ جو شاہزادہ کا ہم باز اور ہم سبق تھا ایک نصیحت آمیز خط لکھکر بھیجا - اور اوس مین محبت پدری اور شوق دیدار ظاہر کر کے بیٹے کو اپنے پاس بولایا اس پر بھی شاہزادہ نے اپنا دل صاف نہ کیا - اور ایک بڑی زبردست فوج لیکر باپ سے ملنے کے بہانہ سے آگرہ کو روانہ ہوا اور رستہ مین امراے شاہی کی جاگیرات کو غارت کیا - اور اون سے روپیہ وصول کیا - اور اٹاوہ تک چلا آیا - جب یہ نوبت پہونچی تو اکبر کو اپنے مآل کی فکر ہوئی اور انتظام ملک مین خلل کے آثار ظاہر ہو گیے - مجبوراً اکبر نے بیٹے کو ایک فرمان بھیجا - اور اوس مین بہت سی نصیحت کی باتین لکھین -- اور لکھا کہ ہمارے ملنے کے لیے اگر آنا چاہتے ہو تو جریدہ حسب دستور قدیم چلے آؤ اور اگر کچھہ سوا اس ہو تو سیدہے الہ آباد لوٹ جاؤ - جب دل صاف ہو جائیگا اوس وقت

مل لینا - جب سلیم نے اکبر کی ایسی باتین دیکھین کہ جو نہ کسی باپ نے اپنے بیٹے سے اور نہ کسی بادشاہ نے کسی نافرمان سے برتی ہونگی تو اوس نے باپ کو ایک نہایت مودبانہ عرضی لکھی - کہ میرا ارادہ تو صرف قدمبوسی کا تھا - مگر جب آپ کا حکم لوٹ جانے کا ہے تو مین الہ آباد واپس جاتا ہون - اس پر اکبر نے تمام سلاطین کے برخلاف اپنے بیٹے کو صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ دیدیا - اور لکھا کہ وہان اپنے آدمی مقرر کرو اور دل مین جو کسی طرح کا دغدغہ ہو وہ نکال ڈالو - مگر سلیم نے اس کی بھی تعمیل نہ کی اور اپنے آدمیون کو اپنے پاس سے جدا نہ کیا - اسی زمانہ مین اکبر نے ابوالفضل کو دکن سے طلب کیا - سلیم ایسا کم بخت اور نالایق تہا - کہ اس نیک شخص کو بھی اپنا دشمن سمجھتا تہا اور جانتا تہا کہ میرے باپ کو یہ بہکاتا ہے اور مجھ سے بدگمان کرتا ہے اس لیے اوس نے اس کے مار ڈالنے کی تجویز کی - راجہ نرسنگھ دیو بندیل کھنڈ کا راجہ تہا جو علاقہ گوالیار کے قریب ہے - سلیم سے اور اوس سے کچھ جھگڑا ہو رہا تھا - سلیم نے اوس کو لکھا کہ اگر تم اپنے آپ کو ہمارا خیر خواہ اور دوست بنانا چاہتے ہو تو ابوالفضل کو مار ڈالو - جو دکن سے آرہا ہے - اور تمہارے ملک کے قریب مین ہو کر گذرے گا راجہ نرسنگھ اپنے وطن کو جانے کے بہانہ سے رخصت ہوا - اور جب ابوالفضل گوالیار کے قریب پہونچا - تو عین بے خبری کے عالم مین راجہ نرسنگھ بہت سے آدمی لیکر اوس پر پہل پڑا - ابوالفضل کے پاس آدمی بہت ہی تہوڑے تہے مگر پہر بھی اوس نے بھاگنے کو عار سمجھا اور لڑ کر مارا گیا - یہ واقعہ شروع ۱۰۱۱ھ کا ہے - جب اکبر کو خبر ہوئی تو وہ اپنے خیر خواہ ملازم کے لیے بہت رویا - اور دو دن تک نہ کہانا کہایا اور نہ سویا - اوس کی اس حالت پر بلے بناوٹ یہ شعر کہا گیا ہے ؎

سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد		شہنشاہ جہان راازوفاتش دیدہ پُرنم شد

جب اکبر کو ہوش آیا تو اوس نے حکم دیا۔ کہ نرسنگھ راؤ اور اوس کے اہل وعیال گرفتار کیے جائین۔ اور طرح طرح کی تکلیفین اون کو دیجائین ایسی سختی کے حکم اکبر نے اپنی عمر بھر کبھی بھول کر بھی نہین دیے تھے۔ لیکن غالباً اکبر کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کام شاہزادہ سلیم کا ہے۔

۱۷۵- ابوالفضل کے حالات

یہ ابوالفضل شیخ مبارک ناگوری ابن شیخ خضر سیستانی کا بیٹا تھا اور ۶ محرم ۹۵۸ھ کو پیدا ہوا تھا۔ شیخ مبارک ۹۵۰ھ مین آگرہ مین آکر سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ اور ایک بڑا عالم صوفی مشرب اور صلح کل کے خیالات کا آدمی تھا جس سے مولوی لوگ اس کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ اس کے اسی صلح کل کے خیالات کے باعث ایک شخص شیخ علائی نوجوان جو میران سید محمد جونپوری کے خلفا مین سے ہوا ہے اس کا معتقد تھا۔ اور گو شیخ مبارک اوس کو اس مہدوی اعتقاد سے منع کرتا تھا مگر اس کی دوستی کے سبب متعصب ملّا اسے بھی مہدوی کہنے لگے تھے۔ اور اکبر سے چغلیان کھا کر اوس کے قتل کا فتویٰ لے لیا تھا۔ مگر وہ ۹۷۶ھ مین وہان سے بھاگ کر گجرات چلا آیا۔ یہان مرزا عزیز کوکہ نے اکبر سے اوس کی سفارش کی اور قصور معاف کرادیا۔ اور ۹۷۴ھ مین اکبر کے دربار تک اوسے پہونچا دیا۔ اور شیخ مبارک کا بڑا بیٹا فیضی اوس کے دربار مین داخل ہوا۔ بعد ازان ۹۸۱ھ مین فیضی نے اپنے بھائی ابوالفضل کو بھی دربار شاہی مین پیش کیا۔ دوسرے سال ابوالفضل نے آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھکر اکبر کو دی۔ جس سے ابوالفضل کی علمی لیاقت جواب تک چھپی ہوئی تھی عام مین یک بیک مشہور ہو گئی۔ دربار کے علما نے اوس سے رقابت شروع

کی - اور بحث مباحثہ اوس سے کرنے لگے - مگر اس سے سب کو معلوم ہوگیا کہ ابوالفضل
اون سب سے زیادہ لایق اور ذہین ہے - بادشاہ کی اوس پر عنایت روز بروز بڑہنے لگی
اور رفتہ رفتہ ۹۹۰ھ کے قریب وہ وزیراعظم ہوگیا - اوس کی فارسی عبارت نہایت طولانی
اور الفاظ کا انبار اور مغلق ہوتی تھی کہ جس کے سمجھنے کے لیے ایک بڑا دماغ چاہیئے -
فارسی اور عربی زبان مین اس زمانہ مین کچھہ ایسا رواج ہوگیا تھا کہ جس قدر عبارت پیچیدہ اور مشکل
ہوتی [illegible] اوسی قدر اچھی سمجھی جاتی تھی - ابوالفضل کی انشا کا ڈہنگ لوگون کو نہایت
پسند ہوا اب تک بہی فارسی زبان کے رموزدان اوس کی خوش بیانی کی تعریف
کرتے ہین اور اوس کے مطالعہ سے خوش ہوتے ہین - اور یہی سبب ہے کہ اوس
نے جو خطوط دفتر این اکبر کی طرف سے تحریر کئے تہے یا بواسطے دوستون وغیرہ کو
لکھے تہے اور نیز اوس کی عام تقریظات وغیرہ کو اوس کے بہانجے عبدالصمد نے
ایک جگہہ جمع کیا ہے جو انشاے ابوالفضل کے نام سے آج تک عوام مین مشہور
ہے اور ایسی مرغوب ہے کہ آج تک بہی بعض فارسی دان اوس کی طرز تحریر کی تقلید
کرتے ہین - مگر اب اس زمانہ مین تو کوئی ایسی تحریر کو پسند نہین کرتا - اوس نے کتنی
ہی کتابین لکھی ہین مگر اوس کی دو کتابین اکبرنامہ اور آئین اکبری قابل بیان ہین - پہلی
کتاب مین اوس نے ہندوستان کی کچھہ مختصر تاریخ لکھکر اکبر کے ۴۷ سال کی تاریخ سنہ ۱۰۱۰ھ
یعنی اپنے قتل کے کچھہ روز پہلے تک کی لکھی ہے - اوس نے واقعات کی
خوب چہان بین کی ہے - اور اپنی کتاب کو مکرر سکرر بدلا ہے - اور جو نسخہ کہ آجکل متداول
ہے وہ وہ نسخہ ہے جو اوس نے پانچوین دفعہ لکھا ہے - دوسری کتاب آئین اکبری
اسی اکبرنامہ کا ضمیمہ ہے جس مین اوس نے تمام ہندوستان کا جغرافیہ دیا ہے

اوس مین تمام ممالک محروسہ کی مردم شماری خانہ شماری محاصل زمین صوبون کے خراج اورزمین کی پیمائش ۔ مکان ۔ پیداوار ۔ اور بادشاہ کے اخراجات ۔ اور سلطنت کے مختلف صیغون کا بیان ہی نہین بلکہ ہندوستان کے مختلف شہرون کی صنعت وحرفت و دستکاری ۔ ہندؤن کے مذہب ۔ ان کے خیالات ۔ اون کی مقدس کتابون اور فلسفہ کے متفرق فرقون کا ذکر ہے ۔ اس سے پہلے ہندوستان کے کسی بادشاہ کے عہد کا نظام سلطنت اور حکمرانی کا شرح حال معلوم نہین ہے ۔ آجکل کے زمانہ کی رائے کے مطابق اصلی تاریخ یہی ہے ۔ کیونکہ اس مین مورخ فرد واحد یعنی بادشاہ کے حال سے رعایا کے حالات اور طرز معاشرت پر اوتر آیا ہے ۔ اور ہزارون برس کے اس غلط خیال کو کہ "وہ ایک ہی شخص سلطان سب کچھ ہے اور ایک کے علاوہ اور سب اس قابل نہین کہ مورخ ان کا ذکر کرے" باطل کر دیا ہے ابوالفضل نے اِن کتابون مین اکبر کی تعریف ہی تعریف لکھی ہے ۔ اور بڑے بڑے الفاظون مین اوسکو سراہا ہے مگر یہ الزام نہ صرف ابوالفضل پر ہے بلکہ تمام ایسے فارسی مصنفین پر ہوتا ہے جو کسی بادشاہ سے خاص تعلق رکھتے ہین ۔ توبھی اُن کی تصانیف مین وہ تعریف صرف لفظی ہوتی ہے اور اصل حقیقت ممدوح کی نہین چھپتی ۔ بخلاف یوروپین مورخین کے کہ وہ اصل واقعات پر پردہ ڈالدیا کرتے ہین ۔ ابوالفضل کے مذہبی خیالات صرف کچھ اپنے باپ کے ہی سے صلح کل کے نہ تھے ۔ بلکہ اوس سے بدرجہا بڑھکر آزادانہ تھے ۔ جس سے اوس کے ہمعصر اوسے دہریہ کہا کرتے ہین ۔ مگر یہ بالکل غلط ہے ۔ وہ پکا مسلمان اور خدا کی قدرت کا بڑا معتقد تھا ۔ البتہ اوس کا خیال کچھ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا تھا "ہر مذہب مین نیک لوگ بھی ضرور ہوا کرتے ہین" اور اکبر کے نزدیک خلوص بڑہانے کے لیے اوسکے

دین الٰہی کا ظاہراً معتمد ہی نہ بنگیا تہا بلکہ خلیفہ سمجہا جاتا تہا - لیکن حقیقتاً وہ دل سے جانتا تہا کہ وہ مذہب غلط ہے - غرض کہ وہ بڑا لایق عالم اور حکیمانہ مشرب کا آدمی تہا اور صرف علمی لیاقت سے وہ وزیر اعظم کے رتبہ کو پہونچا تہا -

۱۷۶ - عملداری قطب شاہی مین راوت راؤ و ہری چند و وسناد دیو و مکند راج کے فساد اور وسناد دیو کا اطاعت کرنا -

رات تہوڑی ہے کہانی بڑی ہے - کتاب کو مختصر کرنا چاہتے ہین - مضامین بہت ہین - اب قطب شاہ کی داستان سنئے امین الملک کے مزاج مین تحکم بہت بڑا تہا - ہمیشہ اپنے ماتحتون پر حکومت جتایا کرتا تہا ہندؤن کو بغاوت کے لیے یہ ایک بہانہ ہو جاتا تہا - جب ہندؤن نے ۹۸۳ھ مین دیکہا کہ اکبر نے دکن پر چڑہائی کی ہے جس سے قطب شاہ کو ادہر توجہ کرنا پڑے گی تو اونہون نے دل مین سرکشی کے منصوبہ باندہے - اور اوس کی بنا یون پڑی - کہ راوت راؤ ایک ہندو سردار محمد علی کا خیر خواہ تہا - امین الملک سے وہ ناراض ہو گیا اور رات کو لشکر سے بہاگ گیا اور بغاوت پر آمادہ ہوا - اور ہری چند بہاسے بلندر کے بہائی سے کہا کہ مین تجہے بہاسے بلندر کی جگہہ راجہ کرا دونگا - تو بہی میرے ساتہ ہو جا - وہ بہی لشکر سے نکل اوس سے جا ملا - اب ان کے پاس دس ہزار آدمیون کی بہیڑ بہاڑ ہو گئی اور امین الملک کے لشکر پر اونہون نے شبخون مارنا شروع کیے - امین الملک نے جا کر اونہیں ایک پہاڑی پر گہیر لیا - اس لڑائی مین راوت راؤ ایک تیر سے مارا گیا - اور اوس کی فوج تمام متفرق ہو گئی - مگر ہری چند بچ کر نکل گیا - اور وسناد دیو راجہ ویرا کولم سے جا کر مدد مانگی مکند راج پسر بہاسے بلندر جو بنگالہ کی طرف چلا گیا تہا اس وقت وہان سے آکر وہ چلمو پر قابض ہو گیا تہا - وہ بہی ان سے ملگیا - اب انہون نے باہم مشورہ کرکے یہ ٹہیرایا - کہ وسناد دیو اور ہری چند تو امین الملک

اور میر زین العابدین کی فوج کا مقابلہ کرین - اور مکند راج چلمور سے بڑہکر ملک نائب کو قلعہ جرجرہ مین گھیر لے - ملک نائب کے پاس فوج تھوڑی تھی - مکند راج نے اوسے قلعہ مین محصور کر لیا - اور چند روز کی لڑائی بہڑائی کے بعد سیڑہیان لگا کر قلعہ کے اندر گہسنے کا ارادہ کیا - مگر میر زین العابدین نے یہان سے چنگیز خان کو اوسکی مدد کے لیے بہیجا اور یہ مدد عین وقت پر پہونچ گئی - ورنہ ملک نائب کا کام ہو چکا تہا - چنگیز خان نے جاتے ہی مکند راج کو ہٹا دیا اور ادہر زین العابدین اور دسنا دیو سے نارائن پور کے میدان مین مقابلہ ہو گیا - دسنا دیو کے پاس پانچ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے مگر پہر بہی مسلمانون کو فتح ہوئی اور دسنا دیو نے قلعہ ویراکولم مین جا کر پناہ لی - نارائن پور پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا - مکند راج نے جرجرہ کے محاصرہ سے ہٹکر قلعہ قطب شاہ آباد کا محاصرہ کیا تہا مگر جب دسنا دیو کے شکست کی خبر سنی تو وہ محاصرہ اُٹھا کر اپنی دار الحکومت قلعہ چلمور کو چلا گیا - یہ قلعہ بڑا مضبوط تہا - اور اوس کے گردا گرد بڑا جنگل تہا زین العابدین نے چنگیز خان سر نوبت اور عبد الکریم حوالدار وبہا سے راؤ و دہرمار او کو چلمور پر بڑہنے کا حکم دیا - مگر جنگل کی کثرت کے باعث راستہ مین چلنا مشکل تہا - جا بجا ہندون سے لڑائی لڑنا پڑتی تہی - دو مہینے تک متواتر راستہ مین ہی لڑائیان ہوتی رہین - اب مکند راج نے دسنا دیو کو لکہا کہ اگر ابہی تم نے مدد نہ بہیجی تو یہ قلعہ آکر مسلمان لے لینگے - اس لیے دسنا دیو نے اپنے گرد و نواح کے زمینداروں سے مدد لی - اور ہری چند کی سرداری مین بول بنترا اور سوندی اپنے بہتیجون کو ساتھ کر کے دو ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور سوہاتی مکند راج کی مدد کو بہیجے چنگیز خان کے پاس اس وقت صرف پانچ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل فوج تہی - ہندون نے آکر ایک گہنی جہاڑی کے آڑ مین جہان بڑی

تنگ گھاٹی تھی رہ بچے جما سے۔ ان کے مورچون کے گرد تین طرف نہایت بلند پہاڑ تھے اور فقط اسی گھاٹی سے مورچون تک رستہ تہا جب یہ لوگ مورچون سے نکلکر مسلمانون پر حملہ کرتے تو ان کو ہی شکست ہوتی تھی۔ مگر مسلمان اون کے مورچون تک نہین پہونچ سکتے تھے کہ جس سے اونہین کامل شکست ہو جائے جب ایک مدت تک اس طرح لڑائی رہی تو مسلمانون کے لشکر مین رسد کی تنگی ہو گئی۔ اور ہندون نے اپنی کثرت کے باعث رسد کے راستہ بند کر دیئے اس لیے مسلمانون نے ملکر مشورہ کیا۔ شاہ رضا ملک نائب کا بیٹا تھا۔ وہ ایک مدت تک اس جنگل اور پہاڑ مین پہرا کرتا تہا راستون سے خوب واقف ہو گیا تہا وہ بہی اس مشورہ مین موجود تہا۔ اوس نے کہا کہ ان کے مورچون تک تو مین پہونچائے دیتا ہون۔ پہر آپ جو کر سکتے ہین کر لیجئے اس لیے تمام لشکر تیار ہو کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ شاہ رضا نے ایک راستہ سے مورچون تک پہونچا دیا۔ اب مسلمانون نے تلوار نکالی۔ ہندو بہی اپنی کثرت کے سبب سے مقابل ہوئے اور خوب لڑے۔ اور گوہری چند نکل گیا مگر بہت سے ہندو سردار گرفتار ہو گئے۔ جب یہ خبر دسنادیو کو پہونچی تو وہ اپنے اعزا کو قید مین دیکھکر بہت گہبرایا۔ اور دہرمار اؤ کی وساطت سے صلح کا خواستگار ہوا۔ اور تیس ہزار ہون اور پچاس ہاتی بہیجکر سالانہ اسی قدر خراج بہیجنے کا وعدہ کیا۔ چونکہ بول یا تر بڑا چالاک اور مایہ فساد تہا اس لیے مسلمانون نے اس شرط پر اس صلح کو منظور کیا کہ اوسے قید کر کے ہمارے پاس بہیجدیا جائے۔ چنانچہ دسنادیو نے اوسے پکڑ کر بہیجدیا۔ اور صلح ہو گئی مسلمانون نے تمام ہندو قیدیون کو چہوڑ دیا۔ جب دسناد دیو کی طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا تو کچہ دنون کے بعد زین العابدین نے چنگیہ خان کو مکندراج کے استیصال کے لیے بہیجا۔ مکندراج اس سبب سے چلمو کے قریب الورہ کے

درہ مین مورچہ باندھکر پڑگیا۔ لیکن چنگیز خان نے وہان جاکر دوروز کی لڑائی کے بعد مکندراج کو نکال دیا۔ اور قلعہ چلمور قطب شاہیون کے قبضہ مین آگیا۔ اور مکندراج بھاگ کر بنگالہ کی طرف چلاگیا۔ یہ واقعہ ۱۰۰۸ھ کے اخیر یا ۱۰۰۹ھ کے شروع کا ہے۔

۱۷۷۔ مکندراج اور کستمراج کا فساد اور سید حسن کی سپہ سالاری مین اوسکا فرو ہونا اور چلمور پر مسلمانون کا قبضہ

جب احمد نگر اکبری فوج نے فتح کرلیا تو ان ہندون نے پھر جھگڑا اوٹھانا چاہا۔ اور راوت راؤ مقتول کے بیٹے کستمراج نے پھر سرکشی پر کمر باندھی اور مکندراج کو بھی بنگالہ سے بولالیا۔ اور قاسم کوٹہ کے استخلاص کی پھر تجویز کی اور مدورا اور پوتنور کے قلعون پر قابض ہوگئے اور قطب شاہی عملداری مین لوٹ کھسوٹ مچادی۔ امراے قطب شاہی نے ہرچند چاہا کہ ملایمت سے کام نکلے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر مجبوراً زین العابدین نے چنگیز خان اور سید تاج ورضا خان ومجاہد خان ودہرمارا ؤ واسی راؤ کو مکندراج اور کستمراج کی تادیب کو بھیجا۔ جب دونو لشکر سامنے ہوئے تو صبح سے شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ اور عین غروب کے وقت ہندو شکست کھاکر قلعہ مدوارہ مین جا چھپے چنگیز خان نے اوس کا محاصرہ کیا مگر کثرت اشجار کے باعث اوس کی فتح مین تعویق ہوئی۔ اور علاقہ مین لوٹ مار پھیل گئی۔ قطب شاہی فوج مین مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے اون کے تمام افسر ایرانی شیعہ تھے۔ پٹھان سنی وبلے ہوئے تھے اس وجہ سے اہل اسلام مین ایکدلی نہ تھی اور ہندون کی بات چل جاتی تھی اور لشکر کے ہندو باغیون کو ہمیشہ مدد دیتے رہتے تھے۔ اور چپکے ہی چپکے اون کی اعانت کرتے اور منصوبے بناتے رہتے تھے اس وقت دہرماراؤ نے تجویز پیش کی کہ چونکہ قاسم کوٹہ کا فساد مدت سے برپا ہو رہا ہے مگر فرو نہین ہوتا اس لیے ضرور

ہے کہ مکندراج کو قاسم کوٹہ کا کچھہ علاقہ دیکر اوس سے مطیع کرلیا جائے زین العابدین
نے اس رائے کو نہ مانا۔ اور اس بات پر اصرار کیا کہ قاسم کوٹہ کی ایک انگل بہر زمین
ہندون کو نہ دیجائیگی۔ اس لیے یہ جہگڑا تصفیہ کے لئے دہرماراؤ نے محمد قلی کے
پاس پیش کیا۔ یہان بہی دربار مین ہندو ہی حاوی تہے۔ اونہون نے محمد قلی کو بہکایا۔
اور زین العابدین کی رائے کو برا تبلایا۔ اور غالباً یہ کہا کہ زین العابدینکی سوء تدبیری سے ہری چند سا خیرخواہ بدخواہ
ہوگیا ہے جس سے یہ جہگڑا رفع نہین ہوتا ہے۔ اس لیے محمد قلی نے زین العابدین کو تو دہرماراؤ کی دلداہی
کے لیے سنہ ۹۸۰ھ مین واپس بولالیا۔ مگر بجائے اوس کے سید حسن ابن مصطفی خان
کو سپہ سالار کر کے بہیجا اور حکم دیا کہ اس فساد کا جلد قلع قمع کردے۔ سید حسن نے
وہان جاتے ہی زین العابدین کے برخلاف ہری چند کو قولنامہ بہیجکر بولالیا۔ اور ہری چند
کی رائے کے بموجب سرحد کی حفاظت کے لیے تین قلعہ بنائے۔ اور اون کے
نام مصطفی آباد قطب شاہ آباد اور محمد آباد رکہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ زین العابدین نے
پہلے ہی ان قلعون کے مقام تجویز کردے تہے۔ اور قطب شاہ آباد کو بنوا بہی لیا تہا۔
جب قلعہ بنگئے تو اونہین ملک نائب کے سپرد کردیا۔ اس وجہہ سے ہندون کو اپنی تاخت
وتاراج مین دقت ہونے لگی اور اونہون نے ان قلعون کو فتح کرنا چاہا۔ مکندراج نے کسٹراج
کو دو تین ہزار پیادہ اور تفنگچی دیکر محمد آباد کو بہیجا۔ کہ اوس پر قبضہ کرے۔ مگر کسٹراج تیر سے
مارا گیا۔ مکندراج کو اس کا بڑا افسوس ہوا۔ اور بجاے اوس کے رسوا نیر کو اوس نے
سردار بنایا۔ یہ بہی ایک گولی سے مارا گیا۔ اور فوج مکندراج کے پاس پلٹ گئی
اسی زمانہ مین مصطفی آباد پر بہی مکندراج نے انگبن راجہ کو دس ہزار پیادہ دیکر بہیجا تہا
اتفاقاً یہ سردار بہی مسلمانون کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ اور ایسے ہی بہیلہ راج بہی

جو پانچ ہزار فوج سے تیسرے قلعہ پر آیا تھا تیر کے سر صدقہ ہوا۔ ہندون کو یہ متواتر نقصان پر نقصان پہونچے تو اون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور سید حسن نے مکندراج کے استیصال پر کمر باندہی۔ دہرماراؤ نے اب کوئی مزاحمت نہ کی۔ سید حسن نے چارون طرف جنگل کٹوا ڈالا۔ جس سے مکندراج قلعہ سے نکلکر صف کے لڑائی لڑنے پر مجبور ہوا۔ اور شکست کہا کر بنگالہ کو بہاگ گیا اور وہان چلمور پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا پہر محمد قلی نے یہ ملک تمام امرا کی جاگیر مین مقرر کر دیا۔ اور سوری راؤ کو وہان کی مالگذاری کا انتظام سپرد ہوا یہ واقعات ۱۰۰۹ھ سے ۱۰۱۱ھ تک کے ہین۔

۱۷۸۔ سلطنت قطب شاہی مین شیعہ اور ہندون کا دخل۔ اور میر محمد امین کا وزیر اعظم مقرر ہونا

چونکہ سلاطین قطب شاہی متواتر شیعہ مذہب کے پیرو ہوتے رہے اور محمد قلی بہی پکا شیعہ تہا اس لیے اس سلطنت مین تمام سرکار دربار مین شیعہ ہی شیعہ امرا تہے اور اس لیے وہ کسی سنی کو ہرگز امورات سلطنت مین دخیل نہین ہونے دیتے تہے۔ مگر چونکہ شیعہ آدمی اس کثرت سے نہین مل سکتے تہے کہ جو تمام امورات سلطنت کا بندوبست کر سکین اس لیے تمام مالگذاری کے اور نیز متفرق کام ہندون کے ہاتہ مین رہتے تہے اور صرف چند اعلیٰ عہدہ مسلمانون کے ہاتھ مین ہوتے تہے۔ اور اس کثرت سے ہنود کے سبب سے یہ بہی ہوتا کہ رفتہ رفتہ بعض ہندو بادشاہ کے مزاج مین بہی دخیل ہو جاتے اور وزارت کے رتبہ کو عملاً پہونچ جاتے۔ اور یہی وجہ تہی۔ کہ یہان اکثر فساد رہا کرتے تہے۔ اور اون کے فرو کرنے مین بہت طول ہوا کرتا تہا اس لیے محمد قلی نے ارا کین کو جمع کیا۔ اور ان سے وزیر اعظم کے تقرر کی رائے لی کہ کس کو مقرر کیا جاے امرا نے اپنے اپنے دوستون کو پیش کیا جن مین اکثر ایرانی اور سید تہے۔ ان مین سے

محمد قلی نے میر محمد مومن استرآبادی کی سفارش سے زبدہ آل طہ ویسین میرزا محمد امین
کو پسند کیا اور اوسے لائق دیکھکر ۱۰۰۱ھ مین اپنا وزیر اعظم اور جملۃ الملک بنایا۔ اور
وزارت کا قلمدان ایسا مرصع بجواہر عنایت کیا جس کے روشنی کے دیکھنے سے
آنکھین خیرہ ہوتی تھین۔ کہتے ہین کہ اس نے ہندون کا زور کچھہ کم کر دیا اور سواری
راؤ برہمن کو جو بادشاہ کے بہت مُنھہ چڑہ گیا تھا اور اس سے کچھہ دنون کے بعد سخت
عداوت کرنے لگا تھا نکال دیا تھا۔ محمد امین کی تنخواہ دو لاکھہ ہون سالانہ تھی اگر ایک
ہون ساڑے چار روپیہ چہرہ شاہی کا مانا جاے تو نو لاکھہ روپیہ سالانہ تنخواہ ہوتی ہے
اس وقت نواب وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سلطنت نظام کی تنخواہ ایک لاکھہ بیس ہزار
سالانہ حالی یا تقریباً ایک لاکھہ روپیہ چہرہ شاہی ہے۔ گویا قطب شاہی وزیر سے
آٹھہ حصہ تنخواہ کم ہے یا یون کہو کہ نو روپیہ کے بجاے ایک روپیہ ملتا ہے۔ تاریخ
فرشتہ مین میر محمد مومن استرآبادی کی نسبت بیان کیا ہے کہ اس کے آبا و اجداد
سلاطین ایران کے یہان بڑے معزز و مکرم تھے۔ اور میر محمد مومن خود بھی شاہ طہماسپ کے
زمانہ مین شاہزادہ حیدر کا معلم مقرر رہا تھا۔ اور بہت بڑا عالم تھا۔ محمد قلی اس کی بڑی قدر
و عزت کرتا تھا۔ اور تمام مہمات سلطنت اوس کی تفویض کر کے خود اپنے بھائیون اور
ندیمون کے ساتھہ عیش و عشرت مین مصروف رہا کرتا تھا مرزا محمد امین محمد قلی کے اخیر زمانہ
تک اسی عہدہ پر مامور رہا۔ مگر سلطان محمد سے موافقت نہ آئی۔ اوس کی حکومت
مین کچھہ دنون کے بعد یہان سے چلا گیا۔ پہلے بیجاپور کو گیا۔ مگر جب وہان کوئی صورت
اپنے لائق نہ دیکھی تو ایران کو شاہ عباس کے پاس چلا گیا۔ مگر باوجود اس کے
کہ ایک لاکھہ روپیہ کے جواہرات وغیرہ بادشاہ کو نذرانہ مین پیش کیے لیکن وہان بھی کوئی

نفع نہین ہوا۔ بلکہ شاہ عباس نے اس کے اندوختہ پر طمع کی نظر کی اس لئے آخر ۱۰۲۷ھ مین جب کہ جہانگیر گجرات سے مالوہ کو جارہا تہا تو محمد امین بہی جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ملازمان شاہی مین داخل ہوگیا۔

۱۷۹۔ مرتضیٰ نظام شاہ کی تخت نشینی اور عنبر اور خانخانان کی لڑائی کے بعد صلح۔

اگرچہ احمد نگر اکبر کے قبضہ مین آگیا مگر سلیم کی اس بغاوت سے باقی ملک پر اکبر کا قبضہ نہ ہوسکا۔ اور نظام شاہی امرا کو اپنے قوت پیدا کرنے اور بڑہانے کا موقع ملگیا۔ اونہون نے بہادر شاہ کے قید ہونے کے بعد مرتضیٰ پسر شاہ علی کو بادشاہ بنایا۔ اور پرینڈہ کو دار السلطنت مقرر کیا۔ آہنگ خان کا تو یہ حال معلوم نہین کہ کیا ہوا۔ مگر دو اور شخص ان امرا مین بڑے زبردست ہوگیے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ وہ دونوا پنے اپنے ملک کے جدا جدا مالک بن گیے۔ ایک اون مین سے عنبر حبشی تہا۔ کہ جس کے تحت مین سرحد تلنگانہ سے بیر کے نیچے تک ملک تہا۔ اور احمد نگر سے چار کوس اور دولت آباد سے بیس کوس بندر جیول تک سب اوسی کے قبضہ مین مانا جاتا تہا۔ دوسرا راجو دکہنی تھا۔ اس کے قبضہ مین دولت آباد اور اوس کے شمال مین سرحد گجرات تک اور جنوب مین احمد نگر سے چھہ کوس تک سارا ملک تہا۔ گویہ اپنے اپنے ملک کے بالکل خود مختار تھے مگر ضرورتاً انہون نے مرتضیٰ کو بادشاہ مان رکھا تہا۔ اور قلعہ اوسہ اور کچھہ گانون اوس کے خرچ کے لیے چھوڑ دیے تہے۔ اور چونکہ دونو ذی حوصلہ تہے اور چاہتے تہے کہ دوسرے کو غارت کر کے خود مالک ہوجائین اس لیے آپس مین دونو ایک دوسرے کے دشمن تہے۔ جب خانخانان کو معلوم ہوا کہ یہ دونو باہم ناموافق ہین تو اوس نے عنبر کے ملک مین سے اوس قلعہ پر اپنے آدمی بہیجکر قبضہ کرلیا جو تلنگانہ کی سرحد کے قریب تہا

مگر عنبر نے آٹھہ سات ہزار سوار سے سنہ ۱۰۱۰ھ مین ہی وہان جاکر مغلون کے تھانہ اوٹھا دئے اور اپنے علاقہ کو واپس لے لیا۔ اب خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے مرزا ایرج کو پانچ ہزار منتخب سوار دئے اور عنبر کے مقابلہ کو بھیجا۔ حوالی نا ندیر مین فریقین سے بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور عنبر زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا۔ مگر اوس کے رفیق دوڑ پڑے اور اوسے میدان سے اُٹھا کر لے گئے۔ اور اوس نے جاتے ہی پھر فوج جمع کی اور اپنی سرحد کی اچھی طرح حفاظت کر کے چاہا کہ مغلون پر حملہ کرے جب خانخانان کو اوس کی بہادری اور دانائی کی خبرین پہنچین۔ تو اوس نے صلح کا پیغام دیا چونکہ راجو عنبر کا ایک دکھنی حریف بھی موجود تھا۔ بلکہ خانخانان کو عنبر کے برخلاف مدد دیتا تھا اس لیے عنبر نے صلح کو غنیمت سمجھ اور خانخانان سے خود جاکر ملاقات کی اور حدود کا فیصلہ کر لیا۔ اور عہد و پیمان طرفین مین لکھے گئے۔ جس سے جھگڑا بالکل رفع دفع ہو گیا۔

۱۸۰۔ ملک عنبر کا مرتضیٰ نظام شاہ برادر نیز قلعہ بریندہ پر قبضہ کرنا۔

علی برید ثانی بارہ سال حکومت کر کے سنہ ۱۰۱۸ھ مین مر گیا۔ اوس کے مقبرہ کا چھوٹا سا گنبد اوس کے آبا و اجداد کے مقابر کے پاس بادشاہی عیدگاہ کے متصل بیدر کے مغرب مین اب تک موجود ہے اوس کے بعد اوس کا بیٹا امیر برید ثانی ملک کا حاکم ہوا۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے جب اوس کی تخت نشینی کا حال سنا تو اوس کو لکھا۔ کہ عنبر اور راجو جیسے نوکرون نے مجھے بے بس کر رکھا ہے۔ اگر آپ میری مدد کر کے مجھے اپنے دادا کا ملک دلا دین تو مین اوسہ اور دگیر قندھار آپ کو دیدونگا اور اوسی کے ساتھ کچھ تحفے تحائف بھی بھیجے اور چونکہ اسی زمانہ مین تیتنگ راے کولی اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل اور

اور کتنے ہی دکھنی سردار ملک عنبر سے ناراض ہو گیے۔ اور مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس چلے گئے۔ اور اپنی نمود کے لیے اوس کو بہکایا کہ ملک عنبر کو غارت کر ڈالے۔ اور حوالی قلعہ اوسہ مین لشکر جمع کیا۔ تو اس سبب سے امیر برید بہی مدد کو راضی ہو گیا اور مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس قلعہ اوسہ کو گیا۔ وہان مرتضیٰ نے اوس کی بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی اس مین عنبر بھی اپنے اعوان و انصار کو لیکر اوس طرف پہونچا۔ اور نظام شاہ کو شکست دیکر پتنگ راے کو گرفتار کر لیا۔ مرتضیٰ شاہ اس سے بڑا گھبرایا۔ اور فرہاد خان اور صندل کی صلاح سے عنبر سے صلح کر لی۔ یہ واقعہ ۱۰۱۱ھ کا ہے۔ چونکہ عنبر اس فکر مین تہا کہ کسی طرح قلعہ پرینده پر قبضہ کر لے اس لیے اس کے چند روز بعد ربیع الثانی ۱۰۱۲ھ مین نظام شاہ کو لیکر قلعہ پرینده کو گیا۔ وہان منجهن خان حبشی بیس سال سے قلعہ دار تہا۔ وہ عنبر کے ارادہ کو سمجہتا تہا۔ اوس نے نظام شاہ سے کہا کہ تجہے تو مین بادشاہ سمجہکر قلعہ مین آنے دیتا ہون۔ مگر عنبر کا آنا مین قلعہ مین نہین پسند کرتا اوس نے خانخانان سے ملاقات کی ہے اور اکبر کے طرف دارون اور خیر خواہون مین ہو گیا ہے اوس پر اعتماد نہین ہو سکتا۔ عنبر نے کہا کہ چونکہ مجکو پتنگ راے فرہاد خان اور صندل کی طرف سے کھٹکا تہا اس لیے مین نے خانخانان سے صلح کر لی تہی۔ مگر دل سے مین مرتضیٰ شاہ کا غلام ہون اور چاہتا ہون کہ جہان تک ممکن ہو اس خاندان کی خیر خواہی دل وجان سے کرتا ہون۔ منجهن خان نے ان چکنی چپڑی باتون کا کچھہ اعتبار نہ کیا۔ اور نامہ و پیام بے سود سمجہکر مراسلت بند کر دی۔ جب عنبر نے دیکھا کہ منجهن خان پر قابو نہین چلتا اور ممکن ہے کہ مرتضیٰ شاہ کسی وقت بہاگ کر اوس کے پاس چلا جائے۔ اور پہر فتنہ کو طول ہو اس لیے نظام شاہ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ جب فرہاد خان اور صندل نے یہ صورت دیکھی تو وہ دونو قلعہ کے

نیچے جا کر پڑ گیے۔ اور منجھن خان نے اون کے سبب سے ہمت کر کے ایک مہینے تک عنبر کا مقابلہ کیا۔ منجھن خان کا ایک بیٹا تھا سونا خان وہ بڑا بد معاش و بد کار تھا جس کسی کی عورت کو دیکھتا زبردستی پکڑ لیتا اور زنا کرتا تھا۔ قلعہ کے سپاہیون کی عورتون سے بھی اوس نے ایسا ہی کیا۔ اس لیے سپاہیون نے اوسے پکڑ کر مار ڈالا۔ منجھن خان اس سے گھبرایا اور جریدہ قلعہ سے نکلکر فرہاد خان اور ملک صندل وغیرہ چند آدمیون کو ساتھ لیے بیجاپور کو عادل شاہ کے پاس چلا آیا۔ اور اوس کی ملازمت اختیار کرلی۔ قلعہ والے کچھہ روز تک تو عنبر سے لڑتے رہے۔ مگر ملک عنبر نے حسن تدبیر سے وہان کے لوگون کو راضی کرلیا۔ اور مرتضی نظام شاہ کو قید سے چھوڑ کر وہان سکونت پذیر کردیا۔ اور اپنے چند مخصوص اوس کے ساتھ رکھکر خود لشکر لیکر چلا آیا۔

۱۸۱۔ اکبر کی نرمی اور شاہزادہ سلیم کی حماقتین۔ اکبر نے شاہزادہ سلیم کی دلجوئی کے لیے اوس کی مان سلیمہ سلطان بیگم کو اوس کے پاس الہ آباد کو بہت سے تحفے تحائف اور ماکولات و ملبوسات دیکر بھیجا۔ مان نے اپنے بیٹے کو دلجوئی اور پند و نصائح سے راضی کیا اور بوعدہ عفو جرائم اکبر کے پاس اوسے لیکر چلی۔ دادی نے ایک منزل پر آ کر استقبال کیا۔ اور آگرہ مین لا کر دادی اور مان نے شاہزادہ کو باپ کے قدمون پر ڈالدیا۔ باپ نے اوٹھا کر سینہ سے لگایا اور بہت خاطرداری کی۔ اور اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی۔ اور ولی عہدی کے نکر شادیانہ بجوائے تاکہ موافق اور منافق کو کوئی شبہہ باقی نہ رہے۔ اور بدستور سابق شاہزادہ کو رانا اودے پور کی مہم سپرد کی۔ اور چند روز کے بعد بروز دسہرہ شاہزادہ رخصت ہوا۔ اور فراہمی سامان کے لیے فتح پور مین آکر ٹھیرا۔ مگر پھر کچھہ مزاج بدل گیا۔ اور وہان جاکر لکھہ بھیجا کہ چونکہ رانا کی مہم کے لیے ایک بڑا

توپخانہ اور سامان لشکر درکار ہے - اور سرکاری متصدی اوس کے بہم پہونچانے مین تساہل کرتے ہین اور اون کی شکایت کرنے سے اپنی خفت اور آپ کی ناراضی کا اندیشہ ہے اس لیے مین الہ آباد جاتا ہون وہان سے سامان تیار کر کے پہر حکم کی تعمیل کرونگا - اکبر نے بیٹے کو ہر چند سمجہایا - لیکن جب دیکہا کہ کچہہ اثر نہین ہوتا تو الہ آباد جانے کی اجازت دی اور حسبِ دستور تحفے تحائف علی التواتر بہیجتا رہا تاکہ بیٹے کو باپ کی ناراضی کا گمان نہ ہو - مگر پہر بہی سلیم نے الہ آباد کی سرحد پر پہونچتے ہی شاہی اختیارات خود مختارانہ عمل مین لانا شروع کئے - اکبر نے اسے سنا مگر کچہہ توجہ نہ کی - اکبر نے جب کہ شاہزادہ سلیم کی پندرہ برس کی عمر تہی راجہ بہگوانداس کی بیٹی سے اور دو برس بعد ۹۹۴ھ مین راجہ اودے سنگہہ پسر راجہ باسدیو کی بیٹی سے اوس کا بیاہ کرادیا تہا - بہگوانداس کی لڑکی سے ۹۹۴ھ مین ایک لڑکی سلطان بیگم اور ۹۹۶ھ مین ایک لڑکا خسرو نام پیدا ہوا - اور اسی سال زین خان کی بیٹی سے بہی سلیم کا بیاہ ہوا تہا - اور آخیر سال مین اوس سے شاہزادہ پرویز پیدا ہوا - اور راجہ اودے سنگہہ کی بیٹی سے بہی ۱۰۰۰ھ مین ایک لڑکا پیدا ہوا اور اکبر نے اس پوتے کا نام خرم رکہا - اس وقت خسرو اور خرم دونو دادا کے پاس رہا کرتے تہے مگر خسرو باپ کے برخلاف تہا اور دادا سے اپنے باپ کی چغلیان کہایا کرتا تہا - اس وجہ سے مان کو اس کی بڑا رنج ہوتا تہا - ان دنون مین وہ کچہہ بیمار بہی تہی - خسرو کی گستاخیون سے ناراض ہوکر اوس نے افیون کہا لی اسی زمانہ مین سلیم کے ایک خوبصورت غلام کو ایک شخص اوس کے مصاحبین مین سے بدکاری کے لئے بہگا کر لے گیا - جب وہ پکڑا آیا - تو شاہزادہ نے اون دونون کی کہال کہچوائی - جب یہ خبر اکبر کو پہونچی تو اوس نے کہا تعجب کی بات ہے کہ جس کے باپ

نے اپنے روبرو زبوح بکرے کی کہال نہ کہچوائے اوس کا بیٹا ایسا سنگ دل ہوکہ آدمیون کی کہال اپنے سامنے کہچوا ئے۔ اب اکبر نے ۱۰۱۲ھ مین یہ ضروری سمجھکر سلیم کے پاس خود الہ آباد جانے کا ارادہ کیا۔ اور آگرہ سے کشتی مین بیٹھا مگر کشتی ریت مین اٹک گئی۔ اور بارش بہی بڑی شدت سے ہوئی۔ اودہر آگرہ سے خبر آئی کہ اکبر کی مان کا برا حال ہے۔ مجبوراً اکبر لوٹ آیا۔ اوسی روز اکبر کی مان مرگئی اس پر سلیم خود اکبر کے پاس آگرہ آیا۔ باپ نے اول تو بہت پیار کیا۔ پہر گہر مین لا کر حکم دیا کہ شراب خواری کے باعث مزاج تمہارا ٹہکانے نہین رہا ہے چندروز خانہ نشین رہو۔ مگر بہت جلد چہوڑ دیا۔ اور پہر پہلی ہی سی عنایت کرنے لگا۔

۱۸۲۔ ابراہیم عادل شاہ کی لڑکی سے شاہزادہ دانیال کی شادی اور موت۔

چونکہ اکبر اور سلیم کے باہمی تعلقات اچہے نہ تہے اس وجہ سے اس زمانہ مین ابراہیم عادل شاہ نے دولہن دولہا کے پاس غالباً روانہ نہ کی۔ اور کوئی چار سال تک تیاری جہیز کے بہانے بنا کر وقت کوٹا لتا رہا۔ مگر اب جب باپ بیٹون مین ملاپ ہوگیا۔ تو اب زیادہ روکنا مناسب نہ سمجہا اور یہ ٹہیرایا کہ شاہزادہ دانیال برہانپور سے خود احمد نگر مین آئے اور یہان بیاہ کے جشن اور خوشیان منائی جائین بعد ازان جب چاہین دولہا دولہن برہانپور کو سدہار جائین اس انتظام کے مقرر ہونے کے بعد آغاز ۱۰۱۳ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے لڑکی کو بہت سے جہیز اور فوج کثیر کے ساتھ احمد نگر کو پہونچا دیا۔ جب شاہزادہ دانیال کو معلوم ہوا کہ محمل عروس کے ساتھ کثرت سے فوج آئی ہے۔ تو اوس نے احمد نگر آنے مین تامل کیا۔ لیکن جب اوس کی استدعا کے موافق کچہہ آدمی واپس بلا لئے گئے اور خانخانان نے اپنا اطمینان کر کے اوسے اطلاع دی تو احمد نگر کو براہ ناسک

و دولت آباد روانہ ہوا۔ اور کچھہ آدمیون کو راجو کے پاس بہیجا کہ عنبر کی طرح وہ بہی اطاعت
کرے اور ملازمت مین حاضر ہو کر اپنے علاقہ کی منظوری اوس سے حاصل کرے
مگر راجو نے شاہزادہ پر اعتماد نہ کیا اور اوس کے پاس نہ گیا۔ اس وجہ سے شاہزادہ
نے آزردہ ہو کر اوس کے قلع قمع کا حکم دیا۔ راجو بہی آٹھہ ہزار سوار سے مقابل ہوا۔
اوس نے دیکھا کہ اکبری فوج سے میدان کی لڑائی لڑنا دشوار ہے اس لیے اوس نے
تاخت و تاراج اور لوٹ کہسوٹ اور مارنے بہاگ جانے پر کمر باندہی۔ مجبوراً شاہزادہ نے
جالنہ پور کو خانخانان کے پاس آدمی بہیجے اور کمک منگائی۔ خانخانان نہایت تیزی
سے پانچ چھہ ہزار آدمی لیکر خود اوس کے پاس پہونچا۔ جس سے راجو اپنے راج کو چھوڑ کر سرحد
پر دور جا پڑا بعد ازان شاہزادہ احمد نگر آیا۔ اور عادل شاہ کی فوج کو رخصت کر کے محمل کو
احمد نگر سے بغرض حفاظت پٹن کو لے گیا۔ اور وہان معمولی جشن کیے۔ پھر برہانپور چلا گیا
مگر شراب خواری کے باعث اسی سال کے اخیر ذی الحجہ ۱۰۱۳ھ مین مر گیا۔

۱۸۳۔ اکبر بادشاہ دہلی کی وفات

اکبر کے دل مین مخلوق سے ایسی محبت تہی کہ جیسے غریب
شریف خاندانون مین ہوا کرتی ہے۔ بادشاہون کے سے سخت دلی اوس کے پاس ہو کر
نہ نکلے تہے۔ وہ تمام انسانون کو دل سے پیار کرتا تہا خصوصاً اپنے عزیز اور اقارب سے
اوس کو بڑی ہی محبت تہی۔ اس محبت کے باعث اوس نے شاہزادہ سلیم کی گستاخیون
کو کس تحمل کے ساتھہ برداشت کیا کہ شاید ہی کوئی باپ ایسا کریگا۔ مگر پہر بہی اوس کے دل پر
اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ شاہزادہ مراد تو پہلے ہی مر چکا تہا اب ان مری پہر دوسرا بیٹا دانیال
بہی مر گیا۔ ان متواتر صدمون سے اوس کی تندرستی مین فرق آگیا۔ اور بیمار پڑ گیا مرض
نے ایسا دبایا کہ امید زیست منقطع ہو گئی۔ خسرو سلیم کا بیٹا اپنے باپ کا مخالف تہا

وہ چاہتا تھا کہ دادا کے بعد مین ہی بادشاہ ہوجاؤن اس کے دو بڑے طرفدار تھے
ایک خان اعظم کوکلتاش خان اوسکا خسر دوسرا مان سنگھ اوس کا مامون یہ چاہتے
تھے کہ خسرو کو تخت پر بٹھاکر شاہزادہ سلیم کو اندھا کردین۔ اس سبب سے باپ کی بیماری
مین سلیم نے قلعہ کا جانا آنا ترک کردیا۔ کیونکہ انہین دونون امیرون کے آدمی قلعہ پر
محیط تھے۔ اور شاہزادہ خرم کو جو ہر وقت دادا کے پاس رہتا تھا بولا بھیجا۔ مگر اوسکو
دادا سے ایسی الفت تھی کہ اوس نے دادا کو چھوڑنا نہ چاہا۔ سلیم نے خرم کی مان
کو بھیجا کہ وہ شاہزادہ کو سمجھا کر لوا لاوے۔ مبادا کہ دشمن اوسے کچھ ضرر پہونچائین۔ اسپر
بھی وہ نہ آیا۔ جب اکبر نے دیکھا کہ سلیم نہین ہے تو وہ فراست سے تاڑ گیا۔ اور اوس
نے کہا کہ میرے بعد سلیم تخت نشین ہو۔ اور خسرو کو صوبہ بنگالہ ملے۔ جب عزیز خان
نے دیکھا کہ سلیم کا پلہ بھاری ہے اور میری کچھ نہ چلیگی تو وہ بھی اپنے امرا کے تفاق
کے باعث سلیم کا طرفدار ہوگیا مگر مان سنگھ اپنے ارادہ پر جما رہا۔ اور چاہا کہ مرزا خرم اگر
قلعہ سے باہر نکلے یا سلیم اندر جائے تو ان کا پکڑ کر کام کردیا جائے۔ مگر مرزا خرم کو
دادا کی محبت سے یہ فائدہ پہونچا کہ وہ باہر نہ نکلا۔ اور اس خطرہ سے بچ گیا۔ پھر امرائے
خیر خواہ نے راجہ مان سنگھ کو بھی بڑے بڑے وعدہ وعید کے ساتھ بنگالہ کی صوبہ
داری پر رخصت کیا۔ اور سلیم نے جاکر قلعہ مین اپنے آدمی مقرر کردے۔ بعدازان
سلیم باپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اوس وقت کا حال وہ خود اپنے تزک مین
لکھتا ہے کہ باپ نے مجھے بہت پیار کیا۔ اور فرمایا کہ امرا اور وزرا اس کمرہ مین
بلوائے جائین۔ اور مجھ سے ارشاد کیا کہ میری مرضی نہین ہے کہ تیری اور میری
اون دولتخواہون کے درمیان ناچاقی ہو۔ جنہون نے برسون میرے ساتھ

محنتین اوٹھائین اور سختیان جھیلین ہین اور میری شان و شوکت کے کامون مین ہمیشہ ممد و معاون رہے ہین - جب سب امیر جمع ہوئے - تو اون کی طرف مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ اگر مین نے بہولے سے بہی کوئی خطا تمہاری کی ہو تو تم اوس کو معاف کرو - جب مین نے یہ حال دیکھا تو مین باپ کے قدمون پر گر پڑا - اور زار زار رونے لگا پھر میری طرف اشارہ کیا کہ اس تلوار کو باندہو - اور میرے سامنے بادشاہ بنو اور کہا کہ تمام خاندان کی عورات کی خبر لینا - اور میرے پورانے رفیقون اور دوستون کو نہ بہولنا - پہر بروز چہار شنبہ وقت شب ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ کو ایک بڑے مولوی کو بولا کر کلمہ شہادت کئی دفعہ پڑہا اور جنتی مسلمانون کی طرح ۶۳ برس کی عمر مین اس دنیا سے سدہارا - اس بادشاہ کے چال چلن پر پوری پوری راے دینا تو دکن کے مورخ کا کام نہین ہے یہان اتنا ہی کافی ہے کہ اگرچہ اوس کی راے مذہبی معاملات مین اچھی نہ تہی بلکہ اوس سے لغویت اور بیہودہ پن ٹپکتا تہا - لیکن بادشاہی کے کامون مین وہ نہ صرف ہندوستان کے اچھے بادشاہون مین سے ہوا ہے - بلکہ روے زمین کے عمدہ اور عقلمند نامور بادشاہون مین سے تہا - اور بنی نوع انسان کے حق مین ایک نعمت عظمیٰ اور خدا کی رحمت سمجھنا چاہیے اوس کی ہر ایک بات سے ایک شان کبریائی نظر آتی ہے - نئے نئے آئین ایجاد کیے - پہلون کی غلطیان درست کین پچھلون کے واسطے ضوابط بنا کر چھوڑ گیا - اوس نے اپنی سلطنت کی بنیاد اس بات پر رکھی تہی کہ کسی کی خوشحالی اور فارغ البالی مین فرق نہ آئے اپنے اور بیگانے سب آسودہ حال رہین -

۱۸۴ - عنبر اور راجو کی لڑائیان	مرتضیٰ نظام شاہ اگرچہ براے نام بادشاہ تہا - مگر درحقیقت اوسے

اور عنبر کا کل مملکت نظام شاہی کا مالک ہونا۔

عنبر نے قیدی بنا رکھا تہا۔ اوسے کسی بات کا اختیار نہ تھا۔ اس سے وہ نہایت تنگ تہا۔ راجو سے اوس نے التجا کی کہ عنبر کی قید سے رہائی ولادے اس لیے راجو پرینده کو آیا۔ اور نظام شاہ سے ملا۔ اور عنبر کے دفعیہ پر کمر باندہی۔ کئی مرتبہ لڑائی بہی ہوئی۔ ہر مرتبہ راجو ہی کو غلبہ رہا۔ جب عنبر گہبرایا تو خانخانان سے مدد مانگی۔ خانخانان نے میرزا حسین بیگ جاگیردار بیر کے سرداری مین دو تین ہزار سوار بہیجدے ان کی مدد سے عنبر نے راجو کو دولت آباد کی طرف بہگا دیا اسی زمانہ مین دانیال مرگیا تہا اور خانخانان شروع ۱۰۱۴ھ مین برہانپور مین تھا عنبر کو خوب موقع ملا۔ اوس نے اچہی فوج لی۔ اور دولت آباد پہونچا۔ راجو اس وقت کمزور تہا وہ بہت گہبرایا۔ اور خانخانان سے مدد کا طالب ہوا۔ خانخانان یہ چاہتا تھا کہ اس وقت برہانپور سے کسی طرح نکل آئے وہ بہانہ ہی ڈہونڈ رہا تہا۔ راجو کے آدمیون کے پہونچتے ہی چلدیا۔ اور دولت آباد کے قریب آکر راجو اور عنبر کے درمیان چہہ مہینے تک پڑا رہا اور دونون کو نہ لڑنے دیا۔ اوس کا مطلب یہ تہا کہ اگر ایک نے دوسرے کو دبا لیا تو نظام شاہی سلطنت کی قوت پہر یکجائی ہو کر زور آور ہو جائیگی۔ جب عنبر نے دیکہا کہ خانخانان نہین مانتا تو اوس نے راجو سے صلح کرلی اور پرینده کو لوٹ گیا۔ اور خانخانان جالنہ پور مین چلا گیا۔ چونکہ مرتضی شاہ نے ایک مرتبہ پہلے بھی راجو کو بہڑکا کر لڑایا تہا اس لیے اب عنبر نے چاہا کہ اوسے معزول کرکے کسی اور کو بادشاہ کرے۔ مگر ابراہیم عادل شاہ اس کے برخلاف تہا اوس کی مخالفت سے عنبر کو بڑا اندیشہ تہا۔ اس لیے عنبر نے مرتضی شاہ سے پہر ملایمت اختیار کی۔ اور جب دونون کے دل صاف ہو گئے تو مرتضی شاہ اور عنبر نے دس بارہ ہزار سوار لیے اور مرتضی اپنے باپ دادا کی قدیمی مسکن جنیر کو گیا اور اوسے دار السلطنت

مقرر کیا پھر کچھ مسلمان اور ہندو سردار دولت آباد کی طرف بھیجے کہ راجو کو یا تو جنیر مین حاضر کرین ورنہ اوس کا قلع قمع کردین راجو عنبر کے خوف سے جنیر مین نہین آتا تھا لڑا کر گرفتار ہوا - اور مرتضیٰ شاہ کا اوس کے ملک پر قبضہ ہو گیا - اور عنبر کا ہی اختیار کل نظام شاہی قلمرو مین چلنے لگا - یا یون کہو کہ عنبر ہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا - یہ واقعہ ۱۰۱۶ھ کا ہے -

۹۵ - حیدرآباد مین کوتوال کی سوء فہمی پر دیسیون کا قتل

جب سے کہ خاندیس برار احمدنگر اکبر نے فتح کر لیا تھا تب سے شمالی ہند کے مسلمان لاہور آگرہ سے دکن کی طرف سیاحت و تجارت کی غرض سے آنے جانے لگے تھے حیدرآباد مین بھی اونھون نے بہت دکانین کھول لی تھین - اور کچھ لوگ نوکری چاکری کے لیے آ گیے تھے - اور یہی وجہ ہے کہ قطب شاہ کے ملازمون مین کچھ پٹھانون کے نام اوپر ہم بیان کر آئے ہین - نبات گھاٹ محمد قلی کے ایک مکان کا نام تھا اوس مین بلا اجازت کوئی نہ جا سکتا تھا ایسی چیز کی ہر کسی کو دیکھنے کی تمنا ہوا کرتی ہے - انھین نوواردون مین سے چند آدمیون نے اندر جانے کا ارادہ کیا - کہتے ہین کہ یہ لوگ شراب پئے ہوئے تھے - جس سے قیاس ہوتا ہے کہ غالباً یہ شمالی ہند کے سنی نہون گے کیونکہ وہان کسی زمانہ مین بجز امرا کے شراب کے پینے کا رواج نہین ہوا تھا - یہ ایرانی امرا کے متعلقین ہونگے جو دکن کی ملازمت کے اب تک ٹھیلہ دار چلے آتے تھے - اور جن کی درحقیقت دکن مین بادشاہت تھی - اور اسی زور پر پہرہ والون کے منع کرنے کی انھون نے پروا نہ کی - اور زبردستی اندر گھس گیے - اسپر خواجہ سرایون نے محمد قلی سے اون کی شکایت کی - بادشاہ کو یہ بے ادبی نہایت ناگوار گذری - اوس نے علی آقا کوتوال شہر کو اونکی تنبیہ کا حکم دیا - علی آقا نے دوسرے ہنگامہ پر تا کہ شہر مین مغل اور غریب بہت آ گیے ہین اون سے ہمیشہ ایسی حرکتین سرزد ہوا کرتی ہین چونکہ اوس زمانہ مین شمالی ہند کے لوگون نے دکن کا کچھ حصہ فتح کر لیا تھا

اس لئے اس چغلی پر محمد قلی نے اوسی غصہ مین کہدیا کہ جو پردیسی لوگ ملازم نہین ہین اور نہ تجارت وغیرہ کرتے ہین اونہین شہر سے نکالدیا جاے - علی آقا ایک نوجوان آدمی تہا اوس نے نہ آگا دیکھا نہ پیچہا کوتوالی والون کو بولا کر کہدیا کہ پٹہان مغل اور غریب جو شہر مین ہین اونہین نکالدو - اب کوتوالی کے سر نوبت اور پیادہ کوچہ و بازار مین نکلے اور جس کسی پردیسی کو دیکھا خواہ وہ تاجر ہو یا نوکر آوارہ ہو یا کام کا ہر ایک کو پکڑنا اور قید کرنا شروع کیا جس سے شہر مین ایک شور مچ گیا - اور مشہور ہو گیا کہ بادشاہ نے غریبون کے قتل کا حکم دیدیا ہی یہان کے دکھنی لوگ تو غریبون کے جانی دشمن ہی تہے اونہون نے اس کو سنتے ہی تمام پردیسی دکانداروں کو لوٹ لیا - اور صدہا آدمیون کو قید اور قتل کر ڈالا - یہ بیچارے جدہر جاتے تہے خنجر و شمشیر اون کے گلے پر موجود تہا کتنا ہی عجز و زاری کرتے کوئی نہین سنتا تھا - جتنے اور اہلکار سرکاری تہے وہ حیران تہے کہ بادشاہ نے کیون ایسا حکم دیدیا ہے - اور دو بخود جان چہپاے بیٹہے تہے - میر محمد امین وزیر اعظم آخر لاچار ہوا - اور سنتے ہی بادشاہ کی خدمت مین پہونچا محمد قلی سو رہا تہا - اوس وقت کسی خادم کی مجال نہ تہی کہ بادشاہ کو جگاے محمد امین نے دروازہ کو نہایت زور سے بجایا جس سے محمد قلی اوٹہہ کہڑا ہوا - محمد امین نے سارا حال بیان کیا - جب محمد قلی نے کہڑکی سے دیکھا تو شہر مین ایک آفت برپا تہی - فوراً اوس نے علی آقا کو بولا کر جس کی غلطی سے یہ حادثہ پیدا ہوا تہا اور اوس سے سخت ناراض ہوکر حکم دیا کہ فوراً اس کا انتظام کرے - اور مجرمون کو سزا دی - اب علی آقا نکلا - اور کوتوالی کے سر نوبتون اور پیادون کو ساتھ لیا - اور مفسدون کو قید اور قتل کرنا شروع کیا - کتنے ہی سر نوبتون کو مروادیا - اور اون کی کہالین کہچوائین اور اوباشون کو پکڑ کر کسی کو ہاتہی کے پانون سے بندہوایا کسی کے ہاتھ پانون کاٹے اور بازار مین عبرتاً للناظرین پہرایا - اور غریبون کا مال ناالمقدور تلاش کرا کرا کے جہان تک مل سکا اون کو دلادیا - یہ واقعہ ۱۰۱۷ھ کا ہے -

۱۸۶- محمد قلی کے بھائی خدا بندہ کی بغاوت کا ارادہ اور اوس کا انسداد-

دکن مین ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ شاہزادہ باپ کے حین حیات نہایت عیش وعشرت مین رہے ہین - اور لبعدازان جب کسی بھائی کو تخت نصیب ہوا تو وہ قتل وقید اور اندہے کئے گئے مین مگر اس کے برخلاف محمد قلی نے اپنے بھائیون کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا - اپنے بھائی جو باپ کے بعد زندہ رہے اون کو جاگیرین دین اور نہایت آسایش اور آرام سے رکھا - اور کسی قسم کی قید وتکلیف اون پر روا نہ رکھی - اس کا ایک بھائی خدا بندہ ابھی تک زندہ تہا اور چونکہ محمد قلی کی اور اوس کی مان ایک ہی تھی اس لئے محمد قلی اور بھائیون کی بہ نسبت ہمیشہ سے اس کی زیادہ خاطر کرتا تہا اور خدا بندہ بہی ہمیشہ حاضر وغائب اوس کا دوست اور خیرخواہ تہا - اور ایسی اطاعت کرتا تہا کہ بغاوت کا اوس سے کبھی اندیشہ ہی نہ تھا - شاہ راجو ایک بزرگ سید محمد بندہ نواز کی اولاد مین تھے ان کے مرید یہان بکثرت اور بڑے بڑے امیر تھے - عبدالکریم حوالدار اور انور خان اور فتح الملک حوالدار اور حسن علی عبدالکریم کا چچا اور اور چند آدمیون نے شاہ صاحب کی تحریک پر خدا بندہ کی طرفداری کا ذمہ لیا اور شاہ صاحب کے مکان مین جمع ہو کر یہ ٹھیرایا کہ محمد قلی کو تخت سے اوتار کر خدا بندہ کو بادشاہ بنائین اور غریبوں کو مار کر دکھنیون اور سنیون کی بادشاہت قایم کرین مگر قبل اس کے کہ کوئی کارروائی کرین محمد قلی کو اس کی خبر لگ گئی - اور اوس نے مفسدون کو اون کے ارادہ کے ظہور سے پہلے ہی گرفتار کر لیا - اور محمد نگر گولکنڈہ کے قلعہ مین قید کر کے چند روز مین سب کو مار ڈالا - اور خدا بندہ کو مع زن وفرزند ایسا مقید کیا کہ تمام فوائد دنیوی سے محروم ہو گیا - یہ واقعہ بہی اسی ۱۰۱۷ھ کا ہے -

۱۸۷- جہانگیر کا خانخانان

جب اکبر مر گیا - تو شاہزادہ سلیم بلقب نورالدین محمد جہانگیر دہلی کے تخت

اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی طرف بھیجنا۔ اور ملک عنبر کا ابراہیم عادل شاہ اور امیر برید سے اتفاق کرنا۔

پر بیٹھا۔ اور میرزا جان بیگ اپنے دیوان کو وزیر الممالک کا خطاب دیکر امیر الامرا کیا اور غیاث بیگ طہرانی پدر نورجہان کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیا۔ اور امان بیگ پسر غفور بیگ کابلی کو مہابت خان کا خطاب عنایت کیا اور غیاث الدین علی آصف خان کا بھتیجا محمد جعفر آصف خان بھی صوبہ بہار سے آکر خدمت مین حاضر ہوا اس پر شاہزادہ پرویز کو محمد جعفر آصف خان کی اتالیقی مین چتور کی مہم پر مقرر کیا۔ مگر شاہزادہ خسرو بارادۂ بغاوت ۱۴ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۴ھ مین لاہور کو بھاگ گیا اس سے چتور کی مہم ملتوی رہ گئی جب خسرو پکڑا آیا تو چند روز بعد آصف خان کو قلمدان وزارت عطا فرمایا۔ بعد ازان عبد الرحیم خانخانان بھی حسب الطلب سنہ ۱۰۱۶ھ مین جہانگیر کے پاس گیا اور ۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۷ھ کو دار السلطنت مین حاضر ہوا اور اقرار کیا کہ اگر بادشاہ سوا اس فوج کے جو دکن مین اس وقت موجود ہے بارہ ہزار فوج اور دس لاکھ روپیہ عطا کرے تو دو سال کے اندر دکن کا تمام فساد مٹا دونگا ورنہ بادشاہ کے دل مین جو آئے وہ کرے اختیار ہے۔ اس لیے جہانگیر نے اوسے پنجہزاری کا درجہ عنایت کر کے دکن کی مہم پر مامور کیا۔ اور چند اور امیرون کو بھی بارہ ہزار سوار سے اوس کے ساتھ متعین کیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اس مہم کے سرانجام کے لیے اوس کو مرحمت کیے۔ جب خانخانان کو یہ مدد ملی تو وہ دکن کی تسخیر کے لیے آکر برہانپور مین مقیم ہوا اور امراے دکن سے میل جول پیدا کرنے اور توڑ جوڑ لگانے کی فکرین کرنے لگا ابراہیم عادل شاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ اور برہانپور مین اپنی مع الخیر واپس آجانے کی اطلاع دی اور ملک عنبر کو بھی دوستانہ خطوط لکھے۔ ملک عنبر بھی چالاکی مین کچھ کم نہ تھا۔ وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ وقت ایک دن آنے والا ہے۔ اس لیے اوس نے پہلے ہی

بندوبست کرلیا تہا جب اوس نے سنا کہ اکبر مرگیا اور جہانگیر نیا بادشاہ تخت پر بیٹہا ہے اور خسرو وغیرہ کے فسادون مین وہ مشغول ہے اور خانخانان بہی دکن مین نہین ہے تو اوس نے اپنی قوت خوب بڑہائی - ملک کا خوب اچہی طرح بندوبست کیا - اور فوج اور توپخانہ کو خوب سنبہالا - اور شاہانِ دکن سے محبت پیدا کی - امیر برید ثانی کو اپنا دوست کرلیا - ابراہیم عادل شاہ کو بڑا خوشامدانہ خط لکہا کہ مین نے مغلون کے مقابلہ مین نظام شاہی حکومت کی حمایت پر کمر باندہی ہے اور چونکہ دشمن کے مقابلہ مین یہ دونون سلطنتین ایک ہی حکم مین ہین خانخانان دکن کو آنے والا ہے اس لیے آپ میری مدد دیجیے - احمدنگر مغلون کے ہاتہ مین چلا گیا ہے - میرے پاس کوئی ایسا مقام مضبوط نہین رہا ہے کہ جہان خزانہ اور سامان جنگ باطمینان رکہا جاسکے - لہذا قلعہ قندہار جو ابراہیم نظام شاہ کے قتل کے بعد آپ کے قبضہ مین آگیا ہے اگر آپ مجہے دیدین تو مین وہان اس کا انتظام کرلون اور کچہہ فوج بہی امداد کے لیے عنایت فرمائی جس کا خرچ مین دونگا - سوائے ان دونون باتون کے ایک اور درخواست ہے کہ چونکہ آپ کو بہی مین نظام شاہی خاندان کی طرح اپنا مخدوم سمجہتا ہون اس لیے چاہتا ہون کہ یہ امر ذہنی ہی نہ رہے بلکہ ظاہری بہی ہوجائے اپنے خانہ زادون مین سے کسی کی لڑکی سے میرے لڑکے عزیز الملک کی شادی کردیجئے تاکہ میری خادمیت کو آپ کے ساتہ خوب استحکام ہوجاسے" ابراہیم عادل شاہ نے یہ تینون باتین منظور کین - قندہار کا قلعہ ملک عنبر کو دیدیا - اور دس ہزار چیدہ سوار اوس کے پاس بہیجدیئے کہ ہمیشہ وہان رہا کرین - اون کے خرچ کے لیے عنبر نے تین لاکہہ ہون کا علاقہ علیحدہ کردیا - اور ابراہیم عادل شاہ نے یاقوت خان غلام کی بیٹی صالحہ جو ایک شاہی خاندان کی عورت کے پیٹ سے تہی ملک عنبر کے بڑے

بیٹے کو دلادی۔ اور نکاح اسطرح ہوا۔ کہ مولانا حبیب اللہ جنیر کو گیا۔ اور عزیز الملک کو
بولاکر بیجا پور کو لایا۔ اور اوسے کشور خان اول کی حویلی مین اوتارا۔ اور بڑے دہوم دہام
سے اوس کی شادی ہوئی۔ پہر امرا کے ساتھ کر کے دولہا دولہن کو ابراہیم نے جنیر کو
بہیجدیا۔ ملک عنبر نے دور تک استقبال کیا۔ اور امراے عادل شاہی کو قلعہ
مین اوتار کر خوب خاطر و تواضع کے بعد رخصت کر دیا۔ اب جب خانخانان نے ملک عنبر
کو خط لکہا۔ تو اس نے بہی اوس سے خوب دوستی جتائی اور خود اوس کے پاس جاکر ملا
خانخانان کے دکن مین آنے کے آٹھ سات مہینے کے بعد جہانگیر کو خیال آیا کہ دکن کی
مہم پر کسی شاہزادہ کا جانا ضرور ہے۔ اس لیے اسی سال کے اخیر مین شاہزادہ پرویز کو
دکن کا صوبہ دار کیا اور بیس لاکہہ روپیہ مدد خرچ کے لیے اور بیس ہزار سوار اور دس ہاتی اور
دو سو گھوڑے بہی عنایت کیے۔ اور آصف خان کو اوس کا اتالیق کر کے امیر الامرا وغیرہ
سرداروں کو اوس کی مدد کے لیے متعین کیا۔ اور لبعد مین جب دیکھا کہ مدد کی زیادہ ضرورت
ہے تو خانخانان کو بہی دس بارہ ہزار سوار اور دیکر اوس کی تائید کا حکم دیا۔

۱۸۸۔ شاہزادہ پرویز کا حملہ دکن پر اور ملک عنبر کا اوسے شکست دینا اور احمد نگر پر عنبر کا قبضہ۔

تاریخون مین اس بات کی تفصیل نہین لکھی ہے۔ کہ خانخانان نے جو خطوط شاہان دکن کو بہیجے اون مین کیا لکہا تہا۔ اور ملک عنبر اور خانخانان کی ملاقات مین کیا گفتگو ہوئی۔ اور
کس بات پر لڑائی چہڑی۔ جب شاہزادہ پرویز برہانپور مین آیا تو خانخانان نے فوجون کو حکم
دیا کہ نظام شاہی حکومت پر بڑہین۔ ملک عنبر نے بہی اپنی تمام فوج اور ابراہیم عادل شاہ کی
دس ہزار اور امیر برید ثانی کے دو ہزار آدمی لیے۔ اور مقابلہ کو سرحد پر پہونچا۔ اور اپنی سرحد
کا اچھا بندوبست کیا کہ جس سے دشمن اندر نہ آسکے۔ جب یہ نظام شاہی اور عادل شاہی

اور برید شاہی عظیم الشان فوجین سرحد پر پہونچ گئین تو خانخانان نے جہانگیر کو لکہا کہ دکہنیون کا بڑا اجتماع ہے کمک بہیجنا چاہیئے اس پر جہانگیر کا فوراً ارادہ ہوا کہ دکن کو آئے۔ مگر دکن مین اکبر کے دو بیٹون کے مرجانے کے باعث جہانگیر کی مان نے اور نیز امرا نے اوسے دکن آنے سے روکا۔ اس لیے وہ تو نہ آیا۔ لیکن روپیہ اور فوج سے اوس نے خانخانان کو اور مدد بہیجی۔ دکہنیون کی لڑائی قزاقانہ طرز کی تہی مارا اور بہاگ گیے۔ لوٹا کہسوٹا اور چلدئے۔ راجہ مان سنگہہ جو شاہزادہ پرویز کے ساتہہ تہا کہا کرتا تہا کہ دکہنی میدان کے مرد نہین ہین چوٹون کی لڑائی کرتے ہین مین انہین اب بہگائے دیتا ہون اس وجہ سے امرائے نظام شاہی اور عادل شاہی نے عادل شاہ کو لکہا کہ فوج اور بہیجنا چاہیئے دشمنون کی تعداد بہت ہے لیکن مغلون کے حملہ کی خبر سنکر کرناٹک مین فساد برپا ہوگیا تہا۔ اور بغاوت کا اندیشہ ہورہا تہا ادہر ادہر ہونی پر بہی ابراہیم عادل شاہ نے کچہہ فوج بہیج رکہی تہی اس لیے اوس نے تین چار ہزار آدمی جو سردست موجود تہے روانہ کیے۔ مغلون کے پچہلے حملہ کے وقت احمدنگر کے مرہٹے بہی ادہر اودہر آوارہ ہوگئے تہے عنبر نے اس وقت اونہین بہی جمع کرلیا تہا کہ جس سے دس ہزار آدمی اور اکہٹے ہوکر آگئے۔ اب دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی تہین احمدنگر کے مرہٹون نے لوٹ کہسوٹ مچاکر مغلیہ فوج کے دس دس کوس گرد نواح مین رسد کا نام و نشان نہ چہوڑا کہڑی کہیتی تک جلاکر خاک کردے۔ اب لڑائی کی چہیڑ چہاڑ شروع ہوئی۔ طرفین سے بہادر قتل ہونے لگے۔ مغلون کے لیے نہ تو یہ موسم لڑائی کے مناسب تہا۔ اور نہ خانخانان نے موقع جنگ مناسب تجویز کیا تہا۔ جس سے اوس کے ہزارون آدمی اور جانور مرنے لگے۔ لاشون کے سڑنے سے جنگل کی

ہوا خراب ہو گئی - مرہٹے لوٹ مارین وہ ہی تازہ دم تھے - شہزادہ نے مشورہ کیا
تو امرا نے صلاح دی کہ دکن کے اندر جانا چاہیئے تاکہ قحط کی سختی رفع ہو - خانخانان اس
وقت برہانپور مین تھا - اوس نے شاہزادہ کو دکن مین جانے سے منع کیا - اور کہا کہ
آجکل موسم گرما مین سب جگہہ گہاس دانہ کی کمی ہے - بہتر ہے کہ چند روز کے لیے
برہانپور واپس چلے آئے - اور جب لشکر آرام لے لے تو پھر حملہ کرنا چاہیئے - ایک
مدت سے یہ مشہور تھا کہ خانخانان دکھنیون کی طرفداری کرتا ہے اور یہ سچ بھی تھا اس لئے
امراے دہلی نے اس کو نہ مانا - اور شاہزادہ کو آگے ایدل آباد تک بڑہا لائے خانخانان
گو اوس کے ساتھ آیا - مگر اوس نے کامل مدد ہی سے جی چورایا - اور وہی کیا جو وہ ہمیشہ
سے کیا کرتا تھا - بظاہر بادشاہ کی خیر خواہی مگر باطن مین اور داؤ پیچ سے دکھنیون کی جانب
داری کرتا تھا - کہ جس سے جہانگیر اوس سے بدظن نہو جائے اس سے ملک عنبر کو
بڑا فائدہ پہونچا - اور جب شاہزادہ کی فوج ایک کوہستان مین پہنس گئی - اور بے موسم
خوب بارش ہوئی تو جو مرہٹہ اونہین آگے پیچھے لوٹتے آرہے تھے اونہون نے یہان
اور بھی تنگ کیا اور دکھنی فوج نے اونہین قتل کرنا شروع کیا - مغلیہ فوج یہان سخت
پریشان ہو گئی اور امرا نے خانخانان سے مدد مانگی اور اپنے سوء تدبیری کی معذرت کی
اور کہا کہ کوئی صورت ایسی نکالیے کہ جس سے ہم برہانپور واپس آسکین بیجاپور کی تاریخ
مین لکھا ہے کہ اس پر خانخانان نے ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کی منت و سماجت کی
اس لشکر مین پرویز جہانگیر بادشاہ ہندوستان کا بیٹا ہے اوسے قتل نہ کرو چھوڑ دو - جس سے
انہون نے اوسے نکل جانے دیا - اور وہ برہانپور چلا گیا - یہ تو یارون کی بالکل تعلی ہے
مگر پرویز اور خانخانان کو شکست ہوئی - اور بہت بُرے شرایط پر کہ جو جہانگیر کے کتون سے کے

لایق بھی نہ تھے صلح کر کے مغلیہ فوج برہانپور کو واپس چلد ی لوٹتے وقت دکھنیون نے تعاقب مین اونہین بہت تنگ کیا اور بڑی خرابی اور تباہی کے بعد جہانگیری فوج نے برہانپور مین جا کر آرام پایا - اس سب شکست کا باعث خانخانان کا نفاق تھا جو اوس کی عادت تھی - جب شاہزادہ پرویز برہانپور چلا گیا - تو ملک عنبر نے احمدنگر کے محاصرہ کے لیے مرہٹون کو مقرر کیا قلعہ دار احمدنگر کو اب تک تو شاہزادہ پرویز سے مدد کی امید تھی - مگر جب یہ خبر سنی کہ مغلون کی شکست ہوئی - اور دکھنیون نے اوسے تنگ پکڑا - تو اوس نے قلعہ خالی کر کے برہانپور کا راستہ لیا - اور دس برس کے بعد نظام شاہی دارالسلطنت پر دکھنیون کا پھر قبضہ ہو گیا - یہ واقعہ ۱۰۱۹ھ کا ہے -

۱۸۹ - امیر برید ثانی خاتم سلاطین بریدیہ کا بہاگ نگر کو بہاگنا - اور مرزا علی کا بیدر مین حاکم ہونا - سلاطین بہمنیہ اور شاہان بریدیہ کے مقبرے -

امیر برید ثانی بڑا عیاش اور بے حیا تھا - کثرت سے عورتین ڈال لی تھین اور شب و روز شراب و کباب اور زنا مین مصروف رہتا تھا - دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہ تھی - اور ایسا بے حیا تھا کہ اپنے حرم کو اپنے ساتھ بازار مین سیر کر پھرا کرتا تھا خود تو کرسی روان پر سوار ہوتا اور خاتونان حرم پیادہ اوس کے ساتھ ساتھ چلتی تھین بازاری بے تکلف اون کو دیکھتے تھے - کسی ندیم نے جب اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ سلاطین کی مستورات کو کس کی مجال ہے کہ بری نگاہ سے دیکھ سکے - اور اون سے بدکاری کر سکے - جب اس کا اندیشہ نہین تو پھر حجاب کی کیا ضرورت ہے - ایسی حالتون کے جو نتیجہ ہوتے ہین وہ سب جانتے ہین - اس وقت جب کہ اوس کی دو ہزار فوج مخالفین کے مقابلہ کو گئی ہوئی تھی - اس بے انتظامی اور بے پروائی سے اوس کے ایک امیر مرزا علی نے فائدہ اوٹھایا - اور خروج کر کے اوس کے چند ندیمون کو مار توڑ

امیر برید ثانی کو بھاگ نگر کی طرف نکال دیا - اور خود بیدر کا حاکم بن بیٹھا - اور اس طرح ۱۲۲ برس کی حکومت کے بعد بریدیہ خاندان ۱۰۱۸ھ مین خاتمہ کو پہونچا - اور امیر برید ثانی محمد قلی کے پاس رہنے لگا - پھر اسکا حال نہین معلوم کیا ہوا - لیکن اوس کا مقبرہ بیدر مین موجود ہے شاید اوس کا جنازہ حیدرآباد سے وہان کو لے گیے ہونگے - اس وقت اوس کے قبضہ مین جو ملک تھا اوس کی جمع ۱۸۸۶۱۳ روپیہ تھی اور اوس کی حدین یہ ہین - مشرق مین کولاس میدک و حیدرآباد - شمال مین ناندیر اور دریاے مانجرا - جنوب مین سرکار مظفرنگر ملکھیر اور پرگنات اوس کے حسب تفصیل ذیل ہین -

پرگنہ حویلی محمدآباد . . . . . . حسن آباد . . . . . . کارمونگی . . . . . . بھالکی . . . . .

چٹگوپہ . . . . اکھلی . . . . اوراد . . . . نٹور . . . .

جس ترتیب سے سلاطین بہمنیہ ایک دوسرے کے بعد مرتے گیے ہین اوسی ترتیب سے ان کی قبرین بھی ایک قطار مین مشرق سے مغرب کو تلگھاٹ کے نیچے ایک کوس پر موضع اشٹور کے میدان مین بنائی گئی ہین - اور اون کے چھ گنبد بڑے اور تین چھوٹے ہین -

اول گنبد سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کا ہے جو اوس نے خود اپنے زمانہ حیات مین بنوانا شروع کیا تھا اور اوس کے مرنے کے بعد اوس کے بیٹے علاؤالدین نے تمام کرایا - اور اسی کے پاس کوئی دو گولی کے فاصلہ پر شاہ خلیل اللہ بت شکن کا گنبد جو گنبڈی ہے اسے بھی علاؤالدین نے ہی بنوایا ہے - دوسرا گنبد جیتنی خود سلطان علاؤالدین کا ہے جو اوس نے خود بنوایا ہے - تیسرا گنبد ہمایون شاہ بہمنی کا خود اوسی کا تیار کرایا ہوا ہے - چوتھا گنبد نظام شاہ کا ناتمام پڑا ہوا ہے - پانچوان گنبد محمد شاہ لشکری کا ہے جو باکل

ٹوٹ گیا ہے۔ چھٹا گنبد سلطان محمود شاہ کا ہے جسے سلطان قلی قطب شاہ نے گولکنڈہ سے کاریگر اور روپیہ بھیجکر بنوایا ہے۔

اور تین چھوٹے چھوٹے گنبد ولی اللہ اور کلیم اللہ اور احمد شاہ ثانی کے ہین جنہین سلاطین بریدیہ نے براے نام بادشاہ بنایا تھا۔ سلاطین بریدیہ کے مقبرہ بیدر کے مغرب مین عیدگاہ کے پاس ہین۔ ان مین کوئی ترتیب نہین ہے۔ قاسم برید بانی خاندان کا گنبد علی برید کے گنبد کے پہلو مین ہے علی برید کا گنبد اوس راستہ پر واقع ہے جو بیدر سے خانان پور کو جاتا ہے۔ یہ گنبد بیدر مین سب سے بڑا گنبد ہے۔ اس کے پہلو مین ایک لنگرخانہ مع بنگلہ کے شاہ راہ عام پر واقع ہے۔ یہ مقبرہ نہایت بلند اور خوبصورت ایک بڑے چبوترہ پر بنا ہوا ہے۔ جس کے وسط مین سنگ سیاہ سے علی برید کی قبر بنی ہے گنبد کے چارون طرف چاردیواری ہے۔ پہلے اوس مین باغات بھی تھے۔ اب تو اوس کے مجاور وہان کھیتی کرتے ہین۔ جنوب کی طرف ایک عالیشان دروازہ ہے اور اوس پر ایک خوبصورت دلکشا بالاخانہ بنا ہوا ہے اسی دروازہ سے خانان پور کو راستہ جاتا ہے۔ اس سے ایک گولی کے فاصلہ پر خان جہان پسر قاسم برید کا گنبد ہے۔ عیدگاہ کے عقب مین ابراہیم برید اور قاسم برید ثانی اور علی برید ثانی اور امیر برید ثانی کے چار گنبد ہین۔



شاہان بریدیہ کے خاندان کا شجرہ یہ ہے

۱
بریدِ ممالک ملک قاسم برید
۸۹۵ھ
۹۱۰ھ

خان جہان

۲
امیر برید
۲ جمادی الآخر ۹۱۰ھ
۲۰ جمادی الآخر ۹۴۹ھ

[illegible] خان

۳
علی برید شاہ
۹۴۹ھ
۹۸۷ھ

۵
قاسم برید ثانی
۹۹۰ھ
۹۹۸ھ

۴
ابراہیم برید
۹۸۷ھ
۹۹۰ھ

۶
علی برید ثانی
۹۹۸ھ
۱۰۰۰ھ

۷
۱۰۱۰ھ
۱۰۱۸ھ

۱۹۰- قطب شاہی عملداری مین دسناد دیو اور کشنا راجہ کا فساد اور اوس کا فرو ہونا-

جب ۱۰۱۸ھ مین شاہزادہ پرویز کی دکن مین آنے کی خبر گرم ہوئی تو قطب شاہی عملداری مین بہی ہندون نے اپنی معمولی سرکشی پر کمر باندہی اور چارون طرف سے تمرد کے آثار ظاہر ہوئے - سید حسن سپہ سالار قاسم کوٹہ غافل تہا دسناد دیو نے کثرت سے بہیڑ بہاڑ لی اور سید حسن پر عین عالم غفلت مین آپڑا اور گہیر لیا - مگر مسلمانون کی قدرتی دلیری سے ہندون کو شکست ہوئی - اب ہندون نے ملک مین لوٹ مار مچائی - سید حسن نے محمد قلی کو اس کی اطلاع دی - محمد قلی کو اوس کی نمک حرامی پر بڑا غصہ آیا - اور اوس نے اوس کے استیصال کی تجویز کی - چنگیز خان اور دہر مارا او کو فوراً سید حسن کے پاس بہیجدیا - جب ہندون نے دیکہا کہ قطب شاہی زبردست فوج آگئی - تو وہ اپنے قلعون مین متحصن ہوگئے - کشنا راجہ دسناد دیو کا بہتیجا تہا - چچا بہتیجون مین کچہہ دشمنی تہی وہ چچا سے آزردہ ہوکر مسلمانون کے پاس چلا آیا قطب شاہی فوج کے ہندون نے جب دیکہا کہ مسلمان اب اس ہندو حکومت کو نہ چہوڑینگے تو اونہون نے بپاس مذہب ایک چالاکی کی اور اوس کے بچانے کی یہ تجویز نکالی کہ سپہ سالار کو اس بات پر راضی کیا کہ دسناد دیو بدحاکم ہے رعایا اوس سے ناراض ہے - اوسے معزول کرکے کشنا راجہ کو اوس کی جگہہ بٹہانا چاہیئے اس سے وہان کی رعایا راضی اور خوش ہے جب یہ خبر مشہور ہوئی تو دسناد دیو سے کچہہ رفیق اوس سے جدا ہوکر کشنا راجہ کے پاس چلے آئے - دسناد دیو کو بڑی فکر ہوئی رنج سے بیمار ہوکر چند روز مین مرگیا قطب شاہی فوج کے سپہ سالار نے اشتہار دیدیا کہ علاقہ دسناد دیو کی رعایا نے اگر ہماری مخالفت کی اور ہم سے لڑائی کے لیے مقابلہ کیا - تو ہم اون کا ملک ضبط کرلینگے - اور نہ ہم جب

راجہ بنائین اوسے راجا ماننا چاہیئے۔ اس وجہ سے قطب شاہی فوج کی طاقت کو ہندون نے دیکھکر عرضیان بھیجین کہ ہم کشنا راجہ سے راضی ہین وسناد دیو کے بجائے اوسے راجا کر دیا جائے۔ اس لیے دہر ماراؤ نے کشنا راجہ کو وسناد دیو کے بجائے مقرر کیا۔ اور اوس نے تین لاکھہ ہون اور تین سو ہاتی اور جواہرات وغیرہ نذرانہ دیکر وعدہ کیا کہ اگر مجھے گدی نشین کر دیا جاسے تو مین ہر سال حسب دستور بہاسے بلند رخراج بھیجتا رہون گا۔ اس پر دہر ماراؤ نے اوسے اپنے وطن کو راجہ کر کے روانہ کر دیا۔ اس کے جاتے ہی تمام ہندو زمیندار اور رئیس اوس کے تابع ہو گیے کشنا راجہ نے اول اول تو ڈیڑہ سو ہاتی شکریہ مین بھیجے۔ مگر جب ملک پر کامل قبضہ ہو گیا۔ تو ایفاے عہد کو بالاے طاق رکھکر سرکشی پر آمادہ ہوا۔ اس لیے قطب شاہی سپہ سالار نے اوس کے ملک پر چڑہائی کی اور ڈیڑہ سو ہاتی اور ڈیڑہ لاکھہ ہون دار السلطنت کو بھیجکر کشنا راجہ کے تمام حالات سے محمد قلی کو اطلاع دی اس لیے محمد قلی نے پہر چنگیز خان اور دہر ماراؤ کو حکم دیا۔ کہ کشنا راجہ کی تنبیہہ کے بعد اوس کے دار المقر کے پاس ایک قلعہ بنایا جاسے اور وہان فوج رکھی جائے۔ جب قطب شاہی فوج وہان گئی تو ہندو قلعہ نشین ہو گیے۔ اور مسلمانون نے بہت سے علاقہ پر اپنا قبضہ کر کے وہان ایک قلعہ بنایا اور کشنا راجہ اور اوس کے تمام زمیندار ساتھیون کو خوب تنگ پکڑا کہ جس سے مجبور ہو کر سب نے اطاعت اور خراج گذاری کا وعدہ کیا اور وہان کا فساد رفع ہو گیا۔

۱۹۱۔ پرتاب شاہ راجہ دستر کی سرکشی اور محمد امین کا اوسکی تنبیہ کے لیے جانا۔

اسی زمانہ ۱۰۱۹ھ مین پرتاب شاہ راجہ دستر نے بہی سر اوٹھایا۔ اور محمد قلی نے اوس کی سرکوبی کا اختیار

اعتماد الدولہ میر محمد امین کو دیا۔ میر محمد امین نے اپنے اقتدار سے آسے راؤ نائک واڑی کو سپہ سالار کیا اور سید حیدر را در امجد الملک وغیرہ حوالدارون کو اوس کے ساتھ کیا۔ اور پرتاب شاہ کی تنبیہہ کو بہیجا۔ یہ پہلا ہی موقع ہے کہ دکن کی ریاستون مین ہندو سپہ سالار ہو کر بہیجا گیا ہے۔ غرض جب آسے راؤ وہان گیا تو اکثر حصہ اوس ملک کا اوس نے لے لیا۔ مگر چونکہ وہان جنگل بہت کثرت سے تہا دستر پرتاب شاہ کے دار القرار پر قبضہ نہ کر سکا۔ مگر قطب شاہی تاریخ کی یہ تحریر غلط ہے آسے راؤ سے کچہ نہ ہو سکا اس لیے محمد امین کو سنہ ۱۰۲۱ھ مین خود جانے اور اوس ملک کو داخل ممالک محروسہ کرنے کا حکم ہوا۔ محمد امین نے دستر کے علاقہ مین جا کر چند روز قیام کیا۔ جب ملکت خان وزیر دست خان وخیرات خان وامجد الملک واعتبار خان اوس سے آکر ملحق ہو گیے تو اوس نے دستر کے طرف کوچ کیا۔ پرتاب شاہ نے اپنے عیال واطفال اور مال وخزانہ کو جنگلون مین چہپا دیا۔ اور اپنے آپ جنگلون مین جا بجا پہرنے لگا کہ مسلمانون کے ہاتھہ نہ آئے۔ اس لیے محمد امین پرگنہ ملنگور ومندیر وسط علاقہ دستر مین جا کر قیام پذیر ہوا۔ اور وہان ایک قلعہ بنایا۔ اور علاقہ مین جہان جنگل تہے وہان آگ لگائی اور محاصل وصول کیے پرتاب شاہ نے بہی قلعہ دستر کو خوب مضبوط کیا۔ اور لڑائی روز بروز ہونے لگی۔ اس بات مین بہی مبالغہ ہے۔ محمد امین سے بہی کچہ نہو سکا۔ کیونکہ تاریخ مین لکہا ہے کہ جب لڑائی ہوئی تو بارش کے سبب سے بندوق اور بان کا چہوڑنا غیر ممکن ہو گیا۔ اور ہندون نے قلعہ کی پناہ سے مسلمانون کو قتل کیا۔ ورسد وا ذوقہ بند کر دیا۔ لاعلاج محمد امین وہان سے لوٹ آیا اور سرحد دستر پر جو ندی تہی وہان آکر قیام کیا۔ اور محمد قلی سے مدد کی درخواست کی جب محمد قلی کو معلوم ہوا کہ محمد امین بخیریت لوٹ آیا تو اوس نے مالک پست خان کو

پانچ ہزار بندوقچی اور بانکاری دیگر امداد کو بہیجا۔

۱۹۲۔ محمد قلی قطب شاہ اور شاہ عباس والی ایران کا مذہبی یگانگت کے باعث میل جول

بریدشاہی حکومت کے سوا اس زمانہ مین نظام شاہی اور عادل شاہی حکومتین بہی ایک عرصہ سے سنی ہوچکی تہین۔ اور مغل بہی جو دکن مین بڑہتے چلے آتے تہے سنی ہی تہے۔ اب جو دکن مین شیعہ حکومت تہی وہ بہی قطب شاہی تلنگانہ کی حکومت تہی آدہر شاہ طہماسپ صفوی کا بیٹا شاہ عباس ایران مین بادشاہ تہا۔ اوسکی حکومت بہی کمزور ہورہی تہی۔ والی روم سے اوس کو ہر وقت کہٹکا لگا رہتا تہا۔ اگر وہ آنکہہ کہولکر دیکہتا تہا تو بجز قطب شاہی حکومت کے اور کہین شیعہ حکومت نظر نہ آتی تہی اس لیئے فطرتاً بادشاہ ایران کی طبیعت قطب شاہی حکومت سے اور قطب شاہی حکومت کی طبیعت ایرانی حکومت سے میل جول کے لیے مائل تہی۔ محمد قلی کو گو پاس پڑوس کے بادشاہون اور مغلون کا بڑا خوف تہا مگر یہ میلان ایسا زبردست تہا کہ اوس کو ایران سے تعلق بڑہانے پر اوس نے مجبور کر رکہا تہا۔ خاص کر اوس وقت جب کہ شاہ عباس نے خود ہی سنہ ۱۰۱۲ھ مین اغزلو سلطان اپنے ایک ایلچی کو خط دیکر محمد قلی کے پاس بہیجا اوس وقت تو محمد قلی کو اوس کی خاطرداری فرض ہی ہوگئی۔ غرض جب اس ایلچی کے بندر گوا مین آنے کی خبر بہاگ نگر مین پہونچی تو محمد قلی نے میر محمد ضیاء الدین محمد نیشا بوری کو خرچ دیکر گوا کو بہیجا۔ تاکہ ایلچی کی خاطرداری مین صرف کرے۔ جب اغزلو سلطان سرحد قطب شاہی مین داخل ہوگیا تو محمد قلی نے اپنے امیرون کو اوس کے استقبال کے لیے روانہ کیا اور ہر منزل مین دعوتین اور مہمانیان اوس کی ہونے لگین۔ اور جب وہ دار السلطنت کے پاس آیا۔ تو محمد قلی نے خود شہر سے نکلکر محمد نگر کے کالے چبوترہ تک آکر اوس کا استقبال کیا اغزلو سلطان نے شاہ عباس کا خط دیا۔ جس مین دوستی اور محبت کی بہت

سی باتین لکہی ہوئی تہین اور بہت سے تحفے بہی نذر گذرانے جو وہ بادشاہ ایران کی طرف سے لایا تہا ان تحفون مین ایک تاج شاہی اور کمر و خنجر مرصع چالیس عربی گہوڑے باساز و سامان عبا ہاے زربفت پانچ سو تہان مخمل و اطلس فرنگی کے اور بارہ قالین کرمانی بارہ بارہ گز طول و عرض کے اور اور بہی بہت سی دوسری چیزین تہین۔ محمد قلی نے ایلچی کو باغ دلکشا مین ٹہیرایا۔ اور دو ہزار تومان سالانہ اوس کے خرچ کے لیے مقرر کر دے اس کے سوا انعام و اکرام کی انتہا نہ تہی مغلون کے جنگ و جدال کے خوف سے یہ ایلچی چہ برس تک دکن مین پڑا رہا اور اسی سبب سے اوس کی رخصت کرنے سے قبل حاجی قنبر علی کو محمد قلی نے بہت سے تحفے تحایف دیکر ایران کو بہیجدیا۔ ۱ رجب سنہ ۱۰۱۸ھ مین اغرلو سلطان کو رخصت کیا تو مہدی قلی سلطان کو بہی اپنا ایلچی کر کے اوسکے ساتہہ کیا۔ اس کے سوا تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے کہ اپنے بیٹے کے واسطے شاہ عباس نے محمد قلی کی بیٹی کو مانگا تہا اور محمد قلی تیار تہا کہ شاہزادی کو ایران کو روانہ کرے مگر پہر آیندہ کا حال معلوم نہین کہ یہ شادی ہوئی یا نہین کسی تاریخ مین کچہہ ذکر نہین ہے۔

۱۹۳۔ محمد قلی قطب شاہ کی موت اور اوس کا مذہب اور مذہبی جوشش۔

۴۹ سال کی عمر مین محمد قلی قطب شاہ ۳۱ برس ۸ مہینے بادشاہی کر کے کثرت شراب خواری کے باعث بیمار ہو کر ۱۷ ذلیعقدہ سنہ ۱۰۲۰ھ کو مر گیا۔ اور لنگر فیض اثر مین اپنے باپ دادون کے پاس مدفون ہوا۔ یہ بادشاہ بہی اپنے آبا و اجداد کی طرح شیعہ مشرب تہا ہلال محرم کے دیکہتے ہی سیاہ رنگ کا ماتمی لباس خود بہی پہنتا اور تمام غریبون کو پہننے کو دیتا تہا اور حکم کر دیا تہا کہ تمام ممالک محروسہ کے مسلمان ماتم کیا کرین۔ دو بڑے بڑے وسیع مکان بنوائے تہے ایک تو اپنے محل سرا مین اور دوسرا وسط شہر مین۔ ان کا نام الا وہ تہا۔ ہر ایک

الاوہ مین ہزار ہزار طاق تھے اون مین چراغ جلا کرتے علما فضلا اور تمام اراکین دولت
جو شیعہ ہوتے ایام عاشورہ مین الاوہ و محلسرا مین جمع ہوتے اور گریہ وزاری کے
ساتھہ تمام رسوم ماتم ادا کرتے تھے۔ ساٹھہ ہزار ہون ہر سال اخراجات مطبخ اور مجاور
و خدام لنگر ائمہ اثنا عشر مین خرچ ہوتے۔ اور جب ایام محرم ختم ہو جاتے تو زر عاشوری
کے نام سے بارہ ہزار ہون غربا اور مستحقین کو تقسیم ہوتے تھے۔ علاوہ اس کے ایک
لاکھہ ہون سالانہ خیرات اور تصدقات مین بانٹے جاتے اور مقامات متبرکہ کربلاے
معلی اور نجف اشرف کو بہت کچھہ نقد اور اسباب ہر سال بھیجا جاتا تھا۔ پھر جب ربیع الاول
کا مہینا آتا حضرت رسول مقبول صلعم کے مولود کی مجلس کرتا اور نہایت خوشی مناتا تھا
بھاگ نگر کے چارون سمتون مین بڑی بڑی نشستگاہین بنی ہوئی تھین وہان مجلسین
ہوتی تھین بادشاہ کے یہان شامیانے استادہ کئے جاتے اطلس خطائی اور دیباے
رومی کے فرش بچھائے جاتے اوس مین بادشاہ کے مصاحب امرا شعرا آتے
اور مطربان خوش الحان نواے حجازی اور آہنگ عراقی مین حمد و نعت کی غزلین
گاتے چارون طرف مشک و عنبر کے بخورات سلگائے جاتے اور گلاب چھڑکا جاتا
تھا۔ انواع انواع کے فواکہ اور اصناف اصناف کے حلوے اور شیرینیان اور اقسام
اقسام کے شربت اہل محفل کو دئے جاتے تھے۔ یہ باتین تو ایسی ہین کہ جنھین سنی
بھی کہین کہین کیا کرتے ہین۔ مگر یہان بہت باتین ایسی بھی ہوتی تھین کہ جن کا سنیون
مین رواج نہین ہے۔ لوگ چاندی سونے تانبے پیتل وغیرہ کے اقسام اقسام کی
مورتین بناتے اور اونہین اپنے مکانات کی دیوارون پر لٹکاتے اور اوس سے انہین
سجاتے تھے معلوم نہین کہ اس سے اون کا کیا مقصد تھا۔ ہاتیون کی صورت نہایت

مہیب ہوتی اور شیرون کی مورتین بڑی خوفناک بنائی جاتی تہین - اور یہی نہین تہا
کہ دنیا کے جانورون ہی کی صورتین ہوتین بلکہ خیالی صورتین بہی گڑہ لی جاتی تہین
غرض بارہ روز تک یہی جلسے اور خوشیان ہوتین - نوین دن محمد قلی ہاتی پر سوار
ہوتا اور خود مجلسون کے دیکہنے کے لئے نکلتا تہا - یمین ویسار امرا اور اراکین دولت
ہوتے اور ایک ہزار عورتون کے قریب بادشاہ کے آگے آگے رقص کرتی اور کودتی
اوچہلتی چلتین تہین جدہر کو بادشاہ کا گذر ہوتا - اوس طرف کے رہنے والے حوالدار راستہ
مین اپنی اپنی مقدرت کے لایق عمدہ سے عمدہ فرش زربفت مخمل واطلس وغیرہ کا
بچہاتے اور بادشاہ سے انعام پاتے تہے پہر ۱۲ تاریخ کو نہایت شان وشوکت کے
ساتہہ خود اپنی مجلس کرتا اوس مین تمام اراکین دولت اور امیر وغریب جمع ہوتے اور
خوشیان کرتے تہے ان تمام مجلسون کا خرچ کندوری یعنی بی بی فاطمہ کی نیاز اور
خوشبو وغیرہ کا خرچ ملاکر ایک لاکہہ ہون یا چار لاکہہ روپیہ چہرہ شاہی ہوتا تہا -

۱۹۴ - محمد قلی قطب شاہ کے عادات واطوار - محمد قلی قطب شاہ دل کا بہی بڑا فیاض تہا جو مسافر اور غریب ایران وغیرہ سے آتے اور امرا کی وساطت سے پیش ہوتے
اون کو بڑے بڑے انعام دیتا تہا - تمغہ اور زکوۃ کے نام سے کوئی دو لاکہہ ہون سالانہ
پچہلے بادشاہون کے وقت مین رعایا سے وصول ہوکر خزانہ شاہی مین جمع ہوتے
تہے اوسے ناجائز سمجہکر معاف کردیا تہا - دار السلطنت مین جب کسی ہندو یا مسلمان
غریب یا امیر کی شادی ہوتی یا کسی مسلمان کے بچے کا ختنہ ہوتا تو دستور تہا کہ دولہا
دولہن کو یا زیر ختنہ لڑکون کو محلسراے شاہی کے نیچے بڑی دہوم دہام اور تزک احتشام
سے لاتے تہے بادشاہ حسب حیثیت اپنے جامدار خانہ سے انہین جوڑا دیتا اور

کسی کسی کو زر نقد بھی عنایت کرتا تھا۔ اور یہی نہین کہ ایک دو کو دیتا بلکہ اگر رات دن برابر آدمی چلے آتے تو اس معمول مین کبھی فرق نہ پڑتا تھا۔ رحم دل بھی ایسا تھا کہ عمر بھر کبھی کسی کے قتل کا حکم نہین دیا۔ اگر کہین خون ہوتا اور قصاص کی ضرورت ہوتی تو مقدمات عدالت مین بھیجدیتا وہان سے جو فیصلہ ہوتا اوس کی تعمیل ہوتی تھی۔ وہ اپنی شان و شوکت کا بھی پابند تھا۔ امرا کے دل مین اوس کی بڑی عزت تھی۔ اور سب اوس سے دلی محبت کرتے تھے۔ وہ اون کی دلدہی کی خاطر اون کے گھرون پر جاتا مگر کم۔ تاکہ اوس کی تمکین و وقار مین فرق نہ آئے۔ ایک مرتبہ محمد امین نے اپنی آٹھ برس کی وزارت کے بعد جب کہ اوس کی دولت و حشمت شاہانِ عظیم الشان کی طرح ہوگئی تھی محمد قلی کی ۱۰۱۸ھ مین ضیافت کی۔ اور مکان کو اطلس و مخمل مشجر سے سجایا۔ بادشاہ صبح کے وقت معہ اپنے جمیع امرا اور ارکین دولت کے وہان گیا۔ تمام اعیان سلطنت اپنے درجے سے کھڑے ہوئے شعرا نے مبارکباد کے اشعار پڑھے مطربان خوش آواز نے نغمہ و سرود سے محفل کا رنگ دوبالا کر دیا۔ محمد امین نے طاقون مین رکھکر پیش کش حضور مین پیش کیا ۳۰ عربی گھوڑے ۲۰ ہاتی ایک زرین ٹکا جس مین چودہ قرص جواہرات کے لگے ہوئے تھے ایک مدور آئینہ بلور کا ایک زین طلائی چودہ بے نظیر قرآن شریف مع غلاف مرصع کے دو سو لنگیان اور دو سو کشمیری شالین اور زربفت و مخمل و ململ و سطبق و مشجر و اطلس و قطنی کے چودہ چودہ تہان ۳۰ جوڑے قالین ۲۰ نرے تکیہ کرمانی اور کتنے ہی طبق جواہرات سے بھرے ہوئے اس پیش کش کے ساتھ تھے۔ بعد ازان دستر خوان بچھایا گیا اور انواع و اقسام کے کھانے چنے گئے۔ کھانے کے بعد محمد امین نے قصہ خوانون ندیمون اور شعرا و اہل نغمہ کو جو اس مجلس مین حاضر تھے پچاس ہزار ہون کے قریب انعام عطا کیا

کہتے ہین کہ محمد امین کے پیش کش کی قیمت کوئی ڈیڑہ لاکھ ہون تہی جو چہ لاکھ روپیہ چہرہ شاہی سے بہی زایدہوتی ہے - محمد قلی نے خوش ہوکر اپنے کندہے سے زرین چادر اوتاری اور خلعت کے ساتھ محمد امین کو اوڑہادی پانچ گھوڑے اور پانچ ہاتی بہی اوسے عنایت کیے اور محمد امین کے ہی دے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے دولت خانہ کو واپس گیا - یہ دعوتین فقط نمایش کے لیے ہی نہین ہوتی تہین بلکہ ان سے بڑے بڑے ملکی مقاصد حل ہوتے تہے - اور امرا کے دل مین بادشاہ کی محبت اور عزت جڑ پکڑتی تہی -

۱۹۵- محمد قلی قطب شاہ کی عمارتین - محمد قلی کو عمارتون کے بنانے کا نہایت شوق تہا جب بہی اس کو تفکرات ملکی اور جشن وسرور شاہی سے فرصت ملتی تو ہمیشہ کوئی نہ کوئی عمارت بنواتا رہتا تہا - اوس نے جو جو عمارتین بنوائین ہین اون کا کچہہ تو ذکر ہم اوپر حیدرآباد کے بیان مین کرائے ہین اور کچہہ عمارتون کا حال ہم نیچے لکھتے ہین - ان عمارتون مین سے کیے عمارتین اس خاکسار مولف تاریخ ہذا عبد الغفور بن مولوی حافظ عبد الوہاب خان رامپوری مترجم سررشتہ علوم وفنون نے بچشم خود دیکہین اور اونکے حال قلمبند کیے ہین -

موسی ندی کا پرانا پل - یہ پل ۱۰۰۳ھ مین بنا ہے اوس کی ۲۳ محرابین ہین ۶۰۰ فٹ لمبا اور ۳۴ فیٹ چوڑا اور زمین سے ۴۵ فیٹ اونچا ہے - قدیمی سڑک جو شہر سے گولکنڈہ کو جاتی ہے وہ اسی پل پر سے گذرتی ہے -

جامع مسجد - یہ مسجد چارمینار کے قریب ۱۰۰۶ھ مین بنائی گئی ہے - کوئی بڑی اور خوبصورت عمارت تو نہین ہے - مگر سب سے پہلی مسجد ہے جو اس شہر مین بنی ہے اس مین حمام بہی بنائے تہے - اور حجام ملازم رکہے تہے - جو لوگ یہان نہانے کو آتے اونہین سرکار سے لنگیان

ملتین اور حجام اون کو نہلاتے حجامت بناتے اور نہانے والون سے کوئی اجرت نہ لیتے تھے۔

چارمینار۔ یہ ایک مربع سنگین چومنزلی عمارت وسط شہر مین ہے۔ جو ۹۹۹ھ مطابق ۱۵۹۱ء مین بنی ہے۔ اور جس کے چارون رخ شمال جنوب مشرق مغرب کو ٹھیک ٹھیک قایم کی گئی ہین۔ اس کے ہر سمت ۲۰ گز چوڑی اور ۴۱ گز اونچی ہے چارون طرف چار محرابدار دروازے ہین جو دس دس گز اونچے اور آٹھہ آٹھہ گز چوڑے ہین اس کے چارون رخ سے بڑی چوڑی چار سڑکین نکلتی ہین اس کی سب سے پہلی چھت گنبد کی طرح بنائی ہے اور چارون گوشون پر اوس کے ۴ رفیع چار مینار ہین جس کا ارتفاع ساٹھہ ساٹھہ گز ہے۔ اور ہر مینارہ مین چار بالاخانے ہین۔ جنمین باہر کی طرف کو محرابدار کھڑکیان لگی ہین تمام عمارت پر بیل بوٹے اور گلکاری کی ہوئی ہے۔ اس گنبد دار چھت کے اوپر دو بالاخانہ ہین۔ سابق مین ایک بالاخانہ مین مدرسہ تھا۔ اور سب سے اوپر کا بالاخانہ نماز پڑہنے کے لیے مسجد کا کام دیتا تھا۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ جب بہاگ نگر بستا تھا تو شہر مین اور نیز گولکنڈہ مین وبا پھیلی تھی۔ اور اس بلا کے دور کرنے کے لیے یہان کے باشندون نے ایک تعزیہ اور علم لگائے تھے۔ اتفاقاً بیماری کا زور جاتا رہا۔ اس کی یادگار مین تعزیہ کی شکل پر یہ چار مینار محمد قلی نے بنوا دیا ہے اس بادشاہ کے اعتقاد مذہبی کو خیال کرکے کہہ سکتے ہین کہ یہ روایت صحیح ہو تو تعجب نہین کیونکہ چار مینار کی صورت ایک بڑے عظیم الشان تعزیہ کی سی معلوم ہوتی ہے۔ کوکا پلی سے اس عمارت کے بالاخانہ کے حوض مین نہر کے ذریعے سے پانی آتا اور شاہی مکانات مین یہان سے جاتا تھا۔

چارکمان۔ یہ عظیم الشان محرابدار چار دروازے ہین جو اسی چار مینار کے پاس شمال جانب کو

شمالاً وجنوباً شرقاً وغرباً ٹہیک سمتون مین ایک دوسرے کے مقابل ۱۲ نشانہ مین بنائے گئے ہین۔

(۵) چارسو کا حوض - یہ حوض اس چارکمان کے عین وسط مین ہے - یہان ایک بنگلہ تھا جہان سے بادشاہ بیٹھکر اپنی فوج کو ملاحظہ کرتا اور بڑے بڑے عہدہ دار اوس کے پاس یہان آتے اور اپنی فوج کی خوبی کے لحاظ سے انعام واکرام پاتے تہے۔

(۶) دار الشفا وکاروان سرائے یہ بہی ایک بڑی عمارت ہے جو محمد قلی نے حکیمون کے اور وہان مریضون کا علاج کرنے اور طب کے پڑہنے پڑہانے اور مسافر و درماندون کی آسائش کے واسطے بنائے تہے۔ اس کا بڑا صحن ہے - اور پتھر کا بنا ہوا ہے - اسی کے ساتھ ایک حمام بہی تہا - یہ کل مکان اب بوسیدہ حالت مین ہے۔

محلاتِ شاہی - یہ عمارت شہر کے مشرقی سمت کو تھی اور حیدرآباد مین سب سے پہلی عمارت یہی بنی تھی - خاص شاہی محل تو ایک ہزار گز طول وعرض مین تہا - اس کے چارون سمت مین بڑے بڑے عظیم الشان اور بلند محلات اور بنے ہوئے تہے دروازہ شرق کی طرف تہا - اس دروازہ پر دو سنگین کڑیان تیس تیس گز لنبی اور دو دو گز چوڑی اور موٹی رکہی تہین اور اوس پر پتہرون کی سلین بارہ بارہ گز لنبی رکھکر چہت بنائی تھی دروازے کے کواڑ سال اور صندل کی لکڑی کے اور طلائی کیلون سے جڑے ہوئے تہے - محلسرا کے ادہر ایک اور قصر تہا اوس پر صبح شام نقارچی نوبت بجایا کرتے تہے - اس محلسرا کے گرد جو مکان بنے ہوئے تہے وہ اون سردارون اور امیرون - کے نام سے موسوم تہے کہ جو اون سے کسی طرح کا علاقہ رکھتے تہے - ہر صبح کو امرا اور مقرب اور نائکواڑی اپنی اپنی فوج لیکر دولت سرائے شاہی پر حاضر ہوتے اور مقامات معینہ پر اپنے اپنے سوار وپیادون کو

چھوڑ تن تنہا دروازہ شاہی مین داخل ہوتے تھے - کچھ ہاتی محلسرا کے دونون طرف
ہمیشہ حاضر رہتے - اور غلامانِ خاص مین سے دو حبشی علی الدوام ہزار ہزار آدمی کی
صف باندہے ہوئے دروازہ کے قریب محافظت کے لیے کھڑے رہتے تھے
محلسرا کے اندر ایک بڑا وسیع صحن تھا - اوس کے جنوب مین شاہی دفتر تھا اور مغرب
مین جامدارخانہ وغیرہ شاہی کارخانے تھے - شمال مین جو دوسرا دروازہ تھا اوس کے
روبرو چار وسیع چبوترے تھے اوس پر حوالدار اور فوجی آدمی اور فیل سوار اور شب نویس
لیعنی (جاسوس) آکر بیٹھتے تھے - تیسرا محل جس مین ایک چبوترہ اور ایک محل تھا
لعل محل کہلاتا تھا - یہان سلحدار پہرہ چوکی کے واسطے ہر وقت موجود رہتے تھے - ایک
چوتھا محل اور تھا جو چندن محل کے نام سے موسوم تھا - یہان بھی سلحدار رہا کرتے اور نوبت
بنوبت پہرہ دیا کرتے تھے - پانچوان گلشن محل تھا اسمین خاص خاص ترک عرب دکھنی سلحدار
رہتے تھے - چھٹا صدر صفہ تھا اس مین بھی مقرب سلحدار موجود رہتے تھے - ساتوان سحن
محل تھا - یہ اعیان و اکابر اور علما و فضلا کے لیے تھا - اس محل کے مشرق کو سنو گز لنبا چبوترہ
تھا - اور اوس پر سائبان پڑا ہوا تھا - یہان سادات اور علما اور سرداروں سلحداروں سپاہیون
فیل سوارون محلدارون وغیرہ کو بادشاہ کی طرف سے دونون وقت کہانا کہلایا جاتا ہے
ہر روز دس دس ہزار آدمی تک دسترخوان پر حاضر ہوتے تھے -

زنجیر عدل - قدیم زمانہ مین جو بادشاہ بڑے بڑے منصف اور عادل گذرے ہین، اون
مین سے بعض بعض نے اپنی دربار مین زنجیرین لٹکائی ہین، تاکہ مظلوم اون کے
بیرونی کنارہ پکڑ کر ہلا دین اور بادشاہ کو اندر اون کی خبر ہو جائے اور ارکین دولت اون کا
انصاف نہ کر سکے ہون تو بادشاہ اوس کی تلافی کردے - جہانگیر نے ۱۰۱۴ھ مین جب

دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اوس نے پہلا حکم یہی دیا اور ایک طلائی زنجیر ۳۰ گز لمبی آگرہ کے قلعہ مین لٹکائی گئی - اوس کا دوسرا سرا باہر ایک پتھر پر دریاے جمنا کے کنارہ تہا اوس مین ساٹھ گہنٹیان لٹکتی تہین - غالباً اسی خیال سے محمد قلی نے بہی ایک مکان چارسو کے حوض کے پاس اس شہر مین آتے ہی بنوایا تہا - اس کی کئی منزلین تھین اور ہر ایک منزل سے بازار اور میدان کی طرف کہڑکیان رکہی گئی تہین اور ایک زنجیر اوس مین لٹکائی گئی تہی - بادشاہ یہان آکر بیٹہتا اور مظلومون کی داد دیا کرتا تہا اِن کہڑکیون سے ہر شخص کو اجازت تھی کہ بادشاہ سے جو چاہے آکر عرض کرے اوس کے روبرو حوض تہا جس کا طول ۲۰ گز اور عرض ۴۰ گز تہا ۱۰۰۰ھ مین ایک مرتبہ دریاے موسیٰ مین اس زور سے سیلاب آیا کہ شہر مین پانی بہر آیا - اس مکان مین اوس وقت باروت خانہ تہا - باروت بہیگ گئی - اس باروت کو دہوپ مین خشک کر رہے تہے کہ کسی طرح باروت نے آگ لے لی - اوس کے صدمہ سے یہ مکان اور گرد و نواح کے مکانات اوڑ گیے اور اوس سے ستر اسی آدمی بہی مرے اور زخمی ہوئے -

نہی محل - یہ عمارت دریاے موسی کے کنارہ دیوانداری اور مجالس کے واسطے بنائی گئی تہی - اس کے عقب مین ایک بڑا پر فضا میدان تہا جہان ہاتی گہوڑے پیادہ اور سوار کہڑے رہا کرتے تہے - بادشاہ خود آکر تفریح کے طور پر یہان بیٹہا کرتا تہا -

تباتت گہاٹ - محمد قلی کو شکار کا بہی بڑا شوق تہا - ایک روز شہر کے شمال مین دو تین کوس پر شکار کہیلتا پہرتا تہا کہ دوپہر کی گرمی مین تہک گیا اور چاہا کہ کہین ٹہنڈی جگہہ مین آرام کرے ایک خدمتگار نے کہا کہ اس پہاڑ پر بڑی سرسبزی ہے اور چارون طرف اوس کے پانی بکثرت بہتا ہے - جب محمد قلی وہان گیا تو اوس کو وہ مقام ایسا پسند آیا کہ اوس نے وہان

محل بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اوس پہاڑی پر شاہی قصر تیار ہوا اور دارالسلطنت تک وہان سے باغ اور درخت لگائے گیے۔ اسی کے قریب ایک باغ تہا جس کا نام باغ دلکشا تہا۔ اوس کے چار دروازے تہے اور اون پر بیٹہنے کے لیے اچہے مکانات بنے ہوئے تہے اور اوس مین صاف پانی کی نہرین بہتی تہین۔

خداداد محل[۱۱] - چونکہ اس نے بہاگ متی ہندنی کے نام پر اپنے بسائے ہوئے شہر کا نام بہاگ نگر رکہدیا تہا جس سے اس کو بڑی ندامت ہو رہی تہی۔ اب اوس نے ۱۰۰۹ھ مین اوس کی ندامت مٹانے کی غرض سے ایک نہایت عالیشان ہفت منزل عمارت ایسی بنوائی کہ جس کے طبقات کے نام سے اوس کا مذہبی جوش اور اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اگرچہ اس کل عمارت کا نام خداداد محل تہا مگر اوس کے ہر ایک طبقہ کا نام بہی الگ الگ تہا۔ طبقۂ ہفتم کا نام الہی محل طبقۂ ششم کا محمدی محل طبقۂ پنجم کا حیدر محل طبقۂ چہارم و سوم کا حسن و حسین محل اور طبقۂ دوم اور اول کا جعفری و موسوی محل تہا۔ چونکہ باقی چہ امام یا تو حضرت پیغمبر علیہ السلام کے ہم نام ہین یا حضرت علی کے۔ اس لیے ان تمام محلات کے نام سے آئمہ اثنا عشر کے سب نام پورے ہو جاتے ہین۔

محل باغ محمد شاہی[۱۲] - یہ باغ دارالسلطنت مین محمد قلی نے لگوایا تہا اور اس مین ایک نہایت عالیشان عمارت بنوائی تہی اور تفریح کے لیے اوس مین آکر عیش و نشاط کیا کرتا تہا۔

محل[۱۳] کوہ طور - نبات گہات ایک پہاڑ پر شمال میں تہا اس لیے جنوب مین بہی اوسکے جوڑ کا ایک مکان اُس نے پہاڑ پر بنوایا تہا۔ اس مین چار دیوان اور ایک شاہ نشین ۳۰ گز طول مین اور ۲۰ گز عرض مین اور ایک حوض ۴۵ گز طویل اور ۳۰ گز عریض اوس کے روبرو تہا۔ یہ بہی بادشاہ کا تفریح گاہ تہا۔

جنان محل[14]۔ ملک امین الملک کا باغ قصر شاہی کے محاذی تھا اوس مین یہ عمارت بادشاہ نے بنوائی تھی۔

عاشور خانہ[15]۔ یہ عاشور خانہ ۱۰۰۴ھ مین محمد قلی نے بنایا ہے اور اب تک موجود ہے۔ اور اب بھی عاشور خانہ کے ہی مصرف مین ہے اوس کی تعمیر کا خرچ چھیاسٹھ ہزار روپیہ بتلاتے ہین ان عمارتون کے سوا اور بھی بہت مکانات محمد قلی نے بنائے تھے جن کے حالات ملنا بہت دشوار ہین۔ میر ابو طالب نے جو محمد قلی کا ناظر الممالک تھا اوس کی تعمیرات کے خرچ کی تعداد ستر لاکھ ہون بتلاتے ہین۔ عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین ہون ساڑھے چار مغلیہ روپیہ کے برابر ہوتا تھا اس حساب سے تین کرور پندرہ لاکھ روپیہ کل خرچ کے ہوتے ہین۔ مگر آجکل کے حساب سے ایک ہون سات روپیہ سے بھی زائد ہوتا ہے اس سے فی ہون سات روپیہ کے حساب سے اوس کی تعداد چار کرور نوے لاکھ روپیہ چہرہ شاہی ہوئے جسے پانچ کرور کہنا چاہیئے۔ فی الحقیقت محمد قلی کے برابر دکن کے بادشاہون مین سے کسی نے کبھی عمارت نہین بنوائی ہے۔ عمارت کے لحاظ سے اسے دکن کا بابا آدم کہنا چاہیئے۔

۱۹۶۔ سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی اور راجہ دستر سے صلح۔

محمد قلی کے زمانہ مین بھی امورات سلطنت کا دارو مدار قدیمی دستور کے بموجب ایرانیون پر ہی تھا۔ جس سے دکن کے سنیون اور ہندون دونون کو نفرت تھی۔ جس وقت محمد قلی مرا تو جو ایرانی امرا کہ محلسرائے شاہی مین تھے اونہون نے یہ سوچا کہ ہمارے مخالف کہین کچھہ فساد نہ مچاوین قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ اس لیے امرائے غریب باہر رہ گیے اون کو سخت تشویش ہوئی سنی اور ہندو دونون اکٹھے ہوئے اور غریبون کو قتل و غارت کرنے کے لیے فساد

برپا کرنا چاہا۔ غالباً اون کا یہ ارادہ ہوگا کہ کسی ایسے شخص کو تخت نشین کرین جو اون کے
مذہب کا یا اون کا طرفدار ہو۔ مگر محمد قلی کی وصیت کے بموجب میر محمد مومن وزیر اعظم نے
محمد قلی کی موت کا حال سنتے ہی قلعہ مین جا کر سلطان محمد۔ محمد قلی کے بہائی محمد امین کے
بیٹے کو تخت پر بٹہا دیا اور فوراً اوس کی تخت نشینی کو مشتہر کر دیا جس سے کوئی فساد برپا
ہونے نہ پایا۔ سلطان محمد کی مان سیدہ اور مصطفی خان اردستانی وزیر ابراہیم
قطب شاہ کے قریب کے رشتہ دارون مین سے تہی۔ یہ بادشاہ بروز چہارشنبہ ۲۳
ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ھ کو پیدا ہوا تہا اور چار سال کی عمر مین اوس کا باپ مرگیا تہا۔ چونکہ محمد قلی
کی کوئی اولاد ذکور نہ تہی۔ اس لیے محمد قلی نے اسے اپنے بیٹے کے طور پر پالا تہا۔ اور
اس کا نام اوسی نے محمد رکہا تہا۔ مگر اس کو ظل اللہ کے لقب سے پکارا کرتا تہا۔ قاضی
محمد سمنانی نے اسے قرآن شریف پڑہایا تہا اور چاند میان یوسف ایک دکہنی اس کا
فنون سپاہگری کا استاد تہا۔ سنہ ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی حیات بخش بیگم سے
اس کی شادی کر دی تہی اور اوس مین ایک مہینے تک دہوم دہام سے جشن کیے تہے
اس شادی کی دہوم دہام اور خرچ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جامدار خانہ شاہی سے
صدہا خلعت تیس ہزار دیے گیے تہے۔ جب سلطان محمد تخت پر بیٹہا ہے تو
اوس کی عمر اکیس سال کی تہی۔ میر محمد مومن کے سبب سے اوس کی سلطنت کو سب نے
تسلیم کر لیا۔ اور کوئی جہگڑا تخت نشینی کی بابت نہ ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ نے میر محمد قلی کو
اور مرتضی نظام شاہ نے میر ابو الفتح کو تحف و ہدایا دیکر ادائے مراسم تعزیت اور تہنیت
کے لیے بہیجا۔ سلطان محمد قطب شاہ نے بہی معمولی تعظیم و تکریم ایلچیون کی جو ہوتی ہے
اچہی طرح ادا کی۔ چونکہ محمد قلی کے زمانہ مین راجہ وستر سے لڑائی چہڑی ہوئی تہی اور محمد امین

بادشاہ کی نازک حالت کا حال سنکر اوس مہم کو بلا تصفیہ چہوڑ آیا تہا اس۔ لیے اوس کا انجام
کو پہونچانا ضرور تہا۔ سلطان محمد نے جمادی الاول سنہ ۱۰۲۱ھ مین سید کمال الدین کو جو مازندران
کے شاہزادون سے تہا سپہ سالار کیا۔ اور سید حیدر حوالدار و غریب خان و چیتان خان
وغیرہ سردارون کو ساتہہ کر کے تصفیہ کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ وہان گیے تو انہون
نے بجز فوجی دہمکی کے اور کوئی کام نہ کیا۔ اور راجہ سے صرف چند ہاتی اور اطاعت
کا وعدہ لیکر صلح کرلی۔ غالباً سلطان محمد قلی کی مرضی ایسی ہی ہوگی۔ اگر محمد قلی زندہ رہتا تو
شاید ایسا نہ ہوتا۔

۱۹۷۔ نورجہان اور اوس کا نکاح جہانگیر سے۔ چونکہ نورجہان جہانگیر کی بیگم سے ہندوستان کی سلطنت مین بڑے
بڑے انقلاب ہو سئے ہین اور دکن بہی اون کے اثر سے محفوظ
نہین رہا ہے اس لیے اس عورت کا حال لکہنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کا
دادا خواجہ محمد طہرانی شاہ طہماسپ کے زمانہ مین خراسان کا حاکم تہا مگر باقی دار ہو کر عہدہ سے
معزول اور نہایت غریب ہو گیا اور غیاث بیگ نورجہان کا باپ اسی پریشانی کے باعث
دو لڑکیان اور ایک لڑکا لیکر تلاش معاش مین ہندوستان چلا آیا تہا۔ اسی مصیبت کے
زمانہ مین نورجہان قندہار کے قریب پیدا ہوئی مان باپ نے جب دیکہا کہ سواری کے
نہ ہونے اور فلاکت کے باعث مان کی بے شیری سے لڑکی کا پالنا سخت دشوار
ہے تو اوس کو قافلہ کے سر راہ کپڑے مین لپیٹ کر ڈال دیا۔ ملک مسعود قافلہ مین ایک
بڑا سوداگر تہا۔ بچی کے رونے کی آواز سنکر اوس نے اوسے اوٹہا لیا اور خوبصورت دیکہکر از راہ
ترحم اوس کے پالنے کی فکر کی۔ دایہ اس کی مان کے سوا اس قافلہ مین کہان مل سکتی
تہی۔ مان ہی اوس کی دایہ مقرر ہوئی۔ سبب معلوم ہوا کہ یہی لڑکی کی مان ہے اور اوس کا

باپ ایک بڑا عالی خاندان شخص ہے تو اس تاجر نے اون کے ضروری سامان خوراک اور سواری سے اون کی اعانت کی۔ جب ملک مسعود آگرہ مین اکبر کی خدمت مین آیا تو مرزا غیاث بیگ اور اوس کے بیٹے ابوالحسن کو بھی بادشاہ کے دربار مین پیش کیا اور چونکہ ملک مسعود کی بی بی شاہی محلات مین جایا آیا کرتی تھی نورجہان کی مان بھی اوس کے ساتھ آنے جانے لگی۔ پھر جب نورجہان بڑی ہوئی تو اس کی آمدورفت محلات مین ہو گئی۔ شاہزادہ سلیم اس کی صورت دیکھکر لوٹ پوٹ ہو گیا اور ہنسی مذاق اوس سے کرنے لگا۔ جب اس کی خبر اکبر کو ہوئی تو اوس نے نورجہان کا نکاح ایک شخص مسمی علی قلی ترک خانخانان کے ملازم سے کرا دیا۔ اور اوسے شیر افگن خان کا خطاب دیکر بنگالہ مین کچھ جاگیر دیدی۔ جب جہانگیر بادشاہ ہوا تو اوس نے اوسی سال قطب الدین خان کوکلتاش کو بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور چپکے سے اوس سے کہدیا کہ جسطرح ہو سکے نورجہان کو شیر افگن خان سے لیکر بھیجدو۔ جب قطب الدین خان نے ۱۰۱۶ھ مین شیر افگن خان سے اپنا منشا ظاہر کیا تو شیر افگن خان نے خلاف امید قطب الدین کو تلوار سے جواب دیا۔ قطب الدین خان مارا گیا۔ پھر شیر افگن خان کو بھی اوس کے نوکرون نے مار ڈالا اور نورجہان گرفتار ہو کر جہانگیر کے پاس آئی۔ جہانگیر نے اوس کو مناکحت اور مواصلت کا پیغام دیا۔ مگر وہ اپنے شوہر کے خون کا دعوی کرنے لگی جہانگیر کو بھی غصہ آیا۔ اوس نے قطب الدین خان کے خون کا دعوی کیا۔ اور نورجہان کو لونڈیون مین بھیجدیا۔ مگر دو تین برس کے بعد نورجہان نے سوچا کہ شیر افگن خان تو مر گیا اب تو کیون بادشاہی پر لات مارتی ہے اور جہانگیر سے نکاح کو راضی ہو گئی۔ پھر جہانگیر کا بیاہ ۱۰۲۰ھ مین بڑی دھوم دھام سے ہوا پہلے بادشاہ نے اوسے نورمحل کا خطاب دیا۔ اور پھر نورجہان کہنے لگا۔ اور تمام حرم سے اوس کی عزت بڑھا دی۔ بلکہ یہ کہیے کہ تمام سلطنت

ہی اوسکو دیدی یہان تک کہ سکہ مین بہی اوس کا نام اس طرح درج ہوگیا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

نورجہان جہانگیر سے کسی وقت جدا نہ ہوتی تہی دربار مین اور ہاتی کی سواری پر بہی اوس کے پیچہے لگی پردہ مین بیٹہی رہتی تہی - یہ عورت بڑی عقلمند تہی او جہانگیر کے مزاج ؛ دراس کی سلطنت کو اس سے بڑا فایدہ پہونچا -

۱۹۸ - جہانگیر کا خانخانان کے بجاے خانجہان لودی کو دکن کی مہم پر مامور کرنا اور عبداللہ خان صوبہ دار گجرات کا حملہ ملک عنبر پر -

جب خانخانان اور شاہزادہ پرویز کی شکست کی خبر جہانگیر کو ہوئی اور خانخانان کی جہانگیر کے ندمانے اُس سے شکایت کی تو جہانگیر کو خانخانان پر بڑا غصہ آیا اس لیے ۱۰۱۹ھ کے آخر مین جہانگیر نے خانجہان لودی کو دکن کی مہم پر مامور کیا - جب خانجہان دکن مین آیا تو اوس نے جہانگیر کو عرضی بہیجی - کہ سب خرابی اس سبب سے واقع ہوئی کہ خانخانان اور اور سرداران شاہی مین اتفاق نہین ہے خانخانان نے اپنے وعدہ کے بموجب دکن کی مہم کا انصرام نہ کیا تہا جو لشکر شاہزادہ پرویز کا آیا تہا اوس کی رسد کا بہی انصرام نہ ہوا تہا - ایک من غلہ نہایت گران بدشواری ملتا تہا ؛ سیکڑون اونٹ گہوڑے مر گئے تہے - خانجہان نے لکہا کہ یا تو خانخانان کو بولا بہیجیے یا اوسے بالکل مختار اور مالک بنا دیجئے - اگر آپ اوسے بولائین تو مجہے تیس ۳۰ ہزار سوار اور عنایت ہون کہ مین تمام ملک دکن کو فتح کرلے دو سال مین قندہار وغیرہ سب صوبون پر قبضہ کرون اور بیجاپور کی حکومت کو بہی داخل ممالک محروسہ کرون - اگر مین ایسا نہ کرون ؛ تو مین پہر اپنا مُنہ نہ دکہاونگا غرض یہ درخواست منظور ہوئی خانخانان بادشاہ کے پاس چلا گیا اور وہ اوس سے نہایت ناراض ہوا اور

خان جہان لودی کے پاس چارون طرف سے عمدہ عمدہ فوجین بہیجنا شروع کین - مرزا عزیز کوکہ خانِ اعظم سابق صوبہ دار گجرات کو پانچ لاکہہ روپیہ بطور امداد جنگ دیکر اور مرزا خان عالم اور فرید خان کو تیس ہزار سوار سے کمک پر مقرر کیا اور ۱۰۲۰ھ مین عبد اللہ خان کو گجرات کا صوبہ دار کر کے حکم دیا کہ وہ بہی ناسک اور ترنبک کے راستہ سے دکہنیون پر خان جہان کی امداد کے لیے حملہ کرے اور اوسے بہی چار پانچ لاکہہ روپیہ بہیجا - اور راجا رامداس کچہواہہ کو قلعہ رنتہنبور دیکر دکن کی مہم مین شریک کیا اور خواجہ ابوالحسن بھی مدد کے لئے آیا - جب یہ سب فوجین ۱۰۲۱ھ مین دکن مین پہونچ گیئن تو جہانگیر نے تمام امرا کو حکم بہیجا کہ تمام سرحد مغلیہ سے نظام شاہی عملداری پر ایک ہی مرتبہ حملہ ہو - تاکہ پہلے جو نقصان کہ اس مہم مین ہوئے ہین ان کی تلافی ہو جائے - اور عبد اللہ خان صوبہ دار گجرات کو مکرر تاکیدی حکم بہیجا کہ کنار کوکن اور ناسک سے راجہ رامداس و خانعالم و علی مردان خان بہادر و سیف خان کو ساتھ لیکر دکن مین اوس روز اور تاریخ پر داخل ہو کہ جس روز اور تاریخ مین امیر الامرا و خان جہان و مرزا رستم و راجہ مان سنگہہ جو سابق مین بالاستقلال دکن کا صوبہ دار اور عنبر کی مہم پر مامور تہا دکن مین پہونچین اور بالاتفاق اچہے توپخانہ اور ساز و سامان جنگ سے عنبر کا مقابلہ کرین اور آپس مین دونون فوجین ایک دوسرے کے مقام اور کوچ کی خبر رکہین اور باہم ایک دوسرے کو امداد دیتے رہین - مگر مغلیہ فوج کے سردارون مین اتفاق عنقا کا حکم رکہتا تہا - جہانگیر کی اس معقول تدبیر پر عمل نہ ہوا - عبد اللہ خان بطریق استعجال ناسک اور گلشن آباد کے علاقہ سے دکن مین داخل ہوا - اور اس خیال سے کہ دکن کی فتح میرے ہی نام ہو - خانجہان کی فوج کو نہ تو اپنے حملہ سے اطلاع دی اور نہ اوس کی فوج کا انتظار کیا گیارہ ہزار سوار جرار لیکر عنبر پر سیدہا چلدیا -

۱۹۹۔عبداللہ خان کی شکست ملک عنبر سے اور خانجہان کی واپسی۔

اوس زمانہ مین تاریخ نویسی کا قلم ایرانیون کے ہاتھ مین تھا۔عنبر ان ایرانیون کا قدردان نہ تھا۔اس لیے مورخون نے عنبر کا کچھ حال نہین لکھا ہے جو حال کہ اوس کا کچھ معلوم ہوا ہے وہ پاس پڑوس کی سلطنتون کے حال سے دریافت کیا گیا ہے۔کسی شخص نے یہ نہین لکھا کہ عنبر نے اس مہم کے دفعیہ کے لیئے کیا کیا انتظام اور تدابیر کین۔عنبر کو یہ معلوم تھا کہ عبداللہ خان ایک بڑا نامی سپہ سالار اور فتح نصیب مشہور ہے ضرور ہے کہ اوس نے بڑے بڑے انتظامات کئے ہونگے۔مگر ہم کو صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ پرتگالیون وغیرہ کی ہمسایگی کے باعث اوس کا توپخانہ جہانگیری توپخانہ سے اچھا تھا۔اوس نے عبداللہ خان کے مقابلہ مین اپنی بارگیری فوج کو متعین کیا اور نہایت اچھے اچھے گھوڑے دیکر اونہین لوٹ مار کے لیے حکم دیا۔اور ملکون مین لڑائی صف کی ہوا کرتی ہے مگر ملک عنبر نے میدان کی لڑائی کے بہ نسبت قزاقانہ جنگ کو مناسب سمجھا۔اوس کی فوج نہایت ہی بے خبری کے عالم مین عبداللہ خان کی فوج کے گرد نواح مین چار چار پانچ پانچ کوس پر پہونچ جاتی اور یمین و یسار ہراول اور چنداول کو تنگ کرتی کوچ اور مقام کے وقت رسد اور سامان جنگ کو اور باربرداری کے اونٹون کو لوٹ لیتی فوج کے جو آدمی ادہر ادہر بچھڑے ہوتے اونہین قتل کر دیتے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کر اونہین خوف دلانے کے لیے عبداللہ خان کے لشکر ہی مین چھوڑ دیتے۔جس سے عبداللہ خان کی فوج مین ایک اضطراب پھیل گیا۔اور اس عنبر کی مار توڑ سے عبداللہ خان کا نصف لشکر تلف ہو گیا اور باوجود اس کے کہ ابھی تک میدان کی لڑائی نہین ہوئی تھی عبداللہ خان کی فوج کے سپاہی چپ چپکر فوج سے کنارہ کرنے اور بھاگنے لگے کوئی روز ایسا نہوتا کہ بادشاہی

فوج کو زک نہ ہوتی اور ملک عنبر کو کوئی مدد نہ پہونچتی ہو - اِسی صورت سے عبداللہ خان کا
ہراول دولت آباد تک چلا آیا اور محاصرہ کی تدبیر مین ہوا ملک عنبر نے مرتضیٰ نظام شاہ کو
تو قلعہ مین چھوڑ دیا - اور قلعہ کا بندوبست کر کے آپ باہر چلا گیا اور ایسے ڈھنگ سے
لڑا کہ بادشاہی فوج کی جان بڑی ضیق مین آگئی - رسد کی راہین بند کر دین - ابھی یہان
چھاپا مارا - ابھی وہان لشکر کو پراگندہ کر دیا - اور حملہ ہائے پیاپے اور جنگ فراری سے
ایک آفت مچادی - عبداللہ خان نے اپنے ہمراہیون سے مشورہ کیا سب نے صلاح
دی کہ اس وقت احمد آباد کو مراجعت کرنا اور پھر سامانِ جنگ درست کر کے توپخانہ سنگین
اور فیلانِ جنگی کے ساتھ آنا چاہئے - جب مراجعت کا ارادہ ہو گیا تو دکھنیون کے تعاقب
کے خوف سے چنداول کا خوب بندوبست کیا اور اسپر علی مردان خان ایک بڑے نامی
بہادر عہدہ دار کو افسر کیا - جب عبداللہ خان لوٹا تو دکھنیون کے دل اور بھی بڑھ گیے اور
انھون نے لوٹ کھسوٹ قتل و غارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا - مارتے اور بھاگ جاتے
اور جب علی مردان خان کی فوج مقابلہ کو سیدھی ہوتی تو دکھنی رفوچکر ہو جاتے - اور پھر
غفلت مین دوسری طرف سے آپڑتے وقت بے وقت بھیڑ کو غارت کر ڈالتے - اندھیری
راتون مین شبخون مارتے - آخر کار ایک روز دس بارہ ہزار سوار علی مردان خان پر آپڑے
وہ شاید اون کے ہر روز کی سی لڑائی کے خیال مین ہوگا اور جانتا ہوگا کہ یہ لوٹ لاٹ کر بھاگ
جائینگے مگر اونھون نے اوسے آگھیر لیا - علی مردان خان بھی بڑی بہادری سے لڑا - مگر
زخمی ہو کر دستگیر ہو گیا - اور ملک عنبر نے اوسے دولت آباد کے قلعہ مین قید کر دیا اور اوس کے
علاج کے لیے جراح مقرر کیے - مگر وہ اونہین زخمون سے چند روز بعد مر گیا - پھر بھی ملک عنبر نے
عبداللہ خان کا پیچھا نہ چھوڑا مارتے ڈھاتے بگلانہ کے سرحد تک چلے گیے - جب خان جہان

نے عبداللہ خان کی چڑہائی کا حال سنا تہا تو اوس نے بادشاہی حکم کی تعمیل کے لیے
برہانپور سے دکن کو کوچ کیا تہا مگر چونکہ وہ بہی عبداللہ خان کی رفاقت کرنا نہ چاہتا تہا
اس لیے خانجہان کی فوج آہستہ آہستہ کوچ و مقام کرتی بڑہتی تھی۔ یہان تک
کہ جب اون کو عبداللہ خان کی شکست اور واپسی کی خبر ملی تو وہ بہی برہانپور کو لوٹ گئے
اور ملک عنبر کی کامل فتح ہوگئی۔

۲۰۰- دکن کی تاریخ پر اندہیرا اور ہندون کا امورات سلطنت مین دخیل ہونا- عبدالغفور مولف تاریخ ہذا نے حیدرآباد کی تمام سرکاری اور خانگی
کتب خانون مین دوا و دوش کی۔ اور کتابین ڈہونڈہین مگر اس زمانہ
کی دکن کی تاریخ پر ایسا اندہیرا چہایا ہوا ہے کہ کچہہ نہین معلوم ہوتا دکن
مین اس عرصہ مین کیا ہو رہا تہا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قطب شاہ اور عادل شاہ مغلیہ فوج کے
حملون سے مشوش ہو رہے ہونگے اور اس سبب سے اونہون نے اپنے ملکون مین
صرف امن و امان قایم رہنے کو ہی غنیمت سمجہا ہوگا کہ جس سے جدید فتوحات کے
کام کو اونہین موقوف کرنا پڑا۔ اور ملک عنبر کو گو ظاہری اور فوجی مدد نہ سہی تو اخلاقی اور
باطنی مدد ضرور ہی دیتے ہونگے۔ مگر مورخ کچہہ بہی نہین لکہتے۔ بالکل سکوت کا عالم ہے
جہانگیر کی سلطنت اس وقت اپنے کمال عروج پر تہی۔ اوس کی فوج کو شکست دیدینا
کوئی چہوٹی بات نہین ہے۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ ملک عنبر کی طاقت بہت
بڑہ گئی تہی۔ اور یہان تک اوس کا حوصلہ ہو گیا تہا کہ جب خانجہان لوٹ گیا تو اوس نے
برار مین بادشاہی علاقہ سے محاصل وصول کرنا شروع کیا۔ مگر ملک عنبر کے حالات معلوم نہونے
سے ہم یہ نہین بتا سکتے کہ یہ طاقت اوس کو کس طرح حاصل ہوئی تہی اور اوس کے کیا
اسباب تہے۔ اتنا تو کہہ سکتے مین کہ اوس کی فوج کے سردار اکثر حبشی اور سنی مسلمان تہے

اور اوس کی فوج کے سپاہیون مین مرہٹون کی تعداد کا بڑا حصہ تہا - یہ لوگ اگرچہ میدان کی
لڑائی کے ابہی تک کام کے نہ تہے مگر وہ نرے لالہ اور مہاراج بہی نہ تہے بلکہ اون مین
مسلمانون کی سپاہیانہ جرأت نے اثر کر دیا تہا اور وہ اپنے آپ کو سپاہی سمجہنے لگے تہے
اور دور دور کی لڑائی اور غارت گری سے مخالف کو سخت تنگ کرتے تہے ہندو اس
زمانہ مین نہ صرف ملک عنبر کی فوج مین شامل تہے - بلکہ سارے دکن کی حکومتون مین
تمام کامون کی درحقیقت یہی مالک ہو رہے تہے - مسلمان جب اس ملک مین آئے
تو اپنی سپاہیانہ قوت کے ذریعہ سے آئے اور یہان کی بود و باش اور اس ملک مین
اون کی حکومت کے قیام کی وجہ بہی اون کی سپاہیانہ قوت ہی تہی - اس وجہ سے اون کو
ہمیشہ اسی فن کا شوق رہا - اور جس قدر اونہون نے اپنے عیش و عشرت کے بعد توجہ
کی وہ ہمیشہ اسی فن کی طرف کی - لکہنے پڑہنے مین گو بعض بعض بڑے بڑے صاحبِ
کمال ہوئے اور ریاضی اور علوم و فنون مین اوس زمانہ مین دنیا کے اُستاد بنے - مگر اون
کی توجہ اور شوق علم کی طرف عام کبہی نہین ہوا - بلکہ پڑہنے لکہنے اور حساب کتاب کو
ہمیشہ ایک بوجہ سمجہتے رہے - اگر کبہی ضرورت پڑی تو ایک لالہ کو نوکر رکہہ لیا - اوس نے
اون کا حساب کتاب کر دیا وہ سنکر خوش ہو گئے - لیکن یہ حساب کتاب ایسی چیز نہین
ہے کہ ایک دن کا کام ہو یہ تو ہمیشہ ہوتا ہے اور ہر جگہہ اس کی ضرورت ہوتی ہے
یہ جیسے اس کی ضرورت ایک خاص آدمی کو ہے ویسی ہی اس کی ضرورت تمام ملک
کو اور سلطنت کو ہے اس سبب سے امرا اور سلاطین کے درباروں اور دیہات کے
زمینداروں اور شہر و قصبات کے سوداگرون کو جو محاسب رکہنا پڑے - وہ یہ لالہ لوگ ہوئے
پہر جس کے ہاتہہ مین ڈوری اوس کا سب کوئی حساب کتاب ہاتہہ مین ہونے سے

گو انسان حاکم نہ بنے مگر حاکم کا پیشکار تو بن ہی جاتا ہے - اور خصوصاً جہان غفلت
اور اس کام سے نفرت ہو وہان تو وہ فاعل مختار ہی ہوجاتا ہے یہی حالت اہل اسلام
کی اس زمانہ مین تھی - جابجا سرکار دربار اور امرا جاگیر دارون کے یہان ہندو محاسب
نوکر ہوا کرتے تھے اور وہ تمام حساب کتاب کے مالک ہوتے تھے - پھر اون کے
ساتھہ اون کی کاربردازی کی مدد اور اعانت کے لیے بھی ہندو ہی مقرر ہوتے تھے اور
اور اس سبب سے کسی مسلمان امیر کے گھر کے کامون کے کارکن ہندو ہوا کرتے تھے
گانون کی مالگذاری اور سرکاری حکم احکام کی تحریر کا کام بھی انہین کے ہاتھہ مین رہتا اور
انہین کے رشتہ دار ساتھی اوس کے کارکن ہوتے تھے مسلمانون کے مسلمان ملازم
اپنے آقاؤن کی اطاعت صرف اونہین سپاہیانہ کامون مین کرتے جس کے لیے
وہ نوکر ہوتے تھے - ہندو ملازمون کو اس کی کچھہ پرواہ نہ ہوتی وہ ہر ایک کام کرنے کو مستعد
ہوجاتے اور ایسی اطاعت اور خدمت گذاری کرتے کہ مسلمان امیراون کے گرویدہ ہوجاتے
اور اونکی کتابت و اطاعت کے باعث اون کے بندے بن جاتے - غرض کہ مسلمانون کے
عہد مین کچھہ تو مسلمانون کی غفلت اور سستی سے کچھہ اس ملک مین ہندون کی کثرت
سے کچھہ اون کی اطاعت شعاری اور کفایت سے تمام کاروبار یا بیوپار کے مالک اوس
وقت بھی ہندو تھے اور جس قدر امرا جاگیر دار ہوتے وہ سب انہین محاسبون اور منشیون
کی رائے پر کام کرتے تھے اور کوئی سرکاری یا خانگی کام ایسا نہ تھا کہ جس مین ہندون
کا دخل نہ ہو - اسی وجہ سے اس وقت مین اون کو ایسی قوت ہوگئی تھی کہ اہل قلم سے
اب اہل سیف بھی ہونے لگے مال کی حفاظت گھبار کا چوکی پہرہ انہین کے سپرد ہوا - پھر ہلکے
پھلکے ہونے کے سبب سے دوڑ دھوپ خبر رسانی وغیرہ کا کام بھی انہین کے ذمہ ٹھیرا -

امرا کے سوار بھی شکاری لوٹ مار مین بہی یہی کام دینے لگے - پہر جب ایسی حالت ہو تو کب تک غلام سے مالک اور محکوم سے حاکم بننے کی رغبت نہ ہو غرض اسی طرح سے ہندون کا اعزاز بڑہا اور اب وہ یہ جاننے لگے کہ ہم بہی کچھ ہین -

۲۰۱ - یاقوت خان وغیرہ امرا سے نظام شاہی کی اجنادت کے باعث ملک عنبر کی شکست شہنواز خان سے

جب اس شکست کی خبر جہانگیر کو پہونچی تو نہایت متفکر ہوا اب سب اوس کی صلاح کارون نے یہ صلاح دی کہ دکن کے معاملات کو جیسا خانخانان سمجھے ہوئے ہے ایسا اور کوئی نہین جانتا یہ بہتر ہے کہ اوسے ہی وہان بہیجا جاے - اس لیے جہانگیر نے پہر سنہ ۱۰۲۱ھ کے آخر مین خانخانان کو دکن کی مہم پر روانہ کیا - اور خواجہ ابوالحسن اعتقاد خان نورجہان کے بہائی کو بہی آصف خان کے مرجانے کے باعث آصف خان کا خطاب دیکر اوس کے ہمراہ کیا - خانخانان کے مزاج مین اپنی قدیمی سستی تہی - اگرا دس نے دکن مین وہی آہستہ آہستہ کارروائی شروع کی - کہ جس کا دو تین سال تک کچھ اثر ظاہر نہ ہوا - خانخانان نے اپنے بیٹے شاہ نواز خان کو بالاپور مین فوج کا سردار مقرر کر رکہا تہا - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کی قوت بہت بڑہ جاتی ہے اوس کے کوئی نہ کوئی دشمن بہی ہو ہی جاتے ہین - یاقوت خان وغیرہ چند سردار عنبر کی فوج کے مرہٹون کے بہکانے سے اوس سے رنجیدہ ہو گئے تہے اس وقت یاقوت خان و آدم خان و بابوجیو کانتہ وغیرہ چند مرہٹے سردار شاہنواز خان کے پاس چلے آئے - اور اوس کو عنبر کے مقابلہ کے لیے بہڑکایا - شاہنواز خان نے اس وقت بڑی ہمت و دانشمندی کا کام کیا - ان لوگون کے آتے ہی خوشی کے شادیانے بجوادیے جس سے یگانہ و بیگانہ سب کو شاہنواز خان کی افزایش قوت کا خیال پیدا ہو گیا - اور اوس کے آدمیون کی ہمت بندہ گئی - پہر اوس نے

اپنا توپخانہ لیا۔ اور عنبر کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اور مخلدار خان دیا قوت خان وآتش خان
دولادر خان وغیرہ امراے نظام شاہی کو شکست دی۔ اور اپنے ہراول کو عنبر کے اون
گماشتون کی تنبیہ پر مقرر کیا جو بادشاہی علاقہ سے مالگذاری وصول کرتے تھے۔ گہر کا
بہیدی لنکا ڈہاے۔ یہ نظام شاہی باغی سردار عنبری ملازمون پر ایسے موقع سے
آگرے کہ عنبری فوج شکست کہا کر بہاگ گئی۔ جب عنبر کو خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج لیکر
دولت آباد سے شاہ نواز خان کے مقابلہ کو چلا۔ ادہر سے شاہ نواز خان نے بہی
اپنی کل فوج لی۔ طرفین ایک مقام پر چہ کوس کے فاصلہ سے آکر پڑے ایک نالا اونکے
درمیان حائل تہا۔ یہ دکہنی باغی بہی عنبر کی لڑائی اور اوس کے داؤ پیچ سے خوب واقف
تہے۔ یعقوب خان بدخشی نے جو شاہ نواز خان کا سپہ سالار تہا موقع جنگ جاتے ہی
ایک ایسے موقع پر قرار دیا کہ جہان نالہ کم عرض تہا۔ مگر کیچڑ غنیم کی طرف بہت تھی۔ پہر نالہ کے
قریب برقنداز و تیر انداز چیدہ چیدہ تعین کئے اور ان کے عقب مین کمکی فوج کو توپخانہ دیا
اور بان مارنے والون کو کہڑا کیا۔ دو روز تک فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی
رہین۔ اور طرفین نے اپنے سامان کئے تیسرے روز عنبر نے علی الصباح اپنی فوج کو نالہ
سے اوترنے اور حملہ کرنے کا حکم دیا شہنواز خان کی فوج نے پہلے تیر اور بان مارنا شروع
کیے اور پہر بندوقون اور توپون سے سخت نقصان پہونچایا۔ اس وقت ہوا تیز چل رہی تھی
جو تیر گولے شہنواز خان کی طرف سے جاتے تہے۔ وہ عنبری فوج پر ٹہیک پہونچتے تہے۔
لیکن جو عنبر کی طرف سے آتے تہے وہ ہوا سے ٹکرا کر نشانہ پر نہ لگتے تہے۔ سواے
اس کے عنبر کی طرف فرازو نشیب بہت تہا کہ جس سے اوس کے سوار اور ہاتہیون کو چلنا
دشوار تہا۔ اور دلدل مین اون کے پاؤن پہنس جاتے تہے اور پہر نکلنا محال ہوجاتا تہا۔

اسی وجہ سے عنبری فوج کی صفین کی صفین غارت ہو گئین - اور اس قدر کشتون کے ڈہیر ہو گیے کہ شہنواز خان کی فوج کے لیے اونہون نے سڑک کا کام دیا - اور داراب خان وغیرہ آگے بڑہنا شروع ہو گیے - اور نالہ سے عبور کرنے لگے - باوجود اس سخت نقصان کے عنبر نے سخت کوشش کی کہ مخالف کو روکے اور خود تمام فوج لیکر مقابل ہوا اور ایسی جانفشانی کی کہ لڑائی کی حالت پلٹنے کے قریب ہو گئی - مگر اس وقت شہنواز خان اور یعقوب خان خود اوسکے روکنے کو آگئے کہ جس سے عنبر نے زیادہ ٹہیرنا مناسب نہ سمجہا - اور فوراً لشکر کی باگ پہیر دی - اور سیدہا دولت آباد کو چلا آیا شہنواز خان کی فوج نے تین کوس تک تعاقب کیا اگر رات کو اندہیرا حائل نہ ہو جاتا تو دکہنیون کا بچنا محال تہا - تمام توپخانہ اور تین سو ہاتی اونٹ عنبر کے چہن گیے - پہر دشمنون نے اوس کا کہرکی تک تعاقب کیا - یہ کہرکی وہ مقام ہے کہ جہان عنبر نے عبداللہ خان صوبہ دار گجرات پر فتح پائی تہی اور اوس کی یادگار مین اوس جگہہ کا نام فتح گرِلہ رکہکر اوس کو آباد کیا تہا - کہرکی مرہٹی زبان مین سنگستان کو کہتے ہین چونکہ یہان پہاڑ بہت ہین اس لیے اوسے کہرکی کہنے لگے تہے - اورنگ زیب عالمگیر نے اس جگہہ کا نام خجستہ بنیاد اورنگ آباد رکہدیا تہا - غرض تین روز تک شہنواز خان نے اوسے لوٹا بعد ازان واپس چلا گیا جہانگیر نے اس فتح کے جلدو مین شہنواز خان اور یعقوب خان وغیرہ امرا پر بڑی بڑی عنایتین کین - یہ واقعہ سنہ ۱۰۲۴ھ کا ہے -

۲۰۲ - شاہزادہ خرم کی عزت افزائی اوس کے بچہ کی پیدایش اور اوسکا دکن کی مہم پر روانہ ہونا -

شاہزادہ خرم کو سنہ ۱۰۱۶ھ مین جہانگیر نے ہشت ہزاری کا منصب اور علم و نقارہ اور آفتاب گیر جو اس خاندان مین ولی عہدی کا نشان ہے اور نیز مہر شاہی کا اہتمام عنایت کیا

کیاتھا اور اسی سال مین خرم نے ایک ہندو نگران کی سازش سے شاہزادہ خسرو کی بغاوت کی خبر جہانگیر کو دی تھی اور جہانگیر نے سازش کرنے والون کو سزا دی تھی اور سنہ ۱۰۱۹ھ مین مرزا مظفر حسین نبیرہ زادہ شاہ اسمعیل صفوی کی دختر سے جس سے کوئی اولاد زندہ نہین رہی شادی ہوئی تھے اور ربیع الاول سنہ ۱۰۲۱ھ مین مرزا ابوالحسن آصف خان پسر اعتماد الدولہ غیاث بیگ کی بیٹی ممتاز محل سے شاہزادہ خرم کا بیاہ ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۰۲۲ھ مین دوازدہ ہزاری بشش ہزار سوار کا منصب دیکر اور خان اعظم کو اتالیق مقرر کرکے اوسے جہانگیر نے رانا سے چتور کی مہم پر بھیجا تھا اور سنہ ۱۰۲۳ھ مین عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار گجرات اور دکن کی فوج کو بھی اوس کی امداد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور محمد تقی بخشی المخاطب بہ شاہ قلی خان بھی اوس کے ساتھ گیا تھا شاہزادہ خرم نے اس مہم کو سنہ ۱۰۲۴ھ مین سر کیا اور بڑی لڑائی کے بعد رانا سے چتور اوس کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ جس کے صلہ مین ہیشردہ ہزاری اور دہ ہزار سوار کا منصب اوس کو ملا تھا۔ ۲۱ صفر سنہ ۱۰۲۳ھ مین جہان آرا بیگم اور ۲۹ صفر سنہ ۱۰۲۴ھ مین دارا شکوہ۔ اور شاہ شجاع ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۵ھ مین اور روشن آرا بیگم رمضان سنہ ۱۰۲۶ھ مین اور دہود کے مقام پر جو گجرات مالوہ کی حدون پر ہونے سے اصل مین دو حد ہے اور جسے اب دہوند کہتے ہین ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ کو اورنگ زیب شاہزادہ خرم کے بچے پیدا ہوئے تھے۔ جب سنہ ۱۰۲۵ھ مین عبداللہ خان ایک واقعہ نگار کے ذلیل کے باعث معضوب ہوا اور دیانت خان گجرات کو اوس کی جگہ بھیجا گیا تھا تو شاہزادہ خرم نے اوس کی تقصیر بادشاہ سے کہکر معاف کرا دی تھی۔ اب جہانگیر نے عنبر کی امیرون کی اطاعت سے اسی قدر فائدہ پر اکتفا نہ کیا بلکہ عنبر کے استیصال کے لیے اسی سنہ ۱۰۲۵ھ کے سلخ شوال کو شاہزادہ خرم کو دکن کی مہم پر مامور کیا اور عبداللہ خان کو دکن کو بھیجا کہ شاہزادہ پرویز کو فوراً الہ آباد

روانہ کردے اور شاہزادہ کی تقویت کے لیے خود بھی ماہ ذیقعدہ مین ماندو کو آیا - وہان خود تو سیر و شکار مین مشغول ہوگیا - اور شاہزادہ کو دکن کی طرف روانہ کر دیا -

۲۰۴ - سلطان محمد قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کا شاہزادہ خرم کی اطاعت کرنا اور قلعہ احمدنگر کی واپسی -

اس وقت نظام شاہی امرا کے چلے جانے کے باعث عنبر کی حالت اچھی نہ تھی - اس لئے اوس نے ابراہیم عادل شاہ کے مشورہ سے شاہزادہ خرم کے آنے کا حال سنتے ہی اوس کے بندوبست کی تدبیر کی - سلاطین دکن مین اس وقت عنبر کے سوا ایسا دل چلا کون تھا جو مغلیہ فوج کے مقابلہ کو اوٹھتا جب عنبر کی یہی حالت اس قابل نہ تھی تو ادن سے بجز اطاعت کے اور کیا ہو سکتا تھا - اس لئے ابراہیم عادل شاہ اور عنبر نے اپنے سفیر جہانگیر کے پاس قبل اس سے کہ شاہزادہ نربدا کو عبور کرے بہیجدے شاہزادہ نے اِن ایلچیون کے پہونچنے کے بعد افضل خان اور راجہ بکرماجیت کو بیجاپور کو اور میر کی معتقد خان اور اسے جادوداس کو حیدرآباد کو مع وکلاء مذکورہ دکن کی طرف بہیجا - اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان محمد قطب شاہ کے نام فرمان لکھے اور اوس مین لڑائیون کی خرابی کو ظاہر کرکے بہت سے وعدہ وعید گئے اور یہ اشعار بہی اوسمین درج کئے ۵

دو شعلہ زیک شمع دارم بچنگ	یکے نور صلح و دگر نار جنگ
بود نور صلحم شبستان فروز	وے نار جنگم بود خانہ سوز

بعد از ان نربدہ پر خانخانان و مہابت خان و شاہنواز خان پسر خانخانان و عبداللہ خان فیروز جنگ و راجہ سورج سنگھ و راجہ بہاؤ سنگھ و داراب خان و راجہ نرسنگھ دیو شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہزادہ (۵) ربیع الاول سنہ ۱۰۲۶ کو برہانپور مین داخل ہوا - چونکہ ابراہیم عادل شاہ بزم اور دکن مین اس وقت بڑا ذی عزت تھا - شاہزادہ نے دو ایلچیون کو حکم دیا کہ وہ پہلے

عادل خان کے پاس جائین۔ جب یہ ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پاس آئے تو اوس نے سفیرون کا پانچ کوس تک استقبال کیا اور فرمان کو زمین بوس کر کے سر پر رکہا۔ اور وکلاءُ کو شہر مین لاکر بڑے اعزار واکرام سے اون کی مہمانداری کی اور جہانگیر کی اطاعت اور عنبر سے اون علاقون کے واپس کرنے کا اقرار کیا جو بادشاہی مفتوحہ ملک مین سے اوس کے ہاتہہ پڑ گئے تہے۔ جب افضل خان اور راجہ بکرماجیت کے عرائض سے شاہجہان کو معلوم ہوا کہ ابراہیم عادل شاہ اطاعت کی طرف مائل ہے اور پیش کش بہیجنے کا سرانجام کر رہا ہے تو اوس نے سید عبداللہ بارہ کو جہانگیر کے پاس بہیجکر تمام کیفیت سے اطلاع دی سید عبداللہ ۱۵ شعبان ۱۰۲۶ھ کو جہانگیر کے پاس پہونچا۔ اوس نے اس خوشی مین سید عبداللہ کو سیف خان کا خطاب دیا۔ اور شاہزادہ خرم کو ایک نہایت بیش قیمت لعل بہیجا۔ پہر ابراہیم عادل شاہ نے چہہ لاکہہ روپیہ نقد اور پچاس ہاتی جس کی قیمت چہہ لاکہہ تجویز کی گئی تہی اور اوس مین ایک سرناک بے نظیر ہاتی تہا اور پچاس عربی گہوڑے ساٹہہ ہزار روپیہ کے اور جواہر و آلات مرصع دو لاکہہ پچاس ہزار کے پیش کش مین بہیجے۔ اور دو لاکہہ روپیہ راجہ بکرماجیت کو اور ایک لاکہہ افضل خان کو دیا۔ اور مہمانداری وغیرہ تحفے تحائف مین جو اوس کا خرچ ہوا وہ اس کے علاوہ اود سرمیر کی اور جادو رائے ۵ رجب ۱۰۲۶ھ کو حیدرآباد پہونچے سلطان محمد قطب شاہ نے بہی ایلچیون کا اعزاز واکرام اوسیطرح کیا جیساکہ ابراہیم عادل شاہ نے کیا تہا۔ اور اوسی قدر پندرہ لاکہہ روپیہ کا پیش کش بہی بہیجا۔ پہر ابراہیم عادل شاہ بیجاپور سے لوٹکر احمدنگر گیا اور اوس پر اور نیز باقی تمام محالات بالاگہاٹ پر قبضہ کر لیا۔ شاہجہان نے خنجر خان مخاطب بہ سپہدار خان کو جالنہ پور کے تہانون پر اور جہانگیر بیگ مخاطب بہ جانسپار خان کو احمدنگر کی حراست پر بہیجا اور بیرام بیگ بخشی ان تمام تہانہ دارون اور فوجدارون کے ساتہہ

جو بالا گھاٹ مین متعین ہوئے تھے بالا گھاٹ کو آیا اور اونھین اپنے اپنے مقامات پر
احمد نگر جالنہ پور مونگی پٹن سرکار باسم پاتری سیکر ماہور کہرلہ کلم پرگنہ بالاپور آنبر پرگنہ
بہیر مین جس کا فقط محاصل پچیس لاکھ روپیہ تھا قابض کرکے چلا گیا اور اپنے ساتھ
بہرجی زمیندار بگلانہ کو بہی مع پیش کش لایا جس کی تنبیہ کا بہی اوس کو حکم ہوا تھا۔ شاہزادہ خرم
نے برہانپور سے کچھ فوج راجہ ہائے گوندوانہ کے مطیع کرنے کے لیے بہی بہیجی تہی
اوس نے جاکر اور مار پیٹ کرکے اونھین مطیع کرلیا۔ اور ساٹھ ہاتی اور دو لاکھ روپیہ
چانده سے اور تین ہاتی اور ایک لاکھ روپیہ رم سے پیش کش مین لائے۔ جب
یہ سب انتظام ہوگیا تو شاہزادہ نے بدستور سابق خانخانان کو خاندیس و برار و دکن کا صوبہ دار
کیا اور تیس ہزار سوار اور سات ہزار پیادی برقنداز کا ندار اوس کی مدد کو چھوڑے۔ جس مین
سے بارہ ہزار سوار شہنواز خان کو دیکر دکن کو بہیجا۔ اور خود اسی ۱۰۲۶ھ مین ۱۱ شوال کو
باپ کے پاس جا پہونچا۔ اور دکن کی پیش کش جس کی کل تعداد پچاس لاکھ روپیہ کے قریب
تہی اور نیز زمیندار بگلانہ کو جہانگیر کی خدمت مین پیش کیا۔ جہانگیر نے اس حسن خدمت کے
عوض شاہزادہ خرم کو شاہجہان کا خطاب اور سی ہزاری بست ہزار سوار کا منصب عنایت کیا
اور دربار مین کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی۔

۲۰۴۔ جہانگیر کا گجرات کو اور پہر کشمیر کو جانا۔

اس کے بعد جہانگیر نے مہابت خان کو کابل کی صوبہ داری پر بہیجا
اور سیر و شکار کرتا ہوا احمد آباد اور کھمبات کو چلا گیا مگر چونکہ احمد آباد کے
قریب بادشاہ بیمار ہوگیا۔ اس لیے وہان سے بہت جلد مالوہ کو واپس ہوا لیکن جب
سنا کہ آگرہ مین وبا پھیل رہی ہے پہر دوبارہ سرحد مالوہ سے احمد آباد کو لوٹ گیا۔
اور صوبہ گجرات شاہجہان کو جاگیر مین دیدیا اور ۱۰۲۷ھ مین پھر آگرہ کو مراجعت کی۔ اسوقت

تک بہی آگرہ کی وبا بشدت تہی اس لیے فتح پور مین مقام کیا۔ خانخانان دکن سے یہان آکر بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ چونکہ ۱۰۲۸ھ کے شروع مین شہنواز خان مرگیا اس لیے بجاے اوس کے اوسکے بہائی داراب خان کو جہانگیر نے خاندیس اور برار کا صوبہ دار کیا۔ اسی زمانہ مین جہانگیر نے حکم دیا کہ لاہور اور مالوہ کے راستہ مین ایک ایک کوس کے فاصلہ پر کنوین کہودے جائین اور سڑکون پر سایہ دار درخت لگاے جائین اور موقع مناسب پر سرائین بنائی جائین۔ پہر بادشاہ کشمیر کو چلا۔ راستہ کی تکلیفین دیکہکر راستہ مین قیام گاہین بنانے کا حکم دیا۔ اور چونکہ کشمیر مین بعض لوگون نے فساد کیا تہا دلاور خان کو اوس کی تنبیہ پر مقرر کیا۔ اور فساد فرو ہوا۔ پہر ۱۰۲۹ھ مین بادشاہ یہین رہا۔

۲۰۵۔ مرزا علی والی بیدر کو قید کرکے ابراہیم عادل شاہ کا علاقہ بیدر اور اوسہ پر قبضہ کرنا۔

مرزا علی امیر بریدشاہی کو نکالکر ۱۰۱۸ھ مین بیدر کا حاکم بن بیٹھا تہا اوس نے چاہا کہ خاندان عادل شاہیہ سے کچھہ رشتہ پیدا کرے کہ جس سے یہ سلطنت دوست ہو جائے۔ اس لئے اوس نے اپنی بیٹی ابراہیم عادل شاہ کے بیٹے سے ۱۰۲۲ھ مین بیاہ دی۔ اور پرگنہ چنگوپہ اوس کے جہیز مین دینے کو کہا۔ جب شادی ہوگئی تو اپنی چہوٹی سی سلطنت کا ایک بڑا پرگنہ ہاتھہ سے جاتا دیکہکر دل تو کہا۔ اور جو اقرار کیا تہا اوس کے ایفا مین لیت و لعل کرنے لگا۔ ابراہیم کو اس پر غصہ آیا۔ جب اس وقت جہانگیر سے اطمینان خاطر ہوا تو اوس نے ۱۰۲۹ھ مین مرزا علی سے چنگوپہ کے پرگنہ لینے کے واسطے ستر ہزار سوار روانہ کئے۔ اور سرادر رنجہول کے مواضع کے درمیان گہاٹ پر اونہون نے آکر مورچہ جما ئے۔ مرزا علی بہی دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ لیکر دفعیہ کو نکلا۔ اور تاذب گمشہانہ کے کنارہ آکر پڑا۔ مرزا علی کی تلون مزاجی سے اوس کے سردار ناراض ہورہے

تھے اور جانتے تھے کہ عادل شاہ کو ضرور فتح ہوگی - اِس لیے اوس کے سردار عادل شاہ سے بہت مل گیے تھے - عادل شاہی فوج نے مرزا علی کے لشکر پر رات کے وقت چھاپہ مارا - اور اندھیری رات مین بان اور حقون سے اوس کے لشکر کو پریشان کر دیا - کچھہ تو اس سبب سے اور کچھہ عادل شاہ کی رعایت سے مرزا علی کے سردار کنارہ کش ہو گیے اور صبح کو مرزا علی اور اوس کے متعلقین کو عادل شاہی فوج نے قید کر لیا او بیجاپور کو لے آئے - یہان ان کو ایسا قید کیا کہ پہر اون کے مرگ و زیست کا کسی کو حال نہین معلوم ہوا - تاریخ بریدیہ مین اس واقعہ کو محمد عادل شاہ اور شادی کو علی عادل شاہ سے منسوب کیا ہے - اور سنہ ۱۰۲۹ھ کے بجاے سنہ ۱۰۳۷ھ اور سنہ ۱۰۴۶ھ لکھا ہے - مگر یہ غلط ہے اول تو علی عادل شاہ سنہ ۱۰۴۹ھ مین پیدا ہوا ہے اوس کی شادی سنہ ۱۰۳۷ھ مین کیونکر ہو سکتی ہے - دوسرے یہ کہ سنہ ۱۰۲۳ھ مین بیدر ابراہیم عادل کے قبضہ مین تہا اور اوسے ملک عنبر نے ابراہیم عادل شاہ پر چڑہائی کرنے کے وقت لوٹا تہا - اس لیے ہمارے نزدیک بجاے علی کے محمد اور بجاے سنہ ۱۰۲۷ھ کے سنہ ۱۰۲۷ھ ہونا چاہئین - اور اس ہماری راے کی تصدیق تاریخ بیجاپور سے ہوتی ہے اوس مین اس کے فتح کی تاریخ سنہ ۱۰۲۹ھ کے قریب مین لکھی ہے - غرض جب مرزا علی قید ہو گیا تو ابراہیم نے بیدر اور اوس کے توابعات پر قبضہ کر کے اوسے داخل ممالک محروسہ کر لیا اور مرزا علی کی بیٹی اپنی بہو کو دلجوئی کے لیے اس علاقہ کا مختار بنایا - اب بیدر کی حکومت کا جو نام باقی تہا وہ بہی جاتا رہا - اسی زمانہ مین ادہونی کی طرف کچھہ فساد ہوا تہا - ابراہیم نے کچھہ فوج اوس کے رفع کے لیے بہیجی تہی اس فوج نے سنہ ۱۰۳۱ھ مین کرنول کو فتح کر لیا - اور وہ علاقہ بہی عادل شاہی عملداری مین داخل ہو گیا -

۲۰۶ ملک عنبر کی تاخت جہانگیری علاقون پر اور جہانگیر کا شاہجہان کو دکن کی طرف بہیجنا۔

جس زمانہ مین جہانگیر کشمیر جنت نظیر کی سیر و سیاحت مین مشغول تہا اوس وقت دکن مین سلطان محمد قطب شاہ دینداری اور نماز روزہ کے کامون مین مصروف رہا۔ اور ابراہیم عادل شاہ نے بیدر کو بیجاپور کی حکومت مین داخل کرلیا تہا۔ مگر ملک عنبر دوسری ہی تک و دو مین تہا اوس نے اس زمانہ مین اپنی فوج اور ملک کا خوب انتظام کیا۔ اور ایسے سردار پیدا کئے جو اوس کے خالص رفیق اور ہوا خواہ تہے اور جن پر اوس کا بڑا اعتبار تہا اور غالباً ادن امرا کو بہی راضی کرکے اپنے پاس بولالیا کہ جو پہلے آزردہ خاطر ہوکر شہنواز خان کے پاس چلے گئے تہے کیونکہ ان باغی سردارون کے نام آگے چلکر ہم اوس کے سپہ سالارون مین پاتے ہین۔ ملک عنبر بڑا غیرت والا شخص تہا۔ اس کو نہ صرف اپنی شکست کا اور علاقجات مفتوحہ کی واپسی کا ہی رنج تہا۔ بلکہ اس بات کا بڑا صدمہ ہوا تہا۔ کہ شاہجہان کے سفیر ابراہیم عادل شاہ کے پاس چلے گیے اور وہین تمام شرائط صلح طے کی گئین۔ اور اوس کو فقط شرائط صلح کی تعمیل کے لیے پوچہا گیا۔ جب اوس کا انتظام اندرونی درست ہوگیا۔ اور جہانگیر دکن سے دور چلا گیا۔ تو اوس نے فوراً عہد اطاعت کو فراموش کر بادشاہی علاقون پر ہاتہ بڑہایا۔ اور پچاس ہزار فوج کی بہیڑ بہاڑ سے پہلے تو بالا گہاٹ کی شاہی فوج کو تنگ کیا۔ اور تمام رسد و آذوقہ کے راستہ بند کردئے شاہی فوج نے بہکر کو مستحکم کرکے تین مہینے تک اوس کا مقابلہ کیا۔ گو کہ داراب خان نے منصور خان حبشی عنبر کے ایک سردار کو گرفتار کرلیا۔ مگر آخر کو اوسے رودہنکیر کی گہاٹ سے اوتر کر نواح بالاپور مین پناہ لینا پڑا۔ پہر عنبر نے یہان بہی اون کو چین نہ لینے دیا اور تمام رسد کے راستے مسدود کردے کہ بادشاہی امرا قحط کے باعث بالاپور کو بہی چہوڑ بہاگے

اور برہانپور مین جاکو پناہ لی - اور عنبر نے تمام دیہات و قصبات کو حوالی برہانپور تک غارت اور ویران کر ڈالا اور احمد نگر کا محاصرہ کیا اور دکن برار خاندیس کے تمام قدیم اور جدید شاہی علاقہ پر قابض ہوکر برہانپور کو جاکر دہمکی دی - خانخانان نے پہلے ہی جہانگیر کو عرضی بہیجکر عنبر کی سرکشی کی اطلاع دی تہی اب جب شاہی ملازمون کو عنبر نے ایسا تنگ کردیا تو صوبہ دار برہانپور وغیرہ نے عرضیان بہیجکر جہانگیر کو ان تمام واقعات کی اطلاع دی - اور کہا کہ یا تو آپ خود اس قدر جلد بطریق ایلغار کے آئین کہ جیسے اکبر بادشاہ احمد آباد کے امراکی مدد کو تو روز مین آگیا تہا - یا شاہجہان کو بہیجین تب تو ہماری جان اور آبرو محفوظ رہ سکتی ہے - ورنہ راجپوتون کی طرح ہم لوگ اپنے زن و فرزند کو قتل کرکے مخالف سے مقابلہ کو نکلینگے اور لڑکر مرجائینگے ملک کی بدنظمی کے باعث خزانہ مین ایک پیسہ نہین ہے اور فوج کی حالت تنگی خرچ کی وجہ سے نہایت ہی خراب ہے اس خبر کے پہونچتے ہی پہلے تو جہانگیر نے احمد آباد اور مالوہ کے خزانہ دارون کو بیس لاکہہ روپیہ دینے کو حکم لکہا - اور سزاولون کو حکم دیا کہ فوراً جاکر اس کی تعمیل کرادین اور شاہجہان کو دکن کی مہم پر جانے کے لیے کہا - اور خود بہی کشمیر سے آگرہ کو چلا آیا اور لاہور مین آکر شاہجہان کو پچاس لاکہہ روپیہ نقد مع دیگر انعامات کے دکن کے فوجی اخراجات کے لیے عنایت کرکے غرۂ صفر ۱۰۳۰ھ کو رخصت کیا - اور خان جہان کو صوبہ دار ملتان کرکے خود آگرہ کو چلا آیا - اور شاہجہان راجہ بکرماجیت و افضل خان و عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن و لشکر خان و سردار خان و سید نظام و معتمد خان بخشی لشکر اور راحدی) اور برقندازون کے ایک بڑی بہاری فوج لیکر روانہ ہوا -

۲۰۷ - شاہجہان کا شراب سے توبہ کرنا اور برہانپور مین پہونچنا -	اس وقت ملک عنبر کی فوج براہ اکبر پور ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۰ھ کو عبور کرکے دریاے نربدا سے شمال مین تاخت و تاراج

کر رہی تھی اور منصور حبشی نے آٹھ ہزار فوج سے ماندو کے قلعہ والون کو دہمکی دی تھی،
اور محمد تقی کو قلعہ چہین جانے کا سخت اندیشہ ہورہا تھا اس لیے دوسرے ہی روز ۲ ربیع الاول
کو شاہجہان نے خواجہ ابوالحسن کو پانچ ہزار سوار دے اور ہراول کرکے دکھنیون کی تنبیہہ پر
متعین کیا - اس خبر کے پہونچتے ہی محمد تقی اور یوسف خان قلعہ سے ہزار سوار لیکر نکلے -
ایک چہوٹی سی لڑائی ہوئی جسمین دکھنی شکست کہا کر نربدا پار بہاگ آئے - چونکہ نربدا کے
اس طرف عنبر کی فوج کچہہ آگے تھی اس لیے منصور حبشی نے تقویت پا کر چاہا کہ نربدا سے
عبور کرکے پہر محمد تقی پر حملہ کرے مگر محمد تقی نے دوسری کنارہ سے تیر اور بندوقون سے
ایسا روکا کہ وہ دریا سے نہ اوتر سکے اور خواجہ ابوالحسن و بیرام بیگ وغیرہ محمد تقی سے آکر
مل گیے اور بالاتفاق دریاے نربدا سے عبور کر آئے - اور عنبر کی فوج برہانپور کو بہاگ آئی -
سنہ ۱۰۲۴ھ مین جشن سالگرہ مین جہانگیر نے شاہجہان کو زبردستی شراب پلائی تھی اوس وقت
سے شاہجہان شراب پینے لگا تھا - جب وہ دریاے چنبل پر آیا - اور دکھنیون کی قوت
و شوکت کا حال سنا تو اوس کو اپنی عزت کا بڑا خیال ہوا - اور پہلی فتح کی نیک نامی کو
شکست کی بدنامی سے بدل جانے کا اندیشہ پیدا ہوا - اس لیے اوس نے شراب
نوشی کے طلائی ظروف کو توڑکر خیرات کردیا اور شراب دریا مین پہکوا دی - اور خدا سے
عہد کیا کہ آئندہ شراب کبھی نہ پیونگا ۵

جبذا شاہی کہ در عہد شباب	شد ز توبہ ہم چو پیران کامیاب

جب اس فتح کی خبر شاہجہان کو پہونچی تو وہ ۲۷ ربیع الاول کو شادی آباد ماندو کے قریب
پہونچا - وہان خانخانان اور داراب خان کے عریض سے معلوم ہوا کہ دکھنی فوج حوالی
برہانپور مین ساٹھہ ہزار سے کم نہین ہے اور قرب و جوار مین ایسی منتشر ہے کہ جیسے برہانپور کا

محاصرہ کئے ہوئے ہے - ایسی حالت مین اوس وقت تک کہ فوج متعینہ ہمراہی کل
نہ جمع ہو جائے یہان آنا خطرہ سے خالی نہین ہے - بہتر ہے کہ اوسی جگہہ تا فراہمی
سپاہ توقف کیا جائے اور اسی کے ساتھ شاہجہان کے ہواخواہون نے بہی صلاح
دی کہ جب تک کل فوج آکر لشکر مین جمع نہ ہو جائے نربدا سے عبور کرنا نہ چاہیئے - مگر شاہزادہ
نے ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۰ھ کو متوکل علی اللہ صرف سولہ ہزار فوج سے دریاے
نربدا کو عبور کیا اور اوسی روز عبداللہ خان بہی دو ہزار سوار سے شاہزادہ کی فوج سے
ملگیا - اب شاہجہان نے فوج کو ترتیب دیا - عبداللہ خان چونکہ جنگ آزمودہ تھا
شاہجہان نے اوسے ہراول مقرر کیا - اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو
جرنغار قرار دیا چونکہ دریاے نربدا سے برہانپور صرف چار منزل پر ہے اور اس قدر
فاصلہ کو دکھنی اپنی تاخت مین طے کر سکتے تہے - اس لیے شب خون کا بڑا اندیشہ تہا
شاہجہان نے اسی مقام سے راتون کو بہی دن کی طرح اپنے لشکر کی حفاظت شروع
کی جب وہ برہانپور کے قریب پہونچا تو خانخانان اور داراب خان وغیرہ نے عرض کیا
کہ باوجود آپ کی تشریف آوری کے دکھنی یہان سے نہین ہٹے چار پانچ کوس پر موجود ہین
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کو بڑی قوت ہو گئی ہے - اس لیے یہ بہتر ہے
کہ دریاے پورنا کے کنارہ جو یہان سے چودہ پندرہ کوس ہے - اِن برسات کے باقی
دو مہینون مین قیام کرین - اور جب ایام برسات منقضی ہو جائین تو مخالفون پر چڑہائی کیجائے
مگر شاہزادہ نے تامل کو پسند نہ کیا - اور یہ سمجھکر کہ دشمن کی طاقت روز بروز بڑہتی ہے
اور میری سستی سے اون کو حوصلہ اور جرأت بڑہ جائے گی فوراً حملہ کی تیاری
کی -

۲۰۸- شاہجہان کا دریاے تاپتی سے عبور کرنا -

اوس نے بخشیون اور دیوانیون کو حکم دیا کہ جن لوگون کی جاگیرین دکنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہین اور جن کی جاگیرین دور ہین اونسین تنخواہون کے مطلوبے بتانے اور حسب ضابطہ کارروائی ہونے کے بغیر چھ چھ مہینے کی تنخواہ دیدی جاے اور اگر خزانہ ہمراہی اس کے لیے کافی نہو تو اون کے ساتھ معتبر سزاول متعین کردئے جائین کہ جہان کہین سرکاری روپیہ موجود ہو وہان سے اون کو دلادین - اور منتظمون کو حکم دیا کہ جس کے پاس گھوڑا یا سواری بار برداری اور سامان حرب وضرب نہو اوس کے لیے فوراً مہیا کردین - اور خود صبح سے عشا کی نماز تک برابر اسی انتظام مین مصروف رہتا تھا - جس سے دو تین ہی دن مین چالیس لاکھ روپیہ فوج مین تقسیم کردیا گیا - اور فوج اچھی طرح مہیا ہوگئی - پھر تیس ہزار سوار پانچ سردارون کے ماتحت کیے اون مین عبداللہ خان وارا ب خان خواجہ ابوالحسن تو امراے بادشاہی تھے اور راجہ بکرماجیت اور راجہ بھیم اوس کے خود اپنے آدمی تھے - اپنے سات ہزار سوار اور تمام فوج کی کمان راجہ بکرماجیت کو دی - اور داراب خان کو یہ مرتبہ دیا کہ جنگی کامون کا مشورہ اوس کے روبرو محفل منعقد ہوکر ہوا کرے - چونکہ دکنیون کی لڑائی مین چنداول پر بڑی ارد ہاڑ رہا کرتی تھی اس لیے حکم دیا کہ ہر روز ایک ایک سردار نوبت بنوبت چنداول کی نگرانی کیا کرے - اب یہ سب فوج ۲۵ جمادی الاول کو روانہ ہوئی اور ۳۰ کو برہانپور کے پاس چار پانچ کوس پر دریاے تاپتی سے اوتری - ملک عنبر نے بھی احتیاط اور ہوشیاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - اور اپنی تمام طاقت اور دانائی اوسمین خرچ کردی - معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی سابق کی طرح عادل شاہ اور قطب شاہ نے عنبر کا کافی طور پر کچھ ساتھ ندیا - ابراہیم کی کچھ فوج بے شک گئی تھی مگر اونٹ کے منہ مین

زیرہ کیا معلوم ہوتا۔ سچ ہے کہ قطب شاہ اور عادل شاہ دونو کان دبائے ہوئے تماشا دیکھتے تھے۔ اگر یہ بھی عنبر کی طرح اپنی کل فوجون کو لیکر مستعد ہو جاتے تو جہانگیری فوج کی ہستی نہ تھی کہ دکن کا رخ بھی کرتی۔

۲۰۹۔ شاہجہان کا عنبر کی فوج کو متواتر شکستین دیکر کہر کی تک پہونچنا۔

جب جہانگیری فوج دریائے تاپتی سے گذری تو دو تین کوس پر یاقوت خان جو عنبر کا بڑا نامی سپہ سالار تھا ایک کوس بڑہ کر چندادل پر ناگہانی آپڑا۔ اور تمام شاہجہان کی فوج کو گرد برد کر دیا۔ اور لشکر مین ایک تزلزل عظیم ڈالدیا۔ اوس روز چنداول پر خواجہ ابوالحسن کی نگرانی تھی۔ یہ لوگ پہلے ہی سے انتظار مین تھے۔ اور خوب ہوشیار تھے۔ دکھنیون کا خوب مقابلہ کیا۔ یاقوت خان کے پانچ سو آدمی مارے گیے اور چھ سو قید ہو گیے۔ اور وہ شکست کھا کر عادل آباد کی گھاٹ سے پار چلا گیا۔ اوس کا سامان بہت کچھ رہ گیا۔ ابوالحسن کے ساتھیون مین اللہ وردی بیگ اور شیر بہادر دو سردار زخمی ہوئے۔ پھر شاہجہان کی فوج نے دریائے پورنا تک دشمن کا تعاقب کیا اور عادل آباد سے ملکاپور کا رخ کیا۔ ابھی شاگرد پیشہ اور خدام لشکر پیچھے ہی راستہ مین تھے اور داراب خان اور بکرماجیت لشکر کے گرد پھر کر اونہین ترتیب سے اوتار ہی رہے تھے کہ دلاور خان اور آتش خان عنبر کی فوج کے سردار چودہ پندرہ ہزار سوار سے یکایک آپڑے۔ اور ایک طرف سے تین ہزار آدمیون نے بڑہ کر لشکر پر بان برسانا اور دوسری جانب سے پھیر کو لوٹنا شروع کیا جس سے ایک سخت آشوب اور غلغلہ عظیم پڑ گیا۔ بادشاہی فوج مین سے راجہ بکرماجیت اور راجہ بھیم نے بھی خوب مقابلہ کیا کہ بس سے دشمن لوٹے۔ مگر لوٹتے لوٹتے یکایک پھر پلٹ پڑے۔ اور لشکر کے بیچ مین گھسکر بزن اور بکش کی صدا دینے لگے۔ مگر پھر بھاگ کر چلدئے

اور داراب خان نے ایک کوس تعاقب کر کے دو سو آدمی اون کے مار ڈالے۔ اس کے بعد جب شاہجہان کی فوج بالا گھاٹ دیو سے نظام شاہی عملداری مین داخل ہوئی تو دو روز تک قیام کیا تاکہ سب فوج جمع ہو جائے۔ یہان سے ملا محمد تقی ایک ہزار سوار برار کو اور محمد خان نیازی کچھ فوج سے خاندیس کو گئے کہ بادشاہی علاقون پر قبضہ کر لین۔ اس مقام سے جب فوج دو کوچ مین چودہ کوس آگے بڑھی۔ تو عنبر کا ہراول جس کے سردار یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو راو و بتنگ راو دو ساہوجی بھونسلہ وغیرہ تھے بادشاہی فوج کے ہراول راجہ بکرماجیت کی فوج پر ایک بلائے آسمانی کی طرح نازل ہوا۔ اور ادہر اودہر سے بان مارنے شروع کیے راجہ بکرماجیت نے بڑی جوان مردی کی۔ اور سید صلابت خان و سید علی و سید جعفر و سید مظفر جو سادات بارہ سے تھے اور اودا جیرام دکھنی راجہ کی مدد کو آ گیے۔ سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بتنگ راو عنبری فوج کی ایک جماعت کثیر کے ساتھہ مارا گیا اور شاہجہان کی فوج مین سے سید علی بارہ اور جمشید خان حبشی برادر فرہاد خان جو ماندو مین شاہجہان کے پاس آ گیا تھا اور سید مظفر کے دو برادرزادہ قتل ہوئے بعد ازان دکھنی بھاگے۔ اور دکھنیون کے دستور کے موافق یاقوت خان بھاگ کر پھر بادشاہی فوج پر لوٹ پڑا۔ اور از سر نو فوج مین ایک تزلزل ڈال دیا۔ اس وقت بھی شاہجہان کے پانچ بڑے بڑے سردار مارے گیے۔ اور یاقوت خان کی فوج مین فیروز خان حبشی جو عنبر کا نامی سردار تھا سات سو آدمی کے ساتھ قتل ہوا اور دکھنی منہزم ہو گیے۔ غرض اسیطرح ہر روز جدال و قتال ہوتا اور شاہجہان کی فوج آگے بڑھتی آتی۔ اور عین موسم بہار مین ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۰ھ کو کھرکی سے چھہ کوس پر پہونچ گئے جو عنبر کا اس وقت دار السلطنت تھا۔

۲۱۰- شاہجہان کا دولت آباد کو محاصرہ کرنا اور احمد نگر کا محاصرہ اوٹھانا اور تمام بادشاہی علاقہ کو واپس لینا-

اب عنبر بہت پریشان ہوا اور اوس نے مرتضی نظام شاہ اپنے آقائے مجبور کو کہر کی سے نکالا- اور دولت آباد مین جا کر رکہا- اور جو ضروری چیزین تہین اونہین بہی وہین جا کر چہپایا- پہر اپنی فوج کو اوسی قاعدہ سے قزاقانہ جنگ کے واسطے متعین کیا شاہجہان کی فوج بہی کہر کی پر پہونچی- اور عنبر نے جسے پندرہ سال تک آرایش دی تہی اور اوسے اپنا دار السلطنت بنایا اور خوب سجایا تہا اوسے ایک دم مین جلا کر خاک سیاہ کر دیا- اور تین روز کے بعد ۲ ہر جمادی الثانی کو وہان سے کوچ کیا- اوسی روز ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی دکہنیون کے بہت آدمی مارے گیے- عبد اللہ خان شاہجہان کے سردار نے فتح پائی- چونکہ دولت آباد کے محاصرہ سے کچہہ فائدہ نہ تہا اس لیے شاہجہان کی فوج نے اوس پر کچہہ توجہ نہ کی- جہانگیر کی طرف سے خنجر خان المخاطب بہ سپہ دار خان احمد نگر کا قلعہ دار تہا- اگرچہ عنبر کی فوج نے ایک مدت سے اوس کا محاصرہ کر رکہا تہا مگر ابہی تک خنجر خان اوسے روکے ہوئے تہا- چونکہ اس وقت وہان رسد کم رہ گئی تہی اور بڑا نازک وقت آگیا تہا جس سے عنبر کو مضبوط قلعون کی پناہ کے لیے ضرورت تہی اوس نے اپنی فوج کے سردار جوہر حبشی کو جو عنبر کا داماد تہا تاکید کی کہ احمد نگر کو جلد خالی کرا لے چنانچہ دکہنون نے محاصرہ کو نہایت سخت کیا- شاہجہان کی فوج کو بہی اس وقت ایک تو رسد کی تنگی تہی دوسرے احمد نگر کا بچانا بہی منظور تہا- اس لیے امراے فوج نے احمد نگر سے جوہر کے ہٹانے اور قلعہ مین ذخیرہ پہونچانے کے ارادہ سے کوچ کیا اور چاہا کہ اس کام کو انجام دیکر ناسک اور ترنبک کی طرف چلے جائین کہ جہان ملک آباد ہے اور غلہ وغیرہ رسد بکثرت مل سکتی ہے- جب یہ فوج یہان سے روانہ ہوئی

اور خنجر خان کو اس کی خبر پہونچی تو اوس نے قلعہ سے نکلکر جوہر خان حبشی پر حملہ کیا۔ اور دو تین سو آدمیون کو قتل اور زخمی کرکے اوسے قلعہ سے ہٹادیا۔ اس وقت شاہجہان کی فوج صرف نصف راستہ تک مونگی پٹن مین بان گنگا کے کنارہ پہونچی تہی۔ عنبر نے بہی اس فوج کی روک کے واسطے آدمی بہیجے تہے اور جوہر حبشی بہی اوس سے آکر ملحق ہوگیا تہا اور راستہ مین کوچ اور قیام کے وقت اور راتون کو شبخون سے اس فوج نے بڑی مار دھاڑ مچادی تہی۔ یہ عنبری فوج دو گروہون مین افواج مغلیہ پر مونگی پٹن سے دو کوس پر حملہ آور ہوئی اس لیئے امراے فوج شاہجہانی نے بہی چار پانچ ہزار آدمی رسد اور بار برداری کی نگرانی کو چہوڑکر اپنی فوج کے دو حصہ کیئے اور داراب خان اور راجہ بہیم نے ایک حصہ فوج کو لیکر یاقوت خان پر جس کے پاس پندرہ سولہ ہزار فوج تہی حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد پسپا کیا۔ دوسری طرف سے عبداللہ خان راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن دوسرے گروہ پر دوڑے جس کے سردار دلاور خان داتش خان وجادو راے تہے۔ اسمین عنبر کی بیس پچیس ہزار فوج تہی۔ دکہنیون نے بہی کوتاہی نکی دشمن کے چہیتہڑے بکہیر بکہیر دیئے۔ مگر عنبر کی فوج مین صرف دکہنی مسلمان اور ہندو مرہٹے تہے جو بادشاہی قواعد دان تربیت یافتہ اور پٹہانون کی فوج کے مقابلہ مین ٹہیر نسکتے تہے البتہ اون مین کمال یہ تہا کہ شکست کہاتے اور پہر اوسی وقت لوٹکر لڑانے کو مستعد ہوجاتے تہے۔ غرض ابوالحسن اور بکرماجیت نے بڑی جوانمردی سے دکہنیون کو پسپا کیا اور ان کے اس دارو گیر مین دو ہزار آدمی مارڈالے اور کئی سردار گرفتار کرلیے اور بادشاہی آدمی بہی بہت کام آئے۔ اودہر خاندیس اور برار مین بہی محمد تقی وغیرہ سردارون نے جو ضبط پرگنات کے لیے گئے ہوئے تہے اچہے اچہے کارہاے نمایان کیے۔ اگرچہ

عنبر کی فوج نے اونہین کئی مرتبہ شکست دی - مگر آخر کو بادشاہی فوج اون پر ہی غالب آئی
اس لیے عنبر نے جادوراے کو آٹھہ ہزار سوار سے محال باسم کے لینے کے واسطے بہیجا
مگر راجہ بہیم نے محمد تقی کی مدد کی اور جادوراے کی شکست ہوئی - اور جس قدر بادشاہی
ملک پر عنبر نے قبضہ کر لیا تہا وہ سب شاہجہان کے قبضہ مین آگیا - اور اسی زمانہ مین
عنبر کا مرہٹہ سردار جادوراے ازراہ نمک حرامی شاہجہان کے پاس چلا گیا -

۲۱۱ - شاہجہان اور عنبر کی صلح اگرچہ اس وقت بہی ملک عنبر کو طاقت تہی کہ شاہجہان کی فوج کو ایک
عرصہ دراز تک تنگ کرتا اور تعجب نہین کہ اس عرصہ مین جہانگیر اور شاہجہان کی حالت مین
تبدلات اور تغیرات ہونے کے سبب سے وہ بادشاہی فوج کو اپنے ملک سے نکال
بہی دیتا - مگر جنگ دوست سردار عنبر نے مآل اندیشی کی اور مخلوق کی تباہی کے باعث
پے در پے شکستین اوٹھا کر صلح کرنا بہتر سمجہا اور راجہ بکرماجیت کے پاس اپنے سفیرون
کو بہیجکر شاہجہان سے بادشاہی علاقہ پر اپنے دست درازی کا یہ عذر کیا کہ آپ جب پہلے
یہان تشریف لاے تہے تو ابراہیم عادل خان پر بڑی مہربانی کی تہی اور مجکو اوس سے
بالکل محروم رکہا تہا اس سبب سے مجہے بڑا رنج ہوا تہا اور یہی وجہ تہی کہ مین نے بادشاہی
علاقہ کو لے لیا تہا - اگر آپ اب میرا قصور معاف فرمائین تو مین ہمیشہ آپ کا مطیع و فرمان
بردار رہونگا اور پچہلا اور حال کا پیشکش سب ادا کرونگا اور آیندہ کو بہی دیدیتا رہونگا - بکرماجیت
نے کہلا بہیجا کہ اگر آپ تہ دل سے صلح چاہتے ہین تو احمدنگر کے محاصرہ کو فوراً اوٹہا لیجیے
اور جو فوج اور خزانہ کہ قلعہ والون کے پاس بہیجا جاتا ہے اوس سے مزاحمت نہ کیجاے
تب آپ کی درخواست پر لحاظ کیا جائیگا - عنبر نے اس کو منظور کیا - اور ایک ہزار اشرفیون
کے ساتھ ایک لاکہہ روپیہ احمدنگر کو راجہ نے بہونچا دیا - جب وہان سے خبر آگئی کہ روپیہ

بے مزاحمت احمد نگر مین پہونچ گیا تو راجہ بکرماجیت نے عنبر کی درخواست کو شاہجہان کیخدمت مین سفارش کر کے بہیجدیا۔ چونکہ شاہجہان بہی نیک طینت اور رحم دل تہا اور کسی کو بالکل خراب کرنا نہ چاہتا تہا اور غلہ کی گرانی اور گہاس چارہ کی کمیابی سے پریشان ہو رہا تہا اور جہانگیر کی بیماری کی متوحش خبرین آرہی تہین۔ اوس نے ان شرائط کو فوراً منظور کر لیا جب یہ قول و قرار سب ٹہیک ٹہاک ہو گیے تو شاہجہان نے اس فتح کا حال اپنی ایک عرضی مین لکہا اور اوسے عنبر کی عرضی کے ساتہ افضل خان کے ہاتہہ جہانگیر کے پاس روانہ کیا۔ جہانگیر نے اس سے نہایت خوش ہو کر شاہجہان کو وہ کلغی بہیجی جو شاہ عباس کے پاس سے تحفے مین آئی تہی۔ اور افضل خان کو شاہجہان کا دیوان مقرر کر کے واپس کیا۔ جب جہانگیر کشمیر سے واپس آرہا تہا تو اوسے ضیق النفس کا عارضہ ہو گیا تہا اور کئی حملے اوس کے ہو چکے تہے۔ اس وقت اوسے اوس سے آرام ہوا تہا اور سالگرہ کا وقت بہی قریب آگیا تہا اس لیے اوس نے ان تینون جشنون کے واسطے نورجہان کی درخواست پر اوسے اس جشن کے انتظام کا اہتمام سپرد کیا۔ اور خوب جشن ہوئے پہر جہانگیر کشمیر کو چلا گیا یہ واقعہ سنہ ۱۰۳۰ھ کے آخر کا ہے۔

۲۱۲ - عنبر اور شاہجہان کی شرطین اور اونکی تعمیل۔

عنبر اور شاہجہان کے درمیان صلح کی شرطین یہ قرار پائی تہین کہ جو ملک اکبر اور جہانگیر کے زمانہ مین فتح ہوا تہا عنبر اوسے واپس کرے۔ اور نیز وہ علاقہ بہی دے کہ جو پہلے صلح مین شاہجہان اور عنبر کے قبضہ مین بالاشتراک رہنا قرار پایا تہا اور اب تک عنبر نے اوسے نہین دیا تہا یہ علاقہ ۳۵ لاکہہ روپیہ کا تہا مگر اس بالاشتراک قبضہ کی کچہہ تفصیل نہین لکہی ہے کہ یہ کیسا قبضہ تہا۔ اور نظام الملک سے بارہ لاکہہ روپیہ و عادل خان سے بیس لاکہہ روپیہ و قطب الملک سے اٹہارہ لاکہہ کل پچاس لاکہہ روپیہ پیش کش اور ہرجانہ جنگ کی بابت ایلکر ادا کرے۔ عنبر نے قطب شاہ سے

تو روپیہ لینا اپنے ذمہ لیا اور عادل شاہ کی نسبت کہا کہ وہان خود شاہجہان اپنا آدمی بہیجکر پیش کش وغیرہ منگالے - بعدازان شاہی فوج نمرتی کی طرف چلی گئی - چونکہ بالاگہاٹ مین کوئی قلعہ نہ تہا اور احمدنگر سرحد پر واقع ہوا تہا اس لیے کہرک پور کے اوپر نمرتی کے قریب ایک قلعہ بنایا اور ظفرنگر اوس کا نام رکہکر اوسے صدر مقام قرار دیا اور راجہ بکر ماجیت اور داراب خان آٹہہ ہزار سوار سے وہان قیام پذیر ہوئے اور عبداللہ خان ارہ مین اوس سے چہہ کوس شمال کو اور ابوالحسن موضع پیپلی مین اوس سے دو کوس پر اور سردارخان اوس کا بہائی دیولگام مین روہتکیر کے نزدیک اور خنجرخان تین ہزار سوار سے احمدنگر مین اور سربلندخان تین ہزار سوار سے جالنا پور مین اور جان سپارخان تین ہزار سوار سے بیٹر مین اور یعقوب خان بدخشی مونگی پٹن مین اور اودا جیرام وغیرہ دکہنی ماہور مین شاہجہان کی طرف سے مقیم ہوئے - اور برہانپور سے دیولگام تک برابر تہانے جابجا مقرر کرکے ملک کا ایسا انتظام کیا کہ مسافرون کو آمد و رفت مین پہر کہٹکا نہ رہا - بعدازان شاہجہان نے حکیم عبداللہ گیلانی کو ابراہیم عادل شاہ کے پاس اور کنہرداس برادر راجہ بکرماجیت کو عنبر کے پاس اور قاضی عبدالعزیز کو سلطان محمد قطب شاہ کے پاس روپیہ وصول کرنے کو بہیجا - اور راجہ بہیم زمیندار گونڈوانہ کے پاس پیش کش لینے کو گیا - ابراہیم عادل شاہ نے پیش کش بہیجنے مین اس وجہہ سے سستی کی کہ عنبر سے یہ شرطین طے ہوئی تہین اور اوس کو عادل شاہ پر ابہی سے تفوق ہوتا تہا - اس لیے شاہجہان نے افضل خان کو اوس کے پاس بہیجا جو پہلے بہی اوس کے پاس گیا تہا اور اوس سے شناسا تہا - اور وہ اوسے سمجہا کر کل پیشکش لایا جسمین نقد اور جواہرات وغیرہ کے ساتھ ساٹھ ہاتہی تہے - ہر وقت بہی ابراہیم نے دو لاکہہ روپیہ افضل خان کو دیا اور ادہر سے قاضی عبدالعزیز بہی اٹہارہ لاکہہ روپیہ کا پیشکش لایا جس مین سو ہاتہی بہی تہے اس طرح کنہرداس بہی عنبر کے

میرے جانے سے وہان فائدہ ہوگا مین وہان سے حرب وضرب کے سامان کا بندوبست کرونگا - اور اپنے آدمی وہان رکھون گا کہ مجھے سامان بھیجتے رہین - چونکہ اس وقت والی ایران نے قندہار پر قبضہ کرلیا تھا اس لیے جہانگیر کو اوس مہم کے انتظام کی بڑی جلدی تھی اور شاہجہان کی بات بھی معقول تھی اوس نے شاہجہان کی درخواست فوراً منظور کرلی اور حکم دیا کہ پنجاب کا اکثر حصہ اوس کی جاگیر مین دیدیا جاے۔

۲۱۴ - نورجہان کا شاہجہان کے نام سے پنجاب کو اور قندہار کی مہم کو مسترد کرکے شہریار کے نام مقرر کرانا۔

نورجہان نے دیکھا کہ اس طرح شاہ جہان کی طاقت گھٹنے کے بجاے اور بڑھ جائیگی تو اوس نے جہانگیر سے سفارش کرکے شہریار کو دھولپور کا پرگنہ جاگیر مین دلا دیا - جو دارالسلطنت کے عین دروازہ پر تھا - اور یہان سے ہر وقت آگرہ پر قبضہ ہوسکتا تھا - شاہجہان بھی اس مقام کی قدر وقعت جانتا تھا اوس نے جہانگیر کو پہلے ہی اس کی جاگیر مین عطا کرنے کی درخواست بھیجدی تھی اب اودھر سے شہریار نے شریف الملک اپنے ایک گماشتہ کو بھیجکر اوس پر قبضہ کرلیا ادھر سے شاہجہان نے باین خیال کہ بادشاہ ضرور میری درخواست منظور کرلیگا دریا نام ایک افغان کو اوس کے ضبط وحراست کے لیے مقرر کیا - جب دریا دھولپور مین پہونچا تو شریف الملک اور دریا سے دھولپور کے قبضہ پر تکرار ہوئی اور نوبت بجدال و قتال پہونچ گئی شریف الملک کی آنکھ مین ایک تیر لگ گیا - جب نورجہان کو اس کی خبر ہوئی تو وہ اور بھی آگ بگولا ہوگئی - اور اب علانیہ شاہجہان کی دشمنی پر کمر باندھی - اور اس کے باتون کو مبنی بر مخالفت و سرکشی ثابت کرکے جہانگیر سے کہا کہ شاہجہان کو دوسرے شاہزادون کے موجود رہتے ہوے دکن سے بولانا جہان ہمیشہ فتنہ و فساد برپا رہا کرتے ہین کون ضرور ہے - شہریار کو اس مہم پر

مقرر کرنا چاہیئے۔ چونکہ جہانگیر کے نزدیک شہریار بوجہ خوردسالی اور ناتجربہ کاری کے کسی لائق نہ تہا اس لیے نورجہان نے مرزا رستم صفوی کو جو مدتون قندہار مین رہا اور اوس سرزمین سے واقفِ کار تہا اوس کا اتالیق مقرر کیا اور جو خزانہ اور مال دولت اعتمادالدولہ کا نورجہان کو ملا تہا اوس سے قندہار کی یورش اور تسخیر کے خروج کی خود متکفل ہوئی اور شاہجہان کے نام سے پنجاب کی جاگیر مسترد کراکے شہریار کو دلائی اور شاہجہان کو ایک فرمان بہجوایا کہ تم جہان تک آ گیے ہو وہین توقف کرو اور تمہارے پاس جو شاہی فوج ہے اوسے شہریار کے پاس بہیجدو۔ اور سردارانِ دکن کے پاس سزاول بہیجے کہ وہ اونہین جلد یہان سے روانہ کرین اور شہریار کو دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دلاکر مرزا رستم کے ساتھہ قندہار کو روانہ کردیا۔ مرزا رستم سامان کے لیے لاہور کو آگے چلا گیا۔ اور جہانگیر کشمیر سے اعتقاد خان کو وہان چہوڑکر لاہور کو چلا آیا۔ نورجہان کے کہنے سے جہانگیر شاہجہان سے اس وقت ایسا بدظن ہوگیا تہا کہ اوس نے اوس کے تمام جاگیرات لیکر شہریار وغیرہ کی تنخواہ مین دیدین۔ اور اسلام خان شاہجہان کے وکیل کو دربار مین آنے سے منع کرکے حکم دیدیا کہ وہ شاہجہان کے پاس لوٹ جائے۔

۲۱۵۔ نورجہان کا جہانگیر کو بدظن کراکے شاہجہان کو باغی قرار دلانا۔ اور شاہجہان اور جہانگیر کا دہلی کے قریب مقابلہ اور شاہجہان کی شکست۔

اب شاہجہان بہت گہبرایا اوس نے دیکہا کہ نورجہان کا افسون کارگر ہوگیا۔ بادشاہ سے بغیر صاف صاف کہے کام نہ چلے گا۔ اس لیے اس نے اپنے دیوان افضل خان کو ایک عرضی دیکر جہانگیر کے پاس بہیجا اور لکہا کہ جناب مرشد و قبلہ کی خدمت مین کوئی نصیحت لکہنا ادب سے بعید ہے اور اپنے کو خسر الدنیا والآخرۃ ٹہیرانا ہے۔ مگر مجبوری ہے جب رشک و حسد اور غرض ہوتی ہے تو بڑے بڑے

عقلیں بہک جاتے ہین عورتین تو ناقص العقل ہی ہین - اگر وہ بہک جائین تو تعجب نہین
عورتون کا کہا ماننا عقل کے خلاف ہے خاصکر میرے بارہ مین - مین نے تو دو مرتبہ
دکہن کی مہم مین اپنے کو گوسفند قربانی بنا کر یہ امید کی تہی کہ مجہپر عنایت ہوگی - بجاے
اس کے میری جاگیرات لینا اور شہریار کو دینا اور اپنے نفع نقصان کو نہ سمجہنا سخت تعجب ہے
امید ہے کہ مہربانی فرماکر کام کیجئے - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مواقع پر برہم کار اور
مفسد بہت پیدا ہوجاتے ہین اور اپنے اعزاز بڑہانے اور امیدون کے پورا کرنے کے
لیے فساد ڈالنا چاہتے ہین کیونکہ جب تک ایک انتظام مدت تک بنا رہتا ہے تو
دوسرے جو پستی کی حالت مین ہوتے ہین اون کو پستی سے اوبہرنا اور دوسرے سربلندون
کو نیچے گرانا غیر ممکن ہوتا ہے - اس لیے آصف خان کو شاہجہان کا دوست سمجہکر مفسدون
نے اس وقت بہن بہائیون کے دلون مین بہی کدورت پیدا کرہی تہی - آصف خان عقلمند
تہا اوس نے اس معاملہ مین لبون پر مہر سکوت لگائی تہی - ان کلمات کا ذکر ہی نہین کرتا تہا
افضل خان نے جاکر ہرچند کوشش کی - مگر جہانگیر نے کچہہ نہ سنا - افضل خان واپس
چلا آیا اور جہانگیر نے شاہجہان کو دکن واپس جانے کا حکم بہیج دیا - اب شاہجہان
نے دیکہا کہ باپ کے حضور مین بغیر جاے کام نہ بنے گا اس لیے مع فوج آگے کو بڑہا -
نورجہان اور آصف خان وغیرہ سب شیعہ مذہب تہے - مہابت خان سنّی تہا - اس لیے
اور اور بہی کچہہ اسباب تہے جس سے مہابت خان اور آصف خان مین رنج چلا آتا تہا مفسدون
نے نورجہان - کے توسط سے مہابت خان کو بولایا - کہ شاہجہان کی تنبیہہ کو اوسے بہجوائین
مہابت خان نے لکہا کہ اگر آصف خان کو کہین بہیجدیا جاے تو مین حضور مین حاضر ہونے
کو موجود ہون اس لیے آصف خان کو خزانہ لینے کے بہانہ آگرہ بہیجا گیا - اور مہابت خان

اپنے بیٹے کو کابل مین چھوڑ کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا۔ پہر بادشاہ نے خانجہان وغیرہ امرا کو طلب کیا۔ اور عبداللہ خان امرائے سادات بارہ کو لیکر بادشاہ کے پاس چلا آیا بادشاہ نے موسوی خان کو شاہجہان کے پاس دریافت حقیقت کو بہیجا مگر اب چارون طرف شاہجہان کی بغاوت کی خبرین گرم ہوگئین۔ شاہجہان نے موسوی خان کے آنے پر اوسے اور قاضی عبدالعزیز کو بادشاہ کے پاس بہیجا۔ اور لکہا کہ یا تو میری جاگیرات مجھے واپس دیجئے ورنہ مجھے اجازت ہو کہ مین خدمت مین حاضر ہو کر مفسدون نے جو کدورت خاطر عاطر پر بٹہادی ہے۔ اوسے مٹادون۔ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا جہانگیر نے عبدالعزیز کو دربار مین نہ بولایا اور مہابت خان کے پاس قید کرایا۔ اور مہابت خان کے کہنے پر کہ محرم خواجہ سرا و خلیل بیگ و معتقد خان وکیل شاہجہان کو خبرین پہونچاتے ہین یہ لوگ قتل کئے گئے۔ پہر بادشاہ لاہور سے دارالخلافت کو چلا۔ اور شاہجہان نے دفعیہ کے سامان کیے۔ شاہجہان نے چاہا کہ خود جریدہ باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر رفع ملالت کرے مگر اب اتنا رنج بڑہ گیا تہا کہ باپ کے پاس جانے مین جان کا اندیشہ تہا۔ شاہجہان کے پاس ۲۷ ہزار فوج تہی جہانگیر دہلی سے آگے بڑہ آیا۔ شاہجہان دریائے جمنا کے کنارہ جاتا تہا اس لیے جہانگیر نے بہی دریا کے کنارہ کا راستہ اختیار کیا۔ اور فوج کو مہابت خان کی سرداری مین لڑائی کی طرز پر ترتیب دیا۔ اور عبداللہ خان کو ہراول مقرر کیا۔ دست چپ پر شاہجہان اور دست راست پر دریائے جمنا کے جہانگیر تہا۔ بلوچ پور اور قبول پور مین دونون فوجین ۱۹ جمادی الثانی ۱۰۳۲ھ کو ایک دوسرے کے مقابل ہوئین اور عین موقع جنگ مین لڑائی کے شروع سے پہلے ہی عبداللہ خان جہانگیری فوج سے نکلکر شاہجہان کے

لشکر مین اپنی فوج سمیت آملا جس سے جہانگیر کی فوج نے چاہا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی
جان بچائے - مگر بکرماجیت جو شاہجہان کی سپہ سالاری کر رہا تھا عبد اللہ خان کو اپنے
قایم مقام کر کے شاہجہان کو اس خوشی کی خبر سنانے کو چلا کہ ایک گولی لگنے سے مارا گیا
اس سے شاہجہان کی فوج کا انتظام بگڑ گیا اور داراب خان خانخانان کے بیٹے نے
باپ کے اشارہ سے دیدہ دانستہ فوج کو بھگوڑون کی طرح میدان سے ہٹا لیا شاہجہان
کو گو یہ بات معلوم ہو گئی مگر دم بخود دکن کو لوٹ پڑا -

۲۱۶ - شاہزادہ پرویز کا نربدا اوترنا اور برہانپور سے شاہجہان کا بھاگنا اور عبد اللہ خان کی شکست گجرات مین -

اب جہانگیر نے سلطان پرویز کی سرداری مین مہابت خان کو
اتالیق کر کے شاہجہان کے تعاقب مین فوج روانہ کی - شاہجہان
مانڈو مین آیا اور ۲۹ شوال ۱۰۳۲ھ کو برہانپور کے بہانہ سے بیس ہزار
فوج اور تین سو ہاتی لیکر نکلا - اور داراب خان و راجہ بھیم و بیرم بیگ
وغیرہ کو شاہزادہ پرویز اور مہابت خان کے مقابلہ کو آگے بھیجکر پیچھے سے خود بھی خانخانان
کو ساتھ لیکر مقابل ہوا - اسی زمانہ مین مہابت خان نے عبد العزیز کی معرفت شاہجہان کو
ایک خط لکھوایا کہ جہانگیر کی مرضی ہے کہ اگر آپ دکن کو مراجعت کر جائین تو تمام جاگیرات
بحال کر دی جائینگی - سوائے اسکے تمام امراے شاہی کو مہابت خان نے اپنے
آدمی بھیج بھیج کر سمجھایا کہ یہ تو باپ بیٹے ہین چند روز بعد باہم مل جائینگے تم لوگ شاہجہان کے
طرفدار بنکر اپنے آپکو کیون خراب کرتے ہو اور طرح طرح کے وعدہ وعید کئے پھر جہانگیر اجمیر کو آیا اور
شاہزادہ پرویز کو بیس لاکھ روپیہ دئے اور گجرات شاہجہان سے لیکر داور بخش پسر خسرو کو دیدیا اور
مرزا اعظم خان کو اوس کا نائب مقرر کر دیا - اور آصف خان کو بنگالہ کی صوبہ داری پر بھیجدیا
اس سبب سے لوگ شاہجہان سے بھاگنا شروع ہوئے اور عین لڑائی کے وقت

برق انداز خان توپخانہ کا سردار مع توپخانہ کے اور رستم خان مع اپنی فوج کے نکلکر بادشاہی فوج مین شاہزادہ پرویز کے پاس چلے گیے۔ جس سے شاہجہان سخت پریشان ہوکر برہانپور کو چلدیا اور عبداللہ خان کو گجرات مین بجاے بکرماجیت مقتول کے اپنا نائب مقرر کیا اور اکبرپور کے گھاٹ پر کشتیون کو جلاکر اور بیرم بیگ کو مزاحمت کے لیے مقرر کرکے برہانپور کو چلا آیا۔ عبداللہ خان کو گجرات مین صفی خان نے بادشاہ کی طرف سے بڑی شکست دی۔ اور وہ بھاگ کر شاہجہان کے پاس واپس آیا شاہجہان نے خانخانان کو اور اوس کے بیٹے داراب خان کو مع عیال و اطفال بادشاہی آدمیون سے مراسلت کے باعث قید کر دیا۔ اور قلعہ اسیر کو میر حسام الدین قلعدار شاہی سے لیکر وہان خانخانان کو قید کرنا چاہا مگر مناسب نہ سمجھکر اوس مین کچھ بھاری اسباب اور خدمہ محل کو رکھکر اوس پر گوپال سنگھہ کو قلعدار مقرر کیا جب پرویز نربدا پر آیا اور عبور محال نظر آیا تو مہابت خان نے ازراہ چالاکی خانخانان کے نام ایک خط لکھا کہ مین تو مجبوری سے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ کسی طرح جو فساد مفسدون نے شاہزادہ اور بادشاہ کے درمیان ڈال دیا ہے اوسے رفع کردون اور شاہزادہ کی جاگیرات بحال ہوجائین کسی دانشمند آدمی کو شاہزادہ سے کہکر یہان بھجواسے کہ باپ بیٹون مین صلح ہوجاسے۔ اور ایسی تدبیر سے بھیجا کہ یہ خط شاہجہان کے ہاتھہ پڑگیا چونکہ یہ خط شاہجہان کی مرضی کے موافق تھا اس لیے اوس نے خانخانان کو قید سے نکالکر اپنا سفیر کیا۔ اور مہابت خان کے پاس بھیجا جب بیرم بیگ نے سنا کہ صلح ہوتی ہے تو گھاٹ کی نگرانی کم کردی۔ اب مہابت خان نے کچھ آدمی ایک طرف کو بھیجے کہ اونہون نے دریا سے اوتر نے مین شور ڈالدیا بیرم بیگ اکی فوج اوس طرف کو روانہ ہوئی۔ اسی مین دوسری طرف سے کئی ہزار آدمی چپکے سے دریا کو عبور کر آئے۔

اور بیرم بیگ کو خبر بھی نہ ہوئی اودہر خانخانان جو شاہجہان سے کلام اللہ کی قسم کہا کر گیا تہا اوس قسم کو نسیاً منسیاً کر کے مہابت خان کے لشکر سے جا ملا۔ جس سے بیرم بیگ کو بجز بہاگنے کے اور کچھ چارہ نہ رہا۔ شاہجہان اس خبر کو سنکر نہایت سراسیمہ ہوا۔ اور برہانپور مین توقف مصلحت نہ دیکھکر براہ گولکنڈہ بنگالہ کو چلدیا۔ جہان آصف خان اوس کا خسر صوبہ دار تہا اور ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۲ھ کو تاپتی سے پار ہو گیا۔ پرویز اب بے تکلف برہانپور آیا اور شاہجہان کا برہانپور کی سرحد تک تعاقب کر کے پہر برہانپور کو لوٹ گیا۔ جہانگیر کو اس خبر سے کچھ خاطر جمعی ہوئی۔ مگر شاہجہان کی دوستی کے سبب سے آصف خان کا بنگالہ مین رہنا مناسب نہ جانا۔ اور اوسے واپس چلے جانیکا حکم دیدیا۔ چونکہ گرمی کے موسم مین کشمیر مین رہنے کی عادت پڑ گئی تہی اور اب بضرورت اجمیر مین رہنا ہی پڑا تہا جس سے یہان کی آب و ہوا سے نفرت ہو گئی تہی اس لئے اکتوبر مین کشمیر کو روانہ ہوا۔

۱۷۔ شاہجہان کے رفیقون کا اوسے چہوڑنا اور سلطان محمد قطب شاہ کا اوسے مچہلی پٹن مین پیشکش بہیجنا اور شاہجہان کا بنگالہ بہار پر قبضہ

جس وقت شاہجہان برہانپور سے چلا تو اوس نے افضل خان کو ابراہیم عادل شاہ کے پاس دو لعل دیکر بہیجا تہا۔ اور ایک فیل و شمشیر مرصع ملک عنبر کو روانہ کیے تہے اور اپنی امداد کی درخواست کی تہی۔ ملک عنبر نے کہا کہ ہم سب مین ابراہیم عادل شاہ بڑا ہے پہلے اوس سے دریافت کیجے اوسی کے ساتھ مین بھی ہون اس لیے افضل خان بیجاپور چلا گیا۔ راستہ مین کتنے ہی شاہی امیر اور شاہجہان کے خود ملازم اوس کو چہوڑ چہوڑ کر بہاگنے لگے۔ مرزا محمد پسر افضل خان اپنی ماں اور بچون کو لیکر راستہ سے چلدیا۔ چونکہ اس کا باپ شاہجہان کا سفیر ہو گیا ہوا تہا۔ اس لیے اس کا بہاگنا شاہجہان کو سخت تشویش کا باعث ہوا۔ اوس نے سید جعفر اور خان قلی کو بہیجا کہ اوسے بولا لائین مگر وہ نہ آیا۔ اور لڑ کر گرفتار ہو گیا جب یہ

افضل خان کو بیجاپور مین بہونچی تو وہ شاہزادہ پرویز کے پاس چلاگیا - جادوراؤ دکہنی مرہٹہ بہی راستہ مین شاہجہان سے کنارہ کرگیا چونکہ اندیشہ تہا کہ یہی ہمراہی مرہٹے کہین شاہجہان کو لوٹ نلین اس لیے بہاری اسباب اودا جیرام کے ہمراہ ماہور کے قلعہ مین چہوڑ دیا - اور پہر تلنگانہ مین قطب شاہی عملداری مین ہوتا ہوا مچہلی پٹن آیا سلطان محمد قطب شاہ نے بڑی انسانیت برتی اور شاہجہان کی نہایت خاطرداری کی تمام اپنے ملازمون کو لکہ بہیجا کہ شاہزادہ کے ہر مقام پر مہماندا ری اور کمال عزت کے ساتہ خاطرداری کیجاے - مچہلی پٹن مین اوسے بڑا پیش کش بہیجا جس مین بہت نقد روپیہ اور مال و اسباب تہا - جس سے شاہجہان کو بڑا فائدہ ہوا - پہر شاہجہان صفر ۱۰۳۳ھ مین کٹک پہونچا - اور احمد بیگ خان کو شکست دیکر بہگا دیا - پہر اوس کے چچا ابراہیم خان کو جو نورجہان کا مامون ہوتا تہا بڑی لڑائیون کے بعد قتل کرکے تمام بنگالہ بہار پر قبضہ کرلیا - اور داراب خان پسر خانخانان کو قید سے رہا کرکے بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور چہہ سات مہینے کی لڑائی جہگڑون کے بعد راجہ بہیم نے شاہجہان کی طرف سے پٹنہ کو بہی لے لیا - اور شاہجہان کا رہتاس سے مشہور و معروف قلعہ پر داخل ہوگیا اور عبداللہ خان کو الہ آباد اور دریا افغان کو اودہ کی طرف بہیجکر اور چند روز مین پٹنہ کے اطراف کا انتظام کرکے خود آگے کو بڑہا -

۲۱۸ - شاہزادہ پرویز کا ملا محمد لاری سپہ سالار ابراہیم عادل شاہ کو دکن کا بندوبست سپرد کرکے بنگالہ کو جانا

جب جہانگیر کو خبر ہوئی کہ شاہجہان بنگالہ گیا تو اوس نے پرویز اور مہابت خان کو دکن کا بندوبست کرکے بنگالہ جانے کے لیے لکہا - مگر دکن کا بندوبست بغیر دکہنی سرداروں کو کسی قسم کا لالچ دیے ہو نہین سکتا تہا اس لئے مہابت خان نے شروع ۱۰۳۳ھ مین قاضی عبدالعزیز کو راضی کیا اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس سفیر کرکے بہیجا کہ وہ اوسے شاہجہان کے برخلاف

پرویز کی اطاعت پر مائل کرے۔ ابراہیم بہت جلد راضی ہوگیا اور فریقین مین یہ قرار پایا کہ ملا
محمد لاری جو اس وقت ابراہیم عادل شاہ کے بڑے نامی اور دانشمند سردارون مین تہا مہابت خان سے جاکر ملے اور پانچ ہزار آدمی لیکر شاہجہان کے فساد مٹنے تک
برہانپور مین رہے ابراہیم عادل شاہ کے اس راضی ہوجانے کی وجہ یہ تہی کہ ملک عنبر کی
ترقی کو دیکھکر بیجاپور اور گولکنڈہ کے دونون حاکم جلتے تہے اور مدتون سے یہ چاہتے تہے کہ کسی
طرح سے ملک عنبر کو غارت کرڈالین مگران دونون حکومتون مین کوئی اس لایق نہ تہا کہ اس
سپہ سالار اور شہریار ملک عنبر کو روکے۔ اور اوسے ترقی نہ کرنے دے۔ اور اسی سبب سے
یہ دونون اوس کے ظاہری دشمنی سے بہی ڈرتے تہے۔ صرف اس وقت ابراہیم عادل شاہ
نے اس قدر جرأت کی تہی۔ کہ ملک عنبر کے برخلاف علانیہ مہابت خان کا طرفدار ہوگیا تہا
غرض جب یہ خبر ملک عنبر کو ہوئی تو اوس کے بدن مین آگ لگ گئی۔ اوس نے مہابت خان
کے پاس اپنا ایک ایلچی علی شیر نام بہیجا اور لکہا کہ دکن کا بندوبست میرے سپرد کیا جائے
اگر آپ کی غیبت مین پتا کہڑک جاے تو اوس کا مین ذمہ دار ہون۔ مگر ملک عنبر کے ذی حوصلہ
اور صاحب لیاقت ہونے کو سب جانتے تہے اوس کو دکن کا بندوبست سپرد کرنا ایسا تہا
کہ گویا اوس کو یہان کی بادشاہت دیکر پہر لینا ہی نہ تہا۔ اس لیے مہابت خان نے اوس کا
اس معاملہ مین شریک کرنا منظور نہ کیا۔ جب ملا محمد لاری برہانپور کو گیا تو مہابت خان نے
بہت کچہ نقد اور جواہر وغیرہ اوسے دیے اور پہر شاہزادہ پرویز سے لیجاکر ملایا۔ اوس نے
بہی پچاس ہزار روپیہ نقد اور فیل و شمشیر وغیرہ عنایت کیا۔ اور مکندراے کے بیٹے سربلند راے
کو برہانپور کا حاکم مقرر کرکے جادوراے اور اودے رام وغیرہ سردارون کو جو اوس سے آکر
مل گئے تہے اوس کے ساتہ متعین کیا۔ اور ملا محمد لاری اور جادوراو کے بیٹے اور اودے رام

کے بہائی کو اول مین اپنے پاس لے لیا۔ اور سر بلند راے سے کہدیا کہ ملا محمد لاری کی ہدایت کے بموجب کاربند رہے۔ پہر شاہزادہ پرویز اور مہابت خان بنگالہ کی طرف چلے گئے کہ شاہجہان کو وہان سے دفع کرین۔ اور جہانگیر کو ان سب معاملات کی اطلاع بہیجدی۔

۱۹۱۔ ملک عنبر کا سلطان محمد قطب شاہ سے روپیہ وصول کرنا۔ ابراہیم عادل شاہ کو بیجاپور مین محصور کرنا۔ اور جہانگیری اور عادل شاہی فوجون کو شکست دیکر برہانپور تک لوٹنا۔

اب ملک عنبر نے میدان خالی پایا۔ ابراہیم عادل شاہ سے بگڑ بیٹہا جس نے اوس کی بلا مرضی دکن کا بندوبست اپنے ذمہ لے لیا تہا اور جو ملک عنبر اوس کا ادب اور تعظیم کرتا تہا اوس کا پاس و لحاظ نہ کرکے اوس کے خلاف جہانگیر کا دوست اور شاہجہان کا دشمن ہو گیا تہا عنبر نے مرتضی نظام شاہ کو مع اہل و عیال مال و متال کہرکی سے نکالکر دولت آباد کے مضبوط قلعہ مین بہیجدیا سلطان محمد قطب شاہ عنبر کو سالانہ خراج نہ کہو تو امداد کے طور پر چار لاکہ ہون جس کی سولہ لاکہ روپیہ ہوتے ہین دیا کرتا تہا۔ عنبر نے اپنی فوج آراستہ کی اور یہ مشہور کیا کہ مین قطب شاہ سے اپنا معمولی روپیہ لینے جاتا ہون۔ اور قندہار گولکنڈہ کی طرف چلدیا اور یہان آکر قطب شاہ سے اپنا معمولی روپیہ لیا۔ لوٹ کر بیدر پر پہونچا۔ اور اوس کو خوب لوٹا۔ اور بیجاپور جاکر ابراہیم عادل شاہ کو گہیر لیا۔ اوس کی چیدہ چیدہ فوج اسی وقت ملا محمد لاری کے ماتحت برہانپور مین مقیم تہی۔ ابراہیم سے کچہہ بہی نہو سکا مجبوراً قلعہ مین جا چہپا۔ اور دو آدمیون کو ملا محمد لاری اور سر بلند راے صوبہ دار برہانپور کے پاس بہیجا۔ اور بادشاہی امرا سے نہایت تمنا سے امداد مانگی اور لکہ لکہیہ غلام یہ فام مجہہ سے زور آزمائی کرتا ہے۔ اور مجہے گہیر رکہا ہے کسی طرح آکر مجہے اس سے نجات دلائیے۔ جب عنبر نے یہ سنا تو اوس نے بہی سر بلند راے وغیرہ کو لکہا کہ مین ہ

بادشاہ کا تابع اور غلام ہون - میری اور ابراہیم کی قدیمی دشمنی ہے اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ
بدعہدی کیا کرتا ہے اور مجھسے بہ تعدی پیش آتا ہے آپ کو میرے اور اوس کے بیچ مین
نہ بولنا چاہیئے ہم جانین اور ہمارے جھگڑے جانین - بادشاہ کے اگر کسی کتے کو بھی
مین ایذا پہونچاؤن تو آپ جو چاہین وہ کرین - مگر یہ معاملہ میرا اور ابراہیم کا ہے اس مین
آپ نہ بولئے - چونکہ مہابت خان سربلندرائے کو ملا محمد لاری کی تبعیت کے لیے کہہ گیا
تھا اور جب اس وقت بھی ابراہیم کے قاصد شاہزادہ پرویز اور مہابت خان کے پاس بنگالہ
مین پہونچے تو اونہون نے برہانپور کو مکرر حکم بھیجا - کہ ابراہیم کی تائید کیجاے - اس لیے سربلند رائے
نے عنبر کی گفتگو پر کچھ دہیان نہ دیا - اور تمام اپنے رفقا کو ساتھ لیکر ملا محمد لاری کے ہمراہ بیجاپور کو آیا - اور خنجر خان
قلعہ دار احمدنگر بھی اونکے ساتھ ہوا جب یہ عظیم الشان فوج بیجاپور کے قریب آئی تو غالباً کئی مہینے کے محاصرہ کے
بعد عنبر بیجاپور کو چھوڑ اپنے وطن کو چلدیا - اب جہانگیری اور عادل شاہی لشکرون نے اوس کا
تعاقب کیا اور اوسے نہایت تنگ پکڑا - عنبر نے بار بار عجز و زاری جہانگیری ملازمون سے
کہا کہ میری تقصیرات کردہ و ناکردہ معاف کیجائین - مگر انہون نے کچھ نہ سنا - جب یہ لوگ
حوالی احمدنگر مین پہونچے اور ملک عنبر نے اپنا قابو دیکھا تو ایک میدان مین جم گیا اور
فیلان جنگی اور توپخانہ جہان سوز لیکر مقابل ہوا - ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کی فوج سے
پہلے لڑائی ہوئی اور بہیئت مجموعی ملک عنبر فوج لیکر ملا محمد لاری پر جا پڑا - اور اس کے تمام لشکر کو
تہ و بالا کر دیا - ملا محمد لاری مارا گیا پھر تو جہانگیری اور عادل شاہی لشکر ایسا بھاگا کہ کسی نے پیچھے
منہ نہ پھیرا - اس وقت ملک عنبر کے پاس کچھ فوج بطور مدد کے آرہی تھی ان بھگوڑون کے
سامنے سے وہ آگئی - اور پیچھے سے ملک عنبر نے خود تعاقب کیا - ہزارہا آدمی مفرورین کے
قتل ہوئے اور جہانگیری اور عادل شاہی امرا مین سے پانچ بڑے بڑے سردار قید ہو گیے

فرہاد خان بیجاپور کے سردار سے ملک عنبر کی پہلے سے عداوت تہی اوسے تو اوس نے
قتل کرا دیا۔ باقیون کو طوق و زنجیر ڈالکر دولت آباد کو بہیجدیا۔ اور بادشاہی امرا سے کہا کہ ایک
شخص ملا محمد لاری کے مارے جانے کے بعد تم سب لوگ بہاگ نکلے کیا یہی ناموری اور
بادشاہی حق نمک کے ادا کرنے کی شرط ہے تم لوگ بڑے بے غیرت ہو اور حکم دیدیا کہ ان
کے سو سو درّے مارے جائین۔ مگر یہ دہمکی دیکر اور کسی بات سے خوش ہو کر اون کو معاف
کر دیا۔ پہر ۱۰۳۴ھ مین شولاپور پر جا دہمکا۔ اور وہان کی عادل شاہی فوج کو زیر تیغ کر کے
۱۹ رمضان سنہ ۱۰۳۴ھ کو اوسے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور پہر بہتوری کے مقام پر ابراہیم کو سخت
شکست دی۔ اور نورسپور کو لوٹکر ویران کر دیا۔ اور بیجاپور پر محاصرہ ڈالا۔ اور ابراہیم کے ملک
کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے ملک مین داخل کر لیا۔ جب ابراہیم کی طرف سے اطمینان ہو گیا
تو اوس نے جہانگیری علاقہ پر دست درازی شروع کی اور ایسا غارت کیا کہ ملکاپور اور برہانپور
تک آبادی کا نام و نشان نہ چھوڑا۔ جب یہ خبر جہانگیر کو پہونچی تو کشمیر سے لاہور کو کوچ کیا۔
عنبر نے بہی شاہجہان کو بنگالہ سے بولا لیا۔ یہ واقعات سنہ ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ھ کے ہین۔

۲۲۰۔ شاہجہان کا دکن کو آنا۔ اور ملک عنبر کا اوسے مدد دینا مگر شاہزادہ پرویز کے تعاقب سے نظام شاہی عملداری مین چلا آنا اور جہانگیر سے صلح کرنا۔

جب شاہزادہ پرویز اور مہابت خان بنگالہ کو گیے تو وہان بہی
اونکے مقابلہ مین اسی سنہ ۱۰۳۳ھ مین شاہجہان کو شکست ہوئی۔
اور بادشاہی اور شاہجہان کے امرا شاہزادہ پرویز سے
جا ملے۔ اور شاہجہان کو جدہر سے گیا تہا اوسی طرف سے
پہر دکن کو لوٹنا پڑا۔ جب جہانگیر نے سنا کہ شاہجہان دکن کو گیا تو اوس نے شاہزادہ پرویز کو حکم بہیجا
کہ مہابت خان کو بنگالہ کے بندوبست کے لیے وہان چھوڑکر خود شاہجہان کا تعاقب کرے
اور دکن کو جائے۔ اور جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضی پہونچی کہ یاقوت خان

ملکاپور مین بیس ہزار فوج سے آگیا ہے جو برہانپور سے بیس کوس پر ہے اور سربلند راے قلعہ سے نکل کر اوس کے دفعیہ کو جانے والا ہے تو جہانگیر نے سربلند راے صوبہ دار برہانپور کو لکھا کہ اگر شاہجہان برہانپور مین آجاے اور شاہزادہ پرویز وہان نہ پہونچ سکے تو چاہیے کہ شاہجہان سے لڑائی نہ کرے بلکہ قلعہ مین محصور ہوکر اپنا بچاو کرتا رہے - چونکہ اب مہابت خان بنگالہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تہا اس لیے اوس کا بیٹا خانہ زاد خان کابل سے جو وہان باپ کی نیابت کا کام کرتا تہا بنگالہ کو چلا آیا اور کابل کا خواجہ ابوالحسن صوبہ دار ہوا - اور اوس نے احسن اللہ مخاطب بہ ظفر خان اپنے بیٹے کو نیابتاً وہان بہیجدیا - جب شاہجہان برار کی سرحد پر پہونچا تو ملک عنبر اور یاقوت خان حبشی ساٹھ ہزار فوج سے اوس سے ملے اور اوس کی اعانت کے لیے مستعد ہوے اور شاہجہان نے جاکر برہانپور کا محاصرہ کیا سربلند راے نے قلعہ مین محصور ہوکر خوب مقابلہ کیا - شاہجہان نے بہ امداد افواج نظام شاہی تین مرتبہ قلعہ ارک پر یورش کی اور طرفین مین نہایت سخت سخت لڑائیان ہوئین شیر انداز خان اور شاہ بیگ خان وغیرہ شاہجہان کے سردار مارے گئے اور جہانگیری فوج مین سے لودی خان اور بابا میرک کام آئے - شاہجہان کے آدمیون نے ایک مرتبہ قلعہ ارک کے دروازے پر بہی قبضہ کرلیا مگر سید جعفر بخشی کی آنکہ مین تیر لگنے سے شاہجہان کی فوج پسپا ہوگئی اسی زمانہ مین ادہر تو شاہجہان بیمار پڑگیا - اودہر سنا کہ شاہزادہ پرویز کی فوج قریب پہونچ گئی ہے - اس وجہ سے شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چہوڑدیا اور روہنگیر نظام شاہی عملداری مین چلا آیا - اور عنبر کی فوج بہی واپس آگئی - اور شاہزادہ پرویز بنگالہ سے اور خانجہان لودہی اور فدائی خان احمد آباد گجرات سے ۱۰۳۴ھ مین ہی دکن مین پہونچ گئے اور مہابت خان سارنگپور کے مقام سے شاہزادہ پرویز سے رخصت ہوکر بنگالہ کو چلا گیا اس زمانہ مین شاہجہان کی تباہی

کا حال نہ پوچھو کہ اس پر کیسی گذر رہی تھی - شاہزادہ دانیال کے دو بیٹے بہی اس کے پاس تہے اون مین سے ہوشنگ چہوٹا لڑکا تو پہلے ہی جہانگیر کے پاس چلا گیا تہا - اب طہمورث بڑا بہی نکل گیا - عبداللہ خان اس کا بڑا دلی خیرخواہ بہی اس سے جدا ہوکر عنبر کے پاس چلا گیا اور بعد مین خان جہان کی معرفت جہانگیر سے اپنی تقصیر معاف کرالی - اس لیے شاہجہان نے بجز اس کے اپنی نجات کا اور کوئی چارہ نہ دیکھا کہ باپ سے صلح کا خواستگار ہو چنانچہ اوس نے ایک عرضی جہانگیر کو تقصیرات معاف فرمانے کے لیے بہیجی - جہانگیر نے لکہا کہ قلعہ رہتاس اور اسیر جو ابہی تک شاہجہان کے قبضہ مین تہے ملازمانِ شاہی کے حوالہ کر دو - اور اپنے دونو بیٹون دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو ہمارے پاس بہیجدو تو تمہاری خطا معاف کیجاتی ہے اور صوبہ بالاگہاٹ تمکو دیا جاتا ہے اوسمین جہان چاہے وہان رہو - شاہجہان نے مجبوراً اس حکم کی تعمیل کی اور دونون قلعہ چہوڑ دے اور ۳ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو دونون بیٹون کو بہی جہانگیر کی خدمت مین روانہ کر دیا - اگرچہ اس وقت جہانگیر نے شاہجہان سے بالاگہاٹ کے صوبہ کے دینے کا وعدہ کیا تہا مگر جہانگیر پر ایک عظیم الشان ناگہانی بلا ٹوٹ پڑی کہ جس سے جہانگیر اپنا ایفاے وعدہ نہ کرسکا - اور شاہجہان بہی کچہہ عرصہ تک خاموش بیٹہا رہا -

۲۲۱ - وفات سلطان محمد قطب شاہ اور اوس کے اوصاف - یون تو تاریخ قطب شاہی ہر طرح ہی ناکامل ہے مگر سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ کی تو تاریخ ہی نہین ہے - اوس کے پندرہ برس کی سلطنت مین نہ تو کسی لڑائی کا ذکر ہے اور نہ اون انتظامات کا بیان ہے جن سے اوس نے اپنی حکومت کے زمانہ مین امن چین قایم رکہا - یہ تو ممکن ہی نہین ہے کہ اس قدر عرصہ مین کسی ملک مین نہ تو کوئی فساد برپا ہوا اور نہ حاکم کو اوس حفظ امن و امان قایم رکہنے کے لیے بڑے بڑے

انتظام کرنا نہ پڑین اس کے عہد کا بڑا بھاری واقعہ یہ لکھا ہے کہ شاہ عباس والی ایران کا
قبچاقی ایلچی اداے مراسم تعزیت وتہنیت کے لیے آیا۔ سلطان محمد نے میرزین
مازندرانی کو اوسکی مہمانداری کا بندوبست کرنے کے لیے دابل کو بھیجا اور جب ایلچی
داخل ہوا تو انبیا قلیخان کو کچھ آدمیون کے ساتھ اوسکے استقبال کو روانہ کیا اور جب
۱۰ رجب ۱۰۲۳ھ کو گولکنڈہ مین آیا تو کالے چبوترہ تک خود بھی اوس کا استقبال
اس ایلچی کے ساتھ اسّی آدمی تھے اور تحفے مین تاج مرصع وشمشیر وخنجر مکلل بجواہر اور بچا
بھی لایا تھا۔ دو برس چار مہینے وہ یہان رہا۔ ہر سال اوس کے خرچ کے لیے بین
جس کے نو سے ہزار روپیہ چہرہ شاہی ہوتے ہین ملا کرتے تھے۔ ذیلعقدہ ۲۵
حسین بیگ کو شیخ محمد خاتون اپنے ایک مقرب کے ساتھ رخصت کیا۔ اور چار ہزار
کے خرچ کے واسطے عنایت کیے۔ اور بہت سے تحفے تحائف بھی بھیجے۔ شاہ عب
خط مین یہ بھی ذکر ہے کہ ہم نے علاقہ کچ ومکران فتح کرلیا ہے اس لیے خشکی سے آ
بخوبی ہوسکتی ہے ایلچیون کو جلد واپس کیا کیجئے تاکہ مراسلت جلد جلد ہوتی رہے اور
کہ یہ ایلچی واپسی کے وقت براہ برہانپور سندہ ہوتا ہوا ایران کو چلا گیا۔ سلطان محمد کا
بڑا بیٹا عبداللہ میرزا ۲۸ شوال ۱۰۲۳ھ کو پیدا ہوا۔ اوس وقت کے منجمون نے اوس
زائچہ دیکھکر باپ سے یہ کہا کہ اگر شاہزادہ کو بارھوین برس کے آغاز سے پہلے آپ دی
تو آپ کیلئے نہایت خطرناک ہے۔ اس لیے سلطان محمد نے اوس کا منہ نہ دیکھا
تک اوسے اپنی نگاہ سے علیحدہ پالا۔ جب گیارہ برس پورے ہوئے اور بار
مین شاہزادہ نے قدم رکھا تو بڑی دھوم دھام سے خوشی کی اور باپ بیٹے ایک دو
کے سامنے ہوئے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس مذہب مین ایسی لغو باتون

نہ ماننے کی سخت تاکیدین ہون اوسمین ایسے ایسے توہمات باطلہ رواج پائین کہ ہندون کو بہی مات کردین - غرض سلطان محمد نے گواوسے بارہ برس تک اس لیسے نہ دیکھا کہ اوس پر کوئی آفت نہ آپڑے مگر جب اس توہم کی پوری تعمیل بہی کرلی - تب بہی وہ ہلاکت سے نہ بچا ۱۳ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو ۳۴ برس کی عمر اور عین عالم جوانی مین ہندو حکیمون کے سوء علاجی سے مرگیا - اس کو صفرا بخار آیا تھا - اون بیمارون مین سے اسے کوئی بیماری نہ تھی جو امیرون کو ہوا کرتی ہین - جب دوسرے تیسرے روز اس کو تپ بڑی شدت کی ہوگئی تو اس کی مان نے حکیمون کو بولایا - یونانی اور مشرقی دونون طرح کے حکیم تھے تشخیص مرض مین دونون ایک دوسرے کے مخالف تھے - مسلمان اطبا کی راے تھی کہ گرمی سے بخار ہے مبرّدات دینا چاہئین - ہندو طبیب کہتے تھے کہ برودت نے بخار آتا ہے حار دوائیان دینا لازم ہے - اہل حرم اور منصور خان حبشی نے ہندون کی رے کو پسند کیا اور اون کی دوا دی گئی جب بادشاہ کمال بے تاب ہوگیا تو شاہزادہ عبداللہ کو بولایا اور اوس سے معصوم ہونے کی وجہ سے دعا چاہی - جب اوس نے دعا کی تو بولا کہ عبداللہ نے اپنے حصول سلطنت کے لیے دعا مانگی ہے وہ قبول ہوگئی - میرے بعد اسی کو تخت نشین کیا جاے اور جو چودہ ہزار ہون بازار مینا کے بیع وشرا سے حاصل ہوئے ہین اونہین صدقات اور خیرات مین ملیون اور صائمون کو دیدینا - اور جو کچہ مین نے کسی کے ساتہہ برائی کی ہو اوسے معاف کرو - یہ کہکر یہ نیک نہاد بادشاہ جنت کو سدہارا - یہ بادشاہ بڑا عابد وزاہد صوم وصلوۃ کا پابند تہا - کہتے ہین کہ جس وقت مکہ مسجد کی بنیاد رکہنے کے لیے ایسے آدمی کی تلاش ہوئی کہ جس کی کبہی تہجد کی نماز بہی قضا نہ ہوئی ہو تو بجز سلطان محمد قطب شاہ کے اور کوئی آدمی نہ ملا - اور اسی وجہ سے اوس نے بنیادی پتہر اپنے ہاتہہ سے قایم

کیا ایک پارہ ہر روز بطریق التزام پڑہا کرتا اور مہینے مین ایک قرآن ضرور تمام کیا کرتا تہا
اِس کو مذہبی باتون کا بڑا شوق تہا - ان معاملات مین سمجہہ بہی اچھی تہی - مگر چونکہ صرف اسلامی
کتب کو دیکہا تہا اور صرف متوسط درجہ کی استعداد تہی اس وجہ سے بعض بعض باتین
جو اس سے منقول ہین وہ اس زمانہ مین تو صرف ملاؤن کی سی معلوم ہوتی ہین -
مگر ان سے یہ ضرور ٹپکتا ہے کہ اوس کا دل دنیا کے مکر و فریب سے بالکل پاک و صاف
تہا اگرچہ سلطان محمد بہی اپنے باپ دادا کی طرح شیعہ تہا اور حضرات اثنا عشر علیہم رضوان اللہ
تعالی کی شان مین بہت کچھ قصائد لکہا کرتا تہا مگر غالی شیعون مین ہرگز نہ تہا - اوس نے
شیعون کی خاص باتین جو اہل سنت جماعت کے خلاف ہین سب موقوف کر دی تہین
اپنے مذہب کی بنیاد صرف اپنی نیک چلنی اور پارسائی پر رکہی تہی اور غالباً اوس کے
زمانہ مین جو ملک مین امن و چین قایم رہا اوس کا بڑا سبب اور سببون مین سے یہ بہی تھا
کہ اوس کی نیک چلنی اور عدل و انصاف کی وجہ سے ملک مین سکون کی حالت
رہی - وہ اپنے دوست و دشمن سب کی رعایت و مدارات کرتا تہا - لڑائی جہگڑا پسند نہ کرتا تہا
اور اپنے سلوک دنیوی کا مدار اسی پر رکہا تہا ؎

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

سلطان محمد کو کتب سیر و تواریخ کے پڑہنے کا بہی شوق تہا - اور اونہین خوب غور و خوض سے
مطالعہ کیا کرتا اور مضامین کو یاد کر لیا کرتا تہا - ہر جس کتاب کو ملاحظہ کرتا اوس کے مصنف کے
حالات جا بجا سے انتخاب کرتا اور کتاب کے ختم کرنے پر اپنی یاد سے اون کو اخیر پر قلمبند
کر دیتا اور کتاب کے مضمون پر رائے دیتا - اور ایسی خوبی اور خوش اسلوبی سے اوس کو
لکہتا کہ کتاب اور مصنف کی تمام کیفیت اوس سے بخوبی عیان ہو جاتی - شاعر بہی اچہا تہا

شعر و غزل مروجہ فارسی کے سوا حمد و نعت اور مناقب ائمہ مین قصائد لکھا کرتا اور ظلِ اللہ یا
سلطان اپنا تخلص کرتا تھا۔ تاریخ قطب شاہی مین اوس کی بہت سی غزلین اور قصیدے
درج ہین مگر چونکہ فارسی کے مضامین شعری نتیجہ خیز نہین ہوتے اس لیے اون کا اعادہ
یہان فضول ہے۔ ہمارے قیاس مین یہ بادشاہ مسرف نہ تھا۔ شعرا سے بلے سود
اور مشایخ ریاکار کو روپیہ مفت نہین لٹاتا تھا مگر اسی کے ساتھ کسی کے مسلم حقوق کو موقوف
بھی نہ کرتا تھا کہ جس سے کوئی ناراضی پیدا ہو۔ اسی سبب سے باوجود اس کے کہ ملک عنبر
نظام شاہی اور شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ جہانگیر کو ہر سال لاکھون روپیہ دینا پڑتا مگر جب
مرا تو اوس وقت خزانہ مین اس کثرت سے روپیہ چھوڑ مرا کہ عبداللہ قطب شاہ کو اپنی سلطنت
جمانے مین اوس سے بڑی مدد ملی۔ اور اوس نے امرا کو بے انتہا انعام و اکرام دیے
یہ بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ اس کے عہد مین رعایا آسودہ حال تھی اور ملک خوب آباد اور تجارت
و زراعت اپنے عروج پر تھی۔ یہ بھی قیاس چاہتا ہے کہ یہ بادشاہ اپنے امرا کو رعایا سے
زیادہ ستانے کی ممانعت کرتا تھا۔ اور اسی سبب سے مرزا محمد امین میر جملہ سے اس کی نہ بنی
جس نے چند مدت مین ایک عظیم الشان دولت جمع کر لی تھی۔

۲۲۲۔ سلطان محمد قطب شاہ کی عمارات۔ سلطان محمد چونکہ محمد قلی کا بھتیجا تھا چچا کی طرح اسے بھی تعمیر کا شوق
تھا۔ حیدر آباد کی جامع مسجد کی بنیاد جسے اب اس وجہ سے مکہ مسجد
کہتے ہین کہ وہان ہر وقت مصلیون کا ہجوم رہتا ہے اسی نے اپنے ایام حکومت مین
رکھی تھی۔ مگر اوس کے ختم ہونے سے پہلے اوس کی عمر ختم ہو گئی۔ بعد اوس کے عبداللہ قطب شاہ
اور ابوالحسن تاناشاہ نے بنایا اور عالمگیر اورنگ زیب نے ختم کیا۔ خاص مسجد ۲۲۵ فیٹ لمبی
اور ۱۸۰ فیٹ چوڑی اور ۷۵ فیٹ بلند ہے اور اس کا احاطہ ایک مستطیل صورت کا ہے جس کے

ایک جانب ۲۶۰ فیٹ ہے اس کی چھت ستونون پر قایم ہے جس مین پندرہ محرابین بنی ہوئی ہین۔ اور اوس مین دو گنبد سو سو فیٹ بلند ہین۔ احاطہ مین چارون طرف مکانات بنے ہوئے ہین جہان بعض مشایخ وغیرہ رہتی ہین اور قرآن شریف اور اور صوفی مشرب کی تعلیم ہوتی ہے۔ دکن کے ملک مین یہ ایک عظیم الشان مسجد ہے اور شہر سے بہت دور سے نظر آتی ہے۔ تاریخ قطب شاہی مین اس مسجد کا خرچ تیس لاکھ ہون بیان کیا گیا ہے جس کے تقریباً سوا کرور روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین۔ اگرچہ بظاہر یہ تعداد بعید القیاس معلوم ہوتی ہے مگر جب کہ ہم ٹیورنیر ایک فرانسیسی جوہری کی تحریر دیکھتے ہین جس کا ہم عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین ذکر کرینگے اور جس کے عہد مین اس کی تیاری کے مصالحہ اور سامان کو وہ دیکا مگر کہتا ہے کہ جب یہ مسجد بن جائیگی تو ہندوستان تو کیا ایشیا بھر مین ایسی مسجد نہ نکلیگی اوس وقت ہم کو اس خرچ مین ذرا بھی شک کرنے کا موقع نہین رہتا۔ واقع مین اس کی تیاری کا سامان تو ایسا ہی کیا گیا تھا مگر سلطان محمد کے مرجانے اور آیندہ کے انقلابات اور ترددات سلطنت کے سبب سے یہ کام ارادہ کے موافق پورا نہین ہوا۔ بلکہ پہلے تجویز کے برخلاف جون تون اس کو کارروائی کے لیے پورا کر دیا گیا۔ اس مسجد کے صحن مین اخیر کنارہ پر ایک حوض ہی اوس حوض کے پاس دو آٹھ آٹھ فیٹ لمبی سلین ایسی رکھی ہوئی ہین جیسے کوئی تخت بچھا ہوا ہو کہتے ہین کہ یہ سلین ایک مندر کی ہین جسے اکنا اور مادنا عبداللہ قطب شاہ کے وزیرون نے میسرم مین بنایا تھا۔ ان پر آجکل نمازی کسی کسی وقت بیٹھا کرتے ہین اخیر زمانہ مین سلطان محمد نے ۱۰۲۴ھ مین حیدرآباد سے دو تین کوس مشرق کو ایک اور شہر کی بنیاد ڈالکر سلطان نگر اوس کا نام رکھا تھا۔ اور اوس مین ایک بڑا حصار اور اوس کے اندر ایک اور حصار بنانے کے لیے بنیاد کھدوائی تھی۔ اور بیرونی حصار کے گرد جس سے شہر پناہ بنانا مقصود تھی ایک

خندق پچاس گز چوڑی اتنی گہری کہودوائی تہی کہ پانی نکل آیا تہا - اور اسی قدر گہرائی سے
پچیس گز چوڑی حصار شہر کی دیوار پتہر اور چونے سے بنوانا شروع کی تہی - اور یہ ارادہ
تہا کہ جب وہ زمین کے سطح تک بنکر آجاے تو اوپر صرف آٹھہ گز چوڑی دیوار بنائی
جلے - بعد ازان دیوانی کے کامون کے محلات اور دربار کے میدان کی عمارات
اور دکانات و چہار مینار اور بازارات بنائے جائین - ان عمارتون کی تعمیر مین
بہی تین لاکہہ ہون جس کے چودہ لاکہہ روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین صرف ہوچکے تہے
مگر بادشاہ کے مرنے سے آگے کام موقوف ہوگیا اس کے سوا اپنے مقبرہ کے پاس
جو لنگر فیض اثر مین قلعہ گولکنڈہ کے پاس ہے سلطان پور کے نام سے ایک قصبہ آباد
کیا تہا اور چونکہ محمد قلی کے الہی محل اور داد محل کی عمارات بجلی کے صدمہ سے گر گئی تہین اس بادشاہ
نے اونہین از سر نو بجائے سات طبقہ کے چار طبقون کا بنایا تہا - اور داد محل قدیم کی
جگہہ داد محل جدید قایم کیا تہا - اب تو اس عمارت کا نام و نشان بہی باقی نہین ہے اوس کے
پتہر وغیرہ بہی مخلوق نے لیکر اپنے مکانات مین لگا لیے ہین ایک دو منزلہ مکان باغ
بنی مین جو بہاگ نگر کے شمال مین تہا ایسا پر تکلف بنوایا تہا اور اوسکو طلائی اور لاجوردی
نقش و نگار سے ایسا سجایا تہا کہ جس کو دیکہکر نظر مین خیرہ ہوتی تہین - ایک باغ لگاکر
اوس کا نام باغ محمد شاہی رکہا تہا اوس کے وسط مین ایک نہایت خوبصورت مکان تہا
اس قصر کے عقب مین چمن کے دو قطعہ تہے - اون کے دونون طرف نہرین بہتی تہین
ہر ایک خیابان مین ایک کنارہ پر ایک ایک قصر تہا - سلطان محمد اوس مین اکثر آکر بیٹہتا
اور مخلوق کو انعام واکرام دیا کرتا تہا - ایک شاعر نے اوس کی تعریف مین کچہہ شعر لکہے ہین -
منجملہ اون کے پانچ شعر ہم بہی نقل کرتے ہین ؎

سرورِ ملکِ دکن سلطان محمد قطب شاہ	ایکہ دارند آرزوے خاہمتت ہفت آسمان
چونکہ قصرِ باغ دولت رابتوفیقِ آلہ	ساختی درری صدوسی سال باشی کامران
وہ چہ قصرے کزرہِ رفعت فلک بوسد درش	وہ چہ باغے کز لطافت ہست چون باغ جنان
حبذا باغی کہ فیضش روح بخشی میکند	مرحبا قصرے کہ پیشش گوش گیرد آسمان
سال تاریخ بنائش دل ز پیرِ عقل جست	گفت فردوسِ جہان وگلشنِ قطبِ زمان ۱۰۲۴ھ

۲۲۳۔ عبداللہ قطب شاہ کی پرورش اور تخت نشینی

سلطان محمد قطب شاہ کے پانچ بچے اوس کے بعد زندہ رہتے تھے۔ عبداللہ مرزا جو اوسکے بعد بادشاہ ہوا۔ دوسرے ایک لڑکی تھی جو آیندہ سلطان محمد عادل شاہ کو بیاہی گئی تھی تیسرا شاہزادہ ابراہیم مرزا تھا جس کی نسبت لکھا ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کی دختر کے بطن سے پیدا ہوا تھا مگر ہمارے نزدیک ابراہیم عادل شاہ کی لڑکی اس کو منسوب نہین ہوئی ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کی لڑکی اس کو دی گئی تھی۔ غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے باقی دو لڑکے ایک عورت خورشید بی بی سے تھے۔ یہ بیگم تو سلطان محمد کی زندگی ہی مین مرگئی تھی مگر لڑکے عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین موجود تھے۔ جب تلنگانہ کے ہندوؤن کے دستور اور منجمون کے کہنے کے بموجب سلطان محمد نے عبداللہ کے منہ دیکھنے کو بارہوین سال تک موقوف رکھا تو شاہزادہ کو پرورش کے لیے میر قطب الدین نعمت اللہ کے سپرد کیا جو بادشاہ کے کچھ رشتہ دارون مین سے تھا اور منصب میرجملگی اور عہدہ اتالیقی دیکر شاہزادہ کو اوسی کے گھر بھیجدیا۔ جب قطب الدین پانچ برس کے بعد مرگیا تو شاہزادہ کی پرورش اوسکے داماد مرزا شریف کے سپرد کی گئی۔ اور دو خواجہ سرا ملک مبارک اور ملک یوسف بھی خدمت مین رہنے لگے۔ جب تین برس بعد مرزا شریف بھی مرگیا تو میر محمد مومن کی صلاح سے خواجہ ناظر علی،

اس کام پر مقرر ہوا۔ اور شاہزادہ اوس کے گھر رہنے لگا۔ اسی زمانہ مین شاہزادہ کے
قرآن پڑہانے کے واسطے مولانا حسین شیرازی مقرر ہوا۔ دس برس کی عمر مین مظفر علی بیگ
مرگیا اور مولانا حسین ہی شاہزادہ کی نگرانی کرنے لگا۔ اور ملک یوسف وغیرہ نے شاہزادہ
کو گھوڑے کی سواری اور شکار کھیلنے کی تعلیم دینا شروع کی۔ جب سلطان محمد قطب شاہ مرا
ہے تو مولا حسین مرگیا تھا اور میر محمد مومن جو اس سلطنت کا رکن اعظم تھا پہلے ہی انتقال
کرچکا تھا بادشاہ کے مرتے ہی منصور خان حبشی و ملک الیاس و ملک یوسف و ملک عنبر
نے شہر کا بندوبست کیا کہ کہین بلوہ نہ ہوجاے۔ قاسم بیگ اس وقت کوتوال تھا
اوسے بہیجا کہ چاوڑی مین خود جا کر کہڑا ہوجائے۔ اور حسن بیگ اوس کا نائب چار مینار
مین رہے۔ انہون نے شہر کا خوب بندوبست کیا۔ اور حکم دیدیا کہ ہر شخص اپنے اپنے
کام مین مصروف رہے۔ اگر کسی نے کچھ فساد کیا تو فوراً قتل کردیا جائیگا۔ شیر علی نام
دروازہ کہلا رہا۔ اوس پر خاصہ خیل اور تمام سردار متعین رہے۔ اور سلطان محمد کی وصیت
کے بموجب شاہزادہ عبداللہ مرزا کو قصر شہ نشین محمدی محل مین لاے۔ اور تخت پر بٹھا کر
فوراً دربار عام کیا۔ وہان تمام امرا بڑے تزک اور احتشام سے آئے اور علی الترتیب مراتب
سلام کرکرکے محل کے نیچے سے گذر گیے۔ اور اوسی دم تمام بازارون مین عبداللہ قطب شاہ
کی تخت نشینی کی منادی کردی گئی۔ پہر سلطان محمد کو غسل و کفن دیکر لنگر فیض اثر مین اپنے
آباد و اجداد کے پاس مدفون کردیا۔ دوسرے روز ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو عبداللہ قطب شاہ
نے دربار عام کیا۔ اور تمام امیر جو دار السلطنت مین موجود تھے اپنی اپنی فوجین لیکر حاضر
ہوئے۔ اور اونہین علی قدر مراتب خلعت و انعام دیے گیے۔ اور عمال ممالک کو اس
انقلاب کے فرامین جاری ہوئے۔ گاڑیوں مین بہر کر بازارون کو شکر بہیجی گئی اور مخلوق مین تقسیم

کی گئی - اور جیل خانون سے قیدی چھوڑے گئے - جس سے عام مخلوق راضی ہو گئی -

۴۴۲ - امراے قطب شاہی کا عزل و نصب اور بیجاپور و دولت آباد اور شاہجہان کے ایلچیون کا آنا -

جب میر محمد مومن سلطان محمد کا وزیر اعظم مرگیا تو بادشاہ نے کسی کو اپنا پیشوا مقرر نہ کیا بلکہ تمشیت امور سلطنت خود ہی کرنے لگا - البتہ مظفر علی سے کچھ کچھ کام لیتا رہا - جب ۱۰۳۲ھ مین وہ بھی مرگیا تو میر محمد رضا استرآبادی سے تھوڑا تھوڑا کام لینے لگا تھا - اب جب عبداللہ قطب شاہ گیارہ برس پانچ مہینے گیارہ روز کی عمر مین تخت کا مالک ہوا تو خردسالی کے سبب سے پیشوا کی ضرورت پڑی - عبداللہ کی دادی زندہ تھی - اوس نے بعض خواجہ سراؤن کے اتفاق سے اپنے داماد شاہ محمد ابن شاہ علی عرب شاہ پیرزادہ کو پیشوا مقرر کرایا - اور منصور خان حبشی جو سابق مین لشکر رکاب کا حوالدار تھا میر جملہ کیا گیا - اور مرزا روزبہان اصفہانی معزول ہوا جسے سلطان محمد نے صرف دو ہی مہینے سے خواجہ افضل ترک کو موقوف کر کے سرخیل کیا تھا - اور منصور خان حبشی کی سفارش سے خواجہ افضل ترک پھر سرخیل کیا گیا - اور چار لاکھ ہون کی جاگیر مشروطی پھر اوس کو دیگئی عبداللہ قطب شاہ چونکہ شاہ محمد سے اوس کی ناقابلیت کی وجہ سے راضی نہ تھا اس لیے جب علامہ شیخ محمد الشہیر بابن خاتون ایران کی سفارت سے واپس آیا تو اوسے نائب پیشوا مقرر کر کے اوسے پیشوا کی طرح تخت کے پاس بیٹھنے کی اجازت دیدی اور اوسی کو اپنا دبیری مقرر کیا - اس لیے شاہ محمد اور ابن خاتون مین رنج پیدا ہو گیا - اودھر منصور خان حبشی جو لکھا پڑھا نہ تھا ہندو برہمنون کی مدد سے کام کرتا تھا جس سے منصب میر جملگی کے ہندو ہی مالک ہو گئے تھے سوا ے اس کے ملک یوسف اور ملک عنبر جو سلطان محمد کے بڑے بڑے مقربین تھے امارت سے گرادیے گئے اور ملک عنبر نے بدتین سوگرجی اور حبشی

غلام جمع کیے تھے اوس سے سے لیے گیے اور لشکر شاہی مین شامل کر دئیے گیے - اور علی قدر مراتب ایک ہزار تنکہ سے تین ہزار تنکہ تک ماہانہ اون کی تنخواہین مقرر کی گیین اور حکم ہوا کہ دولت خانہ شاہی کے باہر چوکی دیا کرین - ان مین سے چار آدمیون کو خاص خاص خطاب بہی ملے اور اون کو فوجون کا سردار کیا گیا - ایک شخص ترکی غلام تہا اوسے فیروز خان کا خطاب ہوا - اور باقی تین حبشیون کو آدم خان یاقوت خان اور جمشید خان کا خطاب عطا کیا گیا - قاسم بیگ - ابن مرشد قلی بیگ ترکمان کو توال اور حسن بیگ نائب کوتوال اور مرزا قاسم بیگ اردستانی ناظر الممالک اور اعتماد راو دبیر فرامین ہندی ونارائن راو مجموعہ دار یعنی مستوفی الممالک دہہی راو شب نویس اور دہرما راو داسی راو ناگکواڑی اپنے اپنے عہدون پر بدستور سابق بحال رہے - اسی زمانہ مین جب یہ انتظامات یہان ہو رہے تہے تو ابراہیم عادل شاہ نے ابو الحسن کو اور برہان نظام شاہ ثالث نے میر جعفر کو اور شاہزادہ شاہجہان نے اخلاص خان قزوینی کو بغرض ادائے تعزیت و تہنیت خطوط اور تحفہ دیکر حیدرآباد کو بہیجا - یہان سے ہر ایک کی تعظیم و تکریم علی قدر مراتب کما حقہ ہوئی اور بیجاپور اور دولت آباد کے ایلچی قطب شاہی ایلچیون کے ہمراہ مع خطوط کے رخصت ہوئے اور اخلاص خان قزوینی شاہجہان کے ایلچی کو عبد اللہ قطب شاہ نے اوس کی مرضی کے موافق پیش کش دیکر رخصت کیا -

۲۲۵ - مہابت خان کا جہانگیر کو قید کر لینا مگر اوس کو بادشاہ بنا رہنے دینا

اوپر لکہہ آئے ہین کہ آصف خان اور مہابت خان مین دشمنی تہی - اب چونکہ مہابت خان نے شاہجہان اوس کے داماد کو تباہ و برباد کیا تہا اس لیے اوس دشمنی مین اب اور بہی ترقی ہو گئی تہی - آصف خان یہ چاہتا تہا کہ کسی طرح مہابت خان کو برباد کر ڈالے - اور گو نورجہان شاہجہان کی تباہی سے خوش

تہی مگر مہابت خان کے مقابلہ مین بہائی کے خلاف کچہہ کرنا نہ چاہتی تہی۔ مہابت خان کو بنگالہ کی لوٹ مین جو ہاتی ملے تہے وہ اوس نے ابتک جہانگیر کو نہ بہیجے تہے اور سرکاری مطالبہ کا روپیہ بہی اوس نے نہ دیا تہا اور اس تغیر اور تبدیل کے زمانہ مین غلامان شاہی کی جاگیرات سے بہی اوسے نے روپیہ وصول کر لیا تہا اس لیے آصف خان کی تحریک سے پر جہانگیر نے دست غیب نام ایک عرب کو اوس کے پاس بہیجا۔ کہ ہاتی لے آئے اور روپیہ کا بہی حساب کتاب بیباق کرلے۔ اور اگر مہابت خان کو اوس روپیہ کی نسبت کوئی عذر معقول ہو تو خود حاضر ہوکر عرض معروض کرے۔ اس پر دفع الوقتی کے طور پر ہاتی تو مہابت خان نے بہیجدیے مگر اوس نے دیکہا کہ آصف خان کا نور جہان کے سبب سے بڑا پایہ ہے اس سے بجز دانشمندی اور دلاوری کے بچنا محال ہے اوس نے کچہہ ہندو راجپوتوں کی فوج نوکر رکہی۔ جنہین مسلمانون سے کچہہ قومی محبت نہ تہی جس نے روپیہ کا لالچ دیا اوسے کا کام کرنے لگے پہر مہابت خان نے ان سے عہد و پیمان لیا۔ اور اون کے بال بچے اول مین رکہہ لیے اور روپیہ کا حساب کتاب دینے کے بہانہ سے جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اگر ابہی نجات خوشامد اور چاپلوسی سے نہ ہو تو تلوار سے کام نکالے۔

	دست بگیر د سر شمشیر تیز	وقت ضرورت چو نماند گریز

مہابت خان نے اسی زمانہ مین اپنی دختر کی شادی ایک شخص مرزا برخوردار سے بلا اجازت کر دی تہی اور جس طرح اب انگریزون کے عہد مین کوئی رئیس اور سردار صاحب ملک دوسرے کسی راجہ نواب سے رشتہ نہین کر سکتا ہے اوس وقت بہی اس درجہ کے امیر بلا اجازت رشتہ نہین کر سکتے تہے۔ جب جہانگیر کو خبر ہوئی تو اوس نے برخوردار کو

سر دربار پڑا ایا اور قید کر دیا اور مہابت خان کو حکم دیا کہ جب تک حساب کتاب
نا تصفیہ نہ کرے دربار مین حاضر نہ ہو - اس سے مہابت خان موقع ڈہونڈہنے لگا
آصف خان نے گو مہابت خان سے اتنی بڑی بدسلوکی کی تہی مگر اپنی حفاظت کچہہ نہ کی
اور اس مقولہ سے بالکل غافل ہو گیا ۵

چنان دان کاندر آماجش نشستی	چو تیر انداختی بر روے دشمن

رجب ۱۰۳۵ھ کا مہینا تہا - جہانگیر جہلم کے کنارہ پڑا ہوا تہا - کابل کے جانے کا ارادہ
تہا - آصف خان اپنے اہل وعیال اور فوج کو لیکر دریا پار چلا گیا - اور تمام شاہی لشکر
اور خدمتگار وغیرہ بہی دریا پار چلے گیے - صرف جہانگیر رہ گیا - مہابت خان کو خوش قسمتی
سے نہایت عمدہ موقع مفید مطلب مل گیا - اوس نے راجپوتون کی چار پانچ ہزار فوج لی
اور دو ہزار آدمی پل پر مقرر کر دے کہ لشکر سے ادہر کوئی نہ آنے پاسے اور خود جہانگیر کے
پاس چلا - بادشاہ ابہی آرام مین ہی تہا - صبح کے وقت جب یہ شور وغل ہوا - اور مہابت خان
کا گستاخانہ آنا معلوم ہوا تو جہانگیر کو خدام نے خبر کی - بادشاہ پالکی مین سوار ہوا کہ اتنے مین
مہابت خان اندر آگیا - اور مودبانہ معمولی سلام کر کے پالکی کے گرد گہوما - اور عرض کیا
کہ آصف خان کی عداوت کے باعث جب کوئی صورت اپنے نجات کی مینے نہ دیکھی
تو اس طرح جہان پناہ کی پناہ مین آیا ہون - اگر واقعی مین مستوجب سیاست ہون تو مجھے
قتل کر دیجئے - جب جہانگیر نے دیکھا کہ تمام راجپوت آگئے ہین اور سرا پردہ شاہی کو گہیر لیا
ہے تو گو غیرت نے تقاضا کیا کہ تلوار اوٹھا کر (مہابت خان) کا کام تمام کر دے - مگر میر منصور بدخشی
نے ترکی مین کہا کہ یہ موقع تدبیر کا - ہے - اگر مہابت خان کو کچہہ نقصان پہونچا تو آپ کی سلامتی
مین خطرہ ہے - اس لیے جہانگیر مہابت خان کے کہنے سے شکار کا بہانہ کر کے اوس کے

ساتھ ہولیا۔ اور وہ اوسے لے کر اپنے قیام گاہ پر چلا آیا۔ جب مہابت خان اس طرح پر جہانگیر کے قید کرنے کا انتظام کر رہا تھا۔ تو نورجہان کو موقع مل گیا۔ اور وہ نکل کر اپنے بھائی آصف خان کے پاس پہونچ گئی۔ بعدازان آصف خان اور نورجہان اور فدائی خان وغیرہ فوج لیکر مہابت خان سے لڑنے کو آئے مگر کچھ نہ کر سکے اس لیے نورجہان جہانگیر کے پاس قید مین چلی آئی لیکن آصف خان اور اوس کا بیٹا ابوطالب بھاگ کر قلعہ اٹک مین پناہ گیر ہوئے۔ مگر بہت جلد مہابت خان اونھین گرفتار کر کے لے آیا اور اسی زمانہ مین شاہجہان کے کیے رفیق جو مہابت خان کی قید مین تھے اوس نے اونھین قتل کر دیا پھر مہابت خان کے ساتھ جہانگیر ۱۲ شعبان ۱۰۳۵ھ کو کابل مین پہونچ گیا۔ اس وقت گو جہانگیر مہابت خان کی قید مین تھا مگر اوس نے جہانگیر کی تعظیم و توقیر مین کوئی کوتاہی نہ کی تھی جہانگیر اپنے ہی نام سے تمام شاہی کام کرتا تھا۔

۲۲۶۔ ملک عنبر کی وفات اور اوس کی لیاقت۔ ۲۴ شعبان ۱۰۳۵ھ کو ملک عنبر اسی برس کی عمر مین اس جہان فانی سے جنت کو سدھارا اس شخص نے بنام نہاد وزارت ۲۷ برس بادشاہی کی۔ نظام شاہی حکومت کو اوس نے اوس وقت مین لیا تھا کہ جب اکبر نے بہادر شاہ کو قید کر کے قلعہ احمد نگر دارالسلطنت حکومت نظام شاہی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اوس وقت اس حکومت کا نہ تو کوئی بادشاہ تھا اور نہ اس حکومت کا ملک اور فوج تھی اوسی نے مرتضی کو بادشاہ بنایا اوسی نے فوج فراہم کی اور نئے سر سے بادشاہی جمائی۔ اور اکبر سے عظیم الشان اور جہانگیر سے شاہنشاہ کو مجبور کر دیا۔ اور اون سے بار بار علاقے واپس لے لیے۔ سلطان محمد قطب شاہ سے بنام امداد خزانہ لیا۔ ابراہیم عادل شاہ کو ذلیل اور دارالسلطنت مین محصور کر کے اوسکا بہت سا ملک دبا لیا۔ اور اوس کو عاجز کر کے باجگذار کے قریب بنا لیا۔

اگراس کو دکن کا فا ہنشاہ کہین تو بیجا نہین ہے۔ اس کا توپخانہ اوس کے زمانہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا۔ قیاساً اس کی فوج مین ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادون سے کم نہ ہونگے۔ اگر یہ دس پانچ برس اور زندہ رہتا تو برار خاندیس مالوہ گجرات بھی سب اس کے قبضہ مین آجاتے۔ کیونکہ چند روز بعد اودہر تو جہانگیر مہابت خان کے قید مین پہنس گیا اودہر پرویز مرگیا۔ شاہجہان اپنے ہی مصیبتون مین پہنسا ہوا تھا ایسے مین عنبر کب چوکتا پہر یہ ملک عنبر صرف فوجی اور سپاہگری کے ہی فنون مین لایق و فایق نہ تھا بلکہ خلایق پروری عدل گستری اور رفاہ عام کے کامون مین ایسا اچھا تھا کہ دکن مین کوئی ہندو یا مسلمان بادشاہ ایسا نہین گذرا۔ وہ نہایت پستی اور غلامی کے درجہ سے بادشاہ ہوا تھا۔ اور چونکہ وہ چنگیز خان مرتضی نظام شاہ کے وزیر کے رفیقون مین رہا تھا اور بیجاپور کے حبشیون مین سے تھا۔ دلاور خان کا زمانہ اوس نے خوب دیکھا ہوگا۔ اوسے دنیا کے ہر طبقہ کی معاشرت کا حال بخوبی معلوم تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اوس نے رعایا کے وہ تمام حقوق قایم اور پیدا کر دے تھے جو ایک نہایت شایستہ حکومت مین ہونا چاہئین مرہٹون کی تاریخون مین لکھا ہے کہ اوس نے دیہات کا ٹہیکہ پر دینا اور مالگذاری امرا سے وصول کرنا موقوف کر دیا تھا بلکہ اوس نے زمین ایسے لوگون کو دی تہی جو زمینداری اور کاشتکاری کرتے تھے اور ہندو پٹیل پٹواریون کے ہاتھ مین مالگذاری کا انتظام دیا تھا اور اون پر مسلمان عامل مقرر کیے تھے۔ اور جو جو دیہات کہ انتظام کے واسطے قدیم زمانہ مین کارپرداز مقرر ہوا کرتے تھے اور اب ایک عرصہ دراز سے موقوف ہوگیے تھے اونہین از سر نو مقرر کر دیا تھا اور انتظام کی درستی کے واسطے جو جو اصلاحین ضروری اور مناسب تھین اون سب کو اچھی طرح لحاظ کرتا تھا۔ اوس نے زمین کی پیمایش کرائی تھی۔ اور کاشتکارون کو اپنے

حقوق دے تے زمین ادن کو وراثت مین ملتی تھی کہ جس سے کسانون کو اپنے گہرون سے
محبت پیدا ہوگئی تھی - وہ زمین سے ٹھیکہ دارون کی طرح کام نہین لیتے تھے بلکہ
وہ مالکون کی طرح اوس کی پیداوار کو بڑہانے کی تدبیرین کرتے اور آبپاشی کے ذریعہ
نکالتے تھے - جس کھیت مین ایک من غلہ پیدا ہوتا وہان کئی کئی من پیدا ہونے
لگا - اوس نے اس طرح تجویز کی تھی - کہ کھیتون کی واقعی پیداوار کو اوس نے فراہم
کرایا - اور کئی کئی سال تک اوس کا تجربہ کیا - جب یہ معلوم ہوگیا کہ کھیت مین اوسط
درجہ اس قدر پیدا ہوتا ہے تو اوسی لحاظ سے اوس پر ایسی جمع مقرر کی کہ جو کسانون پر گران
نہ گذرتی تھی - یعنی سرکاری زمینون پر دوخمس پیداوار لیتا تھا اور جب نقد روپیہ وصول کرتا
تو ایک ثلث پیداوار کی قیمت لیتا تھا جس کے لحاظ سے اوس کی یادگار آج تک
اوس ملک مین باقی ہے - اور اوس کے فتوحات اور کشور کشائی کی بہ نسبت اوس کی
رعایا پروری اور دادگستری زیادہ مشہور ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود مدامی جنگ و جدال
کی اوس کے وقت مین ملک دولت سے مالا مال اور رعایا مرفہ الحال او زمین سرسبز و شاداب
تھی - تجارت کے چارون طرف ملک مین گرم بازاری تھی راستون مین مسافر بے قافلہ
چلتے پتا نہین کھٹکتے پاتا تھا - اقبال نامہ جہانگیری مین اسکی نسبت لکھا ہے کہ دو عنبر غلام
بڑے کام کا تھا اور فنون سپاہگری و لیاقت سرداری اور تدبیر صائب اور پختہ کاری مین اپنا
نظیر نہین رکھتا تھا - اور طریق قزاقی کو جسے اصطلاح دکن مین برگے گری کہتے ہین خوب
جانتا تھا اور دکن کے دباستون کو جیسا کہ چاہیئے اوس نے خوب اپنے قابو مین کیا تھا
اخیر وقت تک وہ اپنے ارادون مین ثابت قدم رہا اور اوس کی عزت مین کسی طرح
فرق نہ آیا - کسی تاریخ مین نہ لکھا نہین دیکھا کہ کوئی حبشی غلام اس بڑی عزت اور شان و شوکت

کو پہونچا ہو۔" چونکہ اوس کو ایرانیون کے ملنے جلنے کی رغبت نہ تہی۔ جن کے ہاتھ مین اس زمانہ مین تاریخ کا قلم تہا۔ اس لیے اوس کے حالات کسی شخص نے نہین لکہے۔ جو کچھہ اوس کے حالات ہم نے اوپر بیان کئے وہ وہ ہین جو پاس پڑوس کی سلطنتون کی تاریخون مین لکہے گیے ہین۔ یا دیہات کی زراعت پیشہ لوگون کے اسناد اور روایتون سے لیے گیے ہین اگر کوئی شخص خود اوسکی تاریخ لکہنا تو اوس کے حالات بڑی وضاحت اور تشریح کے ساتھ معلوم ہوتے۔ مگر جسقدر کہ اب معلوم ہوئے ہین اون سے بہی اوس کی لیاقت اور دانشمندی کی نسبت جو راے کہ ہم نے قایم کی ہے کامل صحیح ثابت ہوتی ہے۔ ہم کو اس بات پر بڑا افسوس آتا ہے کہ اوس وقت کے مسلمانون مین کوئی ایسا نہ تہا جو اوس کے کارنامون کی پوری پوری قدر کرتا اور اونکو قلم بند کرکے بالتشریح ہم تک پہونچاتا۔ جس سے ہماری نسلون کو ایسے عجیب وغریب شخص کی لیاقت و ترقی کو دیکھکر کچھہ حوصلہ اور کچھہ غیرت پیدا ہوتی۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ ملک عنبر سے دانشمند کشور کشا اور دادگستر شہریار کا کوئی مسلمان نام تک بہی نہ لے اور اوس کے نام کا ایک چہوٹا سا رسالہ بہی تاریخ مین نہ لکہے اور شیوجی سے لوٹیرے ڈاکو ظالم بدعہد کو ہندو اتنا بڑہا دین کہ پرستش تک اوس کی کرنے لگین سچ ہے کہ جس قوم مین ادبار آتا ہے تو پہلے اوس قوم کے لوگ اپنے بزرگون کے اچہے کارنامون کو فراموش کر بیٹہتے ہین یہ بہی ایک بات یاد رکہنے کی ہے کہ جس شخص کی اولاد اور اوس کے جانشین اپنے باپ اور اپنے ماسبق کو اچہا سمجہتے ہین اور لایق ہوتے ہین تو سواے شاذ و نادر کے اوس کے حالات بعزت و نیک نامی تاریخون مین درج کیے جاتے ہین۔ اگر عنبر کے بیٹے لایق ہوتے اور دنیا مین اون کا کام اچہا چلتا تو ملک عنبر کی تعریف اور توصیف مین

وقت کے دفتر رنگ جاتے - مگر عنبر کے بیٹون کی نالایقی سے عنبر کی تاریخ ہی کسی نے
لکہنے کے لیے قلم نہ اوٹہایا - اگر پاس پڑوس والی سلطنتون کے بیان مین اوس کا
ذکر نہ ہوتا تو آج ہم اوس کا نام بہی نہ جانتے - دلاور خان کو جس نے بیجاپور کی سلطنت
کو زوال سے بچایا اور ایسے اصول پر قایم کر دیا تہا کہ جس سے وہ اب تک اچہی طرح
چل رہی تہی اور عنبر کو جس نے نظام شاہی سلطنت کو از سر نو کتم عدم سے موجود کیا تہا
مورخین نے غلام سمجہکر اس لایق نہین سمجہا کہ اون کے اچہے کام قلمبند کیے جائین
اور انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے مضمون کو فراموش کر دیا
اس تیس چالیس برس کے زمانہ کی تاریخ پر جو ایک گہنگور گہٹا چہائی ہوئی ہے اور مورخین
دکن نے سلطان محمد کے حالات اور محمد ابراہیم عادل شاہ کے اخیر زمانہ کی تاریخ لکہنے
سے جی چورایا ہے اوس کا بڑا سبب یہ ہی ہے کہ اس عنبر غلام نے رعایا پروری اور
ملکداری مین بے نظیر لیاقت دکہائی تہی اور ان دونون میان بادشاہون کو قریب قریب
اپنا باجگذار کر لیا تہا - اور یہ منشی اوس کو لکہنا نہ چاہتے تہے - مگر اوس بیچارہ کا کیا
قصور

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

۲۲۷- شاہجہان کا اجمیر اور ٹہٹہہ کو جانا اور جہانگیر کا مہابت خان کے قید سے رہا ہونا اور پرویز کے مرنے پر شاہجہان کا ناسک کو آنا -

ایسا سمجہ مین آتا ہے کہ جب عنبر کی حالت مرنے کے قریب ہوئی تو شاہجہان کو دکن مین اوس سے جو کچہہ امید تہی وہ جاتی رہی اور دکہنیون کی بے اعتباری کے باعث اوسے اپنی فکر ہوئی اور ایسا خیال ہوا کہ جو حبشی ابہی تک بخاطرداری پیش آتے ہین وہ آیندہ شرارت کرینگے - اودہر یہ ہی شاہجہان نے

چاہا کہ باپ کو قید سے چھوڑائے اس لیے دکن کا چھوڑنا اور شمال کو جانا اوس نے ضروری سمجھکر ۲۳ رمضان سنہ ۱۰۳۵ھ کو ناسک سے جہان وہ اب تک قیام پذیر تھا کوچ کیا۔ اور آہستہ آہستہ ۲۰ شوال تک اجمیر مین پہونچ گیا اوس نے خیال کیا تھا کہ جس قدر آگے بڑھونگا۔ شاہی امیر مجھ سے آ آکر ملجائینگے۔ مگر یہ خیال اوس کا غلط نکلا۔ کسی نے اوس کی طرف توجہ نہ کی۔ بلکہ راجہ بشن سنگھ اوس کا خیر خواہ اور پانچ سو آدمی کا سردار بھی یہان آکر مر گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ پھر شاہجہان کی خبر جب جہانگیر کو کابل مین پہونچی تو چونکہ شاہزادہ پرویز درد قولنج مین مبتلا تھا۔ شاہجہان کی روک نہین کرسکتا تھا اوس نے خود مہابت خان کی رائے کے بموجب ہندوستان کے چلنے کے سامان کئے اس لئے شاہجہان نے اجمیر مین زیادہ ٹھیرنا مناسب نہ سمجھکر سندہ کا راستہ لیا۔ اور براہ ناگور جودھپور وجیسلمیر ۲۵ ذیقعدہ کو امرکوٹ مین جا پہونچا۔ اور ۳۰ ذی الحجہ کو ٹھٹھہ کے سامنے ڈیرے جا ڈالے۔ اسی تاریخ مین جہانگیر کابل سے چلا اور بعد ازان شاہجہان کے دونون بیٹے اوس کے پاس پہونچے۔ اور ہاتھیون کے سواے تین لاکھ روپیہ کے جواہرات وغیرہ نذرانہ مین دئے۔ جب جہانگیر دریاے جہلم کے قریب پہونچا۔ جہان کہ مہابت خان نے اوسے قید کیا تھا تو اسی جگہہ نورجہان نے اپنی فوج اوسی دستور کے بموجب جیسے کہ تمام امیر ہر سال اپنی فوج بادشاہ کو دکھایا کرتے تھے ملاحظہ کے لیے بیس بائیس محرم سنہ ۱۰۳۶ھ کو پیش کی۔ جہانگیر مہابت خان کی اجازت سے اوس فوج کے دیکھنے کو چلا ہی تھا کہ نورجہان کے آدمیون نے جھپٹ کر بادشاہ کو اپنے بیچ مین لے لیا اور جہانگیر مہابت خان کی قید سے آزاد ہو گیا۔ مہابت خان کے سات سو اپنے معتبر راجپوت تو پہلے ہی کابل مین احدیون کے ہاتھ سے مارے جا چکے تھے اور اب بھی اوس کی فوج مین کچھ ابتری

ہورہی تھی اس لیے اوس سے کچھہ نہ ہوسکا اور وہ وہان سے چلدیا۔ جہانگیر نے اوسے کہلا بھیجا کہ آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب اور طہمورث و ہوشنگ کو جو اوس کے پاس قید تھے بھیجدو۔ اور شاہجہان کے دفعیہ کو ٹھٹھہ کو جاؤ تب تو خطا معاف ہوتی ہے ورنہ تمہارے تعاقب مین فوج بھیجی جائیگی۔ اس مین نورجہان کی یہ غرض تھی کہ شاہجہان اور مہابت خان دونون مین سے کوئی مارا جاے اوس کا اُلّو کہین نہین گیا۔ اسپر مہابت خان نے قیدیون کو چھوڑ کر ٹھٹھہ کا راستہ لیا۔ اودہر جب شاہجہان نے سنا کہ جہانگیر مہابت خان کے قید سے ازاد ہوگیا۔ اور مہابت خان اوس کے تنبیہہ پر مقرر ہوا ہے تو اوس نے پہلے ارادہ کیا کہ ایران کی طرف کو چلا جاے مگر چونکہ بیمار تھا اور اسی مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ پرویز کے بچنے کی امید نہین جو آخرکار ۶ صفر ۱۰۳۶ھ کو مرگیا اس لیے شاہجہان ۱۸ صفر کو دکن کی طرف پھر وانپس چلدیا۔ اور ۳ ربیع الاول ۱۰۳۶ھ کو ہرناسک مین آگیا۔

۲۲۸ برہان نظام شاہ کا خود مختار ہوکر حمید خان اور اوسکی بی بی کی عزت واقتدار بڑہانا۔

ملک عنبر کے دو بیٹے تھے۔ فتح خان اور چنگیز خان۔ فتح خان باپ کی جگہہ وزیر ہوا۔ مگر یہ تو قدرتی بات ہے کہ ہر شخص کی عزت اور عظمت اوس کی ذاتی لیاقت پر منحصر ہوتی ہے۔ جب ملک عنبر مرگیا۔ تو اوس کی عظمت بھی اوسی کے ساتھ مرگئی۔ اوس کے بیٹے اس لایق نہ ہوئے کہ باپ کی بات کو قایم رکھین۔ اور نظام شاہ کو سر نہ اوٹھانے دین۔ برہان نظام شاہ اب بچا نہ تھا پورا جوان تھا خود مختار ہوگیا۔ یہ معلوم ہونا نہایت دشوار ہے کہ مرتضی نظام شاہ ثانی کب اور کیسے مرا اور برہان نظام شاہ ثالث کس کا بیٹا تھا اور کس طرح تخت نشین ہوا۔ چونکہ عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی پر برہان نظام شاہ کے ایلچی کا آنا تاریخ قطب شاہی مین بیان کیا گیا ہے اس لیے یہ کہہ سکتے ہین کہ مرتضی ملک عنبر کی حین حیات ہی مرگیا تھا اور برہان تخت نشین کیا گیا تھا

اور غالباً مرتضی کا ہی بیٹا تھا۔ حمید خان حبشی اس کا ایک غلام تہا۔ اوس کی عورت کسی غریب زادی کی بیٹی تہی - یہ عورت بڑی بہادر عقلمند اور خوبصورت تہی۔ مگر اقبال نامہ جہانگیری والے نے بڑا ہی ظلم کیا ہے اوس کی نسبت اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ جب برہان نظام شاہ نے اول اول شراب پینا اور مجالست نسوان کا آغاز کیا تو یہ عورت چھپا کر شراب اندر ایسی لیجاتی کہ کسی کو خبر بہی نہ ہوتی اور شرفا کی بہو بیٹیون کو بفریب و افسون بدراہ کرتی اور اچھے اچھے کپڑے پہنا کر برہان کے پاس پہونچاتی - جس وقت برہان خود مختار ہوا تو اس عورت کا یہ اقتدار تہا کہ جب وہ سوار ہوتی تو بڑے بڑے سرداران سپاہ و اکابر دولت پا پیادہ اوس کے ہمرکاب چلتے اور اپنی عرض معروض کرتے - باہر حمید خان اوس کا شوہر اور اندر یہ عورت برہان کی مالک تہی" مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ اگر اس وقت کوئی عورت کسی عیاش بادشاہ کے یہان دربار رس ہوجائے تو اوس کی نسبت بہی گو وہ کیسی ہی پارسا ہو ایسی تہمت آمیز خبرین مشہور ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہے - خاصکر جہان وہ ایک حبشی غلام کی منکوحہ ہو اور اس درجہ پر پہونچ جاے تو خواہ مخواہ بہتان لگانا مخلوق کے ایک لازمی عادت ہوگئی ہے معتمد خان صاحب اقبال نامہ اور نیز خافی خان نے جس نے معتمد خان سے اپنی کتاب مین بہی یہ روایت نقل کی ہے یہ نہین لکہا ہے کہ یہ عورت خود نظام شاہ کی مدخولہ تہی - اور نہ یہہ بیان کیا ہے کہ فلان خاص آدمی کی بی بی کو یہ بہکا کر لے گئی اور اوسے آوارہ کیا - بلکہ اونہون نے مخلوق کا ایک عام خیال نقل کر دیا ہے - ہم یہ تو نہین کہہ سکتے کہ ایسا ہونا غیر ممکن یا عادت کے خلاف ہے مگر یہ بہی ضرور جانتے ہین کہ ایسی باتون کا جہوٹ مشہور ہوجانا بہی عادت کے خلاف نہین ہے بلکہ ایسی حالتون مین خلاف واقع برا کہنا ایک لازمی بات ہوگئی ہے خاصکر اوس وقت کہ جب انقلاب حکومت کے

باعث بُرا سنے عنبری امرا کی وقعت گھٹ گئی تھی - اور حمید خان برہان نظام شاہ کا پیشوا
اور مختار کار قرار پایا تھا - اس لیے ہم کو یہ بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی بی بی
کی نیک نامی مین بٹا لگانے کے لیے اقبال نامہ کے خیال کو تسلیم کرین جس کی مثالین
دنیا مین بہت کم ہین اب اوس بی بی کی وہ داستان سنئے کہ جس کی وجہ سے ہم نے
آپ کی اتنی سمع خراشی کی ہے - اور اقبال نامہ وغیرہ کی تحریر کو غلط خیال کیا ہے

۲۲۹ - حمید خان کی بی بی کا ابراہیم عادل شاہ کو شکست دینا -

ابراہیم عادل شاہ گو لڑائی سے کوسون بھاگتا تھا مگر عنبر نے اوسے
ایسا تنگ کر دیا تھا کہ جس سے وہ نظام شاہی حکومت کی کامل
تباہی اور بربادی کی دعائین مانگتا تھا - یہ موقع اوسے مناسب
معلوم ہوا - اوس نے اپنی فوج کو آراستہ کیا - اور فیلان جنگی اور توپخانہ لیکر اپنا گیا ہوا
علاقہ واپس لینے کے لیے نظام شاہی عملداری پر چلا - برہان نے بھی چاہا کہ خود اوس کے
دفعیہ کو جاسے - حمید خان کی بی بی نے برہان سے کہا کہ اس فوج کی سرداری مجکو عنایت
ہو - مین خود جاکر لڑون گی - جب اوس نے کچھ اعتراض کیا تو اس بی بی نے اوس کے
ذہن پر یہ بات جمائی کہ اگر مجکو شکست ہوئی تو مین ایک عورت ناچیز ہون آپکی کوئی بدنامی
نہین ہو سکتی - لوگ کہین گے کہ ایک بادشاہ نے ایک عورت کو مغلوب کر لیا اور آپ پھر اوسکا تدارک مافات
کر سکتے ہین - اور اگر مجکو فتح ہوئی تو قرن ہا سے دراز تک یہ نام رہیگا کہ ایک نظام شاہی عورت
نے ابراہیم عادل شاہ سے بادشاہ کو شکست دیدی برہان نے اس حجت کو پسند کیا اور
اوس کو فوج کا سردار بنا کر جانے کی اجازت دیدی اب اس بی بی نے جوانان جنگ
جو اور فیلان کوہ پیکر اور توپ خانہ جہانسوز کو فراہم کیا - اور سرداران فوج کو تسلی و دلاسا دیکر
اور ایسی عبرت انگیز اور غیرت آمیز باتین کہکر دل بڑہایا کہ اوس کے لشکر مین لڑائی کا جوش

پہیل گیا۔ جب یہ لڑائی کے میدان مین گئی تو گھوڑے پر مردانہ وار با ساز و یراق نقاب مُنہ پر ڈالکر سوار ہوئی اور امیران فوج کو اپنے روبرو بولاکر اون سے امیدون کے وعدے کیے اور جی چرانے پر سزاؤن کے خوف دلاے۔ اور ایسی برجستہ اور خوش تقریری سے گفتگو کی کہ سارا لشکر ایک دل ہوگیا۔ دکن کا یہ دستور تھا کہ جب بہادر کوئی فتح کر کے واپس آتے تو اونہین انعام واکرام دے جاتے اور تمغون کے طور پر اون کے ہاتھون مین عزت افزائی کے لیے کنگن پہناے جاتے تھے اس بی بی نے اس زبانی گفتگو پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ مرصع اور طلائی و نقرہ کنگن بنوا لیے اور انعام واکرام کے لیے روپیہ اپنے ہمراہ لیا۔ اور صفوف فوج کو آراستہ کر کے آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اس وقت جو کوئی یمین ویسار سے آگے بڑہتا تو اوس کی جلاوت وشجاعت کے موافق اوس کے امیدون سے زیادہ اوسے انعام واکرام دیتی اور کنگن پہناتی تہی۔ اور جذب قلوب کے لیے دکنی دستور کے موافق شیرینی کپڑون کے ساتھ اوسے دیتی اور ہمراہیون کو تقسیم کرتی تہی اور ٹوکرون مین بہر بہر کر توپخانہ کے پیادون کو پہونچاتی تہی۔ یہان تک کہ اس زن مردافگن اور صف شکن کی لیاقت سے کئی ہزار عادل شاہی فوج قتل اور اسیر ہوگئی۔ ابراہیم عادل شاہ اور اوس کے سردارون کے تمام جنگی ہاتی اوس نے چہین لیے۔ اور بفتح ونصرت یہ بی بی برہان شاہ کے پاس لوٹ کر آئی۔ اس لڑائی کا حال معلوم نہین کہ کس موقع پر اور کب ہوئی غالباً ملک عنبر کے مرنے پر ۱۰۳۵ھ کے اخیر یا ۱۰۳۶ھ کے شروع مین ہوئی ہوگی۔ اس واقعہ کو ہم نے اقبال نامہ اور خافی خان سے نقل کیا ہے اون مین اس کے وقوع کی تاریخ نہین لکھی ہے۔ غالباً یہ لڑائی ان دونون لڑائیون مین سے نہین ہے جو محمد شاہ عادل کے زمانہ مین ۱۰۳۷ھ مین نظام شاہ سے ہوئی ہین۔ اون مین نہ تو حمید خان کی بی بی کا ذکر

ہے اور نہ نظام شاہ کی فتح کا بیان ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس لڑائی کا ذکر حمید خان کی عورت کو چالاک اور مکار ثابت کرنے کے لیے اوس لڑائی کے بیان مین لکھا ہے جو سنہ ۱۰۳۶ھ کے اخیر مین خانجہان اور نظام شاہ سے ہوئی ہے۔ جسکا آیندہ ذکر آتا ہے۔ اور جس سے اس کا زمانۂ وقوع ہماری رائے کے بموجب ثابت ہوتا ہے۔

۳۰۔ یاقوت خان کا خانجہان کے پاس چلا جانا۔ اور حمید خان کی بی بی کا خانجہان سے کل نظام شاہی گیا ہوا علاقہ مول لینا۔

عنبر کے بعد نظام شاہی فوج کا بڑا سردار یاقوت خان حبشی ہوا مگر اوس سے اور حمید خان سے ناموافقت تھی۔ دونون ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ یاقوت خان کو جوڑ توڑ نہین آتے تھے جو عنبر کے درجہ کو پہونچ جائے۔ نہ حمید خان کی اطاعت گوارا تھی۔ اوس نے بعض اعیانِ سلطنت سے جن مین فتح خان بھی شامل تھا مشورہ کیا اور جہانگیری ملازمون مین داخل ہونے کے لیے انی رائے پسر سربلند رائے کو لکھا جو جالنہ پور علاقہ برار مین تھا اور پانچ سو آدمیون سے حوالی جالنہ پور مین چلا گیا اور انی رائے سے کہلا بھیجا کہ مین اور نیز فتح خان وغیرہ چند نظام شاہی سردار جہانگیر کی ملازمت مین شامل ہونا چاہتے ہین۔ مین پہلے آیا ہون باقی اور بھی میرے بعد آجائینگے۔ شاہزادہ پرویز کے مرنے پر جہانگیر نے خانجہان لودی کو جو اوسکا سنہ ۱۰۳۵ھ سے وکیل مطلق تھا دکن کا صوبہ دار کر دیا تھا۔ اس لیے انی رائے نے اس تمام کیفیت سے اوسے اطلاع دی۔ اوس نے یاقوت خان کو کمال اطمینان دلایا۔ اور انی رائے کو لکھا کہ اوس کی کمال درجہ خاطر داری اور مہمانداری کر کے بعزت تمام برہانپور کو بھیجد ے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور غالباً اوسی زمانہ مین جب کہ عادل شاہ سے لڑائی ہو رہی تھی یا ہو چکی تھی یاقوت خان برہانپور چلا گیا مگر نظام شاہی سردارون نے سرکار کی کچھ پروا نہ کی۔ بلکہ برخلاف اس کے اون کو یہان تک حوصلہ ہوا

کہ حمید خان اور فتح خان وغیرہ نے جہانگیری علاقجات پر برار اور خاندیس مین لوٹ مار مچا دی
خان جہان نے اس خبر کے سنتے ہی لشکر خان کو برہانپور کی حراست پر مقرر کیا۔ اور افواج
نظام شاہی کے مدافعہ اور مقابلہ کے لیے لشکر لیکر بالاگھاٹ کو چلا۔ اور مارتا دھاڑتا برابر کھڑکی
تک چلا آیا اس وقت برہان نظام شاہ قلعہ دولت آباد مین تھا۔ حمید خان اور اوس کی
بی بی نے دیکھا کہ فوج سے کچھہ کام نہین چلتا۔ تو ان دونون زن وشو نے لڑائی تو موقوف
کی اور خانجہان سے دوستی بڑھائی۔ حمید خان تو باہر اوس کی محفل کا یار بنا۔ اور گھر مین اوس کی
بی بی نے جاکر اوسے اپنا باپ بتایا۔ اور کچھہ ایسی چالاکی چلی کہ جس سے وہ بالکل ان
کے پھندے مین آگیا۔ جب جہانگیر کو مہابت خان نے قید کر لیا تھا تو سلطنت کا ڈھچر
ایسا بگڑ گیا تھا کہ اگر اکبر کے خیر خواہ امیرون کا اثر ابھی تک باقی نہ ہوتا تو سلطنت کا ستیاناس
ہو چکا تھا اور گو اس وقت جہانگیر آزاد ہو گیا تھا مگر ادہر تو شاہزادہ پرویز دکن مین مرگیا تھا۔ اودہر
ابھی مہابت خان اور شاہجہان کا کھٹکا نہ مٹا تھا۔ جس کا آیندہ ذکر آتا ہے اور سب سے
بڑھکر یہ کہ جہانگیر کی بیماری ایسی غالب ہو گئی تھی کہ اوس کی زندگی ہر شخص کے نزدیک چراغ
سحری تھی۔ اس لیے خانجہان نے یہ مناسب سمجھا کہ نظام شاہ کو اپنا دوست بنائے بہت
کچھہ تو اس سبب سے اور کچھہ کچھہ حمید خان کی بی بی کی ابلہ فریبیون سے خانجہان اس بات
پر راضی ہو گیا کہ چار پانچ لاکھہ ہون اور دو تین لاکھہ روپیہ کے جواہر لیکر برہان نظام شاہ کو
وہ سب ملک واپس کر دیا کہ جو اوس سے اکبر کے زمانہ سے اب تک لیا گیا تھا۔ غرض کہ
وہ ملک جس کی تسخیر مین تیس پینتیس برس کی مدت اور کروڑون روپیہ اور تین شاہزادون کی زندگی
صرف ہوئی تھی۔ اور ہزارون جانین تلف ہوئی تھین ایسی قلیل قیمت پر جو اوس خطہ کے
ایک دو محال کے محصول کی برابر تھی برہان شاہ کے ہاتھہ اوس نے فروخت کر دیا۔

اور تمام حکام شاہی کو لکھہ بہیجا کہ چونکہ سلطنت کی نازک حالت ہو رہی ہے بادشاہ جہانگیر کو اس وقت امداد کی ضرورت ہے اور آپ لوگون کے یہان آئے بغیر کام نہ چل سکیگا چاہیئے کہ ملک کو نظام شاہ کے اہلکارون کے سپرد کر کے یہان چلے آئین۔ جب یہ حکم پہونچا تو سب نے نظام شاہ کی فوج کو قبضہ دیدیا۔ مگر احمد نگر کے قلعدار خنجر خان نے کہا۔ کہ بادشاہی حکم۔ کے بغیر قلعہ کی کنجی مین تمہین دونگا۔ تب سے قلعہ کے باہر اوس کے علاقہ پر ۱۰۳۶ھ کے وسط مین برہان نظام شاہ کا دخل ہوگیا۔ اور یہ ایسا نازک وقت تہا کہ جہانگیر اس کا کچہہ بہی تدارک نہ کرسکا۔ اس طرح پر برہان نظام شاہ کی حکومت بجاے اس کے کہ بگڑ جائے اس عورت کی دانائی اور اتفاقات کی مساعدت سے اور بہی بہتر ہوگئی ہ

ہمین رونق ملک ہندوستان تہے		دکن مین ہمین ایک دان کامران تہے	۲۳۱۔ شہر نورس پور کی آبادی اور ویرانی
ہمین عالم و شاعر نکتہ دان تہے		ہماری امارت تہی تاجر ہمین سے تہے	

ہمین نے کیا نام اوس کا دکن تہا
وہ ہم سے ہی رشک عراق و ختن تہا

جب محمد قلی نے شہر بہاگ نگر بسا کر اوسے خوب رونق دی تو ابراہیم عادل شاہ کو یہ سوجہی کہ ایک شہر اپنی یادگار کے لیے آباد کرے۔ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت ۱۰۰۸ھ مین بڑے زور شور پر تہی اندرونی جہگڑے بکہیڑے مدت سے نبٹ چکے تہے اوس نے بہی بیجاپور سے قبلہ کی طرف دو تین میل۔ کے فاصلہ پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی۔ اور شاہ نواز خان کو اوس کی آبادی اور تعمیر کا حکم دیا۔ عمدہ عمدہ نقشے تیار ہوے محلے بازار راستے دکانین سرائین اور سرکاری کاروبار کے مکانات موقع موقع سے تجویز کیے گئے گرد و نواح سے ہی نہین ملکہ دور دور سے مہندس اور راج اور معمار گلکار سنگتراش

درودگر جو اپنے فنون مین بے مثل و بے نظیر تھے بلائے گئے۔ صرف سرکاری عمارتون پر ان کی تعداد آٹھہ ہزار بتلاتے ہین۔ امرا وزرا ارا کین سلطنت سپاہی اور نجار ساہوکار وغیرہ کی تعمیرات والے کاریگرون کی تو انتہا نہ تھی جتنے مقربان شاہی اور محلدار اور خدمتگار بادشاہی تھے اونہین سرکار سے روپیہ دیا کہ وہان مکان بنائین پھر جب بادشاہ اور امرا اور سردارون کے وہان مکانات بنے تو خواص وعوام سب دوڑے اور وہان بادشاہ اور امرا کے مکانون کے قرب وجوار مین زمینین لینے اور مکان بنانے لگے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ مین ہی پہلے اور بادشاہ کے قریب مکان بناؤن زمینون کی قیمت بڑہ گئی۔ پھر تو عمارات پر تکلف بنین اور باغ و بستان اس قدر کثرت سے لگے کہ جگہہ ملنا دشوار ہو گئی۔ خاص بادشاہ کا ایک عظیم الشان محل بنایا گیا تاریخ بیجاپور کا مصنف تعمیر کے فن سے محض ناواقف تہا اس لیے جو کچھہ اوسنے لکھا ہے اوس سے مکان کا نقشہ تو ٹھیک ٹھیک خیال مین نہین آسکتا مگر اس عمارت کی وقعت کا اندازہ اوس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اوس مین غرفہ ہاے شاندار اور نشیمن ہاے مزین بنے تھے۔ در و دیوار اور سقف و ستون پر طلائی اور لاجوردی بیل بوٹے کھچے تھے جن کے دیکھنے سے آنکھون کو نور اور دل کو سرور ہوتا تہا بارگاہ کے روبرو چارون طرف ایک وسیع میدان تہا اوس کے آگے مطبخ تھے کارخانہ اور کارکنون کے لیے علیحدہ علیحدہ حسب مراتب منازل و مکانات مقرر تھے۔ شاہی محل کے عقب مین بڑی بڑے عظیم الشان اور بھی چند محل نہایت پر تکلف منقش بہ لاجورد و طلا حرم کے واسطے بنوائے تھے۔ پھر اس شہر سے جس کا نام بادشاہ نے نورسپہ رکہا تہا بیجاپور تک ایک نہایت وسیع سڑک تھی۔ اوس کے دو طرفہ دو منزلہ دوکانین بنی تھین۔ شہر کے

وسط مین ایک نہایت عریض وطویل چوک تہا جسے مانک چوک کہتے تہے یہان سے چارون طرف کو شہر کی انتہا تک سیدہی سڑکین جاتی تہین ان کے بہی دونون طرف دو منزلہ دکانین تہین - ان دکانون سے اندر کو شہر والون کے مکانات تہے ان مین اپنے اپنے مقدور کے لایق اونہون نے دیوان خانہ اور حوض بناے اور بائین باغ لگاے تہے - کنوے کہودتے تو نیچے پتہر نکلتا تہا جس سے پانی یہان کا نہایت شیرین اور خوش گوار تہا - اور اس قدر کثرت سے تہا کہ کبہی کنوے خشک نہ ہوتے تہے - امرا کے مکانات مین شہنواز خان کی حویلی یہان نورسپور مین اور نیز بیجاپور مین نہایت شاندار تہی - اوس کے مکان کا کام بہی قریب قریب ایسا ہی تہا کہ جیسے شاہی محلات کا تہا - اس زمانہ مین جو ایران و توران کے مسافر یہان آتے تہے وہ نورسپور اور بیجاپور کی رونق اور عمارات بے نظیر کو دیکہکر دنگ ہوجاتے تہے - یہ شہر صرف چہبیس برس ۲۶ آباد رہا - عنبر کے حملہ کے وقت ۹ محرم سنہ ۱۰۳۴ھ کو ابراہیم عادل شاہ نورسپور کو چہوڑکر بیجاپور کو چلا گیا - بعد اس کے عنبر نے اسے لوٹ کر ایسا غارت کیا کہ پہر کبہی آباد نہ ہوا -

۲۳۲ - نورسپور کی وجہ تسمیہ اور لفظ نورس کی شہرت

اس شہر کے نورسپور نام رکہنے کی وجہ یہہ ہے کہ اوسی کے قرب و جوار مین ایک گانون نورہ نام تہا وہان کا ایک باشندہ عرق شراب ایک شیشہ مین ابراہیم عادل شاہ کے پاس اوس زمانہ مین لایا کہ جب اس شہر کی اوس نے بنیاد قایم کی تہی - جب اوسے بادشاہ نے پیا تو کچہہ ایسی لذت آئی اور وہ سرور ہوا کہ اوسے پہلے کبہی کسی شراب سے نہ ہوا تہا - پہر جو نقص خمار و سرگرانی اور شرابون مین ہوا کرتا ہے وہ بہی اس مین نہ تہا اس سے ابراہیم نہایت خوش ہوا - اور اوس شراب والے سے پوچہا کہ یہ شراب کہان بنی ہے اور کس نے بنائی ہے - جب معلوم ہوا کہ اوسی

گانون مین بنائی گئی ہے تو بہایت خوش ہو کر بولا کہ "مارا کیفے نورسیدہ" پہر اوسے یہ اپنا لفظ نورس کچہہ ایسا مرغوب الطبع ہوا کہ اس شہر کا نام نورس پور رکہدیا۔ عقیق یمنی پر اپنی مہر کے لیے نام کی جگہہ بہی لفظ نورس لکہوایا۔ اور اپنے علم و نشان کا نام بہی علم نورس و نشان نورس رکہدیا۔ جو زرد رنگ کا ہوا کرتا تہا۔ اپنی بی بی جو سب سے زیادہ محبوب تہی اور جو اسکے رہنے کا خاص مکان تہا اوسے بہی نورس کہنے لگا۔ علم موسیقی مین ایک کتاب جو اوس نے خود تصنیف کی تہی اوس کا نام بہی کتاب نورس رکہا۔ روپیہ پیسے پر بہی سکہ مین نورس ہی لکہوایا۔ جو مدت ہاے دراز تک جاری رہا۔ جب کسی مہینے کی نوین تاریخ جمعہ کو واقع ہوتی اوس روز عید کرتا اور اوسے عید نورس کہتا۔ جو کوئی شخص قوال سازندون اور طوائف مین مرغوب اور خاطر پسند ہوتا اوسے بہی نورس کا لقب دیتا تہا۔ غرض کہ اوس نے جس چیز کو پسند کیا اور قدر و قیمت کے لایق سمجہا اوسے یہی نام اور خطاب عنایت کیا پہر اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ مخلوق نے بہی اس کے یہی معنے لگائے۔ اور اوسے اپنے استعمال مین لائے ملا محمد ظہوری قائنی نے ابراہیم کی تعریف مین اوس کی کتاب کا دیباچہ لکہا اوس کا نام بہی دیباچہ نورس رکہا صاحب تاریخ فرشتہ نے جب اپنی کتاب قلمبند کی تو اوس کو نورس نامہ ابراہیمی سے مشہور کیا عبد القادر ایک بڑے فصیح و بلیغ شاعر نے اپنا تخلص نورس مقرر کیا اور اس لفظ کو اوس کے ملک مین ایسی شہرت ہوئی کہ کوئی ایسا شخص نہ تہا جس کی زبان سے یہ لفظ نہ نکلتا ہو۔

۲۳۳۔ طبقات ثلثہ قوالان و عید نورس مخترع ابراہیم عادل شاہ ملقب بہ جگت گرو	اس عید نورس کی تقرر تاریخ کی وجہ کچہہ سمجہہ مین نہین آتی جو ابراہیم عادل شاہ نے کسی مہینے کی اوس تاریخ کو قرار دی تہی جب کہ ۹ تاریخ کو جمعہ آ کر پڑتا تہا۔ شاید اسکی بنیاد مسلمانون کا وہ خیال ہو جب کہ

عید الضحیٰ کی ۹ تاریخ روز جمعہ کی ہوا کرتی ہے تو اوسے مسلمان کہا کرتے ہین کہ
امسال حجِ اکبر ہوگا۔ اور اوس سال مین حج کرنے کو بڑا ثواب سمجھتے ہین۔ جب ابراہیم عادل
شاہ نو دس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا تو اوس وقت اوس کی حکومت امرا کے ہاتھ مین
تھی۔ ان لوگون نے بادشاہ کو بجاے اس کے کہ وہ فنون و آداب سلطنت کو سیکھے
کھیل کود مین اس غرض سے لگایا کہ حکومت اونہین کے ہاتھ مین بنی رہے اور جس طرف
کو اوس کی طبیعت کا میلان دیکھا اوسی طرف باگ ڈہیلی کر دی۔ سرد ملکون مین جہان
سردی کی وجہ سے آدمی کو ہاتھ پانون بے تکلف کہولنا دشوار ہوتا ہے خوشی کے
کھیل کود بہت کم ہوتے ہین۔ دکن کے ملک کی آب و ہوا نہ تو بہت گرم ہے اور نہ بہت
سرد اسی سے یہان کے لوگ بہت ہلکے پہلکے ہوتے ہین اور خوشی کے کامون مین بہت
جلد مصروف ہو جاتے ہین یہی وجہ ہے کہ دکن مین قدیم الایام سے گانے بجانے کی
رسم ہند کے اور اقطاع کی بہ نسبت زیادہ رہی ہے اس فن مین انہون نے اکثر نئے
نئے آلات بجانے کے اور اچھے اچھے قواعد گانے کے ایجاد کیے ہین اور ہمیشہ اس
ملک مین اس فن کا چرچا رہا ہے۔ ابراہیم بھی گانے بجانے کی طرف رجوع ہوگیا چونکہ ذہن
کا تیز اور صاحب ادراک سلیم تہا۔ اس ہنر کو خوب سیکھ لیا۔ اور ایسی مہارت و ممارست
بہم پہونچائی کہ فن موسیقی مین بے مثل ہوگیا۔ اور نئے نئے قواعد اوس فن مین ایجاد
کرنے لگا۔ اور جب خود مختار بھی ہوگیا تب بھی اوس نے سلطنت سے اسی قدر
تعلق رکھا کہ ملک مین بدنظمی اور ابتری نہ پہیل جاے لڑائی اور کشور کشائی کی طرف اس
لطف کو چہوڑکر بھی رخ ہی نہ کیا۔ اور جب اس پیشہ کے آدمی اوس کے پاس جمع ہوئے
اور اپنے آپ کو خداداد خوش گلوئی اور مہارت دیرینہ سے اون سے بھی بڑھکر پایا تو

اونھین اپنا شاگرد بنایا۔ اور اونھین دور دور سے بولا کر اپنے پاس جمع کیا۔ پھر ان شاگردون کو تین طبقون حضوری۔ درباری۔ شہری پر منقسم کیا۔ حضوری وہ لوگ تھے جو ہمیشہ حضور مین رہتے تھے۔ ابراہیم جو قواعد موسیقی نئے نئے ایجاد کرتا اونھین خود سکھایا کرتا تھا۔ درباری وہ تھے جو باہر دربار کے کمرون مین بیٹھا کرتے اور ان حضوریون سے تعلیم پایا کرتے تھے اور شہری وہ تھے جو شہر نورسپور مین رہتے اور درباریون کے شاگرد ہوتے تھے۔ یہ قواعد ہمیشہ ایجاد ہوا کرتے اور ہر روز تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور اکتساب کمال کے لیے رات دن ہر محل و مکان سے گانے بجانے کی آواز بلند رہتی تھی۔ اس اُستادی کے سبب سے ابراہیم کو مخلوق نے جگت گرو کا لقب دیدیا تھا۔ اس کی اس قدر شہرت ہو گئی تھی کہ ابراہیم عادل شاہ اول سے امتیاز کرنے کے لیے یہ لقب اس بادشاہ کے نام کا جزو بن گیا تھا۔ ان لوگون مین سے بعض کو سرکار سے نقد تنخواہ ماہوار ملا کرتی تھی۔ بعض کو پٹیہ شاہپور۔ اور شہر بیجاپور اور شہر نورسپور کے محاصل سے تنخواہ مقرر تھی۔ بعض ایسے بھی تھے کہ جن کو شہر کے گرد نواح کے دیہات جاگیر مین دیدیے گیے تھے۔ غرض ان مین سے ہر ایک نہایت خوش حال اور مرفہ الحال تھا اور ان مین نہ صرف اراذل اور اس پیشہ کے کرنے والے ہی شامل تھے بلکہ بادشاہ کے پاس رسوخ حاصل کرنے اور کسب معاش کے لیے صدہا امرا و شریف زادے مطرب اور گوئے بن گیے تھے اور ان شاگردون کی تعداد تین چار ہزار تک پہونچ گئی تھی اونھین شاگردون کے لقب کے سوا لشکر نورس بھی کہتے تھے عید نورس کو یہ سب جمع ہوتے تھے۔ ابراہیم محل نورس مین دربار عام کرتا۔ گوئندہ سازندہ اور نوازندے اپنا اپنا کمال دکھاتے تھے۔ شہر کے تمام عمائد اور اکابر اور خرد و بزرگ ... آتے

اور محفل مین شریک ہوتے تھے مشک وگلاب وزعفران عنبر وعود اس محفل مین منون
خرچ ہو جاتا انواع واقسام کے میوے اہل مجلس پر پہینکے جاتے اور وہ لوٹ کر
کہاتے اور اوٹہا کر لیجاتے تہے۔ جب کہانے کا وقت آتا تو طرح طرح کے کہانے
اور شیرینیان آتین پہلے اعیان واکابر ومعززین کے روبرو کہانے چنے جاتے
پہر لشکر نورس کہانا تناول کرتا اوس کے بعد اذن عام ہو جاتا شاگرد پیشہ خدمتگار فقیر
اور مساکین حتی کہ عام خلق اللہ مین سے جس کا دل چاہتا د آتا اور کہاتا اور باندہ کر لیجاتا
کوئی منع نہین کرتا تہا۔ جب دن ختم ہونے کو ہوتا تو ابراہیم جس کو مناسب سمجہتا اونہین
خلعت وانعام واکرام دیتا اور بعد ازان محفل برخاست ہو جاتی تہی۔ جو سردار اور امیر
کہ کہین صوبون کے خدمات پر متعین ہوتے تو اونہین بہی اسی تاریخ پیش کیا جاتا
اور خلعت والنعام دیگر خدمت پر بہیجا جاتا تہا۔

۳۴۳- ابراہیم عادل شاہ کا سارستی کی پرستش کرنا اور شاہ صبغتہ اللہ کا اوسے نصیحت کرکے بازرکہنا

ان ابراہیم عادل شاہ کے شاگردون مین کثرت سے ہندو تہے
اور جو مسلمان تہے وہ بہی اکثر وہی تہے جو ان مین سے کسی طرح
مسلمان ہو گئے تہے۔ اس سبب سے ابراہیم کو ہر وقت ہندون
سے ہی صحبت رہا کرتی تہی۔ اور اوس کے ذہن مین انہین ہندون
کے سے خیالات سما گئے تہے۔ ہندی گویون کا گو وہ ہندو ہون یا مسلمان یہ قاعدہ
ہے کہ اپنے خوش آوازی کے لیے سارستی دیبی سے استمداد کیا کرتے ہین۔
چونکہ ابراہیم کو بہی اپنی صورت کے اچہے ہونے کی خواہش تہی وہ بہی سارستی کا
معتقد ہو گیا۔ اور چونکہ اس فن مین اوسے کمال کی تمنا تہی اس کی پرستش کرنے لگا۔
یہ کب ممکن تہا کہ مسلمانون کی نگاہ سے یہ مذہبی خیال چہپ جاتا مسلمان اسے تاڑ گئے

اور تمام مخلوق مین ابراہیم کے سوء اعتقادی کی شہرت اوڑ گئی ۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ابراہیم نیا نیا
خود مختار ہوا تہا ۔ دلاور خان کے وقت مین یہان اکثر مشایخ اور درویش وعلما نفضلا اور
اہل کمال آیا کرتے تہے ۔ شاہ صبغتہ اللہ حسینی جو حضرت شاہ وجیہہ الدین صاحب
احمد آبادی کے خلیفہ تہے اور مدینہ منورہ مین رہا کرتے تہے ۱۰۰۰ھ مین بیجاپور کو
آئے ۔ اور جب بادشاہ کا یہ حال سنا کہ وہ سارستی کی پرستش کرتا ہے تو اونہون
نے بیان کیا کہ مجھے بارگاہ نبوی سے دکن کی طرف آنیکا اشارہ ہوا ہے ابراہیم کا
یہ فعل صرف جہالت کا باعث تہا اوسے اسلام اور اہل اسلام سے کوئی نفرت
نہ تہی ۔ بلکہ اوس کا دل اسلام کا کمال معتقد تہا ۔ جب شاہ صبغتہ اللہ صاحب نے
اوسے اس حرکت سے منع کیا تو اوس ۔ نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ میری خوش
آوازی نہ جاتی رہے ورنہ میرا اعتقاد دلی صرف وہ ہی ہے جو اور مسلمانون کا ہے
اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس خیال کو چہوڑ دے خوش آوازی مین اوس سے
کوئی قصور نہ آئیگا ۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان ہی رہا اور مسلمان ہی مرا مگر اوس کی شہرت
سوء اعتقادی کی ایسی ہو گئی تہی کہ جس سے اوس کے بعد مین اوس کے مقبرہ پر
اس آیت کے لکہنے کی ضرورت پڑی مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ
كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ گویا اس آیت سے ان لوگون کو جواب دیا ہے جو اوسے اسلام
سے پہرا ہوا سمجہتے تہے ۔

۲۱۵ ۔ شاہ صبغتہ اللہ کا ابراہیم عادل شاہ کو بے موقع نصیحت کرنا ۔

جب ابراہیم عادل شاہ نے شاہ صبغتہ اللہ کے ہاتھ پر اس خام خیالی کے عقیدے سے توبہ کی اور سمجہا کہ آنحضرت صلعم نے اونہین اس کام کے لیے دکن کو مامور کر کے بہیجا تہا ۔ اور اون کی

نہایت درجہ کی تعظیم و تکریم ہی نہ کرنے لگا بلکہ یہ چاہا کہ وہ بیجاپور مین ہی رہین اور آیندہ کہین نہ جائین اور جب شاہ صاحب نے رہنے سے انکار کیا اور بلا اجازت جانیکا ارادہ ظاہر کیا تو بادشاہ نے ازراہ اظہار فرط اشتیاق دربانان شہر سے خفیہ کہلا بھیجا کہ شاہ صاحب کو باہر نہ جانے دین اب تو شاہ صاحب بہت کچھہ کودے اوچھلے اور اپنی کرامتون کا بے موقع اظہار کرنے لگے مصلحت تو یہین تک متقاضی تھی کہ بارگاہ نبوی سے دکن کے جانے کا اشارہ بیان کیا گیا تھا اور اوس سے مخلوق کے کے خیال اون کی طرف رجوع ہوئے تھے۔ اور بادشاہ نے مصلحتاً یا خوش اعتقادی کے باعث اونہین ولی اللہ تسلیم کر لیا تھا۔ ایسی باتین کرتے جو عقل کی حد سے باہر نہ ہوتین تو اور بھی بہت کچھہ خلق اللہ کو فایدے پہونچتے۔ دنیا مین جس قدر خیالات و مذاہب اور رسم و رواج ہین وہ ابتدا مین ضرور کسی نہ کسی مصلحت اور نیک نتیجہ حاصل کرنے کے لیے پیدا کیے گیے ہین درویشون اور اولیاء اللہ کا فرقہ جن کی ابتداے اسلام مین کوئی خاص تفریق نہ تھی اس غرض سے ایجاد ہوا ہے کہ جن آوارہ اور ازراہ رفتہ بنی نوع انسان کی علما اور ظاہری احکام شریعت سے اصلاح نہ ہوسکے اور وہ خام خیالی اور بیہودہ خیالات کے معتقد اور نفس امارہ کی خواہشون مین مبتلا ہوجائین تو اونہین یہ درویش جو بڑی آسانی سے تعلیم اور تعلم علوم شرعیہ اور کسب کمالات دنیاوی کی سخت محنتین اوٹھاے بغیر بن سکتے ہین اپنی نرگس چلبی اور عقل مصلحت اندیش کی ہدایت سے جذب قلوب کر کے اون کو راہ پر لائین۔ یہ تو وہ ن نے نہ کیا اور اپنی لن ترانیون کا اظہار کرنے لگے بادشاہ کا دربانون کی نسبت حکم سنکر ہنس پڑے۔ اور بولے کہ اگر ہم جانا چاہین تو ہمین دربان کیا روک سکتے ہین مطلب اس سے یہ تھا کہ ہم کو وہ قدرت

حاصل ہے کہ جس سے کرامت کے ذریعے سے ہم نکل جا سکتے ہین مگراس خیال کے پیچ کرنے کو صرف زبان تو ہلا لیکن ایسا کرکے نہ دکھایا مسجد مین جمعہ کی نماز کو آیا کرتے اور صف اول مین سب سے دست راست کو شاہ صاحب کھڑے ہوا کرتے تھے۔ مسجد مین آنا چھوڑ دیا اور کہا کہ اس شہر مین پھرنے چلنے سے میری نگاہ شراب کی دکانون پر پڑتی ہے یہان جمعہ کی نماز ہی فرض نہین ہے ایک روز اپنی محفل مین بیان کیا کہ اگر یہ بادشاہ امر معروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرے اور تین باتین اپنی سلطنت سے دور کردے تو اللہ تعالی ایک سلطنت کے بجاے اوسے تین سلطنتین عطا کرے گا۔ مین اس کا ذمہ دار ہون۔ اول اپنے ملک سے شرابخواری کی رسم کو بند کردے اس کے عوض مین گجرات کی سلطنت اسے مین دلا دون گا۔ اور اسی کے ساتھ مین وعدہ کرتا ہون کہ لڑائی کی ضرورت بھی نہ پڑے گی۔ صرف مین ہمراہ رکاب چلونگا اور جاکر تخت پر بٹھا دونگا۔ اگر اس مین سر مو بھی تجاوز ہو جاے تو ایک ایک دکان کے بجاے دو دو دکانین جاری کرادے۔ دوسرے جس قدر زنانِ فاحشہ اس ملک مین ہین اون کو عقد و نکاح کا حکم دیدے۔ تیسرے جس قدر رافضی اوسکے ملک مین برسر حکومت اور سرکاری ملازم ہین اونہین برطرف کردے۔ ان دونون باتون کے معاوضہ مین مین اور دو سلطنتین دلاے دیتا ہون۔ حضار مجلس نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ بادشاہ سے ظاہری طور پر ان باتون کی تعمیل کیون چاہتے ہین کچھ تصرف کیجیے کہ بادشاہ ان باتون کو خود دور کردے یا خدا کی طرف سے کوئی اور صورت ان کے دفعیہ کی پیدا ہو جاے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ مجکو تصرف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر بادشاہ کو

ملک گیری اور افزایش سلطنت کی خواہش ہے تو وہ خود اس کی تعمیل کرے
اصل یہ ہے کہ دل پر کسی کے تصرف کرنا اور اپنے منشا کے موافق کسی کے دن کو
پہیر لینا قواعد فطرت کے خلاف ہے کوئی آدمی ایسا نہین کر سکتا۔

۲۳۶۔ انگریزون کی خوش انتظامی اور ابراہیم کا شاہ صبغۃ اللہ کو اخراج کرنا۔

اس مین شک نہین کہ شرابخواری کا بند کرنا۔ عورتون سے زنا کو روکنا غیر مذہب و ملت کے لوگون کو اختیار نہ دینا یہ بادشاہون کا فرض ہے۔ مسلمان بادشاہون نے پہلے دونون کامون پر بارہا توجہ کی ہے۔ اور اوس سے اہل اسلام کو کمال فائدہ پہونچا ہے اور یہی وجہ ہے کہ روے زمین کی تمام قومون سے مسلمانون مین شرابخواری کا رواج کم ہے اور اون کی عورتین تمام روے زمین کی عورتون سے پارسائی مین بڑہکر ہین۔ اگر مسلمانون کو کسی اچھی بات پر فخر کرنے کی جگہہ ہے تو بھی دو چیزین ایسی ہین کہ جس قدر چاہین وہ دوسری اقوام پر اس باب مین فخر و مباہات کر سکتے ہین۔ مگر جو طریق کہ اونہون نے شراب کی روک تہام کا اختیار کیا تہا اوس کی بہ نسبت وہ طریق بہت بہتر ہے جو آجکل صاحبان انگریز نے ہندوستان مین اختیار کیا ہے۔ اونہون نے شراب کشی کے ٹہیکے دیئے ہین۔ سخت محصول لگا کر اوسے ایسا گران قیمت کر دیا ہے کہ بجز امرا کے اونہین دوسرا زیادہ استعمال نہین کر سکتا۔ ہمارے نزدیک تو اس سے بہی اگر زیادہ گران کر دیا جاے تو بہتر ہے۔ اور رعایا کو بڑا فائدہ پہونچے۔ زناکاری عملاً یورپ مین ایسی بری چیز نہین ہے جیسے کہ اہل اسلام مین ہے اس لیئے اوس کی روک اس عملداری مین کامل طور پر نہین ہے۔ رہی تیسری بات یعنی غیر مذہب و ملت کے آدمیون کو اپنی حکومت مین دخل نہ دینا مسلمانون مین اس بات پر کسی وقت

بہی اچہی طرح لحاظ نہین ہوا مگر ہم کو یہ تعجب آتا ہے کہ شاہ صاحب نے شیعون کے
نکالنے کے لیے تو کہا ہندون کے لیے کیون نہ کہا جو سلطنت کے قریب قریب
تمام جنگی اور ملکی کامون پر حاوی ہو چکے تہے اور جن سے بڑا خطرہ تہا۔ شیعہ تو پہر
اہل قبلہ تہے اور اون سے کوئی بڑے نقصان کا اندیشہ بہی نہ تہا۔ مسلمان اگر اس
مصلحت کو سوچتے تو آج کیون تباہ ہوتے انگریزون کو کوئی چاہیے ظالم پکارے
یا کافر کہکر دل ٹہنڈا کرے مگر ہم تو اونہین دانشمند کہے بغیر نہین رہ سکتے اونہون نے
ایک حد معین کر دی ہے اوس سے زیادہ اپنی قوم کے سوا دوسرون کو وہ اپنی
حکومت مین دخل نہین کرنے دیتے جس سے اون کی حکومت لا اجنب ہو گئی ہے
غرض شاہ صبغتہ اللہ کی ان باتون کا چرچا عوام مین پہیلا۔ اور جا بجا یہی ذکر و بیان ہونے
لگا ابراہیم کو بہی خبر پہونچی۔ اوس نے دیکہا کہ جو بات میری ذات سے متعلق تہی اوسے
تو مین نے مان لیا ان باتون کی خصوصاً اخیر مسئلہ کی تعمیل کرنے مین تو بڑی ہی مشکل
آ پڑے گی۔ اوس نے شہنواز خان اپنے وزیر کو بولا کر راے لی۔ یہ وزیر شیعہ مذہب
تہا اوس نے کہا کہ شاہ صاحب جو باتین کہتے ہین وہ سب اچہی ہین مگر اون پر صورت
موجودہ مین عمل کرنے سے تمام نظام سلطنت درہم و برہم ہو جائیگا۔ سواے اس کے
یہ بہی مناسب نہین ہے کہ ہرگز یدگان بارگاہ ایزدی کی خاطر رنجیدہ کی جاے۔
بہتر ہے کہ شاہ صاحب کو بیت اللہ تشریف لیجانے کی اجازت عطا فرمائیے۔
بادشاہ نے اوسی روز اپنی مجلس مین اجازت عطا کرنے کا ذکر کیا۔ اور عبد القادر
ہیاشنی گیر نے اوسی وقت شاہ صاحب کو خبر پہونچائی اور شاہ صاحب اوسے روز
شام کو بادشاہ کے پاس رخصت کے لیے آئے ابراہیم نے راہ خرچ دینے کے لیے

چار ہزار ہون اونہین عنایت کیے اور چاہا کہ موے مبارک آنحضرت صلعم کی زیارت کر کے تشریف لے جائین - چنانچہ شاہ صاحب نے موے مبارک سید الابرار صلعم کی زیارت کی - بال ایک نقرہ نلکی مین رکھے تھے - شاہ صاحب نے چاہا کہ کھولکر دیکھین مگر خدام نے کہا کہ ایسا دستور نہین ہے - وجہ اس کی یہ ہے کہ چھونے سے بال ضایع ہوجانے کا اندیشہ ہے اور اس لیے چھونا مناسب نہین ہے - یہان یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب شاہ صاحب نے درود پڑھے تو بال نلکی مین سے سوراخ کر کے خود بخود باہر نکل آئے اور کچھ دیر کے بعد اندر چلے گیے - مگر یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے اور بھی اس قسم کی باتین بہت سی بیان کیجایا کرتی ہین - غرض شاہ صاحب چلے گیے اگر اور کوئی بادشاہ ہوتا تو ضرور شاہ صاحب کو سبب حرمت ہونا پڑتا - ابراہیم عادل شاہ کے مزاج مین نہایت سلامت روی تھی اس لیے اونہین ملک بدر تو کیا مگر کس خوبی سے کہ کسی کو گران نہ گذرا -

۴۳ - شاہنواز خان ابراہیم عادل شاہ کا وزیر - یہ شاہنواز خان جس کا اوپر کئی جگہہ ذکر آچکا ہے ابراہیم عادل شاہ کا بڑا معتمد علیہ تھا - چونکہ یہ شخص فرشتہ ہمارے بڑے نامی گرامی معزز مورخ کا مربی اور سرپرست تھا اس لیے اس کا کچھہ حال لکھنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے اوس کا اصلی نام خواجہ سعدالدین تھا - اور شاہ فتح اللہ شیرازی کا شاگرد تھا - اور جب کہ علی عادل شاہ نے فتح اللہ کو شیراز سے بولایا تھا تو یہ بھی اوس کے ساتھ ہندوستان کو آیا تھا اور آگرہ دہلی - لاہور - ماندو - اوجین - برہانپور ہوتا ہوا بیجاپور پہونچا تھا پھر شیراز جا کر حج کو گیا اور کربلاے معلی اور نجف اشرف وغیرہ مقامات متبرکہ اہل شیعہ کے سفر سے سعادت حاصل کی - پھر سنہ ۹۹۷ھ مین ملا شکیبی شاعر اور خواجہ عنایت اللہ

اردستانی المدعو بہ سعد کے ہمراہ بندر جرون سے سوار ہوکر بندر چیول مین آکر اوترا۔ اور ۹۹۸ھ مین دلاور خان کے عہد حکومت مین بیجا پور کو آیا۔ دلاور خان ذی علم آدمیون کا قدردان تہا اوس نے اسے یہان رکہہ لیا۔ اور تنخواہ مقرر کردی۔ ابراہیم نے اسے عنایت خان اور سیورغال کا خطاب دیا۔ ۱۰۰۱ھ کے اخیر مین برہان شاہ کے پاس تصفیہ کے لیے گیا تہا اور جب ۱۰۰۲ھ مین اسمعیل کی بغاوت کا جہگڑا پیش ہوا تو محمد قلی قطب شاہ۔ کے پاس ابراہیم نے اس غرض سے بہیجا کہ اگر ضرورت پڑے تو اوس سے مدد بہیجا سے۔ چنانچہ اوس کی سفارت کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ امداد کے لیے راضی ہوگیا۔ جب وہان سے لوٹکر آیا تو اوس نے بیجا پور کے منافقون کا خوب بندوبست کیا۔ اور ابراہیم کا جسے بدخواہ دیکہا اوس کی گرفتاری اور قتل مین اچہی طرح کوشش کی اور اسی زمانہ مین محمد قاسم فرشتہ کو ابراہیم سے لیجاکر ملایا۔ ابراہیم نے اوس کی بڑی خاطر کی۔ اور کتاب روضۃ الصفا اوسے دکہا کر کہا کہ ہندوستان کی ایسی ہی ایک کامل تاریخ لکہو کہ جس مین تمام بادشاہون کا اور ہمارا تذکرہ ہو اس امداد و اعانت سے دیکہتے ہی محمد قاسم کو ہمت بندہی اور اوسی ہفتہ مین ابراہیم کے حالات کچہہ لکہکر محمد قاسم نے اوسے دکہاے۔ اس زمانہ مین آپاجی پنڈت سے منصب کارملکی ابراہیم نے چہین لیا تہا۔ اسی لیے شاہنواز خان کو اس خدمت پر مقرر کردیا۔ منصب کارملکی مالگذاری وغیرہ وصول کرنے کا عہدہ تہا۔ اور اوس کے ساتہہ اور بہی کتنے ہی کام اوس مین شامل تہے۔ ہمارے اس زمانہ مین تو کوئی ایسا عہدہ نہین ہے جسے ہم ٹہیک ٹہیک اوس سے مشابہ کرسکین۔ چونکہ تمام سلطنت کے روزنامہ اخبار بذریعہ ملازمان سرکاری کے پاس سے اس عہدہ دار کے پاس آتے اور بادشاہ کے روبرو پیش کیے جاتے

تھے اس نے بادشاہ کی تعلیم کے لیے یہ بندوبست کیا کہ کچھ عبارت انہین خبرون کی
اپنے قلم سے لکھتا اور ابراہیم کو ہر روز تھوڑا تھوڑا پڑھا دیا کرتا تھا۔ کہ جس سے وہ چند روز
مین صاف خطوط کو پڑھنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ ژولیدہ اور شکستہ خطوط کے پڑھنے
کا بھی محاورہ ہوگیا۔ اور فارسی مین بتدریج ایسی استعداد بڑھی اور گفتگو مین وہ ملکہ ہوگیا
کہ جب تک اُردو مین نہ بولتا تب تک کوئی یہ تمیز نہین کرسکتا کہ ابراہیم ہندوستانی ہے
یا ایرانی مگر باوجود اس اُستادی کے ازراہ خوشامد اپنے آپ کو ابراہیم کا شاگرد کہتا تھا
یہان تک کہ ۱۰۰۰ھ مین اپنے ایک بیش بہا یاقوت کی انگوٹھی مین یہ عبارت کندہ
کرائی "شاگرد ابراہیم عادل شاہ شاہنواز خان" جب یہ انگوٹھی ابراہیم نے دیکھی تو اوسے
بجائے عنایت خان کے شاہنواز خان کا خطاب عنایت کیا۔ اسی زمانہ مین اس نے
ابراہیم سے بیجاپور مین ایک مکان بنانے کی اجازت حاصل کرکے اوسے تعمیر کرایا
اوس کے احاطہ کی ہر ایک سمت چارسو گز شرعی کے برابر تھی۔ شمال مین اوس کے دو
دروازے تھے۔ ایک تو اوس بازار مین تھا جو بازار شاہنواز خان کے نام سے مشہور تھا
دوسرا دروازہ اوس چارسو کی طرف بنایا گیا تھا جس سے دربار شاہی کی طرف راستہ
جاتا تھا۔ اس دروازہ پر ایک مثمن عمارت تھی جس کا نام نورس بہشت تھا اوس کے
اندر اور باہر چارون طرف طلائی تصاویر نہایت خوشنما بنی ہوئی تھین جب کوئی
اس مکان کی سیر کو آتا تو پہلے وہ ان بیرونی تصاویر کے تماشے مین ایک عرصہ تک
محو ہوجاتا تھا۔ اس احاطہ کے عین وسط مین ایک نہایت مرتفع مستطیل شکل کی شمال رویہ
ایک عمارت تھی۔ جنوب کو عقب پر بھی اوس کے اچھا کام تھا۔ مشرق مغرب مین آمدورفت
کے دروازے تھے۔ یہ مکان اتنا بلند تھا کہ اوس پر سے تمام بیجاپور کے مکانات اور تمام

بساتین و مرغزار گرد نواح کے بخوبی نظر آتے تھے - اس کے روبرو ایک سنگین چبوترہ بڑا خوبصورت اور نہایت وسیع بنا تھا اوس کے بیچ مین ایک حوض تھا پھر اوس کے چارون طرف ایک باغ تھا اوس مین درختانِ گل و ریحان اور اشجار میوہ دار اسی خوبصورتی سے موقع بموقع لگائے تھے کہ اون کے تماشے سے دل کو سیری نہین ہوتی تھی - یہ مکان کل بنکر دس برس کے بعد ۱۰۱۰ھ مین ختم ہوا تھا اور اسی زمانہ مین شاہنواز خان کے ایک بیٹا موسوم لعل الدولہ پیدا ہوا تھا - اوس کے جشن مین ابراہیم خود شاہنواز خان کے مکان پر آیا - شاہنواز خان نے اپنے اول دروازہ سے بادشاہ کی ڈیوڑھی تک چھہ سو گز کا ملِ زربفت و اطلس مصری دیبائے ششتری مخمل فرنگی اور اساوری گجراتی کا پا انداز کے طور پر فرش بچھایا تھا اپنے بازار مین ایسی آئینہ بندی کی تھی کہ بڑے بڑے کہن سال کہتے تھے کہ ایسی آرایش اونہون نے عمر بھر کبھی نہین دیکھی ابراہیم سنگاسن مین بیٹھکر آیا - مقربانِ شاہی اور ملازمانِ خاص دونون طرف چلتے تھے جب بادشاہ اس مکان کے قریب پہونچا تو ملازمون کو سامنے سے الگ کر دیا کہ بنظرِ غور ہر ایک چیز کو دیکھے پھر دہلیز پر اوتر تصاویر کا تماشا کیا - اور نورس بہشت مین جا کر کچھہ دیر تک ناچ گانے سے محظوظ ہوا - پھر مقربون اور شعرا وغیرہ کو بھی اندر بولالیا اخلاص خان یاقوت خان شجاعت خان شرزہ خان میر سعدا ردستانی مولانا ملک قمی مولانا ظہوری تبریزی مولانا حیدر کاشی وغیرہ موجود تھے مولانا ملک قمی اور مولانا ظہوری نے قصائد اور اشعار پڑھے - پھر پادشاہ اور ہمراہیون نے کھانا کھایا - شاہنواز خان نے اسپان تازی اور اشیائے ساخت رومی و شامی اور غلامانِ حبشی و گرجی و دکھنی بادشاہ کے پیش کیے - اور دوسرون کو بھی حسب مراتب خلعت پہنائے - بادشاہ نے

ادھے دومرتبہ خلعت دئے۔ اور ہر مرتبہ مین ہزار ہزار ہون اور دو پٹکہ مرصع اور کتنے ہی تازی گھوڑے عنایت فرمائے اور چالیس گانون بندر دابل کے قریب علاقہ جیلون کے اوس کے قدیمی جاگیر مین اضافہ کیے۔ جب کہ فرشتہ نے اپنی تاریخ سنہ ۱۰۱۸ھ مین بندکی ہے اوس وقت تک شاہنواز خان زندہ تہا۔ پھر نہین معلوم کہ کس زمانہ مین مرگیا۔ اوس کے مرنے کے بعد اوس کا خطاب اور منصب کارملکی ابراہیم نے اوس کے داماد دیانت الملک شیرازی کو دیدیا تہا۔ اس وقت سنہ ۱۰۳۶ھ مین اسے کو شاہنواز خان کہتے تہے

۲۰۸۔ ابراہیم عادل شاہ کے بڑے بڑے امیر اور اوس کے بیٹے۔

شاہنواز خان سابق کے سوا اخلاص خان حبشی ابراہیم کا ایک اور بڑا امیر تہا دہ مدت سے اوس کا پیشوا تہا۔ اور بڑے خان کے لقب سے مشہور تہا۔ بادشاہ کا اوس پر بڑا اعتماد تہا۔ یہ وزیر اوس کی ایسی اطاعت کرتا تہا کہ بادشاہ کی رضامندی کے سوا اوسے اور کوئی مطلب ہی نہین ہوتا تہا۔ جس قدر بادشاہ حکم کرتا اوس سے کوئی کام نہ تو زیادہ کرتا اور نہ کم جیسا حکم ہوتا اوسی طرح بجا لاتا۔ نواب امین الملک آقا رضا شیرازی کو منصب سر خیلی کا اہتمام سپرد تہا اور اوسے ابراہیم نواب خان بہائی کے لقب سے پکارا کرتا تہا۔ مرزا محمد امین بہی بادشاہ کے نہایت مقربون مین سے تہا۔ یہ ملا محمد لاری الملقب ملا بابا کا داماد تہا جب ملا محمد اور ملک عنبر سے لڑائی ہو رہی تہی تو ابراہیم عادل شاہ نے اوس سے لڑائی کے انجام کی نسبت رائے لی تہی اوس وقت جو اوس نے رائے دی تہی لڑائی کا انجام اوسی طرح ہوا تہا اس لیے جب ملا محمد مارا گیا تو ابراہیم نے اسے صاحب فراست سمجھکر اپنا مقرب بنالیا تہا۔ چاند خان مغنی بادشاہ کا غلام اور حضوری شاگردون مین سے تہا۔ اوس کی مبارکباد اور دولت یار دو غلام تہے۔ دولت یار پہلے ہندو مرہٹہ نمبالکر تہا

مسلمان ہو گیا تھا۔ اور بڑا تیز طرار تھا بادشاہ اوس کو نظر لطف سے دیکھتا تھا اس سیے لیے
چاند خان نے ان دونون کو بادشاہ کی نذر کر دیا تھا مگر چونکہ ایسی لوگون کی ذات کا بیوفائی
اور خود غرضی سے خمیر ہوتا ہے یہ دولت یار بڑا بے مروت تھا۔ ایک روز ابراہیم نے
کہین امتحاناً اس سے کہا کہ چاند خان پر تہوک دے اس نے بے تکلف اوس کے
منہ پر تہوک دیا۔ چونکہ بادشاہ نے خود حکم دیا تھا اس لیے اسے کچہہ سزا تو نہ دی
مگر دل مین اوسے پسند نہ کیا۔ جب ملک عنبر کے ہنگامہ مین ابراہیم نورسپور سے بیجاپور
کو آیا تو اسے دولت خان کا خطاب دیکر اوسے خاص بیجاپور کا حوالدار مقرر کر دیا۔ جب
یہ ہنگامہ فرو ہو گیا تو ایک مرتبہ بادشاہ رات کے وقت سیر و شکار سے واپس آرہا تھا
جب بادشاہ کا مقدمتہ الجیش دروازہ کے قریب پہونچا تو اس نے دروازہ نہ کہولا اور کہا
کہ جب تک خاص بادشاہ کی سواری مین نہ دیکہہ لونگا ہرگز دروازہ نہ کہولونگا غرض کہ
جب بادشاہ نزدیک آیا تو اوس نے یہ حرکت سنکر اوسے حوالداری سے معزول کر کے
قید کر دیا اس وقت تک یہ قید مین ہی تہا۔ ابراہیم کے چار بیٹے تھے۔ اول درویش
بادشاہ فرزند ملکہ جہان نوجوان تہا۔ مگر اس کی مان سے کوئی ایسی حرکت صادر ہو گئی تھی
جسکی تفصیل مورخین نے درج نہین کی ہے اور جو قیاسا کچہہ سنی شیعہ کے جہگڑے
کی نسبت معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ابراہیم اس سے ناراض تہا۔ دوسرا بیٹا
سلطان محمد تاج سلطان کے بطن سے تہا۔ تیسرا سلطان سلیمان تہا جس کی مان کا نام
کمال خاتون تہا۔ چوتھا ایک اور سندر محل کے پیٹ سے تہا۔ یہ چارون لایق او ہوشیار
نظر آتے تھے۔

۶۴۹۔ ابراہیم عادل شاہ کی	اس وقت ابراہیم بہت بوڑہا ہو گیا تہا ساٹھ برس کے قریب عمر تہی

وصیت سلطان محمد کی ولی عہدی کے لیے اور وفات

پچاس برس بادشاہی کرتے ہو گئے تھے - ایک عرصہ سے
اوسے بواسیر کا مرض تھا - جو اوس کے مورثون سے چلا آتا تھا
اب حوالی مقعد مین ایک قرحہ بھی پڑگیا تھا - اور مرض کو بڑی شدت ہوگئی تھی اور روز بروز
بیماری بڑہتی جاتی تھی - بادشاہ کے حکیمون مین ایک پرتگالی ڈاکٹر فرمالوپ نام تھا -
اسی نام کا ایک شخص پادریون کے طور پر اکبر کے دربار مین بھی گیا تھا - شاید یہ وہی ہے
کیونکہ پادری بیل جول کے بڑہانے اور غیر ملک کے باشندون کے مجالس مین شریک
ہونے کے لیے ڈاکٹری کے فن کو اکثر سیکھ لیا کرتے ہین - ابراہیم کا یہ بڑا مقرب اور
طبیب حاذق سمجھا جاتا تھا - اوس نے بادشاہ کا معالجہ شروع کیا - اور کوئی شئی دوا اسے
ایسی دیدی کہ جس کا اوس نے پہلے کبھی تجربہ نہ کیا تھا - جب اوسکو چار پانچ روز علاج
کرتے ہوے گذرے تو بیماری انتہا کو پہونچ گئی - اور ابراہیم نے سمجھ لیا کہ اب کام تمام ہو چکا -
محمد امین کو اپنے پاس خلوت مین بولایا - اور کہا کہ اخلاص خان مین تو اتنی لیاقت نہین
کہ جو میرے پیچھے میرے وصایا کو پورا کرے دیانت الملک اور نواب خان بھائی
شیعہ ہین اور درویش بادشاہ شیعہ کے طرفدار ہین اگر وہ بادشاہ ہوگیا تو قطب شاہی گھرانے
کی طرح میرا خاندان بھی شیعہ ہو جائیگا مین اس وجہ سے درویش بادشاہ سے راضی
نہین ہون مین نے پہلے بھی بارہا کہا ہے اور اب بھی کہتا ہون کہ میری اولاد مین سلطان محمد
ہی حکومت کے لایق ہے تجھے چاہیئے کہ میرے بعد اوسے تخت نشین کرے
مین تجھے اس کام کا ذمہ دار اور مختار کرتا ہون - محمد امین نے بادشاہ کی وصیت کو منظور
کیا اور کہا کہ میری اعانت کے واسطے ایک اور کسی زبردست اور لایق شخص کو دیدیجئے
دولت خان اس کام کے لایق ہے - بادشاہ نے اوسے منظور کیا - مگر کہا کہ وہ بے وفا

اور بے مروت ہے۔ بعد ازان اوسے قید خانہ سے بولاکر بدستور سابق حوالدار کیا اور مرزا محمد امین کی اطاعت کے لیے اوس سے قول و قرار لے لیا۔ اس سے دو چار ہی روز کے بعد ۹ محرم ۱۰۳۷ھ کو یہ بادشاہ جنت کو راہی ہوا۔

۲۴۰۔ ابراہیم عادل شاہ کے اوصاف۔

اس بادشاہ نے پورے پچاس برس بادشاہی کی۔ اس قدر مدت تک بیجاپور مین نہ تو کسی نے پہلے اس سے بادشاہی کی تھی اور نہ اس کے بعد۔ جیسا امن چین اس ملک مین اس کے عہد مین رہا ایسا کسی بادشاہ کے وقت مین اس قدر عرصہ دراز تک رعایا کو نصیب بھی نہین ہوا۔ وہ صورت کا بھی خوب تھا اور سیرت کا بھی ٹھیک تھا۔ سلامت روی اوس کے مزاج مین کوٹ کوٹ کر بھری تھی لڑائی جھگڑے کو کبھی پسند نہین کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عنبر سے اسے زک اوٹھانا پڑی۔ جب عنبر اس پر چڑھ کر آیا تھا۔ اگر یہ بھی پہلے سے لڑائی کا ارادہ کر کے اوسکے لیے بندوبست کرتا اور مقابلہ کے واسطے مستعد ہو جاتا تو اس کے پاس فوج اور روپیہ اس قدر فراہم ہو سکتا تھا کہ عنبر کے دانت کھٹے ہو جاتے۔ اوس کا دل کبھی بلا جبر و اکراہ کسی کے ستانے کو نہ چاہتا تھا بلکہ اخیر وقت مین تو انتقام سے بھی باوجود استطاعت اغماض کرتا تھا۔ کہتے ہین کہ جب فرمالوپ کی دوا سے مرض کو ترقی ہوئی تو اس نے فرمالوپ سے اوس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ مین نے بغیر آزمائے نئی دوا آپ کو غلطی سے دیدی اوس سے نقصان ہوا ہے اب ابراہیم کی نیک مزاجی کو دیکھئے اوس نے حکیم سے کہا کہ آپ یہان سے ابھی میری حیات ہی مین شہر چھوڑ کر چلے جائے تاکہ میرے مرنے کے بعد کوئی آپ کو اس جرم مین ایذا نہ پہونچائے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسے سر دست کوئی موقع نکل جانے کا نہ ملا دولت خان نے اوس کی

ناک اور لب زیرین کاٹ لیا فرمایا وب اوسی وقت اپنے مکان پر آیا اور اپنے غلام کی
ناک اور لب کاٹ کر اپنے لگا لیا۔ اور اچھا ہو گیا۔ پہر اوس کے بعد ایک عرصہ دراز تک
بیجاپور مین علاج معالجہ کرتا رہا۔ واقعی یہ بادشاہ ایسا خلیق اور ملنسار تہا کہ ہر شخص اوسے
اپنا ہی سب سے بڑا دوست سمجھتا تھا۔ وہ نہ مسرف تہا نہ ممسک روپیہ کو اپنی جگہہ پر خرچ
کرتا۔ پہر اسی کے ساتھ عادل و دادگر رعیت پرور بلند ہمت علما فضلا کا قدردان مشایخ
و فقرا کا رتبہ شناس سنّی مشرب صاف اعتقاد تہا اوس کے وقت مین گجرات اور احمد نگر
کے پورانی حکومتون کی تباہی اور خرابی کی وجہ سے اولیاے کبار و شیوخ و صلحاے
کاملین اور علما و شعراے نامدار و دیگر ارباب کمال آ آکر بیجاپور مین اس قدر کثرت سے
مقیم ہوئے اور اوسے اپنا مقر و مسکن قرار دیا تہا کہ ایسے کسی دوسرے زمانہ مین
نہ ہوئے۔ بیجاپور اہل علم و ہنر کی کثرت اجتماع سے رشک اصفہان نصف جہان ہو گیا
تہا۔ اس وقت اگر بیجاپور مین جائیے تو قبرستان مین آپ کو ایک شہر خموشان نظر آئے گا
کہ چند قبرون کے سوا سب اوسی کے عہد کے چشم و چراغ اور یادگار ہونگے۔ ملا محمد ظہوری
قائنی نے اوس کی مدح و ثنا مین اپنی کتاب مشہور بہ سہ نثر ظہوری اسی کے عہد مین
لکھی ہے جو نہ صرف تمام بلاد ہندوستان مین فارسی طلبہ کے درس و تدریس مین
داخل ہے بلکہ ایران توران مین بہی مروج ہے۔ محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ ہندوستان
جس کا اس فن مین ہندوستان کی تاریخون مین نظیر عین اور میر رفیع الدین شیرازی
کے تذکرۃ الملوک اسی کے خوانچہ انعام کا مزہ چکھاتے ہین۔ یہ اردو بولی کہ جس کا کوئی عالمگیر
کے زمانہ مین اور کوئی شاہجہان کے دور مین نشو و نما کرنا بیان کرتا ہے اور کوئی اوسے
اکبر کی اردو یعنی لشکر کی بولی کہتا ہے درحقیقت اگر پوچھو تو اوس کا تہہ کی تیلی مین اسی

ابراہیم عادل شاہ نے جان ڈالی ہے۔ مسلمان جس زمانہ سے ہندوستان مین
داخل ہوئے تھے اوسی زمانہ مین نئی بولی کی بنا پڑی تھی۔ جس کا خمیر یہان کے قدیمی
اور مسلمانون کی فارسی عربی کے میل جول سے بنا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ اول کے
عہد تک وہ کبھی لکھنے پڑھنے مین نہین آئی تھی۔ سب سے پہلے اوسی نے
اُردو کی تحریر سرکاری دفاتر مین جاری کی۔ علی عادل شاہ کے زمانہ مین کچھہ دنون فارسی
نے اُسے روکا۔ مگر جب سے کہ ابراہیم ثانی حکمران ہوا تب سے اُردو کی تحریر ہی جاری
ہوگئی مگر دکھنیون کے ٹٹو کے قدم جہان آگے کو پڑتے ہین وہان پیچھے کو بھی پڑا کرتے ہین کچھہ تو اس لئے اور کچھہ
اس لیے کہ ایک صدی سے بھی زیادہ تک دکن کی اسلامی حکومتون کو کمزور کرکے
مرہٹون نے فساد پھیلا رکھے تھے اُردو مین ترقی نہوئی۔ اور بند تالاب کے پانی کی طرح
ایک ہی حالت پر رہنے سے مکدر اور ادائے مطالب کے لیے غیر کافی ہوگئی۔ یہ
بادشاہ کو بڑا رنگیلا اور نغمہ و سرود کا بے انتہا شوقین تھا اور اس شوق و ذوق نے
اوسے اس فن مین کتنے ہی باتون کا موجد اور جگت گرو بھی بنا دیا تھا۔ مگر باوجود اس کے
وہ اپنے فرائض حکمرانی سے کبھی غافل نہ رہتا تھا۔ اوس کی اصابت رائے اور بردباری
سے بڑے بڑے عقدہ ہائے لاینحل بآسانی حل ہو ہو گئے۔ امن و امان قایم
رکھنے مین وہ اکبر سے بھی سبقت لے گیا تھا۔ اگرچہ وہ سنّی تھا مگر اوس نے کبھی
کسی شیعہ کو نظر حقارت سے نہ دیکھا۔ اوس کے ملازمون مین بڑے سے بڑے
عہدہ شیعون کو ملتے تھے۔ ہندون کا بھی یہی حال تھا جن کا ہم آیندہ چلکر بالتفصیل ذکر
کرینگے اوس نے موسیقی کی ذہن مین خطاطی نقاشی مصوری کو بھی رکھا تھا خط ثلث
ونسخ و نستعلیق ایسا اچھا لکھتا تھا کہ خوشنویسان عصر اوس کے سامنے زانو ٹیکتے

ستے - گرانٹ دف صاحب نے اوس کی فوج مین اسی ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ بیان کیے ہین - مگر درحقیقت اوس کی فوج اس قدر نہ تھی - اس مین بڑا مبالغہ ہے باون ہزار سوار ایک لاکھ پیادہ اور ۹۵۵ ہاتی اوس کے وقت مین بیان کئے گئے ہین یہ تعداد قرین قیاس ہے - اوسے فوج کا بڑا شوق نہ تہا - صرف ضرورت کے لیے وہ رکھتا تہا - مرتے وقت اوس کا خزانہ ملبب اور اس قدر فوج تیار تہی - جس سے محمد عادل شاہ کے زمانہ مین بڑے بڑے کام نکلے -

۱۴۲ - سلطان محمد عادل شاہ کی تخت نشینی -

جب ابراہیم عادل شاہ مرگیا تو مرزا محمد امین اور دولت خان نے اوس کی خبر چہپا رکہی اور دروازہ قلعہ کے بند کرکے صرف دریچہ آمد و رفت کے لیے کہلے رکہے - اخلاص خان دیانت الملک و امین الملک اور نیز بڑے بڑے ہندو برہمن سرداروں کو ایک ایک کرکے بادشاہ کے نام سے دیوانخانہ مین بولایا - پہر ابراہیم کی طرف سے خواجہ سرایوں کے ہاتھ اخلاص خان سے کہلا بہیجا کہ میرے بعد سلطان محمد کو تخت حکومت پر بٹہائیے - دیانت الملک نے سنتے ہی مضطرب ہوکر کہا کہ سر کو چہوڑ کر زانو پر سہرہ باندہا جاتا ہے - بڑا بیٹا درویش بادشاہ موجود ہے سلطان محمد کیسے بادشاہ ہوسکتا ہے دولت خان بڑا تند مزاج اور بیباک تہا اوس نے اس پر دیانت الملک کو ایسی دہمکی دی کہ جس سے اوس نے پہر دم نہ مارا - اخلاص خان نے کہا کہ جسے بڑی صاحبہ پسند کرین اوسے بادشاہ کیا جائے - مگر مین آیندہ امرات سلطنت سے کنارہ کشی چاہتا ہون - اس پر دولت خان بڑی صاحبہ کے پاس گیا عالباً بڑی صاحبہ سے مراد ابراہیم کی مان سے ہوگی - بڑی صاحبہ نے کہا کہ جسے خود بادشاہ نے تجویز کیا ہے مین بہی اوسی کا تخت نشین

کرنا پسند کرتی ہوں۔ جب یہ تجویز پختہ ہوگئی۔ تو دولت خان نے دیانت الملک وامین الملک وغیرہ برہمن سرداروں کو قید کردیا۔ اور اخلاص خان کو خانہ نشینی کی رخصت دی اور ابراہیم کی تجہیز و تکفین کرکے بڑے تجمل شاہانہ کے ساتھ اوس کی بی بی زہرہ بیگم کے روضہ مین بمقام زہرہ پور دفن کردیا اور ۱۱ محرم ۱۰۳۷ھ کو ایک بجے دن سے کے سلطان محمد کو پندرہ سال کی عمر مین تخت پر بٹھایا۔ اوس کے جلوس کی تاریخ کشورستان ہے۔ درویش بادشاہ کی آنکھوں مین میل کی سلائیان پھیر کر اندھا کیا۔ اور سلیمان کی انگشت خاتم کاٹ ڈالی اور چھوٹے تیسرے شاہزادہ کو بھی ناقص کردیا۔ پھر دیانت الملک وامین الملک وغیرہ کو رہا کردیا اور تمام امرا اور اراکین نے جلوس کی مبارکباد دی۔ امین الملک منصب کارملکی پر اور دیانت الملک سرخیلی پر مقرر ہوئے اور مرزا محمد امین کو مصطفی خان کا اور دولت خان کو خواص خان کا خطاب سلطان محمد نے عنایت کیا۔

۲۴۴۔ جہانگیر کا مرنا اور آصف خان کا شاہجہان کی بادشاہی کیواسطے داور بخش کو بادشاہ بناکر شہریار کو قید کرنا۔ اور شاہجہان کا بادشاہ ہونا۔

جب جہانگیر مہابت خان کی قید سے چھوٹ گیا تو صفر ۱۰۳۶ھ مین لاہور آیا۔ اور آصف خان شاہجہان کے خسر کو لاہور کا صوبہ دار کرکے خواجہ ابوالحسن کو بدستور سابق وزیر اور افضل خان کو خانساماں اور میر جملہ کو میر بخشی مقرر کیا۔ اور ابوطالب شاہجہان کے سالے کو شایستہ خان کا خطاب عنایت کیا اور جب سنا کہ مہابت خان نے شاہجہان کا تعاقب نہ کیا اور پہلے مشرق کو چلکر جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور یہ خبر آئی کہ اوس کا دہلی کے قریب بیس لاکھ روپیہ بنگالہ سے آرہا ہے تو صفدر خان وغیرہ امرا کو ہزار احدی سمیت اوس کے چھیننے کے واسطے بھیجا۔ جب صفدر خان نے وہ خزانہ چھین لیا۔ تو اسی روز کہ اور

نیز خانخان کو جو مہابت خان کا سخت دشمن ہو رہا تھا مہابت خان کی تادیب پر مامور کیا۔ مگر جب مہابت خان نے عذر تقصیرات اور اجازت تعاقب شاہجہان کے لیے متواتر عرضیان بہیجین اور خطا بخشی کے وعدہ پر جہانگیر کی خدمت مین بہی حاضر ہوا۔ تو جہانگیر نے اوسے پہر شاہجہان کی مہم پر جمادی الثانی ۱۰۳۶ھ مین مقرر کر کے رخصت کیا۔ اور خود اسی مہینے مین کشمیر کو چلا گیا وہان اس کا قدیمی مرض ضیق النفس پہر ترقی پر ہو گیا۔ اور سفر آخرت کے آثار اب سب لوگون پر کہل گیے۔ شہریار بہی اس وقت بیمار تہا۔ اور اپنی بیماری سے کچہ ایسا گہبرایا ہوا تہا کہ بادشاہ کا یہ حال دیکہکر بہی وہ اپنے علاج کے لیے لاہور کو چلا آیا اور داور بخش کو جو اوس کی حراست مین تہا حماقت سے ارادت خان کے پاس چہوڑ آیا۔ اس کے چند روز بعد جہانگیر بہی لاہور کو چلا مگر حالت بہت خراب تہی لاہور کے قریب راستہ مین ہی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو سفر آخرت اختیار کیا۔ آصف خان نے سنتے ہی ادہر تو ایک ہرکارہ بنارسی داس کو اپنے انگوٹہی دیکر جلدی سے شاہجہان کے پاس بہیجا۔ جو اس وقت جنیر مین ناسک سے چلا آیا تہا۔ اور مہابت خان بہی جہانگیر کی بیماری کی ترقی کو سنکر بجاے اس کے کہ شاہجہان کا تعاقب کرے شاہجہان سے قصور معاف کرا کے ۱۴ صفر ۱۰۳۷ھ کو اوسکی خدمت مین حاضر ہو گیا تہا۔ ادہر آصف خان نے نورجہان کو نظربند کر کے امرا کو شاہجہان کی رفاقت کے لیے آمادہ کرنا شروع کر دیا تہا۔ مگر شہریار سے سخت اندیشہ تہا۔ اور بغیر اس کے کہ کسی کو بادشاہ بنایا جاے امرا کا قابو مین آنا مشکل تہا۔ اس لیئے داور بخش پسر خسرو کو شاہجہان کے واسطے گوسفند قربانی بنا کر بادشاہ کیا جب شہریار نے سنا تو وہ بہی لاہور مین بادشاہ بنا مگر دو ہفتہ کے اندر ہی اندر آصف خان نے

داور بخش کی بادشاہی مین اوسے کامل شکست دیکرا ور قید کرکے مع پسران شاہزادہ دانیال کے اوسے اندھا کر دیا - ادہر بنارسی داس کوہ ودشت کو ہوا اور بجلی کی طرح طے کرتا ہوا ۱۸ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر پہونچا - اور آصف خان کی ہدایت کے بموجب پہلے مہابت خان کے پاس گیا - اور اوس کے ساتھ جاکر شاہجہان کو سلطنت کا مژدہ سنایا - شاہجہان فوراً ۲۳ تاریخ کو تیاری کرکے براہ احمدآباد و اجمیر آگرہ کو چل کھڑا ہوا - اور آصف خان کو خدمت پرست خان کے ہاتھ فرمان بھیجا کہ شہریار اور دانیال کے لڑکون طہمورث و ہوشنگ کو قتل کردو - ۲ جمادی الثانی کو لاہور مین یہ قتل کیے گئے - مگر داور بخش کسی طرح سے نکلکر ایران کو چلا گیا - پھر احمدآباد مین شیر خان نے سیف خان شاہجہان کے ساڑو کو پکڑ کر اوس کے حوالہ کیا شاہجہان نے سیف خان کا قصور معاف کر دیا - اور شیر خان کو صوبہ دار گجرات کرکے اجمیر آیا - اور وہ علاقہ مہابت خان کی جاگیر مین دیکر آگرہ پہونچا - اور ۷ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو اس شان و شوکت سے تخت پر بیٹھا کہ نہ اوس سے پہلے کوئی بیٹھا تھا اور نہ بعد مین اب تک بیٹھا -

۲۴۳ - بیجاپور پر برہان نظام شاہ کا دومرتبہ فوج بھیجنا - مگر ناکامیاب رہنا اور کدم راو حاکم بنکاپور کی بغاوت

چونکہ ابراہیم عادل شاہ شاہجہان کا پورا نا دوست تھا جب وہ مر گیا تو شاہجہان نے میر عبدالسلام کو عادل شاہ کے پاس تعزیت اور تہنیت کے لیے جنیر سے روانہ کیا اسی مین جہانگیر مر گیا اور شاہجہان آگرہ کو چلدیا - میر عبدالسلام کی محمد عادل شاہ نے بڑی خاطر داری کی - اور بہت تحفے تحائف اور پیش کش شاہجہان کو بھیجا چنانچہ میر عبدالسلام شاہجہان کی تخت نشینی کے دو چار روز بعد ہی اوس کے پاس آگرہ لوٹکر پہونچ گیا

اس سے برہان نظام شاہ کو بڑا کھٹکا پیدا ہوا - اور محمد عادل شاہ کو برباد کرنے کے سامان کیے - اس زمانہ مین ابراہیم کے مرنے سے بیجاپور کی حالت نازک ہو رہی تہی اور برہان نظام شاہ کو ایسا بڑا ملک شاہنشاہ ہند سے واپس مل گیا تہا - اوس نے بیجاپور پر فوج بہیجی - اور قلعہ کیس دار کو اپنے قبضہ مین کرنا چاہا - جو پہلے اوس سے نکل گیا تہا - عادل شاہی فوج بہی دفعیہ کے لیے پہونچی - جب لڑائی ہوئی تو عادل شاہیون کو غلبہ رہا - لیکن جب یہ لوگ آکر اپنے خیمون مین گیے تو نظام شاہی فوج جو منتشر ہو گئی تہی یکایک آپڑی - اور جب تک عادل شاہی فوج ہتیار سنبہالے - کہ سعادت خان اور اعتبار خان سردارون کو نظام شاہی فوج پکڑ کر لے گئی مگر نظام شاہ نے بجاے اس کے کہ اونہین ایذا دے گہوڑے اور خلعت دیکر رخصت کر دیا اور لشکر عادل شاہی وہان سے ہٹکر کشنا کے کنارہ چلا آیا - یہ کل بیان تاریخ بیجاپور مین بعینہٖ اسیطرح لکہا ہوا ہے - اس مین نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کیس دار کہان ہے اور کس طرح وہ نظام شاہ سے لیا گیا تہا - اور نہ یہ سمجہ مین آتا ہے کہ نظام شاہ نے قیدیون کو کیون اور کن شرایط پر چہوڑ دیا - جہان تک ہمارا قیاس کام کرتا ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ اس وقت عادل شاہیون کو بڑی شکست ہوئی ہوگی - اور قلعہ جس کا نام صحیح معلوم نہین ہے نظام شاہیون نے ضرور چہین لیا ہوگا - اور تعجب نہین کہ یہ وہ ہی لڑائی ہو جس مین حمید خان کی بی بی سردار فوج بنکر آئی تہی - مگر اس سبب سے ہم نے اس واقعہ کو جدا مانا ہے کہ وہ واقعہ مغلیہ تاریخون مین جہانگیر کے عہد مین لکہا ہے جو سنہ ۱۰۳۶ھ سے بعد کا نہیں ہو سکتا - اور یہ واقعہ بیجاپور کی تاریخ مین محمد عادل شاہ کے زمانہ یعنی سنہ ۱۰۳۷ھ کا ہے - اور قیاس چاہتا ہے کہ اوسی زمانہ کا ہو کہ جب ابراہیم مرا تہا

کیونکہ جب اسکے چند روز بعد برہان نظام شاہ نے حمید خان کی تحریک سے پھر فوج بھیجی اور وہ بڑے زور شور سے برابر حوالی بیجاپور تک چلی آئی۔ اور اطراف وجوانب مین تاخت وتاراج کرنے لگی۔ توچونکہ اس وقت امرا نے انتظام کرلیا تھا۔ نواب خان بابا اور اخلاص خان وغیرہ نے مشورہ کیا اور اعتبار خان سرسرنوبت کو سپہ سالار کرکے دفعیہ پر مقرر کیا۔ حوالی کدری کنور مین ایک سخت لڑائی ہوئی اور حمید خان بھاگ نکلا چند سردار اگرچہ اوس سے پیچھے بھی لڑتے رہے۔ مگر آخر اونہین بھی بھاگنا ہی پڑا۔ یہ واقعہ بھی غالباً اسی ۱۰۳۷ھ کا مگر اخیر سال کا ہے اسی زمانہ مین جب کہ برہان شاہ نے بیجاپور پر فوج کشی کی تھی تو کدم راو حاکم بنکاپور نے بھی سرکشی کی تھی۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوگیا تھا اس لیے سرداران بیجاپور نے میر علی رضا کو اوسکی تنبیہ پر مقرر کیا۔ میر علی رضا اور کدم راو سے ایک سال کے قریب متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ آخر میر علی رضا نے اوسے گرفتار کرکے قتل کردیا اور وہان کا امن چین کرکے واپس چلا آیا۔

بالخیر

